شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری

فتاوی ثنائیہ

www.KitaboSunnat.com

مرتبہ

مولانا محمد داؤد صاحب راز

ادارہ "ترجمان السنہ"

لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیہ ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

فتاویٰ ثنائیہ

www.KitaboSunnat.com

جس میں

شیخ الاسلام حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ کے
۴۴ سالہ فتاویٰ کو فقہی ترتیب کے ساتھ اس طرح مرتب کر دیا گیا ہے
کہ عبادات و معاملات کا کوئی مسئلہ باقی نہیں رہا۔

محشی بحواشی شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوسعید شرف الدین دہلوی رحمہ اللہ

جلد اوّل

مرتبہ

حضرت مولانا محمد داؤد صاحب راز

ناشر

ادارہ ترجمان السنۃ، ۷ ایبک روڈ، لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

طبع	دوم
مطبع	اشرف پریس لاہور
تاریخ طباعت	فروری ۱۹۷۲ء
تعداد	۱۰۰۰
قیمت جلد اوّل مجلد	۲۸/- روپے
قیمت جلد ثانی مجلد	[illegible]/- روپے
کا[illegible] مجلد	[illegible]/- روپے

طابع وناشر

ادارہ ترجمان السنۃ

۷ ایبک روڈ۔ انارکلی لاہور

257

المکتبۃ الرحمانیۃ

۹۹۔۰۰۰ بے ماڈل ٹاؤن۔ لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین فتاویٰ ثنائیہ جلد اوّل

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	فہرست	۳	۱۹	اہل ہنود کا چھوڑا ہوا جانور؟	۱۰۶
۲	ابتدائیہ از علامہ ظہیر	۱۵	۲۰	نبی سب حیات ہیں یا نہیں؟	۱۰۷
۳	افتتاح از محشی	۱۷	۲۱	نذر غیر اللہ حرام ہے	۱۰۸
۴	دیباچہ از مؤلف	۲۰	۲۲	یا اللہ اپنے رسولؐ کے صدقے! کہنا ثابت نہیں	۱۰۸
۵	مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ از قمر بنارسی	۵۴	۲۳	"البیس" پر ایک سوال	۱۰۸
۶	مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ از سلیمان ندوی	۶۱	۲۴	مباحث بابت میلاد مروجہ	۱۰۹
۷	خراج عقیدت از حکیم عبدالشکور شکراوی	۶۳	۲۵	سوالات عشرہ حنفیہ مع جوابات	۱۲۴
۸	نذر عقیدت از سید ثروت کمال ساحر	۶۵	۲۶	عقیدہ ہمہ اوست کی بحث	۱۴۸
۹	تاریخی قطعات از عبدالغفور لیکوری	۶۶	۲۷	اسلام اور صوفیائے کرام	۱۵۰
			۲۸	ایک نامۂ مبارکہ	۱۵۱
۱۰	قطعات تاریخ از حکیم صدیق احمد نامی	۶۷	۲۹	حور عین، جنت پر ایک سوال	۱۵۲
۱۱	افتتاح فتاوائے ثنائیہ (نظم)	۷۰	۳۰	فضیلت تعلیم القرآن پر ایک سوال	۱۵۴
۱۲	قصیدہ ثنائیہ در مناقب ثنائیہ از راز	۷۲	۳۱	"جنت کے ایک گلاس" شربت پر ایک سوال	۱۵۴
۱۳	باب اول عقائد و مہمات دین	۷۴	۳۲	جنت اور دوزخ کے خلود کی بحث	۱۵۶
۱۴	مقصد مذہب	۷۴	۳۳	تعظیم تصاویر اولیاء اللہ	۱۵۸
۱۵	عقائد صحیحہ	۸۶	۳۴	جان کے بدلے جان کا صدقہ بدعت سیئہ ہے	۱۵۹
۱۶	شرک کی تفصیلات	۸۹	۳۵	زلیخا سے حضرت یوسف کا نکاح ثابت نہیں	۱۵۹
۱۷	مولانا شاہ اسمٰعیل شہیدؒ دہلوی	۹۳	۳۶	یہ غلط ہے کہ آنحضرت صلعم کا سایہ نہ تھا	۱۵۹
۱۸	اہلحدیث کیا قرآن شریف کو نہیں مانتے	۱۰۴	۳۷	تبلیغ احکام دین پر ایک سوال	۱۵۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۳۸	مُنکرِ قرآن؟	۱۶۰
۳۹	قرآن پاک اور مغربی دُنیا۔	۱۶۰
۴۰	معلومات متعلقہ وید	۱۶۷
۴۱	عذاب قبر کے بارے میں ایک سوال	۱۷۴
۴۲	ایک مسیحی معجزہ پر سوال	۱۷۶
۴۳	بجز انبیاءؑ کوئی معصوم نہیں	۱۷۷
۴۴	اجتہاد پر ایک بحث۔	۱۷۷
۴۵	تقلید کی تعریف میں عدم علم داخل ہے۔	۱۷۸
۴۶	علم لدنی کی تشریح	۱۷۸
۴۷	ایک پیر پرست کی حرکت	۱۷۹
۴۸	وظیفہ خوانی میں لا الٰہ الا اللہ کیساتھ محمد رسول اللہؐ	۱۷۹
۴۹	وباؤں سے بچنے کے لئے اذانیں	۱۸۰
۵۰	مظلومی کی موت بھی شہادت ہے۔	۱۸۰
۵۱	رسوماتِ محرم پر ایک سوال؟	۱۸۱
۵۲	روح پر ایک سوال	۱۸۱
۵۳	نحن اقرب الیه الخ پر ایک سوال۔	۱۸۲
۵۴	قوالی سُننا گناہ ہے	۱۸۲
۵۵	خانقاہ کے نام کا بکرا	۱۸۴
۵۶	امام مہدی کے نشانات	۱۸۶
۵۷	نبی اللہ حی کی حقیقت ہم نہیں جانتے۔	//
۵۸	مقلدین کو شفاعت رسولؐ ہوگی یا نہیں؟	//
۵۹	خیر خیرات بنام خضر اللہ؟	۱۸۷
۶۰	تقدیر پر تفصیلات	//
۶۱	فرقہ شیعہ کے بارے میں ایک سوال	۱۹۰
۶۲	جادو کی تفصیلات	۱۹۱
۶۳	عذاب قبر کا ثبوت قرآن مجید سے؟	۱۹۴
۶۴	کیا کتاب اور شریعت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں؟	//
۶۵	ہندوستان کے ہندو مسلمانوں کیساتھ معاہد ہیں	۱۹۵
۶۶	سینما دیکھنا سب کے لئے ناجائز ہے۔	//
۶۷	ایک بہت مشہور مگر بے ثبوت بات کی تردید	//
۶۸	اسلام کی بنا پانچ چیزوں پر ہے۔	۱۹۶
۶۹	نبیؐ کوئی شرعی حکم اپنی رائے سے نہیں دیتا	۱۹۷
۷۰	جغرافیہ دانوں کی ایک بات	//
۷۱	استواء علی العرش کے بارے میں ایک سوال مع تفصیلات	۱۹۸
۷۲	حضرت عزیرؑ کے بارے میں ایک سوال	۲۰۴
۷۳	یاجوج ماجوج اور دجال کے بارے میں؟	۲۰۵
۷۴	اصحاب کہف اور حضرت سلیمانؑ کے ہدہد پہ ایک سوال۔	//
۷۵	تصویر کشی کے بارے میں	۲۰۶
۷۶	معجزاتِ انبیاءؑ کے بارے میں	۲۰۷
۷۷	مسئلہ خلقِ قرآن کے متعلق	۲۰۹
۷۸	ایک بزرگ مرحوم کا یادگاری فتویٰ	۲۱۱
۷۹	نیاز فاتحہ کے بارے میں تفصیلات	۲۱۴
۸۰	اولیاء اللہ کی کرامت پر ایک سوال	۲۱۹
۸۱	اللہ تعالیٰ کا اپنی صفات میں ظہور کرنا۔	۲۲۰
۸۲	شفاعت برحق ہے	//
۸۳	خطبۂ جمعہ یا وعظ میں رسولؐ کا نام نامی سنکر درود پڑھنا	۲۲۱
۸۴	جماعت اہلحدیث کو دوزخی کہنے والا کیسا ہے؟	۲۲۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۸۵	ناسخ ومنسوخ کی تفصیلات	۲۲۲
۸۶	ذوالقرنین اور سورج ؟	؍؍
۸۷	دوزخ والوں کے بارے میں	۲۲۳
۸۸	ارہاص معجزہ، کرامت وغیرہ کا مفہوم	؍؍
۸۹	تہتر فرقوں والی حدیث مع تشریح	۲۲۴
۹۰	خواجہ حسن نظامی دہلوی کے سوالات	۲۵۱
۹۱	تشریحات از قلم حضرت مفتی مرحوم	۲۵۴
۹۲	چند دینی سوال	۲۶۰
۹۳	مشرکوں کے حق میں بخشش کی دُعا جائز نہیں	۲۷۴
۹۴	ایک پادری کے چند سوال مع حالاتِ بائیبل	۲۷۵
۹۵	قرآن وحدیث، دونوں کا ماننا ضروری ہے	۲۷۸
۹۶	ایک ضروری استفسار	۲۸۷
۹۷	مدتِ خلافتِ راشدہؓ	۲۹۲
۹۸	عذابِ قبر پر ایک اور سوال	؍؍
۹۹	چند صوفیانہ اصطلاحات کی تشریح	؍؍
۱۰۰	تقویۃ الایمان پر ایک اعتراض مع جواب	۲۹۴
۱۰۱	توسل بالموتی والاحیاء جائز ہے یا نہیں	؍؍
۱۰۲	آثارِ قیامت	۲۹۵
۱۰۳	ایک غلط وظیفہ مع تردید مفصل	؍؍
۱۰۴	حاضر و ناظر کے کیا معنی ہیں ؟	۲۹۹
۱۰۵	درود شریف کے بارے میں	؍؍
۱۰۶	عربی وفارسی کے بعض غیر مشروع وظائف	۳۰۱
۱۰۷	ایک لطیف تاریخی واقعہ بابت سفر اجمیر	۳۰۲
۱۱۸	علمائے دین پر لعنت بھیجنے والا کیسا ہے ؟	؍؍

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۰۹	وسیلہ کے کیا معنی ہیں ؟	۳۰۳
۱۱۰	حدیث اوتیت علم الاولین والاخرین کی تشریح	؍؍
۱۱۱	حدیثِ ابراہیمیؑ پر تشریحات	۳۰۴
۱۱۲	ہر کوئی اپنے وقت ہی پر مرتا ہے ۔	۳۰۸
۱۱۳	احد اور احمدؐ میں بہت فرق ہے ۔	؍؍
۱۱۴	ایک پروفیسر صاحب کا سوال	؍؍
۱۱۵	'الفاتحہ' کہنے والا امام	۳۰۹
۱۱۶	حاضری بر مزاراتِ اولیاء اللہ	۳۱۰
۱۱۷	عشرۂ محرم پر تفصیلات	۳۱۱
۱۱۸	کیا روح دفن کے بعد پھر جسم میں آجاتی ہے ؟	۳۱۴
۱۱۹	عورتوں کا قبروں کی زیارت کو جانا کیسا ہے ؟	۳۱۵
۱۲۰	لفظ رعد اور برق کی تفصیلات	۳۱۶
۱۲۱	مودودی مذہب کی تفصیلات	۳۱۷
۱۲۲	شیخ ابن عربی کی بابت سوال	۳۲۴
۱۲۳	اسلام میں چھوت چھات نہیں	۳۲۵
۱۲۴	ایک بدعی وظیفہ	؍؍
۱۲۵	لولاک والی حدیث موضوع ہے ۔	؍؍
۱۲۶	نذر اللہ ہندو کی طرف سے بھی ہو تو کھانا جائز ہے	۳۲۶
۱۲۷	حسراخ امتی والی حدیث بے ثبوت ہے	؍؍
۱۲۸	کیا فرشتہ صرف ایک قوت کا نام ہے	؍؍
۱۲۹	قرآن کے بعد کونسی کتاب سب سے زیادہ معتبر ہے	؍؍
۱۳۰	حدیث اول ما خلق اللہ نوری کی صحیح نہیں	۳۲۷
۱۳۱	گوشت خنزیر کیوں حرام ہوا ؟	؍؍

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۳۲	وسیلہ کی تفصیلات	۳۳۸
۱۳۳	یا علی مدد کہنا شرک ہے۔	۳۳۹
۱۳۴	امتِ دعوت اور امتِ اجابت کا فرق	〃
۱۳۵	تعویذ نویسی	〃
۱۳۶	علم غیب۔ دعوت رسول علیہ السلام کی بحث	۳۴۰
۱۳۷	آیت شریفہ انما المشرکون نجس کی تشریح	۳۴۳
۱۳۸	ہمزاد سے کیا مراد ہے؟	۳۴۴
۱۳۹	سنت و مستحب اصول محدثین میں؟	〃
۱۴۰	تفسیر القرآن کے بارے میں تشریحات	۳۴۶
۱۴۱	آجکل لفظ خلافت کا اطلاق درست نہیں سمجھنا۔	۳۴۷
۱۴۲	بعض رسمی اسلامی نشانات کے بارے میں	۳۴۸
۱۴۳	کتابیہ میں مجوسی شامل ہیں یا نہیں؟	〃
۱۴۴	حضرت اسرافیل و عزرائیل کی موت کے بارے میں	۳۴۹
۱۴۵	کتے والے گھر میں ملائکہ رحمت کے آنے سے انکار	〃
۱۴۶	جیب میں سکہ شاہی چہرہ دار لیکر نماز ہوگی یا نہیں؟	〃
۱۴۷	نذر و نیاز پر ایک تفصیل	〃
۱۴۸	مجذوب کے بارے میں	۳۵۰
۱۴۹	ازواج النبیؐ کے بارے میں	۳۵۱
۱۵۰	عربی کا مطلب اردو میں بیان کرنا جائز ہے	〃
۱۵۱	کیا مذہب اہلحدیث پانچواں مذہب ہے؟	۳۵۲
۱۵۲	مردے سے منکر نکیر کہاں پر سوال کرتے ہیں۔	۳۵۳
۱۵۳	شہید کے زندہ رہنے سے کیا مراد ہے۔	〃
۱۵۴	قرآن مجید کے بوسیدہ اوراق کے بارے میں	〃
۱۵۵	کیا مرشد بنانا فرض ہے۔	〃
۱۵۶	مرشد کے نذرانہ کے بارے میں	۳۵۴
۱۵۷	دکاندار پیروں اور مرشدوں کی حرکات کے بارے میں	〃
۱۵۸	بلا تحقیق کسی کو کافر کہنا منع ہے۔	۳۵۸
۱۵۹	گیارہویں کے ختم کا رواج بدعت ہے۔	〃
۱۶۰	نماز صحیح بطریق رسول اللہ کس طرح ہے۔	۳۵۹
۱۶۱	منت کی چیز شیرینی وغیرہ لینا جائز ہے یا نہیں؟	〃
۱۶۲	ہر نبی اپنے قوم کی زبان میں!	〃
۱۶۳	حدیث کی صحت اور ضعف کے بارے میں	〃
۱۶۴	ہاروت و ماروت کون تھے	۳۶۰
۱۶۵	اسلام میں آنے کا کیا طریقہ ہے۔؟	〃
۱۶۶	دعا میں اعمال کا واسطہ آیا ہے	〃
۱۶۷	وباء کے وقت اذانیں	۳۶۱
۱۶۸	بروز قیامت مجرموں سے حساب کیسے ہوگا	〃
۱۶۹	اللہ تعالیٰ نے نبیوںؑ کا جسم مٹی پر حرام کیا ہوا ہے۔	〃
۱۷۰	شرع میں عالم کی تعریف کیا ہے؟	〃
۱۷۱	کیا نبیؐ نبوت سے پہلے گنہگار تھے؟	۳۶۲
۱۷۲	چند آیتوں کی تشریح	〃
۱۷۳	سیاست شرعیہ کے بارے میں	۳۶۳
۱۷۴	ایک خاص سوال مع تردید دیگر بدعات	〃
۱۷۵	بزرگوں سے دعا کرانے اور ایک آیت کی تفسیر کے بارے میں	۳۶۵
۱۷۶	بناوٹی درود اور چند اولیاء اللہ کے بارے میں	〃
۱۷۷	محرم کا حلوا اور نابالغ بچوں کی میت کے بارے میں	۳۶۶
۱۷۸	شہادت حسینؓ کا ذکر اور ایک بناوٹی حدیث	〃
۱۷۹	معراج وغیرہ کے بارے میں	۳۶۸

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۸۰	جبریہ قدریہ اور امام ابو حنیفہ رح کی تابعیت پر ؟	۳۶۹
۱۸۱	سماعِ موتیٰ و فرقہ مرجیہ کے بارے میں	۳۷۰
۱۸۲	تقلیدی عمل شرعی چیز نہیں ۔	۳۷۱
۱۸۳	رفعِ مسیح اور مرزائیت پر تشریحات	۳۷۲
۱۸۴	شرائطِ ہندوؤں سے مراسم مع بیانِ مہاتما گاندھی	۳۷۸
۱۸۵	غلط ناموں اور علمِ غیب و محمدیتی پر سوالات	۳۷۹
۱۸۶	ایک آیت کی تفسیر اور حضرت شہید کا ایک مضمون	۳۸۲
۱۸۷	شریعت، طریقت، معرفت اور چند بزرگانِ اسلام پر	۳۸۴
۱۸۸	چند اور مسائل	،،
۱۸۹	بہائی سوالات و دیگر بیانات	۳۹۰
۱۹۰	عیسائیوں کے چند اعتراض مع جواب وغیرہ	۳۹۳
۱۹۱	بہائیوں کا ایک اور سوال مع جواب	۳۹۷
۱۹۲	مجدد بریلوی کے ایک فتویٰ کی تردید	۴۰۹
۱۹۳	ایک شیعی اعتراض مع جواب	۴۱۳
۱۹۴	وہابیت کی تفصیل اور ہمارے عقائد و اعمال	۴۱۴
۱۹۵	مقلد و غیر مقلد	۴۱۹
۱۹۶	دعوتِ عرس اجمیر پر ایک تاریخی خط ۔	۴۲۰
	کتاب الصلوٰۃ	
۱		۴۲۱
۲	ایشور بھگتی (مولانا مرحوم کا عبادت پر ایک مقالہ)	،،
۳	تفصیل اوقات و ارکانِ صلوٰۃ	۴۲۵
۴	نماز میں چار فعل اور وجوب نماز باجماعت	۴۳۰
۵	پرانے قبرستان کے منہدم ہو جانے پر وہاں تعمیر مسجد	،،
۶	جذامی امام کے پیچھے اور ریشمی کپڑوں میں نماز	۴۳۱
۷	قراءتِ قرآن جہاں سے جی چاہے پڑھ لے	،،
۸	ایک جلد باز اور نااہل امام پر فتویٰ	۴۳۱
۹	گھر میں معذور کی نماز ہو سکتی ہے ؟	۴۳۲
۱۰	مساجد کو بانیان کی طرف منسوب کرنا ؟	۴۳۳
۱۱	ایک شخص نے اکیلے نماز فرض پڑھ لی ہے الخ	،،
۱۲	اذانِ عثمانی رض پر بحث	۴۳۴
۱۳	مجھے نوکری کے باعث الخ	،،
۱۴	تفصیلاتِ اذان	۴۳۷
۱۵	جراب پر مسح اور چوری کے کپڑوں میں نماز پر فتویٰ	۴۴۱
۱۶	سینے پر ہاتھ باندھنے وغیرہ کے مباحث	۴۴۳
۱۷	مسبوق سلام پھیرنے سے پہلے الخ	۴۴۶
۱۸	بعض نمازوں کے بعد لازماً معانقہ کرنا ؟	۴۴۷
۱۹	ایک رکعت وتر اور بیٹھ کر نفل پڑھنے کے بارے میں	،،
۲۰	نمازوں کی رکعتیں کم و بیش کیوں ہوئیں ؟	۴۴۸
۲۱	اوقاتِ ممنوعہ میں ممانعتِ صلوٰۃ کی علت کیا ہے	،،
۲۲	جمعہ کے خطبے اور وتروں کی تین رکعت کے بارے میں	،،
۲۳	وتروں میں دعائے قنوت	۴۴۹
۲۴	آیات کا جواب	،،
۲۵	بغیر عذر نمازِ عید بستی میں پڑھنی خلافِ سنت ہے	۴۵۰
۲۶	عید کے روز بعد نماز کے معانقہ ؟	،،
۲۷	ایک تعاقب اور سوئے ہوئے آدمی کے بارے میں ؟	۴۵۱
۲۸	مؤذن کی اجازت سے دوسرا آدمی اذان کہہ سکتا ہے	،،
۲۹	تصحیح مع بیانِ محقق	۴۵۲
۳۰	غسل اور مسح کے بارے میں	۴۵۳
۳۱	کیا امام مقتدیوں سے ایک ہاتھ اونچا کھڑا ہو سکتا ہے	،،

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۳۲	آمین بالجہر سنتِ رسولؐ ہے	۴۵۴	۵۶	بندگانِ دیوبند اور اہل حدیث	۵۰۸
۳۳	بیمار عضو پر مسح کرنا جائز ہے۔	۴۵۵	۵۷	بحث جمعہ فی القریٰ	۵۱۰
۳۴	صبح کی نماز میں قنوت پڑھنا اور ایک تعاقب	۴۵۶	۵۸	قبرستان میں مسجد	۵۱۵
۳۵	سینہ پر ہاتھ باندھنے کی تحقیق	۴۵۷	۵۹	درمیانی تشہد میں درود نہیں۔	۵۱۷
۳۶	دعا مانگنے کا طریقہ	〃	۶۰	اذان کے وقت اور فرض نماز کے وقت سلام	۵۱۸
۳۷	تین وتروں میں قعدہ؟	〃	۶۱	بابت قراءت قرآن جنبی	۵۱۹
۳۸	سفر اور قصر کی بحث	۴۶۰	۶۲	بعد نماز عشاء سبحان الملک القدوس و دیگر مسائل	۵۲۱
۳۹	اقتدا با اہلحدیث کے بارے میں دیوبند کا فتویٰ	۴۶۴	۶۳	نماز میں ہنسنا اور نماز میں بدن ڈھانپنا	۵۲۴
۴۰	تارک الصلوٰۃ کے بارے میں	۴۶۵	۶۴	تکبیراتِ عیدین میں رفع الیدین	۵۲۵
۴۱	دعائے قنوت ہاتھ اٹھا کر اور کلوخ بازی الخ	۴۶۸	۶۵	تعداد رکعتِ نماز تہجد	۵۲۶
۴۲	نماز میں پیروں کا ملانا۔	۴۶۹	۶۶	متروکہ مسجد کے بارے میں	〃
۴۳	محرابِ مسجد کے بارے میں تفصیلات	۴۷۴	۶۷	بعد نماز مکتوبہ امام کا دعا مانگنا	۵۲۷
۴۴	نیت نماز پر تفصیلات	۴۷۸	۶۸	کیا عورت اذان پڑھ سکتی ہے۔	〃
۴۵	امام کے لئے ٹوپی یا صافہ وقمیص کے بارے میں	۴۸۲	۶۹	سگرٹ باز امام کے بارے میں فتویٰ	〃
۴۶	مریض محتلم اور قرآن پاک کی قراءت پر فتویٰ	〃	۷۰	جمعہ کے بعد سنتیں اور فرض نماز کے سلام کے بعد تکبیر کہنا	〃
۴۷	رفع الیدین وآمین بالجہر کے بارے میں الخ	۴۸۳	۷۱	اقامت اکہری ہے یا دوہری	۵۲۹
۴۸	فجر کی نماز بغیر سنت پڑھے اور مغرب میں ایک سنت پڑھا	〃	۷۲	تین وتروں میں درمیان میں التحیات پڑھنا	〃
۴۹	نماز جمع کرنے والا سنت پڑھے یا نہیں؟	۴۸۵	۷۳	تارک صلوٰۃ اور رمضان کا مصلی	〃
۵۰	فجر کی سنت اور گرم گھی میں چوہا گر جانے پر فتویٰ	〃	۷۴	خطبہ جمعہ اور جماعتِ عصر کے وقت ظہر پڑھنے پر فتویٰ	〃
۵۱	تثویب ناجائز ہے۔	〃	۷۵	رکوع کی رکعت	〃
۵۲	مقتدی کب کھڑے ہوں اور علماء سے ایک سوال	۴۸۹	۷۶	جماعت شروع ہوجانے پر مسجد میں الخ	۵۳۲
۵۳	فتویٰ مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب	۴۹۲	۷۷	ڈاڑھی منڈانے والا امام	〃
۵۴	چونے پر تیمم اور نیت نماز و اوقات کے بارے میں	۴۹۸	۷۸	سینہ پر ہاتھ باندھنا اور دیگر مسائل	۵۳۴
۵۵	بعد نماز فرض ہاتھ اٹھا کر دعا	۵۰۰	۷۹	حائضہ عورت اور تلاوت قرآن پاک	۵۳۵

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۸۰	عیدگاہ میں پختہ منبر اور تعاقبات	۵۳۵	۱۰۴	صف سیدھی کرنے کے بیان میں	۵۷۹
۸۱	اذان اور تکبیر میں تفاوت اور سہو پر سجدہ وغیرہ	۵۳۷	۱۰۵	سہو اور تحیۃ المسجد و صلوٰۃ مستورات وغیرہ مسائل پر؟	〃
۸۲	اوقات مطابق گھڑی و دیگر تعاقبات	۵۳۸	۱۰۶	بسم اللہ بالجہر یا بالسر و عیدین میں دعا پر فتاوے	۵۷۷
۸۳	جمعہ کے دن بوقت زوال جوازِ نماز ؟	۵۴۳	۱۰۷	رفع الیدین پر طعن کرنے والا کیسا ہے ؟	۵۷۸
۸۴	حنفی کی نمازِ عید شافعی امام کے پیچھے ؟	۵۴۴	۱۰۸	نمازِ عیدین گیارہ تکبیروں کے ساتھ ۔	۵۸۳
۸۵	ایک دیوبندی مولوی کو جواب	۵۴۵	۱۰۹	چند تعاقبات	〃
۸۶	بحث تعداد رکعت تراویح	〃	۱۱۰	بوقت خطبہ جمعہ سنت پڑھنا اور دیگر مسائل	۵۸۵
۸۷	آیاتِ قرآنی کا جواب اور قنوت بعد از رکوع	۵۵۳	۱۱۱	دیہات میں نماز جمعہ و فتویٰ لاؤڈ سپیکر وغیرہ مسائل	۵۸۷
۸۸	خطبہ جمعہ اردو میں وغیرہ وغیرہ مسائل	〃	۱۱۲	رکوع کی رکعت اور صلوٰۃ التسبیح کے بارے میں	۵۹۲
۸۹	کیا ایک وتر پڑھنا گمراہی ہے ؟	۵۵۴	۱۱۳	برہنہ سر نماز اور سینہ پر ہاتھ باندھنے وغیرہ کے مباحث	〃
۹۰	سورہ فاتحہ خلف الامام کے متعلق	۵۵۵	۱۱۴	بغیر اجازت مؤذن کے اذان اور دیگر مسائل	〃
۹۱	الجمعیۃ کے مفتی صاحب کو جواب	۵۵۶	۱۱۵	بابت قصر نماز و اقتداء اہلحدیث	۵۹۶
۹۲	فجر کی جماعت کے وقت سنت پڑھنا جائز نہیں	۵۵۷	۱۱۶	فتاویٰ علماء احناف	〃
۹۳	امام صاحب اگر نوکر ہوں تو ؟	〃	۱۱۷	مولانا انور شاہ کا اور سنیت رفع الیدین	۵۹۷
۹۴	خطبہ جمعہ میں پیچھا چھلنا و فوت شدہ نماز عصر کا بیان	۵۵۸	۱۱۸	سفر میں قصر کرنے اور سنتوں کے بارے میں	۶۰۰
۹۵	جمعہ کی آخری رکعت پاؤ تو جمعہ پڑھو وغیرہ وغیرہ	۵۵۹	۱۱۹	امام کے احکامات و مساجد میں لیکچر و تقریر !	۶۰۱
۹۶	خطبہ دیتے وقت ہاتھ میں عصا لینا اور ایک تک نماز پڑھنا	۵۶۰	۱۲۰	ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھنا ؟ اور عورتوں کا عیدگاہ جانا	۶۰۳
۹۷	اجتماع عید و جمعہ	۵۶۱	۱۲۱	تعمیر مسجد میں مشرکین سے امداد اور دیگر مسائل	〃
۹۸	جمعرات کو نمازِ مغرب میں سورۃ قل یا ایہا الکافرون پڑھنا	۵۶۵	۱۲۲	رکعتِ تراویح اور تمتہ ضروری مسائل	۶۰۴
۹۹	سلام پھیرنے اور خطیب المسجد کی دو سنتوں کے بارے میں فتویٰ	۵۶۶	۱۲۳	ایک دیوبندی فتویٰ معہ جواب	۶۰۷
۱۰۰	سنت فجر پڑھ کر داہنی کروٹ پر لیٹنا	〃	۱۲۴	جو مکان شرعی مسجد بن جائے الخ وغیرہ	۶۰۸
۱۰۱	عورت اپنے خاوند کے پیچھے ؟ اور سنتوں پر ایک فتویٰ	۵۶۹	۱۲۵	خطبہ جمعہ و دیگر مسائل	۶۱۰
۱۰۲	نماز کے بعد استغفار و دعا و تسبیح مروجہ کے بارے میں	〃	۱۲۶	منظوم دعائیں و دیگر فتاوے بابت مسائل متفرقہ	〃
۱۰۳	رکوع کے بعد ہاتھ کہاں ہوں ؟ اور ایک نمازی کا مصلیٰ	۵۷۷	۱۲۷	مستورات کی نماز و تکبیرات عیدین و دیہات میں جمعہ وغیرہ	۶۱۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱۲۸	پانی کے مسائل	۶۱۴
۱۲۹	جمع بین الصلاتین و دیگر مسائل	۶۱۵
۱۳۰	تعمیر عیدگاہ وغیرہ۔ متفرق مسائل	۶۱۶
۱۳۱	کعبہ شریف میں نمازی کے آگے سے گذرنا	۶۱۷
۱۳۲	پختہ مسجد کے بارے میں اور عید کی نماز کھلے میدان میں	۶۱۸
۱۳۳	سعی کے ساتھ دعا کرنا وغیرہ وغیرہ مسائل	۶۱۹
۱۳۴	وتر ایک رکعت و جماعت ثانیہ و عورتوں کیلئے رفع یدین	״
۱۳۵	عورتیں دعائے قنوت پڑھیں یا نہیں؟ وغیرہ	۶۲۰
۱۳۶	صبح کی نماز میں دعائے قنوت وتر و امیر ہندی پر	״
۱۳۷	خطبہ جمعہ بجواب حمایت اسلام لاہور	۶۲۲
۱۳۸	تارک سنت کے بیان میں	۶۲۸
۱۳۹	مروجہ رموز و اوقاف قرآن پر فتویٰ	۶۲۹
۱۴۰	گردن کا مسح و احتیاطی ظہر کی تردید	״
۱۴۱	سر اور کان کا مسح	۶۳۰
۱۴۲	شرعی مسافر اور وقت نماز عصر کے بارے میں	״
۱۴۳	دیوار پر تیمم؟ و دیگر مسائل	۶۳۱
۱۴۴	نماز پنجگانہ کا ذکر قرآن مجید میں	۶۳۲
۱۴۵	عیدگاہ میں منبر لیجانے کے بیان میں؟	״
۱۴۶	ٹخنے سے نیچے پاجامہ لٹکا کر نماز پڑھنا منع ہے۔	۶۳۳
۱۴۷	صحیح نماز کون سی ہے؟	״
۱۴۸	جماعت ثانیہ بلکہ ثالثہ اور رابعہ بھی جائز ہے۔	۶۳۶
۱۴۹	علمائے کرام سے چند سوال معہ جواب	۶۳۷
۱۵۰	جواب طلب سوالات معہ جواب	״
۱۵۱	خاتمہ کتاب الصلوٰۃ	۶۳۸

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	کتاب الصیام	۶۴۱
۲	خطبہ رمضان شریف	״
۳	روزہ کی حکمتیں اور فوائد	۶۴۳
۴	بچہ کو دودھ پلانے والی کیلئے کیا حکم ہے؟	۶۴۴
۵	شب قدر میں نوافل؟ و دیگر مسائل	״
۶	اعتکاف میں بیٹھنے کا حکم	۶۴۹
۷	سحری کی اذان	۶۵۲
۸	روزہ دار کے لئے دوا کا ٹیکہ؟	״
۹	تمباکو سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے؟	״
۱۰	روزہ میں مباشرت	״
۱۱	خطبہ نماز میں لاؤڈ سپیکر	۶۵۳
۱۲	بیس رکعت تراویح ثابت نہیں	״
۱۳	نابینا حافظ تراویح پڑھائے یا نہیں؟	״
۱۴	جلد جلد پڑھنے والا حافظ؟	״
۱۵	تراویح اور تہجد؟	״
۱۶	روزہ دار کیلئے تیل اور سرمہ کا استعمال؟	۶۵۴
۱۷	بوقت ضرورت عیدگاہ کی چہار دیواری تعمیر؟	״
۱۸	لیلۃ القدر صرف ستائیس تاریخ ہی کو نہیں ہے	״
۱۹	نماز تراویح کی تفصیلات	״
۲۰	شب قدر اور شب برات	۶۵۶
۲۱	غلطی سے روزہ کھولنے والے	۶۵۷
۲۲	اعتکاف کا ذکر	״
۲۳	جماع بھی مفطر صوم ہے اور ناجائز روزوں کا بیان	״
۲۴	کیا اعتکاف فرض کفایہ ہے؟	״

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۵	مرنے والے کے روزوں کا حکم؟	۶۵۷
۲۶	رمضان المبارک میں جنت الخ	۶۵۸
۲۷	بہت بوڑھا ضعیف کیا کرے؟	//
۲۸	رویتِ ہلال کیلئے قرب وجوار کی شہادتیں۔	۶۵۹
۲۹	خبر رویتِ ہلال بذریعہ تار	۶۶۶
۳۰	مہینہ ۲۸ دن کا نہیں ہوتا	۶۶۷
۳۱	تشریح بابت اختلافِ مطالع	۶۶۸
۳۲	فطرہ عید کتنا ہے؟	۶۷۵
۳۳	رمضان شریف میں بیوی کے پاس الخ	۶۸۱
۳۴	زید اپنی بیوی سے الخ	//
۳۵	ایک عورت کا حمل ساقط ہوا الخ	//
۳۶	صائم کی ضیافت	//
۳۷	روزہ دار عورت اپنے شیر خوار بچے الخ	//
۳۸	رمضان شریف کی توہین کرنے والا	//
۳۹	روزہ میں منجن کا استعمال	//
۴۰	تراویح کا وقت بعد العشاء ہے	//
۴۱	نمازِ تہجد کے رکعت ہے؟	۶۸۲
۴۲	تراویح اور تہجد	//
۴۳	عورتوں کو نماز تراویح	//
۴۴	روزہ کی نیت	//
۴۵	چوبیس کلاک کا روزہ	۶۸۳
۴۶	سحری نہ کھانا بہتر نہیں	//
۴۷	عورتیں حیض ونفاس سے ہوں؟	//
۴۸	اعتکاف ہر مسجد میں جائز ہے؟	//

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۴۹	تکبیرات عیدین پر رفع یدین	۶۸۴
۵۰	ماہِ شعبان کی تیس تاریخ الخ	//
۵۱	ولیمۃ القرآن	//
۵۲	خاتمہ	//
۱	کتاب الزکوٰۃ	۶۸۵
۲	افتتاحیہ	//
۳	روٹی کے مسئلہ کا حل	۶۹۰
۴	مستعمل زیور پر زکوٰۃ	۶۹۲
۵	یتیم کے مال میں زکوٰۃ ہے یا نہیں؟	۶۹۴
۶	زید نے بکر کے قرض کی ذمہ داری الخ	۶۹۶
۷	زکوٰۃ کو پیسہ پیسہ کرکے تقسیم کرنا کیسا ہے؟	//
۸	زکوٰۃ کے روپے سے دینی اخبار خریدنا؟	//
۹	پراویڈنٹ فنڈ میں زکوٰۃ ہے یا نہیں؟	۶۹۷
۱۰	زیورات کی زکوٰۃ؟	//
۱۱	مدِ زکوٰۃ سے مدرس کی تنخواہ دی جاسکتی ہے یا نہیں؟	۷۰۲
۱۲	زکوٰۃ کا روپیہ اسلامیہ سکول کی امداد میں الخ	۷۰۸
۱۳	زید نے ایک لاری قرضہ سے خریدی الخ	۷۲۵
۱۴	بعض علماء فرماتے ہیں الخ	//
۱۵	ایک سوداگر الخ	//
۱۶	لاوارث مردوں اور محتاجوں الخ	//
۱۷	مساجد کی مرمت الخ	۷۲۶
۱۸	زکوٰۃ قربانی اور عقیقہ کی خیراتی رقوم کے بارے میں	//
۱۹	زیور کی زکوٰۃ کے بارے میں مبسوط رسالہ	//
۲۰	خراجی زمین پر عشر ہے یا نہیں؟	۷۲۷

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر	نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۲۱	سوال مع جواب	۷۲۸	۴۵	زمین خراجی میں عشر؟	۷۴۰
۲۲	تعاقب از حضرت مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی	۷۲۹	۴۶	زکوٰۃ خصوصیت کے ساتھ کن کیلئے ہے	۷۴۰
۲۳	جواب تعاقبات	۷۳۰	۴۷	مال حرام دو قسم پر ہے الخ	۷۴۰
۲۴	صدقہ فطر مکئی سے دے سکتے ہیں یا نہیں؟	۷۳۱	۴۸	ایک امیر اپنے خرچ سے الخ	۷۴۱
۲۵	زکوٰۃ سے غلہ خرید کر الخ	۷۳۲	۴۹	حرفت پیشہ لوگوں پر زکوٰۃ الخ	״
۲۶	لڑکا اپنی زکوٰۃ والدین کو دے سکتا ہے یا نہیں؟	״	۵۰	عشر زکوٰۃ سے اسلامی لٹریچر	״
۲۷	مال زکوٰۃ سے افطاری وغیرہ	۷۳۳	۵۱	شریعت نے زمیندار کی محنت الخ	۷۴۲
۲۸	امام عید کو زکوٰۃ کی مد سے دے سکتے ہیں یا نہیں؟	״	۵۲	چرم قربانی اور زکوٰۃ سے مرمت مسجد الخ	״
۲۹	مد زکوٰۃ سے مدرسہ کا چندہ	״	۵۳	ایک شخص نے مسجد کی زمین دبالی ہے الخ	״
۳۰	زمین مرہونہ سے انتفاع کے بارے میں	״	۵۴	زید کے پاس الخ	״
۳۱	صدقہ فطر سے مسجد نہیں بنا سکتے	۷۳۵	۵۵	زکوٰۃ سال گذرنے پر واجب ہوتی ہے	״
۳۲	اموال زکوٰۃ سے طریقہ ادائیگی زکوٰۃ	״	۵۶	بعض لوگوں کا خیال الخ	۷۴۴
۳۳	زکوٰۃ سے انکم ٹیکس ادا کرنا جائز نہیں	״	۵۷	دربارہ زکوٰۃ مکانہائے کرایہ	״
۳۴	مصارف زکوٰۃ	״	۵۸	ایک آدمی کی جائداد الخ	۷۴۶
۳۵	زید کاشتکار رہے الخ	۷۳۶	۵۹	دھان چاول وغیرہ الخ	״
۳۶	ایک اور کاشتکار پر سوال	۷۳۷	۶۰	تقسیم زکوٰۃ پیر کی معرفت الخ	۷۴۷
۳۷	عمرو کسی مہاجن کا مقروض ہے الخ	״	۶۱	غلہ عشر وغیرہ خرچ کرنا اپنے ہاتھ سے الخ	״
۳۸	کاشتکاروں کو عموماً الخ	״	۶۲	زید کے پاس سو روپیہ نقد ہے الخ	۷۴۸
۳۹	مقامی مساکین کا حق مقدم ہے	۷۳۸	۶۳	اولوالارحام کے ساتھ سلوک کرنا	״
۴۰	جبراً وصولی جائز نہیں	״	۶۴	امداد از زکوٰۃ مشرک بدعتی رشتہ داروں کو؟	۷۴۹
۴۱	زکوٰۃ وعشر کا نصاب	״	۶۵	کیا زکوٰۃ بعد سال فوراً ادا کردی جائے۔	״
۴۲	نصاب زکوٰۃ	״	۶۶	غریب طلباء کی امداد	۷۵۰
۴۳	مفروض پر زکوٰۃ وعشر	۷۳۹	۶۷	شرح زکوٰۃ از زیورات مستعملہ	״
۴۴	جس زمین کی پیداوار آب پاشی الخ	״	۶۸	ایک مسلمان سال میں ایک مرتبہ الخ	״

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۶۹	مسجد کا کنواں زکوٰۃ سے	۷۵۱
۷۰	زکوٰۃ کا مال بوقت ضرورت خود خرچ کر سکتا ہے ؟	//
۷۱	جس مدرسہ یا مسجد کے اخراجات الخ	//
۷۲	کتنے مال پر کتنی زکوٰۃ واجب ہے ؟	//
۷۳	زکوٰۃ کتنے دنوں میں تقسیم کرے	۷۵۲
۷۴	مصرف زکوٰۃ غریب مساکین ہیں الخ	//
۷۵	زکوٰۃ اہل بیت کے لئے	//
۷۶	ایک شخص صرف مہاجن سے ادھار لے کر الخ	//
۷۷	سیونگ بینک کا روپیہ!	۷۵۳
۷۸	زیور میں زکوٰۃ !	//
۷۹	ایک زمین ایک شخص نے خریدی الخ	//
۸۰	زید مقروض ہے الخ	//
۸۱	ایمن پر زکوٰۃ نہیں ہے	//
۸۲	خراج پورا لگنے کی صورت میں	۷۵۷
۸۳	گنے میں عشر ہے یا نہیں	۷۵۸
۸۴	زمین خراجی میں عشر الخ	//
۸۵	پیداوار کی زکوٰۃ دو طرح پر ہے الخ	۷۶۰
۸۶	جب بیت المال کا انتظام نہ ہو الخ	۷۶۱
۸۷	عمرو تجارت پیشہ ہے الخ	//
۸۸	مال تجارت میں زکوٰۃ کا کیا طریقہ ہے الخ	//
۸۹	مال تجارت میں زکوٰۃ ہے یا نہیں	//
۹۰	کیا فرماتے ہیں علماء دین الخ	۷۶۲
۹۱	خاتمہ کتاب الزکوٰۃ	//

نمبر شمار	مضامین	صفحہ نمبر
۱	کتاب الحج	۷۶۵
۲	افتتاحیہ	//
۳	تشریح مناسک حج	۷۷۰
۴	ہمارے ایک صاحب حج الخ	۷۹۰
۵	حج بدل کا بیان	//
۶	جو مسلمان مالدار صاحب نصاب الخ	۷۹۲
۷	غریب لڑکے کا اپنے باپ الخ	//
۸	اگر ایک شخص پہ حج فرض تھا الخ	//
۹	عورتوں پہ حج فرض کس حالت میں ہے	۷۹۳
۱۰	اکثر لکھا ہوا دیکھا ہے الخ	//
۱۱	زید کا مل استطاعت الخ	//
۱۲	حج کی کامل استطاعت الخ	//
۱۳	ہندوستان کے فوت شدہ الخ	۷۹۴
۱۴	حج بدل کے لئے احسن طریقہ کیا ہے	//
۱۵	متعہ بالحج کیا ہے	//
۱۶	زید اپنے کم عمر لڑکے کو الخ	//
۱۷	تعاقب مع جواب	//
۱۸	اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے	۷۹۵
۱۹	پچاس سالہ بڑھیا اپنے ۷۵ سالہ بوڑھے دیور کو لیکر گئی الخ	//
۲۰	تعاقب مع جواب	//
۲۱	احتلام کے مریض کو حالت احرام میں کیا کرنا چاہئے	۷۹۶
۲۲	حاجی کو رخصت کرتے وقت نعرۂ تکبیر بلند کرنا کیسا ہے	//
۲۳	حج بدل کا ایک پہلو	//
۲۴	معذور اپنی طرف سے حج بدل کرا سکتا ہے	//

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نمبر شمار	مضامین	صفحہ
۲۵	حج کی نیت سے مشترکہ کاروبار کرکے سرمایہ بطور قرض لینا۔	۷۹۶
۲۶	حج فلم مذہب کے خلاف ہے	۷۹۷
۲۷	حجر اسود کے بارے میں مزید تشریح	״
۲۸	غیر مسلموں کا ایک اعتراض مع جواب	۷۹۸
۲۹	زید نے حج کے ارادہ سے سرمایہ جمع کیا ہے	۷۹۹
۳۰	غیر محرم کے ساتھ عورت کا حج کو جانا جائز نہیں	״
۳۱	مسئلہ ہذا پر ایک تشریح	۸۰۰
۳۲	مسائل قربانی	۸۰۱
۳۳	قربانی یا عقیقہ کا گوشت غیر مسلم کو دیا جا سکتا ہے یا نہیں	״
۳۴	قربانی میت کی طرف سے اور اس کے گوشت کا حکم؟	۸۰۱
۳۵	غیر حاجی کے حق میں بھی قربانی سنت ہے	۸۰۲
۳۶	ایک تعاقب مع جواب	״
۳۷	قربانی کے عوض نقدی دینا ثابت نہیں	۸۰۳
۳۸	احکام قربانی مفصل	״
۳۹	ھدی اور اضحیہ میں کیا فرق ہے؟	۸۰۸
۴۰	تشریح	
۴۱	قربانی کا جانور کتنے برس کا ہونا چاہیے	۸۰۹
۴۲	مسنہ وہ ہے جس کے دو دانت نکلے ہوں	۸۰۹
۴۳	بھینس کی قربانی؟	۸۱۰

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابتدائیہ

پچھلے برس یکم جون کو تفسیر ثنائی چھپواتے ہوئے میں نے اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ جماعت اہلحدیث کی بے حسی اور اپنے اکابر و اسلاف سے بے پروائی کے باوصف ہم اس کا تہیہ کئے ہوئے ہیں کہ اپنے ان علمی ذخائر کو منظرِ عام پہ لائیں جو مختلف اسباب و وجوہ کی بنا پہ گوشۂ گمنامی میں پڑے ہوئے ہیں، اور جو اگر اب بھی بازار میں آ جائیں تو اس خلا کو بڑی حد تک پُر کیا جا سکتا ہے جو اس وقت ہم میں پیدا ہو چکا ہے۔

للہ الحمد کہ ہم اپنی بساط کی حد تک اور اپنے محدود وسائل کے ساتھ اب تک اس سلسلہ میں شیخ الاسلام حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر ثنائی اور امام العصر حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کی سورۂ فاتحہ پہ بے نظیر اور مفصل کتاب "واضح البیان" شائع کر چکے ہیں اور اب شائقین کے لئے "فتاویٰ ثنائیہ" ایسی ضخیم اور جامع و مکمل کتاب پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔

فتاویٰ ثنائیہ کے بارہ میں یہ بات بلاخوف تردید کہی جا سکتی ہے کہ اردو فتاویٰ میں یہ جامع اور صحیح ترین مجموعہ ہے کہ مولانا امرتسری علیہ الرحمۃ کی تحقیق اور ژرف نگاہی کے اپنے اور بیگانے سبھی معترف ہیں اور پھر مولانا داؤد راز نے اسے سلیقے اور طریقے سے مرتب کر کے اسے اور زیادہ مفید اور مستند بنا دیا ہے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اس میں کچھ تسامحات بھی ہوں گے لیکن اس سے بھی انکار نہیں کہ کتاب و سنت کے اس قدر قریب اور مسلک سلف کے اس قدر مطابق فتاویٰ کا اور کوئی مجموعہ اردو میں موجود نہیں خصوصاً شیخ الاسلام کے علاوہ دیگر علماء اہلحدیث کی تحقیق و کاوش کو اس میں شامل کر کے کتاب کی اہمیت کو بہت زیادہ بڑھا دیا گیا ہے۔ اور پھر اس کی ترتیب اس خوبصورت انداز میں رکھی گئی ہے کہ ایک عام آدمی بھی اگر اس سے استفادہ کرنا چاہے تو بڑی خوبی کے ساتھ کر سکتا ہے۔ انداز صاف ستھرا اور اسلوب سادہ اور عام فہم ہے اسی بنا پہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ ———

فتاویٰ ثنائیہ عام و خاص دونوں کے لئے یکساں مفید ہے اور اس کے ہوتے ہوئے آدمی بہت سی کتب سے مستغنی ہو جاتا ہے۔ ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ اسے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تمام لوگوں کے لئے روشنی وہدایت کا ذریعہ بنائے اور اس کی نشر واشاعت میں ہاتھ بٹانے والوں کو اپنی نعمتوں سے مالامال کرے ۔ آمین ۔

ہمیں امید ہے کہ اس مبارک کتاب کے بعد ہم اپنے بزرگوں کی ایمان و نور سے معمور دیگر کتابوں کو بھی جلد سے جلد لوگوں کے سامنے پیش کر سکیں گے ۔ وباللہ التوفیق ۔

۱۹ر جنوری ۱۹۷۲ء

احسان الٰہی ظہیر
مدیر ماہنامہ "ترجمان الحدیث" لاہور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم
نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

افتتاح

از قلم بیہقی زماں، علامہ دوراں، عارف باللہ المتین حضرت الاستاذ مولانا ابو سعید شرف الدین صاحب دہلوی

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔ اما بعد: شیخ الاسلام حضرت مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم و مغفور کے تعارف کی ضرورت نہیں۔ زمانہ ان سے واقف ہے۔ تحریر اور تقریر سے جو اسلامی خدمات آپ نے انجام دی ہیں ان کا اعتراف نہ کرنا بہت بڑی ناشکری ہوگی۔ آپ نے قرآن مجید کی تین تفسیریں لکھیں اور ادیان باطلہ کی تردید و دین حق کی تائید میں بہت سی کتابیں اور رسائل لکھے۔ مخالفین اسلام نے قرآن مجید اور حضرت فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم پر جب بھی کبھی بیہودہ اعتراضات کے لئے قلم اٹھایا۔ آپ نے ان کو دنداں شکن جوابات دیے۔

"اسلام اور مسیحیت" "جوابات نصاریٰ" "تحریفات بائبل" "حق پرکاش" "ترک اسلام" "کتاب الرحمن" "مقدس رسول" اور بھی بہت سی کتابیں ہیں۔ جو ان کے کمال علم کی بین دلیل ہیں۔

المعاصرۃ اصل المنافرۃ کے ماتحت آپ پر کچھ اعتراضات بھی ہوئے۔ للّٰہیت اور انصاف سے کسی کے کلام پر تنقید کرنا عیب نہیں۔ مگر تنقید کے لئے لازم نہیں کہ وہ کلیۃً صحیح ہو۔ ممکن ہے کہ ناقد ہی کی غلطی ہو۔ چنانچہ بعض اعتراض ایسے ہی تھے۔ میری نظر کے سامنے وہ اعتراضات بھی ہیں اور معترضین حضرات بھی۔ اس لئے میں علی وجہ البصیرت یہ کہنے کے لئے تیار ہوں کہ جو جو اعتراضات ان کی تفسیر پر بعض علماء نے کئے۔ وہ اکثر غلو یا غلط فہمی یا حسد پر مبنی ہیں۔ اور ان میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے دین اللہ الاسلام یا مذہب اہل سنت والجماعت یا جماعت اہل حدیث سے اخراج لازم ہو۔ مولانا کے فضل و کمال کا اپنوں اور بیگانوں کو اعتراف ہے۔ بہت سے علماء حقانی اور اہل اللہ شاہد ہیں جنہوں نے آپ کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ اور علم و اخلاص و تقویٰ میں آپ کو یگانہ دوراں پایا ہے۔ شکر اللہ مساعیہم۔

اخبار اہل حدیث امرتسر میں مولانا مرحوم کے فتاوے شائع ہوتے رہے۔ ان میں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض فتاوے یا سوالوں کے جوابات اپنے اندر بہت سی عجیب عجیب خوبیاں لئے ہوئے ہیں ایسی کہ شاید ہی اور فتاووں میں ملیں۔ اس لئے میرے عزیز شاعر اسلام مولوی محمد داؤد صاحب راز گڑگانوی سلمہ اللہ تعالیٰ کو یہ شوق دامنگیر ہوا کہ وہ ان متفرق فتاووں کو بہترین ترتیب و تشریح کے ساتھ کتابی صورت میں شائع کریں۔ عزیز محترم نے جب یہ مسودہ برائے نظر ثانی میرے پاس بھیجا تو باوجود بہت سے عوارضات کے میں اس علمی یادگار کو نہ صرف دیکھنے کے لئے بلکہ موقع بموقع مختصر حسب ضرورت حواشی لکھنے کے لئے تیار ہوگیا۔ چنانچہ بفضلہ تعالیٰ میں نے اسے ازاول تا آخر دیکھ لیا ہے۔ اب آپ خود ملاحظہ کرلیں گے کہ یہ کیا چیز ہے ؎ ہاتھ کنگن کو آرسی کیا ہے۔

میں پھر کہتا ہوں کہ عصمت تو نبوت ہی کا خاصہ ہے انبیاء علیہم السلام کے بعد کسے باشد ہر شخص سے غلطی کا امکان ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اس میں فائدہ کتنا ہے۔ للاکثر حکم الکل۔ خلاصہ یہ کہ یہ فتاویٰ بہت مفید اور کارآمد ہے عالم اور غیر عالم ہر ایک کے لئے مفید ہے۔ مگر نظر انصاف اور حق پسندی کی درکار ہے۔ ورنہ بے انصافوں نے تو قرآن مجید کے لئے بھی کہہ دیا تھا۔ اِنْ ھٰذَآ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ؎

اشقیا را دیدۂ بینا نبود | نیک و بد در دیدہ شاں یکساں نمود
اشقیا را حسن زشت آید پدید | حسن را با زشت بیند آں پلید

میں دعا کرتا ہوں کہ جامع فتاویٰ مولوی محمد داؤد صاحب راز اور اس کے جملہ معاونین خاص کر جناب سیٹھ محمد عیسیٰ صاحب و جناب سیٹھ عبدالستار صاحب و جناب سیٹھ احمد و سیٹھ محمد اسحاق صاحب عبدالغفور اینڈ سنس و جناب حاجی محمد ایوب صاحب بیوناگڑھی و جناب سیٹھ عبدالرحمٰن ولی محمد صاحب کپڑے والے و جناب قاری حکیم عبدالرحمٰن صاحب و جناب عبدالصمد سردار صاحب و جناب مولانا عبدالحق صاحب کرلا و جناب حاجی محمد ابراہیم صاحب و جناب عبداللہ مقادم صاحب و جناب حافظ محمد حسن صاحب و جناب محمد سلیمان صاحب و جناب حاجی باپو بھائی حاجی حسن بھائی صاحب نڑیاد والے اور جملہ معاونین حضرات ساکنان بمبئی و مالیگاؤں و بنارس و جناب حاجی محمد ایوب صاحب قنوج و جناب حاجی عبدالصمد عبدالرؤف صاحبان مئو ائمہ و حضرات گنج ڈنڈوارہ و آگرہ و باڑی و بھوپال و دہلی و مستیان جامع اہلحدیث مومن پورہ بمبئی کو اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ سب کے لئے اس صدقۂ جاریہ کو قائم دائم رکھے۔ آمین اور جن علمائے کرام و فضلائے جماعت اہلحدیث نے اس علمی خدمت میں اپنے علمی تعاون اور مفید مشوروں سے حصہ لیا ہے اللہ تعالیٰ ان سب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔ والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین۔

الراقم ابو سعید شرف الدین دہلوی
مقیم غلہ منڈی تاندلیانوالہ ضلع لائلپور پاکستان
۱۵ صفر ۱۳۷۲ھ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

دیباچہ

فتاویٰ ثنائیہ کے مؤلف کی حیثیت سے کچھ ذمہ داریاں مجھ پر عائد ہوتی ہیں۔ میری نظر انتخاب نے اس خدمت کو کیوں پسند کیا؟ حضرت مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب قدس اللہ سرہ العزیز اس دور متاخرین میں ایک عالم دین محقق اسلام ہونے کی حیثیت سے کیا درجہ رکھتے ہیں؟ اپنی اس حقیر کوشش میں کہاں تک میں کامیابی حاصل کر سکا ہوں؟ ایسے ہی اور چند امور ہیں جن پر ایک ہلکی سی روشنی ڈالنا میرے لئے ضروری ہے سب سے پہلے میں اس حقیقت کا اظہار ضروری جانتا ہوں کہ علم وعمل کے سرمائے کی حیثیت سے میں بالکل تہیدست ہوں۔ فتویٰ نویسی یا کسی عالم دین کے فتوے کی جانچ مجھ جیسے ناکارہ کا منصب نہیں۔ اس لئے فتاویٰ ثنائیہ کے ان کثیر التعداد اوراق پر آپ مجھ کو صرف ناقل پائیں گے۔ ہاں چند چیزیں ایسی ضرور ہیں جن کو میں نے اس فتاوے کی جمع وترتیب میں زیادہ سے زیادہ اپنے سامنے رکھنے کی کوشش کی ہے۔

(۱) حضرت مولانا مرحوم کے ذخائر فتاویٰ کو سامنے رکھ کر میں نے ایسے فتاووں کو منتخب کرنا چاہا ہے۔ جو عوام وخواص مسلمین کے لئے دینی امور میں آج کے حالات کے ماتحت بہترین رہنمائی کر سکیں

(۲) فروعی اختلافات سے دامن بچا کر بیشتر متفق علیہ مسائل کو لیا گیا ہے۔ اور امت مسلمہ کو مرکز اتحاد سے قریب لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو صرف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ہے۔ بمصداق اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ۔

(۳) یہ حقیقت ہے کہ کتاب وسنت پر صحیح معنوں میں عمل درآمد کرنے والے صرف ائمہ حدیث ہیں جو اقوال الرجال کو دینی امور کے لئے ماخذ نہیں قرار دیتے۔ اس لئے اسلامی مکاتیب خیال کے لحاظ سے اس "طائفہ حقہ" کے عقائد ومسلمات کا احترام میرے لئے ضروری تھا۔ اور عوام میں جماعت اہلحدیث کی طرف سے جو بدگمانیاں ہیں ان کو حضرت مولانا ثناء اللہ مرحوم ودیگر محقق علماء کی قلم سے رفع کرنا میرا فرض تھا۔ پس اگر آپ کہیں اختلافی مسائل کا کچھ پھیلاؤ پائیں تو اس کو ایسے ہی نیک جذبات کا نتیجہ یقین کریں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) منقولہ مسائل اور فتاووں سے ادہ سی بھی تشریحی مناسبت رکھنے والے بہتر سے بہتر علمی مقالے مجلات اخبار "اہلحدیث" امرتسر مرحوم میں مل سکے ہوں یا دیگر علمی کتابوں و فتاووں میں خود مولانا مرحوم کے ہوں یا دیگر علماء کرام کے ان کو بغرض استفادہ مناسب جگہ پر محفوظ کر دیا گیا ہے۔

ایک حقیقت

یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ مسلک اہلحدیث کا بنیادی اصول صرف کتاب اللہ و سنت رسول اللہ کی پیروی ہے۔ رائے، قیاس و اجتہاد و اجماع سب کتاب و سنت کے ماتحت ہیں اس اصول کی بنا پر اہل حدیث کے نزدیک ہر سمجھدار مسلمان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ جملہ افراد امت کے فتاوے ان کے خیالات کو کتاب و سنت پر پیش کرے جو موافق ہوں سر آنکھوں پر تسلیم کرے ورنہ ان کو جواب دے دے۔ حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب کے فتاوے۔ آن کے مقالہ جات اور دیگر علمائے ملت کے فتاوے اسی حیثیت میں ہیں۔ اور جملہ صلحائے امت نے بھی بالاتفاق یہی کہا ہے کہ ہمارے اقوال و فتاوی کو کتاب و سنت پر پیش کرو۔ اگر خلاف پاؤ تو اُسے چھوڑ کر کتاب و سنت کو مقدم رکھنا۔ حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریرات و فتاوی میں بھی جگہ جگہ یہ چیز آپ کو نمایاں نظر آئے گی۔ مولانا مرحوم کا تبحر علمی، ان کے گہرے تجربات، ان کے وسیع خیالات ان کی اسلام شناسی، ان کی تحقیق مذہبی، اُن کے محققانہ و مناظرانہ اصول، ان کے تجربات یہ سب چیزیں ایسی ہیں جن کو ہم ان سے مقالہ جات، ان کے مضامین ان کی مصنفات اور ان کے فتاوی ہی سے اخذ کر سکتے ہیں۔ پس یہی ایک بنیادی چیز تھی جس نے مجھ جیسے نااہل کو اس اہم ترین کام کے لیے آمادہ کر دیا۔

پڑھنے والوں میں اہل علم کا یہ اخلاقی، مذہبی، اسلامی فرض ہے کہ وہ مولانا مرحوم کے جس فتاوے سے اختلاف رائے رکھیں اور ان کی تحقیق میں مولانا اس مسئلے میں خطا پر ہوں تو بجائے طعن و تشنیع یا سب و شتم کے مولانا کے لیے دعائے مغفرت کریں اور حسن ظن سے کام لے کر اس کو مولانا مرحوم کے نسیان پر محمول کریں کہ یہی سلف صالحین کی روش ہے۔ اور تمام علمائے ملت و ائمہ دین کے بارے میں ایسا ہی رویہ ہونا چاہیے۔ افسوس کہ جب سے امت نے اکابر کا احترام نظر انداز کر دیا۔ قسم قسم کے جھگڑوں اور فسادات میں مبتلا ہو گئے۔ نبی علیہ السلام ہی کا یہ مقام ہے کہ آپ معصوم عن الخطاء ہیں۔ آپ کے سوا امت میں ہر کس و ناکس سے غلطی کا امکان ہے۔ ایسا کون امام یا محدث یا مفسر یا مورخ ہے۔ جس کی ہر بات کو امت نے بالاتفاق تسلیم کر لیا ہو۔ لغزشیں سب سے ہوتی ہیں۔ آج ہم بڑے بڑے ائمہ دین کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اقوال میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں جو کھلے ہوئے مسلمات کے خلاف ہوتی ہیں مگر پھر ؎

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر — گرچہ باشد در نوشتن شیر شیر

علماء کے مطبوعہ فتاوے جو ملتے ہیں ان میں کوئی مجموعۂ فتاوی ایسا نہیں ملے گا جس کو امت نے بالاتفاق تسلیم کیا ہو۔ صحابہ اور تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ محدثین اور مجتہدین کے فتاووں میں آپ کو اختلاف ملے گا۔ اس لئے کہ اختلاف کا بیشتر تعلق علم وفہم پر موقوف ہے۔ قدرتی طور پر یوں تو انسانی طبائع ہی مختلف ہیں اور پھر طبائع ہی پر کیا منحصر ہے۔ قدرت کی ہر شے مختلف ہے۔ ہر انسان کا دماغ قدرتی طور پر جس قسم کے رجحان اور ماحول میں تربیت پاتا ہے۔ ویسے ہی اس کے فکری رجحانات تیار ہوتے رہتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مفتیوں کے فتاوے اپنے رجحانات اور اپنے فکری ماحول کے محور پر گھومتے ہیں۔ متکلمین کے فتووں کو دیکھو۔ معقولیوں کے فتووں کو دیکھو۔ مقلدین ائمہ اربعہ کے فتووں کو دیکھو۔ محدثین کے فتاووں پر نظر ڈالو صوفیاء کے ملفوظات کو دیکھو۔ ان کے فتاووں کو پڑھو۔ آپ کو اختلافات کا ایک سمندر ملے گا۔ ہم اپنے مفتی کے لئے کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے سوا اور کوئی رجحان نہیں پاتے۔ یوں جب ہم اس کی ساری زندگی کا جائزہ لیتے ہیں تو وہ ہمیں ایک طرف متکلمین کی صف میں نظر آتا ہے۔ تو دوسری طرف ہم اُسے محدثین کی صف میں بیٹھا ہوا پاتے ہیں وہ سلف اور خلف اور مجتہدین اور محدثین کی نقل نہیں کرتا۔ بلکہ کتاب وسنت کے نصوص سے استشہاد کر کے ایسے طریقے سے اپنا فتویٰ لکھتا ہے کہ ایک عاشقِ کتاب وسنت اس کو پڑھ کر فوراً یہ ذہن نشین کر لیتا ہے کہ حق و صداقت اس فتوے کے ساتھ ہے۔ وہ اپنے فتوے کے لکھنے کے وقت یہ نہیں دیکھتے کہ زید کیا کہتا ہے اور بکر کا کیا خیال ہے۔ کسی حدیث کا ٹکڑا یا آیتِ قرآنیہ کا جملہ اپنے فتوے کے ثبوت میں پیش کر کے چند لفظوں میں فتویٰ چکا دیتے ہیں ہم یہ تو نہیں کہتے کہ وہ فرشتے تھے اور ان سے غلطی کا امکان ہی نہیں۔ ہاں البتہ یہ ضرور کہیں گے کہ حضرت علامہ مرحوم کا ایک مسئلہ بھی ایسا نہیں ہے جس میں وہ امت میں منفرد ہوں۔ ان کی تینوں تفسیروں کو ملاحظہ کرو۔ ادیانِ باطلہ کی تردید میں جو کچھ حضرت نے لکھا ہے اس کو پڑھ جاؤ۔ پورے پچاس سال کے اندر جس قدر لٹریچر ان کی قلم سے نکلا ہے۔ جس کا حجم پچاس ہزار صفحات کی ضخامت سے کم نہیں اس کا مطالعہ کر جاؤ اور دیکھو کہ اس دورِ پُرفتن میں اسلام کو سمجھنے میں ان کا مقام کیا ہے۔؟ بھلا جس نے قرآن مجید کا بے نظیر ترجمہ لکھا ہو۔ تین تین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تفسیریں لکھی ہوں۔ ادیانِ باطلہ سے اس کا مقابلہ ہُوا ہو۔ کتاب وسنت کی حمایت کرتے کرتے اس کی زبان وقلم تھک گئے ہوں۔ مذاہبِ عالم پر اسلام کی فوقیت ثابت کرنے میں جس کی عمر کا بیشتر حصّہ گذرا ہو۔ جس کے لیل ونہار اصلاح امّت پر خرچ ہوتے ہوں جو مسلمانوں کے حالات کو دیکھ کر دل ہی دل میں کُڑھ رہا ہو جو اپنے بندگوں کو یاد کرکے زار وقطار روتا ہو۔ جس کی زندگی کا ایک ایک لمحہ ابطالِ باطل اور احقاقِ حق میں گذرا ہو۔ جس کی ساری زندگی اعلیٰ قسم کی مذہبی زندگی ہو جو رللہ فی اللہ طلباء اور عوام کو درس دیتا ہو۔ جس کے لیکچر اور تقریر سراسر پند ونصائح اور اخلاقِ حمیدہ کی تعلیم سے پُر ہوں جو بات بات پر قرآن مجید اور احادیث سے استناد کرتا ہو۔ جو کفر، الحاد اور دہریت سے شب و روز ٹکر لیتا ہو جس کی علمی اور فکری جولانی سے ہندوستان کا ایک ایک عالم اس قدر متاثر ہو کہ کفر و اسلام کا جب بھی مقابلہ ہو تو ساری امّت اسلامیہ اس کو پکڑ کر کفر، الحاد اور دہریت کے مقابلہ میں لاکھڑا کر دیتی ہو جس کے غالب آنے کی شہادت خود اس کے مخالفین نے دی ہو۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے۔ کہ ایسا شخص دیدہ دانستہ کتاب وسنت کے خلاف کوئی فتویٰ دے۔ مگر پھر آپ انسان تھے عالم تھے مگر غیر معصوم تھے اس لئے کہیں نہ کہیں ان سے لغزش کا ہونا ممکنات سے ہے۔ اب ہمارا فرض یہ ہے کہ اگر ہمیں اپنی تحقیقات کی بناء پر کسی امر میں مولانا مرحومؒ لغزش خوردہ نظر آئیں گے تو اس سے ہم چشم پوشی کرکے اُن کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ ہماری فہم کا قصور بھی ممکن ہے۔

حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

اس مختصر سی سمع خراشی کے بعد میں اپنے موضوع کے اعتبار سے کچھ مولانا مرحوم کی بابت لکھنا چاہتا ہوں۔ ہر انسان میں بہت سی خامیوں کے ساتھ کچھ خوبیاں بھی ہوتی ہیں۔ خامیوں کو نظر انداز کرکے خوبیوں کو لینا عقلاءِ زمانہ کا شیوہ ہے۔ استاد سعدیؒ نے اسی معنی میں فرمایا ہے ؎

مرد باید کہ گیرد اندر گوش   ور نبشتست پند بر دیوار

میرے خیالِ ناقص نے جہاں تک رہ نمائی کی ہے اور مولانا مرحوم کے مقالہ جات اور ان کے سالہائے سال کے علمی اوراق کا جہاں تک میں نے مطالعہ کیا ہے۔ میں مولانا مرحوم میں بہت سی قابلِ قدر خوبیاں پاتا ہوں۔ ایسی خوبیاں جو بہت کم لوگوں میں ہوتی ہیں۔ میں بلا مبالغہ کہہ سکتا ہوں کہ مولانا مرحومؒ ان ہستیوں میں تھے جن کے لئے کہا گیا ہے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے   بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چونکہ اختصار مدنظر ہے۔ اس لئے میں صرف چند اشارات کروں گا۔ ورنہ مولانا مرحوم کی ذات والا صفات پر مکمل تبصرہ کرنے کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ پہلے آپ کے مختصر حالاتِ زندگی پر غور کرنا ضروری ہے۔ حضرت مرحوم اپنے حالاتِ زندگی خود اپنی قلم سے یوں ارقام فرماتے ہیں۔

وزیرآباد (پنجاب) میں حدیث شریف پڑھ کر ۱۳۰۷ھ میں دیوبند گیا۔ وہاں کتب درسیہ معقول ومنقول شرح چغمینی تک پڑھیں۔ حدیث کے دور کا بھی لطف حاصل کیا۔ دیوبند سے ثم خیر آ[1] مجھے مدرسہ فیض عام کانپور میں لے گیا۔ کیونکہ ان دنوں مولانا احمد حسن صاحب مرحوم کے منطقی درس کا شہرہ بہت زیادہ تھا اور مجھے بھی علوم معقول ومنقول سے خاص شغف تھا۔ اس لئے میں مدرسہ فیض عام کانپور میں جاکر داخل ہوگیا۔ کچھ شک نہیں۔ مولانا مرحوم کا تبحر علمی واقعی قابل تعریف تھا۔ وہاں جاکر میں کتب مقررہ میں شریک ہوا اور قند مکرر کا لطف پایا۔ انہیں دنوں مولانا مرحوم کو حدیث پڑھانے کا تازہ تازہ شوق ہوا تھا۔ میں ان کے درس حدیث میں بھی شریک ہوا۔

پنجاب میں مولانا حافظ عبدالمنان صاحب مرحوم (اہل حدیث مشرب) میرے شیخ الحدیث تھے۔ دیوبند میں مولانا محمود الحسن صاحب اور کانپور میں مولانا احمد حسن صاحب (رحمۃ اللہ علیہم اجمعین) استاذ العلوم تاحدیث میرے شیخ الحدیث تھے۔ اس لئے میں نے حدیث کے تین استادوں سے جو طرزِ تعلیم سیکھا وہ بالکل ایک دوسرے سے مختلف ہے۔ جس کے ذکر کا یہ موقع نہیں۔

اطلاع — اثنائے قیام دیوبند ہی میں میں نے حضرت میاں صاحب دہلوی (مرحوم ومغفور) کی خدمت میں حاضر ہوکر سندِ اجازت حاصل کر لی تھی۔

شعبان ۱۳۱۰ھ مطابق ۱۸۹۲ء میں فیض عام کانپور کا جلسہ ہوا جس میں آٹھ طلباء کو دستارِ فضیلت اور سندِ تکمیل دی گئی۔ ان آٹھ میں سے ایک میں گمنام بھی تھا۔

نوٹ — فیض عام کا یہ جلسہ وہ ہے جس میں زیر صدارت مولانا لطف اللہ صاحب مرحوم ومغفور ندوۃ العلماء کی بنیاد رکھی گئی تھی۔ اس جلسہ کی یہی یادگار کافی ہے۔

کانپور سے فارغ ہوتے ہی میں اپنے وطن پنجاب میں پہنچا۔ مدرسہ تائید الاسلام امرت سر

---

[1] ہمارے زمانہ کے طلباء میں ثم خیرا اصطلاحی لفظ تھا معلوم نہیں آجکل یہ اصطلاح مروج ہے یا متروک۔ معنی اس کے یہ تھے وما خیر طلب کرو۔ یہ ایک خیالی فرشتہ یا شیطان کا نام تھا جو طالب علم کو خیال دلاتا تھا۔ اس مدرسہ سے وہ مدرسہ اچھا ہے۔ اس لفظ میں اسی اصطلاح کی طرف اشارہ ہے۔ (منہ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کتب درسیہ نظامیہ کی تعلیم پر مامور ہوا۔ طبیعت میں تجسس زیادہ تھا۔ اس لئے اِدھر اُدھر سے ماحول کے مذہبی حالات دریافت کرنے میں مشغول رہتا۔ میں نے دیکھا کہ اسلام کے سخت مخالف بلکہ سخت ترین مخالف عیسائی اور آریہ دو گروہ ہیں انہی دنوں قریب میں ہی قادیانی تحریک بھی پیدا ہو چکی تھی۔ جس کا شہرہ ملک میں پھیل چکا تھا۔

مسلمانوں کی طرف سے اس کے دفاع کے علمبردار مولانا ابو سعید محمد حسین صاحب بٹالوی مرحوم تھے۔ میری طبیعت طالب علمی ہی کے زمانہ میں مناظرات کی طرف بہت راغب تھی۔ اس لئے درس تدریس کے علاوہ میں ان تین گروہوں (عیسائی، آریہ اور قادیانیوں) کے علم کلام اور کتب مذہبی کی طرف متوجہ رہا۔

بفضلہ تعالیٰ میں نے کافی واقفیت حاصل کرلی۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ ان تینوں مخاطبوں میں سے قادیانی مخاطب کا نمبر اوّل رہا۔ شائد اس لیے کہ قدرت کو منظور تھا کہ مولانا بٹالوی مرحوم کے بعد یہ خدمت میرے سپرد ہو گی۔ جس کی بابت مولانا مرحوم کو علم ہوا ہو تو شائد یہ شعر پڑھتے ہوں گے ؎

آ کے سجادہ نشیں قیس ہوا میرے بعد
رہی خالی نہ کوئی دشت میں جا میرے بعد

اس شغل میں میں نے چند علماء سلف کی تصنیف سے خاص فوائد حاصل کئے۔ حدیث شریف میں قاضی شوکانی، حافظ ابن حجر اور ابن قیم وغیرہم کی تصانیف سے، علم کلام میں امام بیہقی، امام غزالی اور حافظ ابن حزم، علامہ عبدالکریم شہرستانی، حافظ ابن تیمیہ[1]، شاہ ولی اللہ، امام رازی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کی تصانیف سے فائدہ اُٹھایا۔

دوران تلاش میں سب سے پہلی قابل توجہ کتاب پادری ٹھاکر دت کی تصنیف "عدم ضرورت قرآن" نظر آئی۔ جس کے جواب میں میں نے کتاب "تقابل ثلاثہ" (توریت، انجیل، قرآن کا مقابلہ) لکھی۔ جو ملک میں شائع شدہ ہے۔ اسی اثناء میں آریوں نے کتاب "ستیارتھ پرکاش"

---

[1] شیخ الاسلام حافظ ابن تیمیہ کو علماء کلام میں میں نے اس لئے درج کیا ہے کہ وہ کتاب العقل میں لکھتے ہیں کہ جو عالم اپنے زمانے کے ملحدین اور مبتدعین کو جواب نہ دے وہ عالم نہیں ہے یہی علم کلام ہے۔ امام بیہقی کے علم کلام کے ثبوت میں ان کی کتاب۔ کتاب الاسماء والصفات کافی ہے۔ حافظ ابن حزم کے علم کلام کے ثبوت میں ان کی مشہور کتاب ملل والنحل پیش کی جا سکتی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب تو رئیس المتکلمین ہیں ہی۔ (اعلی اللہ مقامہم) ۱۲ منہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اردو ترجمہ شائع کیا۔ جس کے چودھویں باب میں قرآن مجید پر ایک سو انسٹھ ۱۵۹ اعتراض ہیں ہر ایک اعتراض کے ضمن میں کئی کئی۔ اعتراض ہیں کتاب ستیارتھ کے شائع ہونے پر مسلمانوں کو ضرورت محسوس ہوئی کہ اس کا مکمل جواب دیا جائے۔ حسب قول حافظ شیرازی؟ کہ

قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

میں نے اس کے جواب میں کتاب "حق پرکاش" لکھی۔ جو بفضلہ تعالیٰ ایسی مقبول ہوئی کہ اس کے بعد کسی فرقے کے کسی عالم نے ستیارتھ کے جواب کے لیے قلم نہیں اٹھایا۔ ذالك من فضل الله:۔

اس کے بعد ایک مسلم عبدالغفور نامی (نو آریہ دھرم پال) نے رسالہ "ترک اسلام" لکھا اس کے شائع ہونے پر مسلمانوں کو بڑی بے چینی ہوئی۔ میں نے فوراً اس کا جواب بنام "ترک اسلام پر تُرکی اسلام" شائع کر دیا۔ جس سے مسلمانوں کو اس قدر قلبی راحت حاصل ہوئی۔ جتنی مئی جون میں افطاری کے وقت روزہ دار کو ہوتی ہے۔ (خدا قبول کرے) اس کے بعد آریہ کی طرف سے ایک کتاب شائع ہوئی۔ جس کا نام "کتاب اللہ وید ہے یا قرآن" اس کے جواب میں میں نے "کتاب الرحمن" لکھی۔

ابھی تھوڑا ہی زمانہ گذرا ہے کہ آریوں نے "رنگیلا رسول" کے نام سے ایک کتاب شائع کی۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر سخت ناپاک حملے کیے۔ جس کی وجہ سے ملک میں اس سرے سے اس سرے تک آگ لگ گئی۔ مسلمان گویا متوالے پھرتے تھے کہ یہ کیا اندھیر ہے کہ ذات قدسی صفات پر ایسے حملے ہو رہے ہیں۔ کیا وجہ ہے کہ کوئی عالم جواب نہیں دیتا۔ بقول کہ

بلائیں زلف جاناں کی اگر لیں گے تو ہم لیں گے

اس کے جواب میں میں نے "مقدس رسول" لکھا۔ بفضلہ تعالیٰ یہ بھی ایسا مقبول ہوا کہ اس کے بعد کسی عالم نے رنگیلا کے جواب میں قلم نہیں اٹھایا۔ کیونکہ اس کی ضرورت ہی نہیں سمجھی۔ مذ آریوں نے اس کا جواب الجواب دیا۔ ملک گجرات کے مسلمانوں نے گجراتی زبان میں اس کا ترجمہ شائع کیا ہے۔

اس ضمن میں آریوں کی طرف سے کئی ایک رسالے نکلے۔ جن کے جوابات خاکسار کی طرف سے دیے گئے۔ جو ملک میں شائع شدہ ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیسائیوں کی کتاب "عدم ضرورت قرآن" کے جواب کے علاوہ میں نے متعدد کتابیں ان کے جواب میں لکھیں۔ جن کے مجموعے کا نام "جوابات نصاریٰ" ہے۔ سب سے اخیر عیسائیوں کے جواب میں وہ کتاب ہے جس کا نام ہے "اسلام اور مسیحیت" عیسائیوں کی طرف سے اسلام کے خلاف تین کتابیں بطرز جدید شائع ہوئی تھیں۔ جن کے نام یہ ہیں۔

(۱) عالمگیر مذہب اسلام ہے یا مسیحیت ؟

(۲) دین فطرت اسلام ہے یا مسیحیت ؟

(۳) اصول البیان فی توضیح القرآن ؟

ان تینوں کے جواب میں "اسلام اور مسیحیت" لکھی گئی جو شائع شدہ ہے۔ جس نے شائع ہونے کے بعد اسلامی جرائد سے خراج تحسین حاصل کیا۔

تیسری شاخ میری تصانیف کی قادیان کے متعلق ہے۔ اس کی تفصیل لکھوں تو ناظرین کے ملال خاطر کا خطرہ ہے۔ اس لئے مختصر طور پر بتلاتا ہوں۔ کہ قادیانی تحریک کے متعلق میری کتابیں اتنی ہیں کہ مجھے خود ان کا شمار یاد نہیں۔ ہاں اتنا کہہ سکتا ہوں کہ جس شخص کے پاس یہ کتابیں موجود ہوں۔ قادیانی مباحث میں اُسے کافی واقفیت حاصل ہو سکتی ہے۔ جس کا ثبوت خود مرزا صاحب بانی تحریک قادیان کی اس تحریر سے ملتا ہے جو انہوں نے ۱۵ اپریل ۱۹۰۷ء کو شائع کی تھی۔ جس کا عنوان تھا۔

"مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ"

اس کے شروع ہی میں میری نسبت جو خاص گلہ و شکایت کی گئی ہے وہ خصوصاً قابل دید و شنید ہے مرزا صاحب نے لکھا ہے کہ "مولوی ثناء اللہ نے مجھے بہت بدنام کیا۔ میرے قلعہ کو گرانا چاہا وغیرہ" اس لئے میں دعا کرتا ہوں کہ ہم دونوں میں جو جھوٹا ہے وہ سچے کی زندگی میں مرجائے۔

کوئی خاص وقت تھا جب یہ دعا ان کے منہ اور قلم سے نکلی اور قبولیت اُسے لینے آئی۔ آج قادیان کی بستی میں ادھر اُدھر دیکھو تو رونق بہت پاؤ گے۔ مگر ایسی کہ دیکھنے والا اہل قادیان کو مخاطب کرکے داغ مرحوم کا یہ شعر سنائے گا۔ ؎

آپ کی بزم میں سب کچھ ہے مگر داغ نہیں　　آج وہ خانہ خراب ہم کو بہت یاد آیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(نوٹ) قادیانی لٹریچر کو جمع کرنے اور واقفیت حاصل کرنے میں میں نے بڑی محنت کی جس کا اثر یہ ہوا کہ ایک مجلس میں مولانا حبیب الرحمٰن مرحوم مہتمم مدرسہ دیوبند نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ ہم لوگ ۳۰ سال تک محنت کریں تو بھی اس بارے میں آپ کی واقفیت تک نہیں پہنچ سکتے۔ یہ میں نے غالباً آپ کی حسنِ ظنی اور تواضع ہے۔

چوتھی شاخ میری تصنیفات کی تفسیر نویسی ہے۔ یوں تو میری سب تصنیفات قرآن ہی کی خدمت میں ہیں۔ مگر خاص تفسیر نویسی سے بھی غافل نہیں رہا۔ روزانہ درس قرآن کے علاوہ پہلے میں نے تفسیر ثنائی غیر مسبوق طرز پر اردو میں لکھی جو آٹھ جلدوں میں ختم ہو کر ملک میں شائع ہو چکی ہے۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد بلکہ ساتھ ساتھ "تفسیر القرآن بکلام الرحمٰن" خاص طرز پر عربی میں لکھی۔ جس کی ملک میں خاص شہرت ہے۔

تیسری تفسیر موسومہ بیان الفرقان علیٰ علم البیان عربی میں لکھنی شروع کی۔ جس کا ایک حصہ (سورۂ بقر تک) شائع ہو چکا ہے۔ باقی زیر غور ہے۔

تفسیر کے متعلق چوتھی کتاب موسومہ تفسیر بالرائے لکھی۔ اس میں تفسیر بالرائے کے معنی بتا کر مروجہ تفاسیر و تراجم قرآن (قادیانی، چکڑالوی، بریلوی اور شیعہ وغیرہ) کی اغلاط پیش کر کے ان کی اصلاح کی گئی۔ اس کا بھی ایک حصہ چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔ باقی زیر غور ہے۔

مزید برآں اسلامی فرقوں شیعہ وغیرہ کے متعلق کئی ایک کتابیں لکھیں جو ملک میں شائع شدہ ہیں اس کے علاوہ مناظرات کا سلسلہ بھی جاری رہا۔ مجھے اس بات کا فخر ہے کہ میرے اساتذہ عظام بھی عظیم الشان جلسوں میں بڑے بڑے مناظرے میرے سپرد کرتے تھے۔ جن میں وہ خود بھی شریک ہوتے تھے۔ مثلاً مناظرہ دیوبند یہ ضلع گورکھپور، مناظرہ نگینہ ضلع بجنور، مناظرہ چکلیہ، مناظرہ خورجہ۔ مناظرہ رامپور۔ یہ سب مناظرے تحریری ہوئے تھے جن کی روئدادیں کتابوں کی صورت میں شائع ہو لی تھیں۔ مناظرہ رامپور۔ نواب حامد علی خان مرحوم کے حسب الحکم رامپور میں قادیانیوں سے ہوا تھا۔ جس کے متعلق نواب صاحب موصوف کا سرٹیفکیٹ درج ذیل ہے۔

" رامپور میں قادیانی صاحبوں سے مناظرہ کے وقت مولوی ابو الوفا محمد ثناء اللہ صاحب کی گفتگو ہم نے سنی مولوی صاحب نہایت فصیح البیان ہیں اور بڑی خوبی یہ ہے کہ برجستہ کلام کرتے ہیں۔ انھوں نے اپنی تقریر میں جس امر کی تمہید کی اُسے بہ دلائل ثابت کیا ہم ان کے بیان سے محظوظ و مسرور ہوئے۔ (دستخط خاص حضور نواب صاحب بہادر محمد حامد علی خان)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ضرورتِ زمانہ

جب مذہبی تبلیغ کی ضرورت روزمرہ بڑھتی نظر آئی۔ اور تصنیف کتب کا کام ناکافی ثابت ہوا۔ تو اخبار "اھلحدیث" جاری کیا گیا۔ جو بفضلہ تعالیٰ آج تک جاری ہے۔ جس میں ہر غلط خیال کی اصلاح کی جاتی ہے۔ ہر غیر مسلم کے حملہ کا جواب دیا جاتا ہے۔ خدا کے فضل سے آج یہ اخبار اپنی عمر کے اڑتیس سال پورے کر کے انتالیسویں سال میں قدم زن ہے۔

اخبار "اھلحدیث" کے دیکھنے والوں سے مخفی نہ ہوگا۔ کہ یہ پرچہ کس قدر اسلامی خدمت کر رہا ہے۔ مختصر یہ ہے کہ جو کچھ علمی خدمت خاکسار کی طرف سے ہوئی۔ یہ سلف صالحین کی کتب سے فائدہ حاصل کرنے سے ہوئی۔ جن کے اسماء گرامی پہلے ذکر کئے گئے ہیں ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اَللّٰھُمَّ نَوِّرْ مَرْقَدَھُمْ وَارْضَ عَنْھُمْ وَاَرْضِھِمْ

دعاء

خداوندا! اگر زندگی کے کچھ دن باقی ہیں تو ان میں بھی اسلام کی خدمت لے اور اسے میری نجات کا ذریعہ بنا اور میری اولاد کو بھی اس روش پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○

(اہلحدیث امرتسر ۲۳ جنوری ۱۹۴۲ء)

مرحوم اخلاص کا بہترین نمونہ تھے تعصب بے جا اور ضد و ہٹ دھرمی آپ میں قطعاً نہ تھی۔ فرماتے ہیں:۔

"گائے کا عقیقہ کسی حدیث میں مجھے یاد نہیں۔ (۲ ذی قعدہ ۱۳۳۹ھ)"

حکیم عبدالرزاق صاحب آسنسول سے اور حضرت مولانا ابوالقاسم بنارس سے لکھ کر بھیجتے ہیں بقرو اجزائے بقر کے عقیقہ میں آپ کو تردد ہے۔ لہٰذا ثبوت پیش خدمت ہے۔ اس اطلاع پر مرحوم لکھتے ہیں۔

اس اطلاع کے لئے آپ اور مولوی ابوالقاسم بنارسی شکریہ کے مستحق ہیں۔

خود مرحوم نے کتنا پاکیزہ خیال کیسے پیارے لفظوں میں ظاہر کیا ہے۔ فرماتے ہیں:۔

کسی مصنف کا اپنی تصنیف کو اغلاط سے پاک جاننا ضمناً گویا دعوائے نبوت کرنا ہے جو کسی طرح جائز نہیں۔ اس لئے میں تو ہمہ تن گوش رہا کرتا ہوں کہ کسی طرف سے میری غلطی پر مجھے تنبیہ آئے تو میں اصلاح کروں۔ (۲۹ مئی ۱۹۳۱ء)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل علم کسی لغزش پر آگاہی فرماتے تو بلا چون وچرا معذرت شائع کرتے۔ یہ بھی نہ دیکھتے کہ لغزش فی الواقع ہے بھی یا نہیں یا اس کی اہمیت کیا ہے؟ (۷ا محرم ۱۳۵۱ھ کے پرچہ بذیل متفرقات تحریر فرماتے ہیں۔

اہلحدیث ۲۶ دسمبر میں ایک شعر درج ہوا ہے۔ ؎

قسم ہے بار خدا تیری کبریائی کی ہے پھر محمد مرسل کی مجتبائی کی

ایک اہل علم نے اس پر توجہ دلائی ہے کہ مصرعہ ثانی حدیث کے خلاف ہے۔ "من حلف بغیر الله فقد اشرك" کچھ ضرورت نہیں کہ تاویل کی جائے۔ آئندہ احتیاط کی جائے گی۔ حضرات سخنوران بھی لحاظ رکھیں"۔

بیکار ردّ وقدح کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتے۔ اشد ضرورت کے وقت مدافعانہ قلم اٹھاتے۔ مولوی امام الدین (بریلوی) کوٹلی لوہاران نے ایک رسالہ "وہابیوں کی امامت" نامی لکھا۔ رسالہ کیا تھا۔ ان کی جہالت وتعصب کا ایک مرقع تھا۔ جس میں جماعت اہل حدیث پر بے جا الزامات کی بوچھار تھی۔ جگہ جگہ بدکلامیوں کی بھی بھرمار تھی۔ مرحوم نے اس رسالہ کا جواب دیا۔ بدکلامیوں کے جواب میں صرف اتنا کہا ؎

بدم گفتی وخورسندم عفاک اللہ نکو گفتی جواب تلخ می زیبد لب لعل شکر خارا

سولہ نمبروں میں "اقتدائے اہلحدیث" کے عنوان سے اس بدعتی رسالہ کا جواب دیا۔ خاتمہ پر آپ لکھتے ہیں:

ہم نے ایک غیر ضروری کام میں اتنا وقت لگایا اور اخبار کے کئی صفحات بھی پر کئے۔ تاکہ ہمارے بھولے بھالے حنفی بھائی بے وجہ ہم سے جدا رہ کر خدا کے ہاں ماخوذ نہ ہوں۔ ورنہ ان کی عدم اقتدا سے ہمارا کیا نقصان۔ ما بخیر شما بسلامت۔

اللھم اصلح ذات بیننا وانصرنا علی عدوك وعدونا

خادم دین اللہ۔ ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری (۲۳ اکتوبر ۱۹۳۱ء)

مرحوم کسی پر علمی گرفت کرتے تو وہ اتنی سخت ہوتی تھی کہ منصف مزاج مخالف کو سوائے تسلیم کے کوئی چارۂ کار ہی نہ رہتا۔

مولوی عبدالشکور صاحب حنفی مرزاپوری کو کیا سوجھا انہوں نے ایک کتاب بنام "التحقیق الجدید علی تصنیف الشهید" لکھ ڈالی۔ ان حضرت نے کئی ایک احتمالی دلائل سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ کتاب "تقویة الایمان" مولانا شہید مرحوم کی تصنیف ہی نہیں ہے مولوی صاحب موصوف دیوبندی اور کتاب تقویۃ الایمان کی اہمیت اور افادیت وصداقت کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قائل باوجود اس حقیقت کے اپنا علمی ذوق اس تحقیق جدید پر صرف کیا۔ مرحوم اس اچھوتی بحث پر قلم اٹھاتے ہیں اور فرماتے ہیں۔

"یوں تو بات کو جتنا چاہو لمبا کرتے چلے جاؤ۔ کیونکہ ایک ظریفانہ مثل ہے۔ " اَلْعِلْمُ جِيْمَرَةٌ فَكَهْچُوْهَا" یعنی علم کا میدان بہت وسیع ہے۔ جتنا چاہو لمبا کر لو۔ مگر بات کو مختصر بھی کر سکتے ہو۔ ہمارے فاضل مخاطب نے مولانا رشید احمد گنگوہی کے حق میں اپنا حسن اعتقاد ان الفاظ میں ظاہر کیا ہے۔" خطیب وقت۔ فقیہ امت۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب محدث گنگوہی قدس سرہ ہیں۔ صفحہ ۲"

آگے ہمارے مرحوم نے مولانا گنگوہی مرحوم کے اعتراف کو خود گنگوہی مرحوم کے الفاظ میں نقل فرمایا ہے۔ جس میں گنگوہی مرحوم تقویۃ الایمان کو مولانا شہید مرحوم کی تصنیف تسلیم کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو فتاوی رشیدیہ جلد اول صفحہ ۱۲۳ مرحوم گنگوہی نے دو چیزوں پر روشنی ڈالی ہے۔ کہ یہ کتاب فی الواقع صحیح اور عین مطابق اسلام ہے۔ اور دوسری چیز یہ کہ یہ مولانا اسمعیل شہید کی لکھی ہوئی ہے۔ اب امرتسری مرحوم فرماتے ہیں

مقام غور ہے کہ مولانا گنگوہی نے دونوں باتوں کا کیا صاف جواب دیا۔ اس جواب باصواب سے ہماری نزاع پر روشنی پڑتی ہے کہ کتاب تقویۃ الایمان کو مولانا گنگوہی نے مولانا شہید کی تسلیم کیا۔ اور اس کی مدح بھی کی۔ اور اس کے بدگو کی تجہیل و تحمیق بھی فرمائی۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ اصل نزاع تو ختم ہوگئی۔ باقی رہا کیا " اَلْعِلْمُ جِيْمَرَةٌ"

(اہلحدیث ۸ جنوری ۱۹۳۲ء)

متانت اور سنجیدگی کا جو حصہ خزانہ قدرت سے آپ کو ملا تھا۔ اللہ تعالیٰ جملہ مسلمانوں کو اور خاص کر جماعت اہل علم کو وہ نصیب فرمائے۔ آپ کی متانت کے سامنے موافق و مخالف سب جھکتے تھے مولوی عبدالعزیز آف گوجرانوالہ (حنفی) سے اذا قرا فانصتوا پر بحث چلی۔ مولوی عبدالعزیز نے کہا کہ یہ حدیث صحیح مسلم شریف میں موجود ہے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم نے کہا کہ یہ حدیث صحیح مسلم شریف میں نہیں ہے۔ اس معاملہ پر بات چلی جو طول طویل ہے۔ مولوی عبدالعزیز صاحب نے حضرت مولانا محمد اسمعیل صاحب شیخ الحدیث جامعہ محمدیہ گوجرانوالہ کو شہادت دینے کے لئے لکھا۔ مولانا محمد اسمعیل صاحب موصوف نے جو جواب مولوی عبدالعزیز صاحب کو اس بارے میں دیا۔ اس میں مولانا ثناء اللہ مرحوم کی متانت پر آپ یوں تبصرہ فرماتے ہیں۔

مولوی ثناء اللہ صاحب کی متانت آمیز تحریر نے آپ کو سیخ پا کر دیا ہے۔ وہ مضمون آپ خود

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی بحالت سلامتی پڑھیں گے تو میں یقین کرتا ہوں کہ آپ کا ضمیر ضرور آپ کو ملامت کرے گا۔ اتنی معقول تحریر کے بعد مقامی جماعت کو مخاطب کرتے ہوئے یہ تیزی نہ آپ کے ادعائے علم کے لئے مناسب ہے اور نہ ہی عرفی شرافت اس کی متحمل الخ (۱۱ر صفر ۱۳۵۱ھ)

۱۹۰۹ء میں شہر رامپور میں مرزائیوں سے سرکاری نگرانی میں مناظرہ ہوا۔ آپ کی متانت اور سنجیدگی سے خود والئی ریاست اس قدر متاثر ہوئے کہ آپ کو مندرجہ ذیل سرٹیفکیٹ لکھ کر دیا۔ جس کا ذکر پیچھے ہو چکا ہے۔

محترمی جناب مولانا قمر صاحب بنارسی برادر خورد مولانا ابوالقاسم سیف مرحوم لکھتے ہیں۔

مولانا امرتسری مرحوم کی تقریر و تحریر میں وہ شیرینی تھی۔ اور مقناطیسی اثر کو سخت سے سخت مخالف بھی اس کو مانتے تھے مخالفین اسلام کی طرف سے سب سے زیادہ زہریلی کتاب جو شائع کی گئی وہ "رنگیلا رسول" نامی کتاب تھی۔ مگر یہ مولانا ہی کا کام تھا۔ کہ اس کا جواب "مقدس رسول" نامی کتنے شیریں اور مہذب لفظوں میں دیا ہے۔ کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا حیران تھی اور سخت سے سخت مخالف نے بھی اس کی تعریف کی۔

سنجیدگی متانت بلا مبالغہ آپ کا ہتھیار تھا۔ کوئی کیسا ہی اہم معرکہ ہو۔ اس ہتھیار سے بالآخر آپ اس کو سر کرنے میں کامیاب ہو جاتے تھے۔ بہت سے موقعوں پر آپ کی سنجیدگی نے سخت ترین مخالفوں کو دم بخود کر دیا ہے۔ مسائل متنازعہ میں آپ کی سنجیدگی کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ ایک جگہ بریلوی حضرات کو خطاب فرماتے ہیں۔

حنفی بھائی کہا کرتے ہیں کہ ہماری کتب فقہ میں سب احکام موجود ہیں۔ بہت اچھا!! ہمیں کتب فقہ میں سے کسی معتبر کتاب میں مجلس مولود کا حکم دکھا دو۔ کسی فقیہ نے کسی کتاب میں مولود کا باب یا فصل مقرر کر کے یہ مسئلہ لکھا ہو۔ ہاں ہم ہندوستان کے ایک بڑے مستند حنفی عالم کی شہادت پیش کرتے ہیں۔ غور سے سنو اور اس بدعتی اور شرکی فعل سے بچو۔ مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم فرماتے ہیں۔

قیام کرنا جو وقت ذکر ولادت کے کرتے ہیں۔ میرے نزدیک بے اصل ہے۔ اور شرع شریف سے ثابت نہیں۔ (فتاوی مولوی عبدالحی ج ۱ ص ۲۳۹)

حنفی بھائیو! قرآن مجید کا خلاف، حدیث شریف کا خلاف، اپنے ہی فقہاء کا خلاف کرنے میں کیا لذت ہے۔ اور کیا مزہ؟ دوستو شیخ سعدی مرحوم کی نصیحت سنو اسے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنہ ہدو ورع کوشش وصدق وصفا ولیکن میفزائے بر مصطفےٰ

(اہلحدیث ۴ ربیع الثانی ۱۳۵۳ھ)

مسئلہ جہاد پر مخالفین اسلام نے بہت کچھ نکتہ چینی کی ہے۔ خاص کر آریہ سماج نے آپ ایک جگہ جہادِ اسلامی کی حقیقت کو واضح فرماتے ہوئے اور مخالفین کے اعتراضات کے جواب دیتے ہوئے اس مسئلہ کو اپنی سنجیدگی کے ہتھیار سے یوں سلجھاتے ہیں۔

مذہب حق کا یہ فرض اولین ہے کہ اپنے اتباع کو معراج ترقی کے اعلیٰ زینہ پر پہنچائے۔ اس موقعہ پر مجھے رگوید کا منتر یاد آیا جس کی بابت میری رائے یہ ہے کہ مسلمانوں کے گھروں میں نمایاں مقامات پر جلی حرفوں میں وہ مرقوم ہونا چاہیئے۔ جس کا ترجمہ یہ ہے۔

اے انسانو! تمھاری فوج جرار و کارگذار نامی گرامی ہو تا کہ تمھاری عالمگیر حکومت روئے زمین پر قائم ہو۔ (اہلحدیث ۲۷ رمئی ۱۹۳۲ء)

عیسائیت کے عقیدہ میں سانپ کا پیٹ کے بل چلنا اور خاک کھانا۔ بنت حوا کا درد زہ کے ساتھ بچہ جننا اور فرزندانِ آدمؑ کا ہل جوت کر پیٹ بھرنا۔ یہ سب اس گناہ کی سزائیں ہیں۔ جو جنت میں بابا آدم اور مائی حوا سے صادر ہوا۔ ملاحظہ ہو کتاب پیدائش باب ۳ فقرہ ۱۴ تا ۱۹۔ مولانا مرحوم اپنے متانت آمیز لہجہ میں اس پر یوں تبصرہ فرماتے ہیں۔

اس کلام میں بابا آدم کے گناہ اندر کھانے گناہ و سزائے گناہ کا مفصل ذکر ہے۔ مرد کی سزا یہ ہوگی۔ کہ وہ زمین پر ہل جوت کر پسینے کی کمائی سے پیٹ بھرے گا۔ عورت کی سزا یہ ہوگی کہ وضع کے وقت تکلیف سے بچہ جنے گی۔ وغیرہ۔

اب سوال یہ ہے کہ عیسائی مرد و عورت جن کے گناہ بوجہ کفارہ مسیح کے معاف ہو گئے۔ ان کو یہ تکلیف ہوتی ہے یا نہیں یعنی عیسائی مرد محنت سے کماتے ہیں یا آسمانی مائدہ (المائدہ؟) ان پر اُترتا ہے۔ عیسائی لیڈیاں وضع حمل کے وقت ہندو مسلم وغیرہ عورتوں کی طرح تکلیف اٹھاتی ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں تو ہمیں اس کی مثالیں بتائی جائیں اور اگر باوجود تسلیم کفارہ کے یہ دور نہیں ہوئی تو کہا جائے گا تو موذن ہو گا سے تیلی بھی کیا اور دکھ اٹھایا۔ (۲۷ محرم ۱۳۵۱ھ)

رسالہ اصلاح (شیعہ) بابت ماہ صفر ۱۳۵۱ھ میں ایک تعزیہ کا معجزہ واقع موضع چندن پٹی نزد لہریا سرائے دربھنگہ شائع ہوا۔ آپ نے محترم مرحوم ڈاکٹر سید فرید سے اصل حالات دریافت کر کے شائع کئے اس پر لطیف فرماتے ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"ایک زمانہ ہوا قادیان سے آواز اٹھی تھی ؎

کرامت گرچہ بے نام ونشان است — بیا بنگر زغلمان محمد"

آج اس شعر کو یوں ترمیم کر لیجئے ؎

کرامت گرچہ بے نام ونشان است — بیا بنگر ز تابوتانِ کاغذ

رسالہ اصلاح شیعہ کھجوہ نے ایک مضمون لکھا۔ جس میں اس گئے گذرے زمانہ میں معجزات کا ثبوت دیا! معجزہ بھی کس کا! بے جان کاغذ تعزیہ کا! ہمیں کیا ضرورت کہ معجزے کا انکار کریں یا ہم کافر وافر یا نیچری پیچری ہیں؟ ہم تو معجزات پر ایمان رکھتے ہیں۔ اگر ثبوت کی تحقیق کرنا ہو تو انکار نہیں" پھر ذرا آگے فرماتے ہیں:۔

"ناظرین یہ معجزہ دراصل ہمارے برادران احناف (صنف بدعت) کے جواب میں خوب موزوں ہوگا جو کہا کرتے ہیں۔ پیر صاحب نے ڈوبنے سے بارہ سال بعد ایک کشتی کو مع سواروں کے نکالا تھا۔ یہ معجزہ تعزیہ اس سے بڑھ گیا۔ کیونکہ وہ زندہ کا ہے اور یہ بے جان کا۔ پھر ہم معذرت کرتے ہیں کہ ہم معجزوں کے منکر نہیں۔ لیکن بے ثبوت بات کا قائل ہونا بھی ہماری عادت کے خلاف ہے ؎

مجھ میں ایک عیب بڑا ہے کہ وفادار ہوں میں" (۲۱ جمادی الاول ۱۳۵۱ھ)

رسمی علوم میں آپ کا جو مرتبہ تھا اس کی تفصیلات کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے۔ اس پر بڑی خوبی یہ کہ قدرت نے بصیرت بھی آپ کو کافی عطا کی تھی۔ جس کی علم کے میدان میں قدم قدم پر ضرورت ہے۔ ہماری جماعت کے مشاہیر اساتذۂ کرام مرحوم کی کتاب "ناقابل مصنف" پہ تبصرہ فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

"اس کتاب میں قابل مصنف مولانا ثناء اللہ صاحب نے مرزا غلام احمد قادیانی کی تین مایۂ ناز کتابوں "براہین احمدیہ" "آئینہ کمالات اسلام" اور "چشمہ معرفت" پر جو ناقدانہ تبصرہ فرمایا ہے۔ قابل دید ہے۔ منطق وکلام ومناظرہ کے اصول وضوابط کے استعمال واجراء پر مصنف علام کو جو قدرتِ خداداد حاصل ہے۔ زیر نظر کتاب میں آپ نے اس سے پورا کام لیا ہے۔ الخ"

(مولانا) عبید اللہ رحمانی مبارکپوری، نذیر احمد املوی رحمانی، حکیم محمد بشیر مبارکپوری، عبد الجلیل رحمانی، عبید الرحمٰن طالب رحمانی

(اہلحدیث ۲۰ راگست ۱۹۴۳ء)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اکابرِ شیعہ میں ملا علی الحائری کی شخصیت مشہور و مسلم ہے ۔ آپ نے مولانا مرحوم کی عربی تفسیر پر جو تبصرہ فرمایا۔ اس میں آپ لکھتے ہیں ۔

فلعمری نعم المفسرین ونعم المفسر وذلک فکرہ الصائب وجاحدہ الخائب الخ

میرے دین کی قسم کیا ہی عمدہ تفسیر ہے اور کیا ہی اچھا مفسر ہے۔ اور یہ کہ ان کی سمجھ درست اور ان کا مخالف خائب و خاسر ہے (اہلحدیث ۲۸ رشعبان ۱۳۴۶ھ)

حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری دروازہ شیرانوالہ (مشہور عالم) آپ کے رسالہ "علم کلام مرزا" پر فرماتے ہیں ۔

اما بعد محترم المقام رئیس المناظرین الفاضل الاجل جامع المنقولات والمعقولات الملقب بہ شیر پنجاب الشیخ الحضرۃ مولانا ثناء اللہ مدظلہ کا وجودِ مسعود اس دورِ ابتلاء و افتتان میں مغتنمات سے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں میدانِ جہاد باللسان میں ایک بڑا رتبہ عطا فرمایا ہے۔ میرے خیال میں ہندوستان بھر میں اس فن میں ان کی نظیر کم ملے گی ۔

العارض احقر الانام احمد علی عفی عنہ (اہلحدیث ۳۰ ستمبر ۱۹۳۲ء)

مدراس کے ایک صاحب اخبار اہلحدیث کے چند پرچے بروقت نہ ملنے اور دفتر سے بھی تسلی بخش جواب نہ پانے پر ناراض ہو گئے۔ اور اخبار کی خریداری بند کردی اور ایک شکایتی خط مولانا سیالکوٹی کو لکھا۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی نے ان کو ایک طول طویل خط لکھا اور حضرت مولانا ثناء اللہ مرحوم کی شخصیت پر بہترین تبصرہ فرمایا۔ چنانچہ میر سیالکوٹی فرماتے ہیں ۔

"آپ کو یہ خیال کرنا چاہیئے کہ ہم اخبار کے ورقوں کی قیمت ادا نہیں کرتے بلکہ اپنے فخرِ قوم، بلکہ فخرِ ملک اور سردارِ اہلحدیث پر سے چند پیسے نثار کرتے ہیں۔ پانچ روپے سالانہ حضرت مولانا مدظلہ کے ایک ایک لفظ کی بھی قیمت نہیں۔ بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں کہ اگر ہم کو ہر سال یہ مژدہ مل جایا کرے کہ امسال لیلۃ القدر میں حکم جاری ہو گیا ہے۔ کہ اس سال مولانا ثناء اللہ (عافاہ اللہ) کی جانِ فیض توامان سلامت رہے گی تو پانچ نہیں بلکہ پچاسوں روپے خیرات میں لگا دینے چاہئیں۔

آہ میرے مخلص دوست !!! مولوی صاحب !! دور تک نظر اٹھایئے کیا کوئی دوسرا شخص اس قابلیت اور جامعیت کا جو ہر وقت پانچوں ہتھیار تیار ہو۔ ہندوستان بھر میں نظر آتا ہے۔ خوب پڑتال کر کے دیکھئے ہرگز نہیں ملے گا۔ میری اس رائے کو محض فرطِ محبت پر مبنی نہ سمجھیں۔ خدا کے فضل سے میری رائے غلطی سے سلامت ہوتی ہے۔ اور اس کی بنا واقعات پر ہو کر اعتدال پر ہوتی ہے الخ (۲۰ ربیع الثانی ۱۳۵۰ھ)

www.KitaboSunnat.com

مکارم اخلاق کا آپ مجسمہ تھے۔ تحریر و تقریر میں ہمیشہ اخلاقِ محمدی کو سامنے رکھتے۔ کبھی کوئی ناجائز حملہ کسی پر نہ کرتے۔ تہذیب سے گرا ہوا کوئی لفظ اپنی زبان اور قلم پر نہ لاتے۔ اپنے نامہ نگاروں کو ہمیشہ جَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ اور اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ السَّيِّئَةَ پر عمل پیرا ہونے کی تاکید شدید فرماتے۔ اخلاق کا یہ عالم کہ دفتر اخبار اہلحدیث میں مہمانوں کے لئے متعدد لحاف و بستر تیار رکھے رہتے۔ تاکہ بوقت ضرورت مہمانوں کو تکلیف نہ ہو۔ آپ کے دسترخوان پر بیشتر اوقات میں دو چار مہمان ضرور ہوتے۔ مولانا ہر ایک سے بہت ہی اخلاق و مروت سے ملتے۔ ہر ایک کی سنتے۔ حتی الامکان ہر ایک کے درد کا مداوا بنتے۔ ہر شخص یہی خیال کرتا کہ مولانا کی سب سے زیادہ عنایت مجھ ہی پر ہے۔

آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کے اجلاس مدراس میں ایک نوجوان مولوی عبدالعزیز کڈپوی نے استقبالیہ نظم پڑھی جس کا ایک شعر یہ بھی تھا ؎

کیا خوب ہوتا وہ بھی گر آج زندہ ہوتے
عبدالعزیز نامی حسن البیان والے

اس شعر پر حاضرین جلسہ زار و قطار رونے لگے۔ خود مرحوم اور دیگر اکابر بھی بیحد متاثر ہوئے۔ حضرت مولانا مرحوم نے اٹھ کر نظم پڑھنے والے نوجوان کو سینہ سے لگا لیا اور بیحد دعائیں دیں۔ مرحوم کی دعاؤں ہی کا اثر تھا کہ یہ نوجوان اس قدر متدین، متقی بلکہ عالمِ دین ہوا۔ کہ اڑھائی ہزار احادیث کو بہ نوکِ زبان حفظ کر لیا۔ مگر صد افسوس کہ عمر نے وفا نہ کی اور صرف بائیس سال کی عمر میں دارِ فانی سے عالمِ جاودانی کو کوچ کر گیا۔ اللھم اغفرلھم وارحمھم۔ (تفصیلات در اہلحدیث ۱۲ ربیع الاول ۱۳۵۰ھ)

حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی تحریک اشاعتِ توحید و سنت کو پروان چڑھانا آپ نے اپنی زندگی کا نصب العین قرار دیا تھا۔ شہیدِ ملت اور امیر المومنین سید احمد بریلوی رحمۃ اللہ علیہم سے آپ کو خاص عقیدت تھی۔ شہید قدس سرہٗ کا جب کبھی تحریراً یا تقریراً ذکر آتا۔ تو والہانہ انداز میں فرماتے: "اِسْمٰعِیْلُ وَمَا اَدْرَاكَ مَا اِسْمٰعِیْلُ" حضرت شہیدؒ کی سوانح حیات "حیاتِ طیبہ" کو بڑی عقیدت کے ساتھ شائع کیا۔ اشاعتِ توحید کے لئے ملک بھر میں "بزم ہائے توحید" کی بنیاد ڈالی۔ بدعاتِ مروجہ کی تردید کے لئے خصوصیت سے توجہ دلاتے۔ عرسوں پر ردِ بدعات کے لئے اشتہارات تقسیم کراتے۔ مبلغین بھیجتے۔ اخبار اہلحدیث (مرحوم) میں جگہ جگہ یہ تفصیلات ملتی ہیں۔

اہلِ بدعت نے ۱۴ نومبر ۱۹۳۲ء کو آپ پر قاتلانہ حملہ کرادیا۔ اس نازک موقع پر سب سے پہلا جملہ جو مرحوم کی زبان پر آیا یہ تھا۔ فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ۔ رب کی قسم میں اپنی مراد کو پہنچ گیا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کے بعد یہ شعر پڑھا ؎

ھل انتِ الا اصبع دمیت ؟ وفی سبیل اللہ مالقیت !

صبر و تحمل آپ کی رگ رگ میں پیوست تھا۔ معاندین کی سختیوں اور احمقانہ حرکات کا جواب آپ نے ہمیشہ صبر و شکیب سے دیا کبھی کسی سے بدلہ لینے یا اینٹ کا جواب پتھر سے دینے کی کوشش نہیں کی۔ ایک دفعہ احباب نے خیال ظاہر کیا کہ آپ مخالفین اہل بدعت کے خلاف مدافعانہ مناسب کارروائی کریں۔ اس پر آپ نے انکار کرتے ہوئے فرمایا۔

"جو شخص دینی و قومی خدمات کا بوجھ اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے ہو۔ اُسے ہر عدو و خصیم کی مخالفت کا بخندہ پیشانی خیر مقدم کرنا اور مصائب و مشکلات کو خوشی سے جھیلنا چاہیئے۔ گھبرانا، مضطرب ہونا اور چھچھوراپن دکھانا بزدلوں، کمینوں، رذیلوں اور ناقص الایمان لوگوں کا کام ہے ہم تو لا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ کے ماتحت اعدا سے بیرخی نہ کریں گے اور خلق و محبت سے اُن کے قلوب کو فتح کریں گے۔ (سیرۃ ثنائی صفحہ ۲۶۰)

آپ کے اخلاقِ حسنہ کا یہ اثر تھا کہ آریوں، سناتنیوں، سکھوں، عیسائیوں، مرزائیوں، بہائیوں وغیرہ کے مبلغ، پرچارک، اپدیشک، گیانی و دیارتھی، مشنری جو مولانا سے بحث و مناظرہ کیا کرتے تھے خاص طور پر آپ کی زیارت کے لیے حاضر ہوتے۔ ہمیشہ شوقِ ملاقات رکھتے اور بڑے تپاک و اخلاق سے ملتے۔ یہ سب کچھ اس لئے تھا کہ حضرت مولانا مرحوم اپنے اخلاقِ حسنہ اور محبت سے سب کے دلوں کو مسخر کر لیا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے دیگر اوصاف حسنہ کی طرح سخاوت کا وصف بھی آپ کے اندر بدرجہ اتم رکھا تھا۔ ایثار آپ کو بہت ہی محبوب تھا۔ اسلامی، جماعتی، قومی، تبلیغی ضروریات سامنے آتیں تو دل کھول کر اُن پر پیسہ خرچ کرتے۔ مصنف سیرت ثنائی لکھتے ہیں۔

مولانا المحترم نے اپنی جیب خاص سے جماعت کی کافی سے زیادہ امداد فرمائی۔ جب بھی جماعت کو مالی امداد کی ضرورت ہوتی۔ آپ فراخدلی سے ایثار فرماتے۔ بسا اوقات جلسوں جلوسوں اور جماعتی اجتماعوں کے اشتہارات پوسٹر وغیرہ اپنے خرچ سے چھپواتے۔ بعض دفعہ مہمانوں اور مدعوین کی خوراک کے مصارف بھی آپ کے ذمہ ہوتے۔ ایک بار امرتسر میں چار سو افراد جماعت کا اجتماع ہوا۔ ان سب کے طعام و قیام کا خرچ آپ نے برداشت کیا اور تین روز تک ان کو اپنے یہاں مہمان رکھا۔ کئی مرتبہ جمعیتہ یا کانفرنس کو مفلت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یا ٹریکٹ چھپوانے کی ضرورت ہوتی۔ تو اس کا بوجھ ساری جماعت پر نہ ڈالتے۔ خود سہار لیتے اور اس میں کسی قسم کی تکلیف محسوس نہ کرتے ۱۹۲۳ء میں آپ نے اسی طرح کا بار اٹھا لیا۔ پندرہ ہزار ٹریکٹ شائع کرائے اور ان کا سیکڑوں روپے کا خرچ اپنی جیب سے ادا کیا۔ اسی طرح ۱۹۲۵ء میں دو صد روپے کے صرف سے کئی ہزار پمفلٹ چھپوائے اور جماعت کی طرف سے مفت تقسیم کیے۔ جماعت کے اکثر نادار طلبا آپ کے خرچ پر قرآن و حدیث کی تعلیم پاتے اور علوم دین کی تحصیل کرتے تھے۔ جماعت کے مساکین و یتامیٰ، بیوگان و محتاجوں پر آپ کی توجہ خاص طور پر رہا کرتی تھی۔ ایک بار تین اہل حدیث لڑکوں نے درخواست کی کہ وہ دینیات کی اعلیٰ تعلیم کے لئے فلاں فلاں مکتب میں جانا چاہتے ہیں۔ مگر ناداری و غربت تحصیل علم میں مانع ہے۔ آپ نے تینوں کا خرچ تنہا اٹھا لیا۔ (سیرت ثنائی صـ۲۴۲)

مناظرانہ موضوع پر آپ کی زبان اور قلم کو جو دسترس حاصل تھی۔ اس کی مثال علماء معاصرین میں بہت کم ملے گی۔ تقریری مناظروں میں آپ کا بیان بے حد شستہ، دلنشین اور مہذب ہوتا۔ آپ کی اس خوبی کا نقشہ محترم مولانا عبدالرؤف صاحب جھنڈے نگری ان لفظوں میں بیان کرتے ہیں۔

"اگر پورے دنیائے اسلام کے اکابر علماء کسی ایک مجلس میں جمع ہوں اور بیک وقت عیسائیوں، آریوں، سناتن دھرمیوں، ملحدوں نیچریوں، قادیانیوں، شیعوں۔ منکرین حدیث چکڑالویوں، بریلویوں، دیوبندیوں، ست دھرمیوں سے غرض ہر فرقے سے ایک ایک گھنٹہ مسلسل نو گھنٹے بحث و مذاکرہ کی نوبت آئے۔ تو عالم اسلام کی طرف سے کون کون ہستیاں ہوں گی۔ مجھے معلوم نہیں۔ لیکن پاکستان و ہندوستان برما اور لنکا۔ جزیرہ جاوا اور سماٹرا کی طرف سے صرف ایک ہستی پیش ہو سکتی ہے۔ اور وہ حضرت شیخ الاسلام مولانا ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمہ اللہ تعالیٰ رحمۃً واسعۃً کی تھی۔ آج ان کی رحلت کے بعد ہندوستان و پاکستان کی یہ سربلندی شاید باقی نہیں رہی۔ ان کے جاتے ہی بازار علمی کی یہ صدر نشینی بھی شاید اب ختم ہو گئی۔ إنا للہ وإنا إليه راجعون۔" (ندائے مدینہ کانپور شیخ الاسلام نمبر)

غیر مسلموں سے تقریری مناظرات کے ذیل میں "مباحثہ جبل پور" نمایاں خصوصیات رکھتا ہے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے جناب ملا طیب علی رسول بھائی مندرجہ ذیل بیان دیتے ہیں:۔

"مولوی ثناء اللہ صاحب تمام پبلک کو مخاطب کرکے نہایت ہی فصاحت کے ساتھ تقریر فرماتے تھے۔ آپ کی تقریر مسلسل لفظی تکرار اور حشویات سے پاک نہایت شستہ اور پاکیزہ تھی۔ آپ کی آواز نہایت دلکش تھی۔ آپ کے سامنے فریق ثانی کا جواب دینا بالکل آسان اور معمولی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات تھی۔ ہاں اتنی بات ضرور تھی کہ کہیں کہیں آپ کی تقریر زیادہ عالمانہ ہو جاتی تھی۔ جس کو جبل پور کے ہندو سمجھ نہ سکتے تھے۔ اور کہیں کہیں آپ جواب اتنے مختصر لفظوں میں دیتے تھے کہ سوائے ذی علم لوگوں کے عوام کا سمجھنا ذرا مشکل تھا۔ آپ کا لہجہ معتدل تھا۔ آپ کا برمحل کسی شعر کا پڑھنا لطف دیتا تھا۔ (۲۰ اگست ۱۹۱۵ء اخبار اہلحدیث ص۹ "مناظرہ جبل پور" ص۹)

تحریری مناظرانہ رنگ میں جب آپ قلم اٹھاتے تو کیا کہنا!؟ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ جواہرات کی ایک لڑی ہے جس کا حسن و جمال آنکھوں سے گذر کر دل میں پیوست ہوا چلا جاتا ہے۔" رسالتِ محمدیہ پر آپ کا قلم یوں گوہر افشانی کرتا ہے۔

"ہم مسلمانوں کا دعویٰ ہے کہ دنیا میں خدا تعالیٰ کی طرف سے مختلف اوقات میں بشیر و نذیر آتے رہے۔ جو دنیا کے لوگوں کو مختلف زمانوں اور مختلف زبانوں میں وعظ نصیحت کرتے رہے۔ جن کو نبی، رسول، رشی، منی، ولی، شہید وغیرہ ناموں سے آج دنیا موسوم کرتی ہے۔ اس سلسلہ کے سب سے بڑے نبی یا رشی بلکہ مہارشی سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو خدا کے حکم سے دینِ اسلام کے دنیا میں پھیلانے والے ہیں۔
آنحضرت عرب کے مشہور شہر مکہ شریف میں ۲۲ اپریل ۵۷۱ء میں پیدا ہوئے۔ نیک بختی اور پارسائی کے ساتھ جب چالیس سال کی عمر کو پہنچے تو خدا تعالیٰ کی طرف سے آپ کو سلسلہ نبوت کا سرتاج بنایا گیا۔ آپ نے خدا کے حکم سے اس بات کا اعلان فرمایا کہ پہلے نبیوں، رشیوں نے میرے آنے کی خبر دی ہے۔ اَلَّذِیْ یَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِیْلِ۔ یعنی محمد رشی۔ نبی کا ذکر توریت انجیل وغیرہ میں لکھا ہوا موجود ہے۔ توریت انجیل میں گو انسانی کلام کی ملاوٹ نظر آتی ہے۔ تاہم اصل کلام الٰہی کا پتہ بھی چلتا ہے۔ اسی طرح وید میں گو مختلف قسم کے اشعار ہیں۔ جو مختلف متکلموں کے مختلف خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ تاہم ان میں بھی اصلیت کا نشان ملتا ہے۔ سب سے بڑی بات یہ کہ حضرت محمد رشی صلی اللہ علیہ وسلم کی بابت وید میں بھی خبر ملتی ہے۔ (دیباچہ "محمد رشی")

فقہی تنازعات پر آپ کی نظر بہت گہری ہوتی تھی۔ جہاں کہیں موقعہ ہوتا آپ افراط و تفریط سے بچ کر قلم اٹھاتے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:-

"بہت سے مسائل اہلِ اسلام میں ایسے ہیں جن کو فرقہ وارانہ کشمکش نے اختلافی بنا رکھا ہے۔ حالانکہ وہ حقیقت میں اختلافی نہیں منجملہ مسئلہ علم فقہ کی عظمت اور فقیہہ کی عزت ہے۔ کچھ شک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں کہ حدیث شریف میں ہے۔ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ
(خدا جس کے حق میں بھلائی چاہتا ہے۔ اس کو دین میں فقہ (سمجھ) سے بہرہ ور کرتا ہے) کے ماتحت علم فقہ اشرف علم ہے۔ اہل حدیث اس علم کے اسی قدر مداح ہیں جس کا یہ علم مستحق ہے۔ باوجود اس کے فریقین (اہلحدیث اور اہل فقہ) میں نزاع کیوں۔ ہم علیٰ وجہ البصیرت بلاخوف تردید کہہ سکتے ہیں کہ علماء محدثین بھی فقہ کے منکر نہ تھے نہ ہیں جن صاحب نے صحیح بخاری سمجھ کر پڑھی ہوگی وہ ہمارے دعوے کی تصدیق کریں گے۔ مناسب ہے کہ قبل شروع مضمون ہم اس کو مثال سے واضح کردیں۔ علم تصوف ایک ایسا علم ہے۔ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام کی ساری تعلیم کا نچوڑ بس یہی ہے۔ پھر آج کل اس کے متعلق مدح اور مذمت ہیں جو طویل الذیل مباحثے ہے وہ کیوں؟ اس کے تصفیہ کے لئے بتانا مفید ہے۔ کہ اصل تصوف جو متفق علیہ ہے وہ کیا ہے اور بناوٹی تصوف جو متنازعہ ہے وہ کیا ہے۔ اسی طرح علم فقہ ایک تو وہ ہے جو قرآن وحدیث سے ماخوذ ہے۔ دوسرا وہ ہے جو محض خیالاتِ علماء ہیں۔ پہلی قسم متفق علیہ ہے دوسری مختلف فیہ ان دونوں قسموں کی حقیقت جاننے کے بعد اصلیت کھل سکتی ہے کہ دراصل نزاع لفظی ہے۔

(دیباچہ فقہ اور فقیہہ)

مسلک اہل حدیث کی جو خدمات مرحوم نے انجام دی ہیں وہ ایسی نہیں ہیں جن کو بھلایا جاسکے بلکہ یہ کہنا بالکل صحیح ہے کہ مرحوم کی ساری زندگی اہلِ حدیث مسلک کی اشاعت اور تقویت میں گذری۔ آپ نے حالاتِ زمانہ کے پیشِ نظر جماعتی تنظیم کے لئے ایک "کل ہند اہلحدیث جمعیت" قائم کرنے کی تحریک چلائی۔ بالآخر ماہِ دسمبر ۱۹۰۶ء میں بمقام آرہ اہلحدیث کا جلسہ منعقد ہوا۔ اور اکابر علماء اہلِ حدیث کی موجودگی میں "آل انڈیا اہلِ حدیث کانفرنس" کو قائم کیا گیا۔ اور باتفاق رائے کانفرنس مذکور کے صدر نشین حضرت عارف باللہ حضرت مولانا حافظ عبداللہ صاحب غازی پوری قدس اللہ سرہ العزیز (المتوفی ۱۷ صفر ۱۳۳۷ھ مطابق ۲۶ نومبر ۱۹۱۸ء) قرار پائے۔ اور ناظم اعلیٰ حضرت مولانا ابوالوفاء مرحوم مقرر کئے گئے۔ اور صدر دفتر قائم کرنے کے لئے شہر دہلی کو منتخب کیا گیا۔ اس کانفرنس کا پہلا سالانہ جلسہ ۱۹۱۲ء میں منعقد ہوا۔ پھر دوسرا جلسہ امرتسر میں ہوا اور بعد ازیں ہندوستان کے بڑے بڑے شہروں میں اس کانفرنس کے تبلیغی اجتماعات ہوئے۔ جن میں پشاور، علی گڈھ، کلکتہ، کانپور، مدراس، آگرہ، بنارس، ملتان، گوجرانوالہ، چھپرا، مئو، شکراوہ، فتح گڈھ، وغیرہ کے اجتماعات تاریخی حیثیت رکھتے ہیں۔ نیز کانفرنس مذکور کی زیر نگرانی واعظین اور مبلغین کی ایک جماعت مقرر کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جس نے ملک کے گوشہ گوشہ میں توحید و سنت کی آواز کو پہنچایا۔ اس اہم تبلیغی پروگرام کی تکمیل کے لئے باری تعالیٰ نے اہل علم کی ایک بڑی جماعت کو آپ کا ہمنوا بنایا اور دولتمندوں میں حافظ شیخ حمید اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیسے حاتم دوراں کو اہل حدیث کانفرنس کا مدیح دوران قرار دیا۔ حضرت مولانا مرحوم اور حافظ صاحب مغفور کے اسمائے گرامی مسلک اہل حدیث ہند کی تاریخ میں ہمیشہ نمایاں رہیں گے جس طرح مولانا مرحوم نے اپنی تمام علمی، دماغی، عملی قابلیتوں کو اس مسلک کی ترویج و اشاعت کے لئے وقف کر دیا تھا۔ اسی طرح جناب شیخ حافظ حمید اللہ مرحوم رئیس اعظم پنجابیان دہلی نے توحید و سنت کی اشاعت کے لئے اپنی تجوریوں کے منہ کھول دئے۔ جیب خاص سے ہزاروں روپیہ سالانہ کانفرنس پر صرف کر دیتے تھے۔ بہت سے اسلامی مدارس و مکاتب کو ماہانہ امداد دیتے۔ کئی مدارس کی عظیم الشان عمارتوں پر جیب خاص سے بہت کافی رقمیں خرچ کیں۔ مدرسہ محمدیہ قصبہ باڑی ریاست دھولپور اور دارالعلوم شکرآوہ کی عظیم الشان عمارتیں اپنے بانی مرحوم کی زندہ یادگاریں ہمارے سامنے ہیں۔

حافظ صاحبؒ اور مولانا مرحوم کے کارہائے نمایاں کی تفصیلات کے لئے ایک مستقل تصنیف کی ضرورت ہے۔ مرحومین نے اہل حدیث کانفرنس کے زیر اہتمام جماعت اہل حدیث کے تنظیمی سلسلہ کو وسیع کیا۔ سارے ملک میں جماعت اہلحدیث کی تبلیغی انجمنوں کا جال بچھا دیا۔ بے شمار کتابیں اور رسائل توحید و سنت کی تبلیغ کے سلسلہ میں شائع کر کے مفت تقسیم کئے۔ حافظ صاحب مرحوم نے استاد الہند حضرت شاہ ولی اللہ اور آپ کے صاحبزادگان رحمۃ اللہ علیہم کے تراجم قرآن مجید کو بہترین شکل میں بصرف زرکثیر شائع کرا کر تقسیم کیا۔ خود مولانا مرحوم نے اس مسلک پر بہت سی یادگاری تصنیفات چھوڑی ہیں۔

اسی پر بس نہیں بلکہ جہاں ملک میں کہیں افراد جماعت کو عقائد حقہ کی بنا پر ستایا گیا اس پر ان حضرات نے ہر ممکن طاقت سے پوری توجہ دی۔ مظلوم اہلحدیث بھائیوں کو اس سلسلہ میں قانونی معلومات بہم پہنچانے کے لئے کتاب فتوحات اہل حدیث شائع کی جس میں ان تمام مقدمات کے فیصلہ جات کی نقول کو جمع کیا جو چیف کورٹ و ہائی کورٹ اور پریوی کونسل ولایت تک سے بحق اہل حدیث ہوئے ہیں۔

حضرت مولانا مرحوم کے شباب کا زمانہ ہندوستان میں مذہبی بحث مباحثوں کا زمانہ ہے جبکہ ایک طرف عیسائی مشنریاں پوری طاقت سے ہندوستان میں اپنی تبلیغ کا جال پھیلا رہی تھیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری طرف آریہ سماجی اسلام کی مخالفت میں اپنی پوری طاقت صرف کر رہے تھے۔ مزید مصیبت یہ کہ خود مسلمانوں میں نیچریت، مرزائیت، چکڑالویت جیسی نت نئی تحریکات جنم لے رہی تھیں۔ ہمارے مرحوم نے ہر مورچہ پر اسلام کی طرف سے مدافعت کی۔ اس جہاد باللسان کے قلمی خاکے آپ کی مصنفات کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہیں۔

مرزائیت کے سیلاب کو روکنے کے لئے قدرت نے آپ سے سدِ سکندری کا کام لیا۔ خود مرزا غلام احمد قادیانی صاحب آپ کی مخالفانہ جد وجہد کا جواب دینے سے اس قدر تنگ اور عاجز ہوئے کہ "جھوٹا سچے کی زندگی میں مر جائے گا" کی پیشین گوئی کر ڈالی۔ جو حرف بحرف پوری ہوئی اور مرزا صاحب حضرت مولانا مرحوم کی زندگی ہی میں عالمِ آخرت کو سدھار گئے۔

اہل قرآن کا حضرت مولانا نے ناطقہ بند کیا۔ سر سید مرحوم کے دور از کار، فاسد خیالات پر آپ نے اپنی تصنیفات میں بموقع بہترین تبصرہ کیا۔ شیعوں، بہائیوں، خاکساریوں، مودودیوں پر بھی آپ نے بہترین ناقدانہ مقالہ جات تحریر فرمائے ہیں۔

اہل حدیث کانفرنس کے علاوہ جماعت کو جب اور جہاں بھی آپ کی خدمات کی ضرورت ہوتی۔ حتی الامکان آپ ضرور وہاں پہنچتے۔ اس سلسلہ میں قرب و بعد کو خاطر میں نہ لاتے۔ صدہا مثالیں اس قسم کی موجود ہیں۔ جن کی تفصیلات ایک مستقل تصنیف چاہتی ہیں۔ اور ذاتی طور پر میرے سامنے میرے علاقہ کی انجمن اہل حدیث میوات کی تاریخی مثال موجود ہے۔

اس انجمن کا تبلیغی اجتماع ایک غیر معمولی ماحول میں منعقد ہونے والا تھا۔ اراکین انجمن فیصلہ کر چکے تھے کہ اس اجتماع کی صدارت حضرت مولانا امرتسری (مرحوم) فرمائیں گے۔ چنانچہ آپ سے خط وکتابت کی گئی۔ لیکن آپ کو کچھ خانگی مجبوریاں لاحق تھیں۔ ادھر علاقہ کے مسلمانوں کا اصرار تھا کہ مولانا ضرور تشریف لائیں۔ آخر بمشورہ جناب شیخ حافظ حمید اللہ صاحب (مرحوم) بزرگوارم جناب مولانا حکیم عبدالشکور صاحب ناظم انجمن مذکور آپ کی تشریف آوری کی منظوری لینے کے لیے (مرحوم) کی خدمت میں امرتسر پہنچے۔ حکیم صاحب کی اس بالمشافہ درخواست کا مرحوم نے ایسا اثر لیا۔ کہ خانگی مجبوریوں کو زبان تک نہ لائے۔ بلکہ فوراً بطیبِ خاطر درخواست کو شرفِ قبولیت بخشا۔ ۱۵، ۱۶ شوال ۱۳۵۰ھ کو یہ عظیم الشان تبلیغی اجتماع قصبہ شکراوہ ضلع گوڑگاوہ میں مرحوم کی صدارت میں منعقد ہوا۔ میوات کی تاریخ میں اتنا بڑا کامیاب اجتماع نہ پہلے ملتا ہے۔ نہ بعد کے آنے والے سالوں میں۔

خادم (مؤلف) نے ایک طویل استقبالیہ قصیدہ پیش کیا۔ جس کے چند بند یہ ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنا ہے مرآت کا خطہ گلستاں کن کی آمد سے
ہوا ہے غیرت گلزار رضواں کن کی آمد سے
نظر آتا ہے ہر اک مست و نازاں کن کی آمد سے
ہر اک ذرہ ہے رشک مہر تاباں کن کی آمد سے

جدھر دیکھو اُدھر باران رحمت فضل باری ہے
فضائے دلربا ہے ہر طرف باد بہاری ہے

چونکہ مرحوم کے علاوہ بیشتر اکابر علماء اہل حدیث حضرت العلام مولانا ابو القاسم بنارسی رحمۃ اللہ علیہ، بلبل چمنستان حدیث جناب مولانا عبد التواب علی گڑھی رحمۃ اللہ علیہ، ادیب ملت حضرت مولانا محمد سورتی رحمۃ اللہ علیہ جیسے باکمال حضرات اور حافظ عبد اللہ جیسی مایۂ ناز ہستیاں موجود تھیں۔ ان وجوہات کی بنا پر کم از کم میرے لئے یہ اجتماع ایک تاریخی حیثیت رکھتا ہے۔ استقبالیہ قصیدے کے آخری شعروں میں ایک شعر یہ تھا ؎

مرے اللہ ان کی عمر بھر جاوداں کر دے
مرے مولا انہیں دونوں جہاں میں کامراں کر دے

"عمر جاوداں" پر حضرت مولانا مرحوم (۱۲ ربجادی الاول ۱۳۵۱ھ) نوٹ دیتے ہیں۔

"مَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ"

آج اس منظر کو پورے بائیس سال ہونے کو ہیں۔ مرحوم کی تشریف آوری، آپ کے کلمات طیبات عالم خیال میں سامنے آتے ہیں۔ اور اس مناظر کی یاد سے دل بے قرار ہو جاتا ہے۔ آنکھیں پر نم ہو کر رہ جاتی ہیں نہیں معلوم تھا کہ خود میں اپنی قلم سے پورے بائیس سال بعد ان تاریخی مناظر کی یاد دہراؤں گا۔ مگر کن حالات میں؟ کہ سارا نقشہ ہی بدل گیا ہوگا۔ مرحومین جنت کو سدھار گئے ہوں گے۔ آہ۔ ثم آہ۔ ؎

چمن کے تخت پر جس دم شہ گل کا تجمل تھا
ہزاروں بلبلوں کی فوج تھی اک شور تھا غل تھا
خزاں کے دن جو دیکھا کچھ نہ تھا جز خار گلشن میں
بتاتا باغباں رو رو یہاں غنچہ یہاں گل تھا

علمائے توحید اور جملہ اہل اللہ کی توقیر و عزت کرنا آپ کا ہمیشہ کا دستور تھا۔ حضرت مولانا عبید اللہ سندھی جب اپنی جلاوطنی کے بعد آزادانہ ہندوستان میں تشریف لائے اور ملک میں جگہ جگہ ان کے شایان شان استقبال ہوا۔ تو آپ نے بھی موصوف کو امرتسر میں مدعو فرمایا اور خاص اہتمام کے ساتھ آپ کا حق احترام ادا کیا۔

کسی عالم باللہ کی وفات حسرت آیات کی خبر آتی۔ تو مرحوم بے چین ہو جاتے اور بڑی دلسوزی کا اظہار فرماتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا محمد انصاری ساکن دیوریہ کی وفات پر موصوف لکھتے ہیں۔

" مرحوم مناظرہ دیوریہ کے مستقل پکے موحد، متبع سنت تھے جن کے دیکھنے سے خدا یاد آتا تھا۔ باوجود زاہد عابد ہونے کے تصنیف میں بڑی دلچسپی ہوتی تھی۔ آج بافسوس ہم اُن کی وفات کی اطلاع دیتے ہیں

حضرت مولانا ابراہیم آروی، حضرت مولانا عبداللہ صاحب غازیپوری، حضرت مولانا عبدالعزیز رحیم آبادی، حضرت مولانا شمس الحق صاحب ڈیانوی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین کو یاد فرماتے تو آنکھیں پُرنم ہو جاتیں۔ ان سب کی وفات پر بڑے دلسوز مقالے لکھے۔ جماعتی اجتماعات میں اخبار اہل حدیث کے نئے سال پر درد دل کے ساتھ ان بزرگوں کو یاد فرماتے۔ اور ان لفظوں میں اپنی باطنی کیفیت کا اظہار کرتے ہے

غالب ہے نہ شیفتہ، نہ نیر باقی　　　وحشت ہے نہ سالک ہے نہ انور باقی
حالی اب اسی کو بزم یاراں سمجھو　　　یاروں کے جو کچھ داغ ہیں دل پر باقی

(اہلحدیث ۳ ۱ر جنوری ۱۹۴۷ء)

ظرافت: قدرت نے آپ کی طبیعت کا جزو ثانیہ بنائی تھی۔ ظرافت آمیز باتوں میں بڑے بڑے اہم مسائل پر اظہار خیال کر جاتے۔ خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی کے ایک مقالہ پر لکھتے ہیں۔

" خواجہ صاحب دہلوی خوش مزاج اور خوش اخلاق بزرگ ہیں۔ آپ بہت سے مریدوں کے پیر ہیں اور بہت سے لیڈروں کے مولانا ہیں۔ صوفیوں میں آپ صوفی بھی ہیں علماء میں آپ ایسے عالم ہیں کہ قلم اور زبان سے فتویٰ تکفیر بتا دیتے ہیں (اخبار پیغام صلح ۲۳ر اگست ۱۹۲۸ء صف) غرض یہ شعر آپ کی زبان سے خوب سجتا ہے ہے

رند بھی ہوں میں پارسا بھی ہوں　　　مری نگاہ میں ہیں رند و پارسا اک ایک

(یکم ستمبر ۱۹۲۸ء)

مسلمانان ہند کی سیاسی رہنمائی کے لئے جمعیت علماء ہند بمقام لکھنؤ آپ ہی کی تحریک سے وجود میں آئی۔ لکھنؤ کے اجتماع میں خاطر خواہ اس سلسلہ میں کامیابی نہیں ہوئی۔ مگر ایک درسے موقع پر آپ نے اس تحریک کو پھر اٹھایا اور جمعیۃ العلماء کا ایک مختصر سا ڈھانچہ بن گیا جس کا ایک اجلاس آپ ہی کی دعوت پر امرتسر میں بتاریخ ۲۶ر محرم ۱۳۳۸ھ منعقد ہوا۔ آپ نے صدر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استقبالیہ کی حیثیت سے مندرجہ ذیل خطبہ دیا۔ جس سے جمعیۃ علماء ہند کی تاسیس و تاریخ پر پوری روشنی پڑتی ہے۔

برادرانِ اسلام! اسلام خدا کا سچا دین ہے۔ جملہ انسانوں کی ہدایت کے لئے آیا ہے۔ اس لئے انسانوں کو اُن کی جملہ ضروریات میں ہدایت کرتا ہے۔ عقائد صحیحہ عبادت خالصہ سکھاتا ہے۔ اخلاق فاضلہ کے علاوہ سیاسیات کی تعلیم بھی دیتا ہے۔ اسی لئے خلافت راشدہ کے زمانہ میں یہ سب کام علماء اسلام کے ذمے ہوتے تھے۔ یعنی علماء اور فقہاء ہی مفتی قاضی وغیرہ ہوتے تھے۔ بلکہ وزرائے سلطنت اور افسران فوج بھی علماء ہی ہوتے تھے۔ ہندوستان میں جب ہر قسم کی تحریکات جاری ہوئی تو سیاسیات نے بھی ظہور کیا۔ مذہبی طبقہ میں ضرورت محسوس ہوئی کہ سیاسیات کو مذہبی رنگ میں دکھانے کے لئے علماء کی جماعت قائم ہونی چاہیئے۔ جس کی تفصیل یہ ہے

جن دنوں وزیر ہند مار لے ہندوستان میں آئے تھے۔ جن کی یاد میں منٹو مارلے سکیم مشہور ہے۔ لکھنؤ میں علماء کی ایک مجلس جب تحریک مولانا عبدالباری صاحب منعقد ہوئی۔ پنجاب سے مجھے بلایا گیا۔ مجلسِ مذکور میں تجویز پاس ہوئی کہ علماء کا ایک وفد وزیر ہند کی خدمت میں مسلمانوں کی مذہبی ضروریات پیش کرے۔ چنانچہ یہ وفد پیش ہوا۔ میں اس کی تفصیل میں نہیں جاتا۔ صرف یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسی مجلس علماء میں میں نے یہ تجویز پیش کی کہ سیاسیات میں مذہبی رہنمائی کرنے کے لئے علماء کی ایک جماعت ہمیشہ کے لئے منظم ہونی چاہیئے۔ متواتر دو روز اس تجویز پر بحث ہوتی رہی۔ مگر خاطر خواہ کامیابی نہ ہوئی۔ اس کے بعد دہلی میں ایک تبلیغی جلسہ ہوا جس میں میں بھی شریک تھا۔ بعد فراغت خاص اصحاب کی مجلس میں میں نے یہ تحریک کی کہ ہمیشہ کے لئے علماء کی ایک جماعت منظم ہونی چاہیئے۔ اس جلسہ میں مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی کے علاوہ اور کئی ایک اصحاب میرے ہمراہ شریک تھے۔ انہوں نے میری تائید کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جمعیۃ العلماء کا ایک خام سا ڈھانچہ تیار ہو گیا۔ جس کے صدر مولانا کفایت اللہ صاحب اور ناظم مولانا احمد سعید صاحب مقرر ہوئے۔ اس کے تھوڑے عرصہ بعد امرتسر میں مسلم لیگ کا جلسہ ہونے والا تھا۔ اسی امید پر میں ان دونوں صاحبوں کو جمعیۃ علماء کی تحریک کو کامیاب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بنانے کے لئے امرتسر آنے کی دعوت دے دی تا کہ امرتسر میں اعیانِ اسلام کو جمعیۃ العلماء میں شرکت کی تحریک کی جائے۔ اسلامیہ اسکول کی ایک کوٹھڑی میں ان دونوں صاحبوں کے قیام کا انتظام کیا گیا۔ ان کے ساتھ تیسرا میں (داعی) ہوتا۔ یہ کوٹھڑی کیا تھی۔ گویا غارِ ثور کا ایک نمونہ تھی۔ ہاں ان دونوں مقاموں میں امتیاز یہ تھا کہ وہاں دو پاک ہستیاں تشریف فرما تھیں اور یہاں دو تین گنہگار، مغفرت کے امیدوار بیٹھے تھے۔ جمعیۃ کے اسی ثوری اجلاس میں پہلا ریزولیشن مولانا محمود الحسن صاحب مرحوم نور اللہ مرقدہ کے متعلق پاس ہوا جس کی تفصیل یہ ہے۔

حضرت ممدوح اگرچہ ان دنوں جزیرہ مالٹا میں اسیر فرنگ تھے۔ تاہم اپنے شاگردوں کے پاس تشریف لا کر فرماتے تھے کہ میرے بچو میری رہائی کے لئے کوشش کرو۔ کیسے تشریف لاتے تھے؟ جیسے عرب کا شاعر جو جیل میں محبوس تھا۔ اسی حالت میں اپنی محبوبہ کا وہاں پہنچ جانا بیان کرتا ہے۔ ؎

عجبت لمسراہا وانی تخلصت لدی وباب السجن دونی مغلق

شاعر کہتا ہے کہ میں حیران ہوں۔ باوجودیکہ میں جیل میں محبوس ہوں اور جیل کا دروازہ بھی بند ہے۔ تاہم میری محبوبہ میرے پاس پہنچ جاتی ہے۔ اسی طرح حضرت ممدوح تشریف لاتے ہیں اور اپنے خادموں کو خوابِ غفلت سے بیدار فرماتے ہیں۔ اسی بیداری کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان اصحابِ ثلاثہ میں سب سے پہلے یہ تجویز پاس ہوئی کہ حضرت ممدوح کی رہائی کے لئے ویسرائے کو تار کیا جائے۔ تار کے خرچ کا اندازہ ۳۰ تیس روپے کیا گیا۔ یہاں میں پہنچ کر بڑی مسرت کے ساتھ یہ بات ظاہر کرتا ہوں۔ کیونکہ میں اس امر کو اپنے لئے باعثِ عزت اور موجبِ نجات جانتا ہوں کہ تار کا سارا خرچ میں نے ادا کیا۔ تقبل اللہ سعینا۔

یہ تھی جمعیۃ العلماء کی پہلی میٹنگ اور پہلا ریزولیشن۔ جو دراصل آئندہ کے لئے ایک بنیادی پتھر تھا۔ یہاں چونکہ مولانا محمود الحسن صاحبؒ کا ذکر آگیا ہے۔ اس لئے میں ممدوح کی شخصیت کے متعلق چند فقرے عرض کر دوں تو بیجا نہ ہوگا۔

"موصوف بڑے پایہ کے عالم تھے۔ ہر فن کی تعلیم دیتے تھے۔ مگر حدیث کے ساتھ آپ کو خاص اُنس تھا۔ میرا چشم دید واقعہ بلکہ روزانہ کے واقعات ہیں۔ کہ آپ جس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چوکی پر حدیث کی کتاب رکھ کر پڑھاتے تھے۔ منطق اور فلسفہ کی کتابیں اس پر نہیں رکھتے تھے بلکہ نیچے رکھتے تھے۔ یہ واقعہ میں اپنی ساری مدتِ تعلیم میں دیکھتا رہا بحق حدیث آپ کے حُسنِ عقیدہ کا اظہار ان اشعار میں کروں تو بجا ہے۔ آپ گویا زبانِ حال سے فرماتے تھے ؎

کیا تجھ سے کہوں حدیث کیا ہے! ورد وانہٗ دُرجِ مصطفےٰ ہے
صوفی و عالم و حکیم دینی کرتے رہے اسی کی خوشہ چینی
باباکے ہاں سے کون لایا جس نے پایا یہیں سے پایا

آپ کی شخصیت کا ذکرِ خیر گورنمنٹ کی شائع کردہ رولٹ کمیٹی کی رپورٹ میں بھی ملتا ہے۔ میں یہ فقرہ بھی عرض کردوں تو بجا ہے۔ کہ ممدوح کو میرے ساتھ اپنی اولاد کی طرح محبت تھی۔ اسی لئے بڑے بڑے مباحثوں میں جہاں اکابرِ دیوبندیہ کا دخل ہوتا۔ مباحثہ اس خاکسار کے سپرد کیا جاتا جیسے مباحثہ نگینہ اور رام پور وغیرہ۔

ہاں میں اوپر ذکر کر آیا ہوں کہ جمعیۃ العلماء کا پہلا ریزولیوشن مولانا موصوف کی رہائی کے متعلق پاس کیا گیا۔ خدام نے تار بھیجنے ہی پر کفایت نہیں کی بلکہ دُعا کے ذریعہ بھی خدا سے استعانت کرتے رہے۔ گویا مرزا غالب کا یہ شعر وردِ زبان تھا ؎

میرے دل میں ہے غالبؔ شوقِ وصل و شکوۂ ہجراں خدا وہ دن کرے جو اُس سے میں یہ بھی کہوں وہ بھی

بفضلہ تعالیٰ نتیجہ یہ ہوا کہ جمعیۃ العلماء کے جلسہ دہلی کے صدر آپ ہی منتخب ہوئے۔ گو علالت کی وجہ سے جلسہ میں شریک نہ ہو سکے تاہم بحکم ؎

"صدر ہر جا کہ نشیند صدر است"

گویا آپ ہی صدارت فرما رہے تھے اس کے بعد جمعیۃ العلماء بعنوانِ اَنْبَتَهَا اللّٰهُ نَبَاتًا حَسَنًا ایسی بڑھی کہ اس کا سایہ سارے ملک میں پھیل گیا پشاور سے کلکتہ تک اس کے جلسے ہوتے رہے۔ بڑے بڑے سیاسی امور میں اس نے رہنمائی کی۔ جمعیۃ کی کارگزاریوں میں سے ایک کارگزاری بطور نمونہ پیش کرتا ہوں۔ دہلی کے جلسہ میں میں نے تجویز پیش کی تھی کہ آئندہ حصولِ سوراج کے موقع پر مسلمانوں کو اختیار ہونا چاہیئے کہ وہ اپنا نظامِ شرعی الگ قائم کر سکیں۔ یعنی ضروریاتِ قومی اور مذہبی کے لئے مسلمانوں کی شرعی عدالتیں قائم کی جائیں۔ جو حسبِ قانونِ شریعت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیصلہ کیا کریں۔ اس ریزولیوشن پر بحث ہوتی رہی۔ مگر بعض ممبران کی مخالفت کی وجہ سے کامیابی نہ ہوئی۔ مخالف ممبر بھی نیک نیت تھے۔
اس کے بعد لاہور میں زیر صدارت مولانا ابوالکلام آزاد جمعیۃ کا جلسہ منعقد ہوا میں نے یہ ریزولیوشن پھر پیش کیا۔ حسن اتفاق سے میرے ہم رائے ممبران مولانا ابراہیم سیالکوٹی وغیرہ بھی اس اجلاس میں شریک تھے۔ ان کی تائید سے یہ ریزولیوشن پاس ہوکر بدستخط اخبار الجمعیۃ میں شائع ہوگیا۔ اس کے علاوہ وہ سیاسی فتویٰ بھی مشہور ہے۔ جس پر جمعیۃ نے بڑی بڑی قربانیاں دیں۔ شہر امرتسر بھی قربانی دینے میں پیچھے نہیں رہا۔ خدا ان قربانیوں کو قبول کرکے ان میں برکت بخشے۔ جمعیۃ العلماء کا بڑا جلسہ ماہ مارچ میں بمقام لاہور ہونے والا ہے۔ جس کی تمہید کے طور پر امرتسر میں ایک جلسہ ہو رہا ہے۔ اس کے صدر مولانا احمد سعید صاحب قرار پائے ہیں۔ میں مجلس استقبالیہ کی طرف سے ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ کہ موصوف کرسیٔ صدارت کو عزت بخشیں۔ اور اپنے خطبۂ صدارت سے حاضرین مجلس کو محظوظ فرمائیں ؎

میر جمع ہیں احباب دردِ دل کہہ لے پھر التفاتِ دلِ دوستاں رہے نہ رہے

آخر میں مجلس استقبالیہ کی طرف سے حاضرین اور سامعین کے جلسہ میں شریک ہونے کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔
آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین ۰ ابوالوفاء ثناء اللہ صدر مجلس استقبالیہ امرتسر
(اہلحدیث امرتسر ۲۶ / محرم ۱۳۶۱ھ)

جمعیۃ العلماء ہند کے علاوہ مرحوم اور بھی دیگر قومی و سیاسی مجالس میں شریک ہوتے تھے۔ آپ ندوۃ العلماء کے ایک عرصہ تک رکن رہے۔ بلکہ بقول آپ کے ندوۃ العلماء آپ کی دستار بندی ہی کے اجلاس میں بمقام کانپور ۱۳۱۰ھ میں قائم کیا گیا۔ اسی تعلق کا نتیجہ تھا کہ مرحوم جب کبھی بسلسلہ تبلیغ اضلاع یوپی میں تشریف لے جاتے تو دارالعلوم ندوہ میں حاضری کے لئے ضرور کوشش فرماتے۔ حضرت العلامہ سید سلیمان ندوی لکھتے ہیں:۔

ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ مرحوم مدرسہ میں تشریف لائے۔ میں درس میں تھا۔ ان کو آتا دیکھ کر اُن کی طرف لپکا۔ مگر مرحوم نے میرے بجائے سبقت استاذی شمس العلماء مولانا حفیظ اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف کی اور حدیث کا یہ ٹکڑا پڑھا کبر الکبر یعنی بڑے کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑھائی دو۔ مرحوم کبھی کبھی قومی جلسوں میں بھی شرکت کرتے تھے ۱۹۱۲ء میں ندوہ کی تحریک اصلاح کے سلسلہ میں جب حکیم اجمل خاں مرحوم کی دعوت پر دہلی میں ایک عظیم الشان اجلاس ہوا۔ جس میں سارے ہندوستان کے مسلمان نمائندے شریک تھے تو مولانا شبلیؒ کی تحریک پر مرحوم ہی صدر مجلس قرار پائے تھے ۱۹۱۹ء میں جب تحریک خلافت کا پہلا ابتدائی جلسہ لکھنؤ میں ہوا۔ جس میں سارے ملک کے اکابر و مشاہیر جمع تھے۔ اس میں بھی مرحوم شریک تھے ۱۹۲۵ء کی جمعیۃ العلماء کے اجلاس کلکتہ میں جس میں اس خاکسار کی صدارت تھی مرحوم موجود تھے۔ (معارف)

ہندی مسلمانوں کے علاوہ دیگر ممالک کے مسلمانوں سے بھی آپ کو گہری حقیقی دلچسپی تھی۔ اٹلی والوں نے جب مسلمانانِ طرابلس کو مشقِ ستم بنایا اور ان پر مظالم کے پہاڑ توڑ دیے تو مرحوم نے بڑی دلسوزی کے ساتھ لکھا۔

اخوانِ طرابلس سے ایک ٹریکٹ عربی زبان میں چھپا ہوا ہندوستان کے اسلامی اخباروں میں آیا ہے۔ اس ٹریکٹ میں اٹلی کے وہ مظالم لکھے ہیں جو بقول امت طرابلسیہ اقوام یورپ ہی کے لئے نہیں نسل انسانی کے لئے بھی موجب شرم ہیں۔ سنوسی خانقاہ جہاں اللہ اللہ کئے والے رہتے ہیں اس کو شراب خانہ بنایا گیا۔ بڑے بڑے مقدس لوگوں کو ہوائی جہاز پر بٹھا کر اوپر سے زمین پر گرا دیا گیا۔ اس پر فوجی لوگ ہنستے اور کہتے۔" فلیات محمد ذالک البدوی الذی امرکم بالجهاد ویخلصکم من ایدینا " محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس عرب کے پاس آوے۔ جس نے تمہیں جہاد کرنا سکھایا ہے۔ وہ تم کو ہمارے ہاتھوں سے چھڑائے۔ یہ سارے واقعات دل ہلا دینے والے ہیں۔ ہم مسلمانانِ ہندوستان اگر اپنی حالت پر غور کریں تو طرابلسی برادران سے بھی زیادہ ذلیل حالت میں ہیں۔ تاہم حق اخوت ادا کرنا ہم پر فرض ہے۔ جس کا ادنیٰ درجہ یہ ہے کہ ہم خداوند مالک الملک سے بالحاح وزاری دعا کریں کہ اے مالک الملک ذوالجلال والاکرام تو مظلوم طرابلسی بندوں کی مدد کر اور ان کے دشمنوں کو مغلوب کر (۲۹ رمئی ۱۹۳۱ء)

اقوام ہند کے باہمی خطرناک جنگ و جدال کو دیکھ کر مرحوم ہر وقت کبیدہ خاطر رہتے۔ ایک موقع پر لکھتے ہیں:-

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آخر یہ جنگ وجدل کب تک رہے گی۔ کیا ہمارا ملک اسی مصیبت میں مبتلا رہے گا۔ کیا اس کی اسی طرح گت بنتی رہے گی۔ کیا یہ ملک کسی بیرحم محبوب کو مخاطب کر کے یہی کہتا رہے گا۔ ؎

ہمارا ہوتا تو رہتا ہمارے سینے میں یہ دل بنا ہے تری چشم فتنہ زا کے لیے

ہاں ضرور یہی حالت رہے گی۔ بلکہ خطرہ ہے کہ کہیں اس سے بھی زیادہ نہ ہو جائے اس لئے کہ ہندوستانی قوموں نے باوجود مذہبی کہلانے کے اپنے مذہب اور دھرم کو چھوڑ دیا ہے، ہمارا خیال ہے کہ ہندوستان کی مختلف قومیں ہندو مسلم، سکھ، عیسائی وغیرہ اپنے اپنے مذہب کی ہدایت کے پورے پورے پابند ہو جائیں تو نہ کوئی لڑائی ہو نہ فساد۔

کیونکہ جہاں تک اخلاقی حصہ ہے۔ ہر مذہب میں کم و بیش اس کی ہدایت ملتی ہے۔ لیکن اب تو یہ حالت ہے ؎

ہندو نئے نئے ہیں مسلمان نئے نئے (اہلحدیث ص۱۶ ۱۳ ذیقعدہ ۱۳۵۴ھ)

آخری ایام حضرت مرحوم کے جن حالات میں گذرے وہ ایک مستقل داستان ہے۔ اگست ۱۹۴۷ء میں جملہ باشندگانِ پنجاب کو جن حوادث ومصائب سے دوچار ہونا پڑا۔ اُن سے مولانا مرحوم کیسے بچ سکتے تھے۔ مرحوم کا علمی خزانہ اور اکلوتا بیٹا فسادات کی نذر ہوا۔ مرحوم تباہ حال ومصیبت زدہ ہو کر گوجرانوالہ پہنچے۔ بنام مولانا ابوالقاسم صاحب بنارسی آخری نامہ مبارک تحریر فرماتے ہیں۔

عزیزم سلّمکم اللہ وعافاکم۔ عیال سب باستثناء ایک فرد خیریت سے گوجرانوالہ پہنچ گئے۔ مجھ اکیلے کو اہل گوجرانوالہ پہلے لائے تھے چھتیس دن میں لاہور میں رہا۔ بڑی لڑکی کے گھر میں رہا۔ باقی کیا سننا چاہتے ہو۔ ؎

کبھی فرصت میں سُن لینا بڑی ہے داستاں میری

غم نہیں رہتا ہے آزادوں کو بیش از یک نفس برق سے کرتے ہیں روشن شمع ماتم خانہ ہم

خدائے تعالیٰ آپکو اور آپ کے بچوں اور بھائی بندوں کو (امید ہے کہ حضرت مولانا بنارسی مرحوم کے بچوں کی فہرست میں ان کے جملہ شاگردان اور بھائی بندوں کی فہرست میں جملہ اخوان اہلحدیث ہند شامل ہو سکیں گے۔ (مرآف) خیر وسلامتی سے رکھے ؎

نہ ہے نامہ کو اتنا طول غالب مختصر لکھ دے کہ حسرت سنج ہوں عرض ستم ہائے جدائی کا

ثناء اللہ امرتسری ۲۲ جنوری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محترمی مولانا عبدالرؤف صاحب جھنڈے نگری تحریر فرماتے ہیں مسند آخر عمر میں جب گوجرانوالہ کے قیام کے زمانہ میں مولانا کے زہد و تقویٰ و رع و پرہیزگاری کا یہ عالم تھا کہ مولانا نے زکوٰۃ کے نام سے کوئی رقم قبول نہ کی مولانا اسمٰعیل صاحب گوجرانوالہ کا خط میرے پاس آتا رہا۔ مولانا کے حالات معلوم کرتا رہا۔ انھوں نے یہ بھی لکھا تھا کہ گوجرانوالہ میں لوٹ مار کی بہت سی چیزیں آئی تھیں جب احباب کچھ تحفہ پیش کرتے تو پوچھتے کہ لوٹ مار غارت کی چیزیں تو نہیں ہیں۔ اطمینان کامل ہونے پر قبول فرماتے۔ وکفیٰ بہ فقد رقہ۔[1] ۵ رجنوری ۱۹۴۸ء کو مرحوم اہل و عیال سمیت سرگودھا تحصیل خوشاب ضلع شاہپور مطابق حکم پنجاب گورنمنٹ (پاکستان) بادل ناخواستہ تشریف لے گئے۔ وہاں ۱۱ر فروری ۱۹۴۸ء کو مسلسل صدمات کے نتیجہ میں فالج کے شکار ہوگئے۔ علاج معالجہ سب بیکار ثابت ہوا اور ۱۵ر مارچ ۱۹۴۸ء کو یہ آفتاب علم سرگودھا کی زمین میں غروب ہوگیا! اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۵ آپ کے انتقال پُر ملال کی خبر سن کر بلا امتیاز تمام علمی حلقوں میں صف ماتم بچھ گئی۔ دہلی کے ایک بہت بڑے سیاسی جلسہ میں گاندھی جی کے ماتم کے ساتھ ساتھ مولانا ابوالکلام آزاد اور مولانا حفظ الرحمن صاحب ناظم جمعیۃ علماء ہند وغیرہم نے آپ کے انتقال پر ایک غیر معمولی نقصان اور علمی فقدان کا دردانگیز ماتم کیا۔ حضرت علامہ دور صدیق سعیدی بستوی فاضل السنہ شرقیہ کی قلم سے مرحوم کی تاریخ وفات یہ ہے۔

فکر تاریخ اس شیخ و مجاہد کی ہر دم!
ہاتف غیب نے دی یہ ندا کہہ برجستہ "ہُوَ الْغَفُوْرُ"

۱۳۶۷ھ

مقالہ بہت طویل ہوگیا۔ اور جتنا لکھا گیا بہت تھوڑا ہے۔ مگر مزید تفصیل کے لئے یہ دور رقت بالکل متحمل نہیں۔ اس لئے ناظرین کرام سے معافی کی درخواست کرتا ہوا آخر میں چند اشارے "فتاویٰ ثنائیہ" کی طرف کر کے اس مضمون کو ختم کرتا ہوں۔

۱۔ انتخاب فتاویٰ میں جو فتویٰ جس مقام سے تعلق رکھتا ہے اس کو اسی کے مناسب باب کے تحت درج کیا گیا ہے۔

۲۔ اگر کسی سوال کی عبارت طویل ہے تو اس کی اصلیت کو باقی رکھتے ہوئے اختصار کر دیا گیا ہے۔ ایسے گنتی میں صرف چند ہی سوال ملیں گے۔

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھو ندائے اسلام کانپور کا شیخ الاسلام نمبر۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ بیشتر حوالہ جات تاریخ وسنہ وار دے گئے ہیں۔ جن کی پوری جانچ کی گئی ہے۔ پھر بھی بتقاضائے بشریت غلطی کا ہر وقت امکان ہے۔ اس لئے اگر کہیں ایسا نظر آئے تو ناظرین سے معافی اور درستگی کی درخواست ہے۔

۴۔ مرحوم کا کوئی مقالہ یا دیگر علماءِ ملت کے فتاوے ومضامین ومقالہ جات جہاں آپ کو ملیں سمجھ لیجئے کہ اس کا تعلق منعقدہ باب سے ہے یا اس فتویٰ سے جو ابھی اس سے پہلے لکھا گیا ہے۔

۵۔ خادم کی حیثیت صرف ناقل کی ہے۔ خلافیات میں رائے زنی اور راجح مرجوح کا حق کلیۃً ناظرین کے سپرد کر دیا گیا ہے۔

۶۔ فتاویٰ کی ضخامت اور مضامین کی افادیت کے پیش نظر فتاوے اور مضامین کا انتخاب کیا گیا ہے۔ حالات حاضرہ وضروریاتِ موجودہ کو بھی سامنے رکھا گیا ہے۔ تمام مجلدات "اہل حدیث مرحوم" میں شائع شدہ فتاووں کا استقصار ناممکن تھا۔ پوری ذمہ داری کے ساتھ مجموعہ کو مفید ترین بنانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ تاہم ناقل کو اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں کا دل سے اعتراف ہے اور یہ عین ممکن ہے کہ ان منتخب کردہ فتاووں اور تشریحات سے بہت زیادہ مفید اور بہتر فتاوے اور متعلقہ تشریحی مضامین ایسے رہ گئے ہوں جن تک ناقل کی رسائی نہ ہو سکی ہو۔

یہ حقیقت ہے کہ اگر یہ علمی ذخیرہ حضرت مولانا قدس سرہ العزیز کی حینِ حیات میں آپ کی زیر نگرانی ترتیب دیا جاتا تو بہت زیادہ بہتر بنتا۔ مگر كُلُّ أَمْرٍ مَرْهُونٌ بِأَوْقَاتِهَا کے مطابق علم الٰہی میں اس کے لیے یہی وقت مقدر تھا۔ نہیں کہا جا سکتا کہ صاحبِ فتاویٰ کی منشاء تک ناقل کہاں تک پہنچ سکا ہے اور اس اہم ترین ذمہ داری کو نباہنے میں ناقل سے کیا کیا کوتاہیاں ہوئی ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ لغزشوں اور کوتاہیوں کو معاف فرمائے۔

اہل علم حضرات سے آخر میں پھر گذارش ہے کہ وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ صرف شانِ رسالت ہی کا خاصہ ہے۔ پس اگر مولانا مرحوم کا کوئی فتویٰ قابلِ اعتراض ہو تو مرحوم کی تحقیق پر طعن وتشنیع کرنے کی بجائے دعاءِ مغفرت سے کام لیں۔ اور لکل امرءٍ ما نوی کے ماتحت نیک نیتی پر محمول کریں۔ نیز حضرت محشی کی فاضلانہ تحقیقات ودیگر علماء کرام کی تشریحات کو بھی اسی نقطۂ نظر سے ملاحظہ فرمائیں۔

آخر میں ان تمام اہل علم وامداد کنندگان حضرات کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں جنھوں نے دامے، درمے، سخنے اس نیک راستہ میں میرے ساتھ تعاون فرمایا۔ بالخصوص کاتبی دوران

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت الاستاذ مولانا ابو سعید شرف الدین صاحب مدظلہ العالی کا بہت بہت مشکور ہوں۔ جنھوں نے پورے غور سے اس تمام مجموعے کو نہ صرف ملاحظہ فرمایا۔ بلکہ موقع بموقع فاضلانہ تشریحات ارقام فرما کر اس کو چار چاند لگا دئے۔ حضرت مولانا عبد السلام صاحب مولوی فاضل بستوی کا بھی نہایت شکر گذار ہوں۔ جنھوں نے مراحل طباعت میں قدم قدم پر میرا ساتھ دیا۔ نیز جناب مولانا ظفر عالم صاحب دام فیضہٗ کا بھی بہت ممنون ہوں جن کی ہمت افزائی سے اس دشوار گذار راستہ کو طے کرنے میں بہت مدد ملی۔

راقم ناچیز

محمد داؤد راز

۱۰ ذیقعدہ ۱۳۷۴ھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مناظرِ اسلام حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری نور اللہ مرقدہٗ

از قلم حضرت مولانا ابومسعود قمر بنارسی مدظلہ العالی

حضرت مولانا ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پُرملال سے تمام مسلمانوں کو عموماً اور جماعت اہل حدیث کو خصوصاً اس قدر نقصان پہنچا ہے کہ اس کی تلافی غیر ممکن ہے۔ مولانا مرحوم میں اس قدر خوبیاں تھیں کہ ان کا احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

مجھے حضرت مولانا مرحوم سے سب سے پہلے شرفِ ملاقات کا موقعہ غالباً ۱۹۰۲ء میں حاصل ہوا جبکہ والد ماجد حضرت مولانا محمد سعید صاحب بنارسی رحمۃ اللہ علیہ مذاکرہ علمیہ آرہ کے جلسے سے اپنے ساتھ بنارس لائے تھے۔ مجھے یاد ہے کہ اس وقت دونوں بزرگ برادرِ حقیقی کی طرح معلوم ہوتے تھے حضرت مولانا امرتسری نے اپنی آخر زندگی تک ہم لوگوں کے ساتھ ایسا ہی سلوک و برتاؤ کیا جو اپنے حقیقی عزیز کے ساتھ ہوتا ہے۔

حضرت مولانا امرتسری مرحوم فی الواقع اس صدی کے مجدد تھے۔ آپ کی علمی و دینی خدمات اس قدر زیادہ ہیں کہ ان کا کوئی ثانی نہیں۔ آریہ سماج کی طرف سب سے پہلے مولانا نے ہی توجہ فرمائی اور ستیارتھ پرکاش کے چودھویں باب کا جواب حق پرکاش کے نام سے شائع فرمایا۔ جو بھی اسلام اور مذہب اہل حدیث کے مقابلہ پر آیا سب سے پہلے اس کی مدافعت کرنے والے حضرت مولانا مرحوم ہی تھے۔ مرزائی ہوں یا اہل قرآن، شیعہ ہوں یا بہائی۔ بریلوی ہوں یا دیوبندی ہر ایک کا کامیاب مقابلہ کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی تو مولانا سے ازحد پریشان تھے اور مرزا کی پریشانی آخری فیصلہ کی دعا سے ظاہر ہے ہر فریق مولانا کے نام سے کانپتا تھا۔ ایک دفعہ مولانا امرتسری بریلی سے گزرتے ہوئے اتر گئے اور مولانا احمد رضا خان کے پاس پہنچے اور علمی گفتگو شروع کر دی اس گفتگو میں مولانا بریلوی اور ان کے بڑے صاحبزادے اس قدر پریشان ہوئے کہ آخیر میں لاجواب ہو گئے جب مولانا امرتسری مرحوم مولانا بریلوی کے پاس سے چلے گئے تو کسی نے بریلوی صاحب کو اطلاع دی کہ یہ مولانا امرتسری تھے تو مولانا بریلوی سن کر حیران رہ گئے اسی طرح بنارس کے شیعہ جماعت کے ایک مجتہد صاحب بہت ہی قابل شخص تھے ایک دفعہ حضرت مولانا امرتسری مرحوم استاذی حضرت مولانا منیر خان صاحب بنارسی مرحوم کے ساتھ ان مجتہد صاحب سے ملنے تشریف لے گئے اور مسئلہ خلافت پر گفتگو شروع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوگئی۔ آخر میں شیعہ مجتہد صاحب ایسے زچ ہوئے کہ بول تک نہ سکے اور جسم پر لرزہ آگیا۔

مولانا امرتسری مرحوم کی تقریر و تحریر میں وہ شیرینی تھی اور وہ مقناطیسی اثر کہ سخت سے سخت مخالف بھی اس کو مانتے تھے۔ مخالفین اسلام کی طرف سے سب سے زیادہ زہریلی کتاب جو شائع کی گئی وہ "رنگیلا رسول" نامی کتاب تھی مگر یہ مولانا ہی کا کام تھا کہ اس کا جواب "مقدس رسول" نامی کتنے شیریں اور مہذب لفظوں میں دیا ہے کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا حیران تھی اور سخت سے سخت مخالف نے بھی اس کی تعریف کی۔ مولانا اپنی ذہانت اور حاضر جوابی میں اپنا ثانی نہیں رکھتے اس کا لطف جلسوں، مناظروں اور علماء سے گفتگو کرنے کے وقت آتا تھا۔ کوئی مذہبی فرقہ یا جماعت ایسی نہ تھی کہ اس نے اسلام یا توحید و سنت کے خلاف کچھ لکھا اور مولانا امرتسری نے بذریعہ اخبار اہلحدیث یا رسالہ اس کا جواب نہ دیا ہو۔ ہر فرقہ یا جماعت کے جواب کی جامع دماغ خوبی محض مولانا امرتسری ہی میں تھی۔

www.KitaboSunnat.com

اجراءِ اخبار۔ مرحوم نے نومبر ۱۹۰۳ء میں اخبار اہلحدیث جاری کیا جو جولائی ۱۹۴۷ء تک جاری رہا۔ اور توحید و سنت کی اشاعت میں ہمہ تن کوشاں رہا اور بموقع آزادی و تقسیم پنجاب کے انقلاب اور امرتسر کے ہولناک فساد پر جب مولانا کو مجبوراً امرتسر چھوڑنا پڑا۔ اس وقت اخبار اہلحدیث مجبوراً بند ہوا۔ انا للہ۔ مولانا کے امرتسر کے قیام میں مناظرات میں حصہ لینے کی طرف توجہ ہوئی تو ہر دین اور ہر مذہب والوں سے مناظرے ہوئے۔ بعض مناظروں میں منصف مقرر ہوئے اور منصفوں کے فیصلے بھی خدا کے فضل سے مولانا کے حق میں ہوئے۔ مثال کے طور پر دو تین منصفانہ مناظرے یہ ہیں۔ امرتسر میں ۱۹۰۳ء مطابق ۱۳۲۱ھ مسئلہ غیب پر بریلوی احناف سے مناظرہ ہوا۔ فریق ثانی کی طرف سے مولوی عبد الصمد خان صاحب حنفی امرتسری پیش ہوئے جو اچھے ذی علم تھے منصف مولانا عبد الحق صاحب دہلوی مرحوم مصنف تفسیر حقانی نے فیصلہ مولانا کے حق میں دیا۔ روئیداد مناظرہ مع فیصلہ از جانب فریقین مطبوعہ موجود ہے۔ دوسرا مناظرہ جماعت مرزائیہ سے بمقام لدھیانہ ۱۹۱۲ء میں ہوا جس میں سرپنچ ایک سکھ وکیل سردار گوروبچن سنگھ تھے ان کا فیصلہ بھی مولانا کے حق میں ہوا۔ جس میں تین سو روپیہ انعام بھی پایا۔ تیسرا مناظرہ ۱۹۲۳ء میں جلالپور پیروالا ضلع ملتان میں ہوا۔ رفع الیدین کے مسئلہ پر جس میں زمان کے ایک شیعہ رئیس منصف تھے ان کا فیصلہ بھی مولانا کے حق میں ہوا۔ زبانی مباحثے ہر مذہب سے بکثرت ہوئے مگر چند مباحثے بڑے پائے کے ہوئے جن میں ہزارہا حاضرین شریک ہوئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور کئی دفعہ تک تحریری ہوتے رہے ۱۹۰۳ء میں دیوریا (یو۔پی) ایک ہفتہ بھر آریوں سے تحریری
مناظرہ ہوا جس کی روئیداد مطبوعہ بھی موجود ہے۔ ۱۹۰۴ء میں بمقام نگینہ ضلع بجنور آریوں سے تحریری
مناظرہ ہوا جس کی بھی روئیداد مطبوعہ موجود ہے۔ ۱۹۰۹ء میں بمقام ریاست رامپور والی رامپور کے زیر حکم جماعت
مرزائیہ سے مناظرہ ہوا جس کے متعلق نواب صاحب والی ریاست نے فیصلہ کی شکل میں نہیں مگر
سرٹیفکیٹ کی صورت میں مولانا کو ذیل کی تحریر عنایت فرمائی۔ ۱۸؍ جولائی ۱۹۰۹ء رامپور میں قادیانی صاحبان
سے مناظرہ کے وقت مولوی ابو الوفا ثناء اللہ صاحب کی گفتگو ہم نے سُنی مولوی صاحب نہایت فصیح البیان
ہیں۔ اور بڑی خوبی یہ ہے کہ برجستہ کلام کرتے ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں جس امر کی تمہید کی اسے بدلائل
ثابت کیا ہم ان کے بیان سے محظوظ و مسرور ہوئے (نواب صاحب محمد علی خان (والی ریاست)
اسی طرح جبلپور میں ۱۹۱۱ء میں آریہ سے بہت بڑے پیمانہ پر مباحثہ ہوا جس کی روئیداد بھی چھپ
کر شائع ہو چکی ہے۔ ۱۹۲۳ء میں مرزائیوں سے نکاح آسمانی پر سکندر آباد دکن میں تحریری مناظرہ ہوا۔
سندھ میں کئی مناظرے ہوئے چنانچہ جنوری ۱۹۲۹ء میں آریوں سے زبردست مناظرہ ہوا۔ ہر دو
مناظروں کی مطبوعہ روئیدادیں موجود ہیں ۱۹۳۴ء میں عیسائیوں نے الہ آباد میں لیکچروں کا سلسلہ شروع
کر کے مسلمانوں کو بہت تنگ کیا اور الہ آباد والوں نے مولانا امرتسری کو بلایا مضمون توحید و تثلیث
پر کئی روز تک مباحثہ ہوتا رہا جس میں ہزار ہا لوگ شریک ہوتے رہے۔ اس کی بھی مطبوعہ روئیداد
موجود ہے۔ جنوری ۱۹۰۳ء میں مولانا کے قادیان جانے کے بعد مرزا صاحب سے مکالمہ بذریعہ
اخبار و رسائل ہوتا رہا۔ آخر کار مرزا صاحب نے مولانا کے ساتھ مذاکرہ سے تنگ کر و تنگ آ کر اپریل
۱۹۰۷ء میں ایک اشتہار دیا جس کی سرخی تھی "مولوی ثناء اللہ صاحب کے ساتھ آخری فیصلہ"
اس اشتہار میں مرزا صاحب نے اپنی تکلیف کا (جو مولانا کی تحریرات سے ان کو ہوتی تھی) ذکر
کر کے سچے کی زندگی میں جھوٹے کی موت کے لئے دُعا کی اور بطور پیش گوئی یہ فقرہ بھی لکھا کہ اگر
میں (مرزا) جھوٹا ہوں تو آپ (مولانا ثناء اللہ صاحب) کی زندگی ہی میں مر جاؤں گا۔ اگر آپ (مولانا
ثناء اللہ صاحب جھوٹے ہیں تو مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے یعنی مجھ سے پہلے مریں گے نتیجہ
اس کا یہ ہوا کہ تیرہ ماہ بعد مرزا صاحب کی دعا کا اثر ظاہر ہو گیا کہ مرزا صاحب مر گئے اور مولانا
امرتسری سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ ان کے بعد جماعت احمدیہ کے ساتھ لدھیانہ میں انعامی
مباحثہ مولانا امرتسری کے ساتھ ۱۹۱۲ء میں اسی مضمون پر ہوا جس میں مرزائیوں کو شکست فاش
ہوئی۔ فللہ الحمد۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا سات برس کی عمر میں یتیم ہو گئے تھے اور چودہویں سال تک کُل اقربا مولانا کی جدائی ہو گئی۔ مگر مولانا کے ساتھ فضلِ ایزدی شامل حال رہا۔ ۱۳۱۵ھ میں ایک معزز خاندان میں نکاح ہوا۔ صاحب اولاد ہوئے ۱۹۰۳ء میں ایک صاحبزادے (مولوی عطاء اللہ صاحب مرحوم شہید) اور دو صاحبزادیاں زندہ تھیں اور سب صاحب اولاد۔ ۴ نومبر ۱۹۳۷ء کو مولانا پر قاتلانہ حملہ ہوا مگر خدا نے اپنے فضل و کرم سے مولانا کو بچا لیا۔ گو سر اور چہرہ کے زخم بہت سخت، گہرے اور خطرناک تھے مگر خدا نے اپنے فضل عام اور خاص مہربانی سے شفا بخشی ۱۹۴۷ء تقسیم پنجاب کے وقت امرتسر میں رمضان المبارک کے آخری ہفتہ میں جو سخت فساد ہوا ہے اس میں حضرت مولانا امرتسری کے اکلوتے صاحبزادے مولوی عطاء اللہ صاحب منیجر ثنائی برقی پریس امرتسر اپنی گلی کی حفاظت کرتے ہوئے بحالت روزہ "بم" سے شہید کئے گئے۔ کسی نے اس گلی میں بم پھینکا جس سے آپ سخت مجروح ہوئے اور ہسپتال لے جاتے ہوئے راستہ ہی میں روح پرواز کر گئی اور شہید ہو گئے انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ واقعہ بعد عصر کا ہے۔ مرحوم کے والدین کو عالم پیری میں اور مرحوم کی والدہ کو اس واقعہ سے سخت صدمہ پہنچا۔ مولانا نے اپنی مسجد میں خود نماز جنازہ پڑھائی اور دس مخصوص حضرات (جن کو اس کا پرمٹ ملا تھا) مرحوم کو دفن کرنے لے گئے۔ چونکہ یہ گلی بھی جس میں مولانا کا مکان اور دفتر اخبار اہل حدیث تھا مسلمانوں کے لئے سخت مخدوش ہو گئی تھی اس لئے اسی دن بعد مغرب مولانا کے مخصوص عقیدت مند مولانا کے پاس پہنچے اور فوراً اس گلی کے چھوڑ دینے کی درخواست کی۔ اوّل تو مولانا اور ان کے گھر والے اپنے اکلوتے صاحبزادے کے اچانک انتقال و شہادت سے حواس باختہ اور سخت رنجیدہ تھے ہی کہ فوراً گھر بار چھوڑنے کی یہ دوسری آفت آئی۔ محض پانی سے سب نے روزہ کھولا تھا اور وہاں اس وقت کوئی نہ تھا جو اس صدمۂ عظیم پر صبر دلاتا اور دن بھر کے روزہ داروں کو کھانا کھلاتا کہ اسی وقت مولانا کو وہ گلی چھوڑنی پڑی۔ گرمی کا زمانہ تھا اس لئے مولانا اور ان کے گھر والے، اہلیہ محترمہ، پوتے، پوتیاں اور ان کے بچے جس حالت میں تھے اور جس لباس میں تھے اسی حالت و لباس میں سب کچھ وہیں چھوڑ کر روانہ ہو گئے اور کسی طرح چھاؤنی پہنچے اور پھر چھاؤنی سے کسی طرح لاہور پہنچے اور لاہور میں مولانا معہ اہل و عیال اپنی صاحبزادی کے یہاں پہنچے۔ مولانا امرتسر سے مکان چھوڑتے وقت اس قدر زیادہ رنجیدہ و پریشان تھے کہ اپنے ساتھ کچھ نہ لے سکے یہاں تک کہ ہزاروں بلکہ لاکھوں کی تعداد میں جو نقد روپیہ تھا اسے بھی نہ لے سکے بس جسم پر جو کپڑا تھا وہی تھا اور شاید مولانا کی جیب میں قریب پچاس روپیہ تھا۔ حالانکہ مولانا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امرتسر کے دکھیوں میں تھے اور لاکھوں کا سامان، پریس، عظیم الشان کتب خانہ ہزاروں کی فروختنی کتابیں کتب خانہ کی نادر کتابیں۔ تمام کاغذات گھر کا تمام سامان۔ زیورات، نقد روپیہ اور تمام ملبوسات وغیرہ سب چھوڑ کر گئے اور افسوس صد افسوس کہ بلوائیوں نے سب لوٹ لیا یا جلا کر خاک کر دیا انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ دوسرا سخت سے سخت صدمہ و عظیم ترین نقصان ہے جو مولانا پر پڑا۔ مولانا لاہور میں تھے کہ پنجاب کے لوگ ملنے اور تعزیت پیش کرنے آنے لگے۔ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب گوجرانوالوی اور گوجرانوالہ کے دوسرے اہل حدیث مولانا کی خدمت میں آئے اور مولانا کو مع اہل و عیال گوجرانوالہ لے گئے اور مولانا نے گوجرانوالہ میں عارضی قیام اختیار فرمایا۔ مولانا کی اس تباہی کا جب ہندوستان کی جماعت اہلحدیث کو علم ہوا تو پوری جماعت بے چین ہو گئی۔ اور اس نے اس وقت زیادہ سے زیادہ مولانا کی مالی امداد کی فجزاھم اللہ خیرا۔ حکومت پاکستان نے سرگودھا میں ایک برقی پریس مولانا کی خدمت میں پیش کیا اس لئے وسط جنوری ۱۹۴۸ء میں مولانا مع اہل و عیال سرگودھا تشریف لے گئے۔ سرگودھا جاتے وقت یہ بات طے تھی کہ مولانا مستقل طور پر سرگودھا جا رہے ہیں یا عارضی طور سے مگر یہ بات طے تھی کہ سرگودھا پہنچ کر توحید و سنت کی اشاعت کا کام دوبارہ شروع کیا جائے گا اور اخبار اہلحدیث امرتسر سرگودھا سے جاری کیا جائے گا۔ چنانچہ سرگودھا پہنچ کر انتظام شروع کر دیا گیا اور پریس کا نام ثنائی برقی پریس رکھا گیا۔ مولانا کو جو دو صدمے تھے اس میں کتب خانہ اور بیش قیمت و بے بہا کتابوں کا صدمہ بہت سخت تھا۔ سرگودھا میں دوبارہ انتظام شروع کرنے پر یہ صدمہ ابھر کر آیا جس کی وجہ سے وسط فروری ۱۹۴۸ء میں مولانا پر فالج کا حملہ ہوا اور سخت' دائیں جانب فالج کا حملہ تھا۔ ڈاکٹری علاج ہوتا رہا۔ آخر میں قدرے پہچاننے لگے مگر بول نہیں سکتے تھے کان لگا کر کوئی سنتا تو یا اللہ یا اللہ سنائی دیتا۔ آہ! افسوس صد افسوس کہ اسی مرض میں ۱۵ مارچ ۱۹۴۸ء یوم دوشنبہ کو صبح مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری نے انتقال فرمایا اور علم و فضل کا یہ آفتاب سرگودھا میں ہمیشہ کے لئے غروب ہو گیا۔ إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ مولانا نے اسی برس سے کچھ زیادہ کی عمر میں انتقال فرمایا۔ آپ کے جنازہ میں سرگودھا اور اس کے قرب و جوار کے ہر خیال کے مسلمانوں اور علماء نے شرکت کی اور بہت ہی عظیم مجمع آپ کے جنازہ میں تھا۔ ہندوستان و پاکستان کے تمام اخباروں میں آپ کی وفات حسرت آیات کی خبر شائع ہوئی اور ہر جگہ کثرت سے تعزیت کی تجویزیں پاس ہوئیں۔ مولانا نے اپنے پیچھے اپنی اہلیہ محترمہ اور بیٹیوں اور پوتے پوتیوں اور ان کی اولاد کو چھوڑا جن میں سب سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے پوتے مولوی رضاء اللہ صاحب سلمہ سے ہمیں امید ہے کہ توحید و سنت کی اشاعت سے مولانا کا نام کو روشن رکھیں گے۔ (وفقہ اللہ تعالیٰ) ہندوستان کی جماعت اہلحدیث میں انجمنوں اور اہلحدیث کانفرنس اور صوبہ جمعیت اہلحدیث کا وجود اور ان کے سالانہ جلسے محض مولانا امرتسری کی کوششوں کا نتیجہ ہیں۔ مولانا فی الواقع مجسم وفا اور اخلاق نبوی کا نمونہ تھے اور حیثیت ہی بے نفس اور بے غرض ہستی مولانا کی تھی۔ مولانا ہمیشہ دوسروں کو ترقی کے لئے آگے بڑھاتے رہے۔ مولانا محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی سے ہندوستان روشناس ہوا تو محض مولانا امرتسری کی بدولت۔ اخی معظم حضرت مولانا محمد ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی رحمۃ اللہ علیہ اور یہ عاجز قمر بنارسی تقریر و خطابت میں آگے بڑھے اور ہندوستان و پنجاب کے جلسوں پر جانے لگے تو یہ سب مولانا امرتسری مرحوم کی توجہ و عنایت سے مولانا کے اخلاق و مہمان نوازی کا کیا کہنا۔ میں نے امرتسر میں کبھی مولانا کو اپنے دسترخوان پر تنہا کھانا کھاتے نہیں پایا۔ بلکہ ہر وقت مولانا کے ساتھ دو چار مہمان ضرور ہوتے۔ صبح کو چائے پانچ سے زیادہ اور مدارات پر معلوم ہوا کہ روزانہ کا یہی دستور ہے۔ دفتر اخبار اہلحدیث میں مہمانوں کے لئے متعدد لحاف و بستر تیار رکھے رہتے تاکہ بوقت ضرورت مہمانوں کو تکلیف نہ ہو۔

جس سال مئو ائمہ ضلع الہ آباد میں آل انڈیا اہلحدیث کانفرنس کا سالانہ جلسہ تھا تو اس جلسے کے اصلی صدر حضرت اخی معظم حضرت مولانا محمد ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی مرحوم عین وقت پر سخت علیل ہو گئے اور کانفرنس کی صدارت میرے ذمہ پڑی۔ وہاں پر میرے ساتھ میرے دو چھوٹے بچے بھی تھے جو صدارت کے کام میں خلل ڈال رہے تھے۔ آہ! خدا مولانا کی قبر کو نور سے بھر رکھے۔ مولانا میرے دونوں بچوں کو پنڈال سے لے گئے اور تینوں دن ان بچوں کے ساتھ عنایت فرماتے رہے اور میں تینوں دن اطمینان سے کانفرنس کی صدارت کا کام انجام دیتا رہا۔ مولانا ہر ایک سے بہت ہی اخلاق و محبت سے ملتے ہر ایک کی سنتے اور سب کے درد کا مداوا بنتے۔ مولانا ہم لوگوں کی تکلیفوں کو سن کر بے چین ہو جاتے اور انہیں دور کرنے کی سعی بلیغ فرماتے اور ہر شخص یہی خیال کرتا تھا کہ مولانا کی سب سے زیادہ عنایت مجھی پر ہے۔ مولانا مرحوم نے اپنے اخبارات "مسلمان" "مرقع قادیان" اور اخبار اہلحدیث امرتسر کی ذریعہ بھی اسلام اور توحید و سنت کی بڑی خدمات کی ہیں جو زمانہ میں بطور یادگار قائم رہیں گی۔ تفسیر القرآن عربی اور تفسیر ثنائی اردو بہترین تفسیریں ہیں۔ علمائے عرب و عجم متفقہ طور پر مولانا کی علمی و دینی خدمات کے قائل و مداح ہیں اور پوری اسلامی دنیا نے مولانا کے انتقال پر ماتم منایا ہے۔ مختصر یہ کہ حضرت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ الاسلام، شیر پنجاب مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری مرحوم اپنے علم معقول و منقول، تقویٰ و طہارت، وفا و صداقت، امانت و دیانت علمی و دینی مناظرہ وغیرہ میں یکتا و بے مثل تھے۔ نیز تصنیف و تالیف، ذہانت و حاضر جوابی۔ تحریر و تقریر، اخلاق و سخاوت میں اپنا مثل نہیں رکھتے تھے اور ایسا کوئی عالم بلکہ کوئی ہستی میری نظر سے نہیں گذری اور نہ میرے علم میں آئی۔ مولانا مرحوم شفیقوں سے بڑھ کر شفیق تھے اخلاق میں نمونہ تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔ اس صدی کے مجتہد تھے، اس زمانہ کے امام مجتہد تھے اور جماعت اہلحدیث کے سردار تھے، مولانا کے انتقال پُر ملال پر جماعت اہلحدیث اگر یہ کہے تو بجا ہے کہ ؎

صبت علی مصائب لو انها　　صبت علی الایام صرن لیالیا

اللہ تعالیٰ مولانا امرتسری مرحوم کو غریق رحمت فرمائے اور جملہ متعلقین کو صبر جمیل کی توفیق بخشے اور ان کی علمی و دینی خدمات کو جاری رکھنے کی توفیق بخشے۔ آمین ثم آمین۔

خدا جزائے خیر دے حضرت مولانا محمد داؤد صاحب راز خطیب جامع مسجد مومن پورہ بمبئی کو کہ مولانا مرحوم کی بہت بڑی دینی خدمت فتاویٰ ثنائی کی شکل میں مسلمانوں کے لئے بڑی محنت شاقہ سے ترتیب دے کر پیش کر دی ہے۔ خدا کرے مولانا مرحوم کی یہ زندہ یادگار ہمیشہ کے لئے باقی رہے اور خواص و عام ہمیشہ اس سے مستفید ہوتے رہیں فقط والسلام۔

مولانا مرحوم کا پرانا اور ادنیٰ خادم
عاجز ابو سعود قمر بنارسی چندوسی ضلع مراد آباد (یوپی)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمہ اللہ

از قلم حضرت العلامہ مولانا سید سلیمان صاحب ندوی مدظلہ العالی

مولانا ہندوستان کے مشاہیر علماء میں تھے، فن مناظرہ کے امام تھے، خوش بیان مقرر تھے، متعدد تصانیف کے مصنف تھے، مذہبًا اہل حدیث تھے اور اخبار اہل حدیث کے اڈیٹر تھے۔ قومی سیاسیات کی مجلسوں میں کبھی کبھی شریک ہوتے تھے۔

مرحوم سے مجھے نیاز اپنی طالب علمی ہی سے تھا، وہ سال میں ایک دو دفعہ ہندوستان کے مختلف شہروں میں آتے جاتے لکھنؤ آتے تھے اور دار العلوم ندوہ میں تشریف لاکر احباب سے ملتے تھے، اسی سلسلہ میں مجھے بھی نیاز حاصل ہوا، ایک دفعہ کا واقعہ ہے کہ مرحوم مدرسہ میں تشریف لائے، میں درس میں تھا، ان کو آتا دیکھ کر ان کی طرف لپکا، مگر مرحوم نے میرے بجائے سبقت الاستاذی شمس العلماء مولانا حفیظ اللہ صاحب رحمہ اللہ تعالیٰ کی طرف کی، اور حدیث کا یہ ٹکڑا پڑھا "کبر الکبر" یعنی بڑے کو بڑائی دو۔

مرحوم ندوہ کے رکن اکثر رہے، بلکہ خود ان کے بقول ندوہ کانپور میں ان کی دستار بندی ہی کے جلسہ میں پیدا ہوا۔ مرحوم نے ابتدائی تعلیم کے بعد کچھ دنوں مدرسہ دیوبند پڑھا۔ پھر وہ کانپور آکر مدرسہ فیض عام میں داخل ہوئے اور یہیں ۱۳۱۰ھ میں فراغت پائی۔

یہ زمانہ وہ تھا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعووں سے پنجاب میں فتنہ پیدا تھا۔ انہوں نے مرزا کے خلاف صف آرائی کی، اور اس وقت سے لے کر آخر دم تک اس تحریک اور اس کے امام کی تردید میں پوری قوت صرف کر دی یہاں تک کہ طرفین میں مباہلہ بھی ہوا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ صادق کے سامنے کاذب نے وفات پائی۔ یہ پرانے قصے ہیں جن کو دہرانے کی چنداں ضرورت نہیں۔

موجودہ سیاسی تحریکات سے پہلے جب شہروں میں اسلامی انجمنیں قائم تھیں، اور مسلمانوں اور قادیانیوں اور آریوں اور عیسائیوں میں مناظرے ہوا کرتے تھے تو مرحوم مسلمانوں کی طرف سے عمومًا نمائندہ ہوتے تھے اور اس سلسلے سے وہ ہمالیہ سے لے کر خلیج بنگال تک ہمیشہ رواں اور رواں رہتے تھے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام کے خلاف جس نے بھی زبان کھولی اور قلم اٹھایا اس کے حملے کو روکنے کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے ان کا قلم شمشیر بے نیام ہوتا تھا اور اسی مجاہدانہ خدمت میں انہوں نے عمر بسر کر دی۔ فجزاہ اللہ عن الاسلام خیر الجزاء۔

وہ مصنف بھی تھے، مخالفین اسلام کے اعتراضوں کے جواب میں ان کے اکثر رسالے ہیں، ان کی تصنیفات میں دو تفسیریں خاص ذکر کے قابل ہیں، تفسیر ثنائی اردو میں اور تفسیر القرآن بالقرآن عربی میں۔ مرحوم کو خود بھی یہ تفسیریں پسند تھیں، مرحوم چونکہ مناظر تھے اس لئے پہلی تفسیر میں آیات صفات کے باب میں سلفی عقائد کے بجائے حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ کی پیروی میں تاویل کی راہ اختیار کی تھی۔ اس سے امرتسر کے غزنوی علمائے اہلحدیث نے ان کی بشدت مخالفت کی۔ ۱۹۲۶ء میں جب حج کی تقریب سے خاکسار اور مرحوم اور دیگر علمائے اہل حدیث کا حجاز جانا ہوا تو یہ نزاع سلطان ابن سعود کے سامنے بھی پیش ہوئی۔ اور سلطان نے کوشش کر کے فریقین میں صلح کرا دی، مرحوم وہیں مجھ سے فرماتے تھے کہ افسوس ہے کہ نجد کے علماء حضرت شاہ ولی اللہ کی قدر و قیمت سے واقف نہیں اور مجھ سے چاہتے تھے کہ میں اس باب میں سلطان سے کچھ عرض کروں۔

مرحوم کبھی کبھی قومی جلسوں میں بھی شرکت کرتے تھے ۱۹۱۲ء میں ندوہ کی تحریک اصلاح کے سلسلہ میں جب حکیم اجمل خان مرحوم کی دعوت پر دہلی میں ایک عظیم الشان اجلاس ہوا، جس میں سارے ہندوستان کے مسلمان نمائندے شریک تھے تو مولانا شبلی کی تحریک پر مرحوم ہی صدر مجلس قرار پائے تھے۔ ۱۹۱۹ء میں جب تحریک خلافت کا پہلا ابتدائی جلسہ لکھنؤ میں ہوا، جس میں سارے ملک کے اکابر اور مشاہیر جمع تھے اس میں بھی مرحوم شریک تھے، ۱۹۲۵ء کی جمعیۃ العلماء کے اجلاس کلکتہ میں جس میں اس خاکسار کی صدارت تھی مرحوم موجود تھے اور خاص طور سے اس لئے آئے تھے کہ جمعیۃ کے اس اجلاس میں دار الحرب میں سود کے مسئلہ پر بحث کرنے والے تھے۔ حضرت مولانا انور شاہ صاحب اور دوسرے علمائے دیوبند بھی تشریف فرما تھے۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر حضرات علمائے دیوبند حنفیہ کے مشہور مسلک لا ربوا بین الحربي والمسلم في دار الحرب پر متفق ہوں تو میں بھی تائید کروں گا۔ مگر علماء میں نج کی گفتگو ہو کر رہ گئی کھلے اجلاس میں کوئی بحث نہیں ہوئی۔

مرحوم ۱۹۲۶ء میں حجاز کے موتمر اسلامی میں نمائندہ اہل حدیث کی حیثیت سے شریک تھے اور عربی میں ایک دو مختصر تقریریں بھی اپنے طرز کی موتمر میں کی تھیں مدینہ منورہ بھی حاضر ہوئے تھے کہتے تھے کہ جو اہل حدیث یہاں نہ آئے وہ محبت سے خالی ہے (ان کا اصل فقرہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس وقت پوری طرح یاد نہیں۔

ڈاکٹر اقبال کی وفات کے بعد میرا لاہور جانا ہُوا اور ان کو خبر ہوئی تو مجھے پیغام بھیجا کر واپسی میں ان سے ملے بغیر نہ جاؤں۔ چنانچہ واپسی میں امرتسر اترا۔ بعد ان کے پاس دو دن ٹھہرا۔ اور بہت سی باتیں ہوئیں جن میں سے ایک جیسا خیال آتا ہے اہل حدیث کے انتشار اور پراگندگی کی گفتگو تھی۔ میں مرحوم کو کہتا رہتا تھا کہ آپ آمین اور رفع یدین وغیرہ مسائل فقہ پر جن کا ہر پہلو جائز اور ثابت ہے مناظرانہ تحریروں میں وقت ضائع نہ کریں مگر وہ ان کی اہمیت پر بھی مصر تھے۔

ان کی عمر میرے خیال میں اسّی سے کچھ متجاوز ہو گی ابھی چند سال ہوئے وہ گر پڑے تھے جس سے کولھے کی ہڈی پر چوٹ لگی تھی جس کے سبب سے وہ چلنے پھرنے سے معذور ہو گئے تھے۔ پنجاب کے گزشتہ حادثہ میں جوان بیٹے کی مفارقت کا اثر یقیناً پڑا ہوگا لیکن اس کے بعد پاکستان اور ہندوستان کے درمیان جو دیوار قائم ہو گئی اس کا نتیجہ یہ ہے کہ مجھے مرحوم کی وفات کی اطلاع بھی اس سے پہلے نہیں ہوئی۔ اور یہ اطلاع بھی جمعیۃ العلماء دہلی کے تازہ جلسے میں تعزیت کی تجویز سے ہوئی اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

مرحوم اسلام کے بڑے بہادر سپاہی تھے، زبان اور قلم سے اسلام پر جس نے بھی حملہ کیا، اس کی مدافعت میں جو سپاہی سب سے آگے بڑھتا وہ وہی ہوتے، اللہ تعالیٰ اس غازی اسلام کو شہادت کے درجات و مراتب عطا فرمائے۔ آمین۔ (مئی ۱۹۴۸ء۔ معارف نمبر ۵۔ جلد ۶۱)

خراجِ عقیدت

از قلم حضرت مولانا حکیم عبدالشکور صاحب شکراوی سابق مدیر اخبار اہلحدیث دہلی

فخر روزگار حضرت مولانا ابو الوفا ثناء اللہ صاحب نور اللہ مرقدہ کی ذات گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں ہے آپ آسمانِ علم کے ایک آفتاب تھے، عرب و مصر و شام و ایران و ہند و پاکستان کے علمائے کرام کی اکثریت نے ان کے علمی کمالات و فاضلانہ تحقیقات کا اعتراف کیا ہے۔ موجودہ دور نے سرزمینِ ہند میں چند گراں پایہ عالم اور محققین اسلام و مصنفین عظام پیدا کئے ان میں شبلی نعمانی۔ سید سلیمان ندوی، عبدالحق حقانی، سید انور شاہ کشمیری وغیرہ ایسی ہستیاں ہیں کہ ان میں سے ہر ایک اپنے رنگ میں منفرد ہے۔ جن میں سے کسی ایک کو قطعیت کے ساتھ دوسرے پر ترجیح دینا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک بے جوڑ سی بات ہے۔ مگر حضرت العلامہ مولانا ابوالوفا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ہم یہ دعویٰ سے کہہ سکتے ہیں کہ آپ کی ذات گرامی بہمہ صفت موصوف تھی، آپ کی تحریر اور تقریر میں آمد کی وہ کیفیت ہوتی گویا ایک دریا ہے جو امڈا چلا آتا ہے۔ اسی طرح متانت وسنجیدگی کا وہ عالم تھا کہ مخالف سے مخالف بھی داد دینے پر مجبور ہو جاتا۔ آپ کبھی اپنے مخالف سے نہیں گھبرائے۔ ان کا واسطہ ادیانِ عالم کے حامیوں سے پڑا اور بے شمار تحریری وتقریری مناظرے ہوئے مگر ہم نے نہیں سنا کہ کسی وقت بھی ان کا دامن قابلیت، سنجیدگی ومتانت سے چھٹ گیا ہو وہ اپنی تنقید سے خوش ہوتے ظرافت بیان میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ کی ذات گرامی کے سبب مخالفین اسلام کے مقابلے پر تقریراً اور تحریراً مسلمانوں نے کبھی نیچا نہیں دیکھا۔ حضرت العلامہ جیسی عظیم الشان شخصیت کے مالک تھے جس کی نظیر صدیوں میں مشکل سے پیدا ہوگی۔ ہم فتاویٰ ثنائیہ کے مؤلف عزیز محترم مولانا محمد داؤد راز کے بڑے ہی ممنون ہیں کہ انہوں نے جو محنت شاقہ برداشت کر کے یہ خدمت انجام دی ہے اُسے دیکھ کر بیساختہ منہ سے مرحبا مرحبا اور جزاک اللہ نکلتا ہے۔ جماعت اہل حدیث کی طرف سے آپ نے یقیناً ایک واجب الادا فریضہ فرض کفایہ کی شکل میں ادا کر دیا ہے۔ یہ مجموعہ صرف فتاویٰ ہی نہیں بلکہ ایک اہم ترین علمی ودینی شاہکار ہے مزید سونے پر سہاگا یہ ہے کہ دورِ حاضر کے محقق زمانی حضرت مولانا ابوسعید شرف الدین مدظلہ العالی نے اس پر تحشیہ فرمایا ہے، تشریحات کے ذیل میں راز صاحب کے ذوق انتخاب نے جن مضامین کو جگہ دی ہے ان میں بیشتر علمی مقالے نوادرات کی حیثیت رکھتے ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ فتویٰ نویسی کے فن میں بھی ہم حضرت مولانا ثناء اللہ مرحوم کو اس مقام پر پاتے ہیں جہاں مفتیان کرام میں بہت کم حضرات دیکھے گئے ہیں۔ آپ کا اندازِ تحریر نہایت عجیب تھا۔ دو سطروں میں آپ اتنا لکھ دیتے کہ ایک ذی علم سے ذی علم اور عامی سے عامی آدمی ان کی تحریر سے مطمئن ہو جاتا تھا۔ رہا بعض معاصرین کا انتقاد سو یہ کچھ نئی بات نہیں ہے ؎

ومن ذا الذی ترضی سجایاہ کلھا ٭ کفی المرء نبلا ان تعد معائبہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نذرِ عقیدت

از جناب سید ثروت کمال ساحر بن مولانا سید اقتدار احمد صاحب سہسوانی

مولوی ابو الوفاء ثناء اللہ — آہ شیرِ خدا ثناء اللہ
خلد میں ہے نزولِ رحمتِ حق — تیرے اوپر سدا ثناء اللہ
فرقۂ ناجیہ کی جانب سے — حق کا حامی رہا ثناء اللہ
ایک مدت سے اس جماعت کا — تو ہی تھا پیشوا ثناء اللہ
تو نے اپنی زباں سے اللہ کا — بول بالا کیا ثناء اللہ
حکم مانو حدیث و قرآں کا — تھا یہ مذہب ترا ثناء اللہ
حق کی تائید ردِ باطل تھا — تو نے جو کچھ لکھا ثناء اللہ
دل میں ہر ایک کی وہ بیٹھ گیا — تو نے جو کچھ کہا ثناء اللہ
تیرا اخبار بھی تری ہی طرح — تیغِ اسلام تھا ثناء اللہ
موتِ عالِم کی موتِ عالَم ہے — صادق اب آ گیا ثناء اللہ
تو مرا نام تیرا زمزمہ ہے — مرحبا مرحبا ثناء اللہ
بندۂ کبریا ثناء اللہ — عاشقِ مصطفیٰ ثناء اللہ
فرقِ باطلہ کے رد کے لئے — ہند میں صرف تھا ثناء اللہ
بانیٔ کنفرنس اہلِ حدیث — صدر بھی اس کا تھا ثناء اللہ
نازشِ دار علم دیوبند — شیخِ پنجاب تھا ثناء اللہ
تو محدث بھی تھا مفسر بھی — تو مناظر بھی تھا ثناء اللہ
شرک کی ایک شاخ ہے تقلید — تو نے یہ ہی کہا ثناء اللہ
تو وہ سحر البیاں مناظر تھا — رد نہ جس کا ہوا ثناء اللہ
کوئی بھی ہو مناظرہ کے لئے — تو بلایا گیا ثناء اللہ
زندگی بھر حمایتِ اسلام — تھا ترا مدعا ثناء اللہ
آج ہر ایک کی زباں پر ہے — اس جہاں سے گیا ثناء اللہ
ہو گئی اک بڑی کمی ہم میں — تو جو ہم سے گیا ثناء اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صدقِ دل سے یہ ہے ساحر کی ۔۔۔۔ تیرے حق میں دعا ثنا ءاللہ
خلد میں تجھ پہ ہو نازل ہے
رحمتِ کبریا ثنا ءاللہ

تاریخی قطعات

(طبع اول)

مبحج الشیخ المجتھد ابی الوفاء ثناء اللہ الامرتسری والثناء علی الفتاوی الثنائیۃ

ازقلم استاذ الادیب الفاضل اللبیب حضرت العلام جناب مولانا عبد الغفور صاحب ملا فاضل بسکوہری

ادام اللہ افضالھم

ابا من یرید النفع فی الیوم والغد ۔۔۔۔ الی الخیر سابق وامتنع عن تمرد
فانک یوما لا محالۃ میت ۔۔۔۔ وتاوی الی قبر مھیب بفدفد
تروح من الدنیا وتترک مالھا ۔۔۔۔ وتسأل عن اعمال قلبک والید
ھناک ترکن عمل خلی مساعد ۔۔۔۔ وکل قریب کالعدو المفند
فھرول الی الخیرات ماعشت دائما ۔۔۔۔ وعن کل شر اعرضن وبعد
کما فعل الحبر الامام ابوالوفاء ۔۔۔۔ فعال حمید اعند ربی الممجد
لقد ھزما قدافسدت قوما غوی ۔۔۔۔ والبطل عند البحث حجۃ ملحد
ومن سعیہ یا صاح آثار سنۃ ۔۔۔۔ تلوح کباقی الوشم فی ظاھر الید
الا ایھا الباغی مطالب دینہ ۔۔۔۔ تزینک کتابا فیہ غایۃ مقصد
فتاوی ثناء اللہ لاشک ابدت ۔۔۔۔ بآیات قرآن وسنۃ احمد
بالحان داؤد الخطیب قرأتھا ۔۔۔۔ فقلت تجلی نور دین مسدد
بھالذۃ شوقیۃ لنواظر ۔۔۔۔ وحظ عظیم للتقی المتوقد
تمیل الیھا العارفون صبابۃ ۔۔۔۔ یقولون فی رفع وعز تخلد
تقود الی امر یزینک دائما ۔۔۔۔ وتمنع من امر یشینک فی غد

وقلت متی مارمت تاریخ سنھا
تبدت باوجی شمس ھدی محمد

۱ ۳ ۴ ۷ ۲

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قطعات تاریخ

از نتیجۂ فکر جناب مولوی حکیم صدیق احمد صاحب نامیؔ صدیقی سہسوانی نزیل مطب صدیقیہ محلہ ماکل چند کوچہ مستری اگرہ

بحسنِ سعیِ مولانائے داؤد — مرتب ہو گیا یہ دیں کا دفتر
لکھی نامیؔ نے تاریخِ طباعت — فتاوائے ثنائی ماہِ انور

دیگر

فتاوائے ثناء اللہ مغفور — فراہم شد بسعیِ راز یکجا!
بسالِ طبع گفتہ ذہنِ نامیؔ — فتاوائے ثنائی روح افزا

ازجناب حضرت داؤد صدیقی سعیدی بستوی فاضل درس نظامیہ مولوی فاضل، منشی فاضل، ادیب فاضل صدر بزم عنایت رکن حلقۂ ارباب ادب دہلی، صدر مدرس مدرسہ فیض محمدی سکوہا ضلع بستی

بحمد اللہ بزرگان اولو العزم — سفر کردند سوئے باغ فردوس
بلے شد کامراں، آں کارواں بود — رواں در جستجوئے باغ فردوس
فروزاں دیدہ و دل نورِ حق کرد — کہ گلشن ہست روئے باغ فردوس
فرستادند مارا ارمغانے — گلے زاں مشکبوئے باغ فردوس
معطر زو مشامِ جانِ عالم — جہاں شد مشکبوئے باغ فردوس
گلے از روضۂ جاوید گویند — کہ دارند آرزوئے باغ فردوس
کتابے مخزنِ اسرارِ وحدت — خوشا ہم گفتگوئے باغ فردوس
"ثنائی طی رفیع الشان تصنیف" — ہویدا شد کہ خوئے باغ فردوس
کہ از فضلِ خدا شد دورِ جاری — تعالی اللہ "مجوئے باغ فردوس"

نتیجۂ فکر جناب حضرت عبدالواحد خان صاحب خلجی مالیرکوٹلہ مشرقی پنجاب

ترتیب داد صاحب ایقان علم دیں — احکام شرع جملہ بجوشِ فدائیہ
کردم سجق از چہ دعائے بجا سقیم — تاریخ ہم شود بس حرف دعائیہ
واحدؔ ندائے غیب شنیدم چنیں کہ گفت
زیبا صحیفہ ماند فتاوئ ثنائیہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افتتاحِ فتاوائے ثنائیہ

۱۹ عیسوی سے ۵۳

بزبانِ خامہ شفا گوالیاری

۱۳ ہجری ۷۲

عیسوی (۱۹۵۳)	ہجری (۱۳۷۲)
پاک فہم و پُرخلوص و خندہ رو	نجمِ حُسن و پاک طینت، پاک خُو
پُرعطوفت، نیک بخت و دلنواز	مردِ مومن، پارسا، الفت طراز
زیبِ آغوشِ شبابِ ایشیا	شمسِ مکنوں۔ آفتابِ ایشیا
حُسنِ عالم، بُرجِ یکتا، خوش نصیب	طبعِ روشن، نورِ تابندہ، ادیب
صاحبِ صلح، رفیق و غمگسار	مردِ قابل، متقی۔ پرہیزگار
ناظرِ قرآن و منصورِ جہاں	اہلِ دل، اہلِ نظر، زیبِ زماں
زینِ آفاق و ضیائے ذوالمنن	فاتحِ عرفان و دیں، باطل شکن
رستمِ اسلام، شمعِ آشتی	وہ ثناء اللہ، مفتی جری
اہلِ بینش، خیرخواہ و دیں نواز	راز دارِ مستقل۔ داؤد راز

چشمۂ روشن۔ فتاوائے ثنا (۱۹۵۳ عیسوی)

حبذا تالیفِ مداحِ وفا! (۱۳۷۲ ہجری)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نتیجۂ فکر حضرت العلام جناب مولانا سید مفتی حفیظ الدین احمد صاحب تائب وانور دہلوی

زہے طبع شد ایں فتاوی ثنائی — کہ ہے لمعہ افگن چو خورشید تاباں
کہ ہے گلستانِ رشد و ہدایت — شمیمے برآید زہر یک خیاباں
کتابیکہ اوصافِ محمودہ دارد — زنامِ ثناء اللہ ذی قدر و ذیشاں
بہارِ گلستانِ درسِ فراست — چراغِ ہدیٰ رونقِ بزمِ عرفاں
ندا داد ایں ہاتفِ غیب تائب — بگو سال او "دفترِ خدا فشاں"
۱ ۳ ہجری ۴ ۲

دیگر

چھپ گیا وہ فتاوی نامی — کامرانِ دانائی کہیے
جس کی ضو سے ہوا جہاں روشن — یدِ بیضائے موسوی کہیے
جس کا ہر صفحہ نسخۂ شافی — اس کو اعجازِ عیسوی کہیے
مخزنِ کامیابیٔ عقبیٰ — چشمۂ فیضِ سرمدی کہیے
ہاتفِ غیب نے کہا انور — روضۂ فضلِ ایزدی کہیے
۱ ۹ ۴ ۵ ۳

ولہٗ

لو فتاوائے ثنائی چھپ گیا — منتظر تھیں جس کی آنکھیں بہرِ دید
جامع و ناشر جناب راز ہیں — دے خدا اُن کو پذیرائی مزید
انورِ خستہ لکھو تاریخِ سال — مخزنِ اسرارِ دینِ حق گزید
۱ ۳ ۵ ۴ ۲

شاعر خوش الحان خطیب شیریں بیان حضرت مولانا عبد المبین صاحب منظر آسمراوی بستوی

مژدہ ہو اے عاشقِ دینِ خدائے کائنات — گلشنِ اسلام کے حل ہو گئے سب مشکلات
یہ ثنائیہ فتاوی جس کا ہر مضمون ہے — گوہرِ علم و حکم گنجینۂ اہلِ ثقات
مولوی داؤد صاحب راز بھی مشکور ہیں — آپ ہی ہیں باعثِ تنویرِ اسرار نکات
چھوڑ کر رخصت ہوئے دنیا میں صدہا یادگار — حضرت علامۂ امرتسری پاک ذات
غور تاریخِ فتاوی پر جو منظر نے کیا — کہہ اٹھا خیر لہٗ "بالباقیات الصالحات"
۱ ۹ ۴ ۵ ۳

دیگر

فتاوی کہ جس کی تھی سخت احتیاج — چھپا اہلِ دل ہو گئے باغ باغ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پئے فکرِ تاریخ منتظر ہُوا !! بدا آئی "اسلام کا ہے چراغ"

واقفِ اسرارِ یکتائے روزگار جناب حافظ عبداللہ صاحب البصیر ٹونکی دامت برکاتہم

چھپا ثنائی فتاویٰ حدیث و قرآن آج — نصیبِ مفتیٔ علامہ کو سدا رحمت

از رشحاتِ قلم جناب مولوی حکیم محمود احمد صاحب محمود خلف الرشید حضرت نامی سہوانی مدظلہ

بسعیٔ داؤدِ پاک طینت ہوئے نمایاں رموزِ سنت — ثنائی فتوے کئے جو یکجا، ہلا دی بنیاد شرک و بدعت

بہ ہوش باش اے خرد کے دشمن سنبھل سنبھل کر جواب ہے یہ — یہ طبعِ محمود کہہ رہی ہے۔ "چھپا جواب شحنۂ شریعت"

دیگر

جب فراہم ہوا مجموعِ فتاوائے حدیث — ہاتھ میں آگئی دیندار کے بُرّاں شمشیر

طبعِ محمود کو تاریخ کی جب فکر ہوئی — لکھ دیا "ہدیۂ احکامِ حدیث و تفسیر"

نتیجۂ فکر جناب ماسٹر عبدالرؤف حیرت صاحب ایس۔ ٹی۔ سی، قابل، انسٹرکٹر ملتان

ثناء اللہ کا کامل فتاویٰ — بحمد اللہ ہوا ہم سب کو حاصل

یہ کہدو راز سے تاریخِ حیرت — مبارک ہو "چراغِ اوجِ محفل"

گلہائے عقیدت از جناب مولانا نشتر دیو ریادی سعیدی زاد فضلہ

ثناء اللہ جو تھے حق کی صمصام — رہے جو عمر بھر شیدائے اسلام

چراغِ حق جلایا خوب جس نے — ہوئی جس سے منور ظلمتِ شام

اُڑائے خوب باطل کے پرخچے — گرے سب منہ کے بل باطل کے اصنام

فتاوے ہیں کہ اسرار و معارف — نکاتِ دیں کی زیبا آکش خوش کام

کتابِ حق نما کی نشترِ تاریخ — کہی میں نے "ہے خضرِ راہِ اسلام"

دیگر

جناب بوالوفاء رب کے پیارے — نہ رکھتے تھے جہاں میں اپنا ثانی

بہت سی آپ نے لکھی کتابیں — ہوئیں جو چھپ کے مقبولِ جہانی

www.KitaboSunnat.com

فتاووں کا چمن اُجڑا پڑا تھا — ضرورت تھی ہر اس کی باغبانی
ہوئی مشکور سعیٔ مرزا صاحب — ہے جلوہ گر متاع شادمانی
برائے یادگارِ شیخ اے نشتر — ہوا اک عمدہ نقشِ طرفہ فانی

دیگر

عجب حق کی کرتے ہیں تحقیق فتوے — رو حق کی کرتے ہیں تصدیق فتوے
مناہی سے انسان کو روکتے ہیں — اوامر کی کرتے ہیں توثیق فتوے
ہوئی فکر جب سال ہجری کی اے نشتر — کہا دل نے۔ انوارِ تحقیق فتوے

مستخرجہ جناب منشی محمود انصاری صاحب ناظر مسجد جامع اہل حدیث مومن پورہ بمبئی

جلد اوّل کی ہو گئی تکمیل — شکر صد شکر تیرا رب جلیل
روز روشن کی طرح کھولے راز — کس کی جرأت ہے جو کرے تاویل
حضرت رازؔ کیا ہیں برق بیاں — واہ کیا لائے ہیں نفیس دلیل
ورق گردانی سے نجات ملی — سب مسائل ہیں اس میں با تفصیل
مال و دولت میں دے خدا برکت — جن کے دست کرم نے کر دی سبیل
ہو فتاویٰ ثنائیہ" معتبر ہی — سن لے محمود کی دعا اے وکیل
سال عیسوی سنہ ۱۹۲۵ء — سال ہجری سنہ ۱۳۴۳ھ

قطعات

نتیجہ فکر جناب عبد اللہ ناصر صاحب بمبئی

کیا خوب ہے کتاب فتاویٰ ثنائیہ — فتووں کا انتخاب فتاویٰ ثنائیہ
جو اہل علم دین ہیں ان کا ہے فیصلہ — آپ اپنا ہے جواب فتاویٰ ثنائیہ
پیچیدہ مسئلوں کی ہے تفسیر یہ کتاب — ہے حل مشکلات فتاویٰ ثنائیہ
مولانا رازؔ حضرت داؤد نے کہا ہیں — بخشش ہے راہِ نجات فتاویٰ ثنائیہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت مولانا ثناء اللہ — جتنے شمار اُن پہ رحمت باری
صائب الرائے نکتہ رس تھے وہ — اُن کے فتوے جہاں میں تھے مشہور
قدر داناں کی قدر دانی سے — زندہ جاوید ہو گئے مرحوم
یہ فتاویٰ ثنائیہ کیا ہے! — راز صاحب کی کوششِ مشکور

از جناب حضرت شمس صاحب دیوریاوی

صد شکر چھپ گیا ہے فتاویٰ ثنائیہ — اک دُرِّ بے بہا ہے فتاویٰ ثنائیہ
بے مثل یادگار جناب ابوالوفا — مجموعۂ ہُدیٰ ہے فتاویٰ ثنائیہ
یہ دیکھتے ہی شمس نے بیساختہ کہا — کیا خوب مرحبا ہے فتاویٰ ثنائیہ

دیگر

از نتیجۂ فکر جناب عبدالرؤف صاحب حیرت۔ انتری بازار بستی۔ (یوپی)

جو چھپا کیا راز نے یہ فتاوی — درخشاں ہے اس ثنا کی نشانی
سرِ دشمناں کاٹ ڈالو جو حیرت — تو تاریخ ہے۔ ھدیۂ عیرفانی

قصیدۂ یائیہ در مناقب ثنائیہ

از راز

فضل کر دیتا ہے جب مولا ئے چرخ چنبری — گلشنِ عالم میں برساتا ہے آبِ کوثری
نوعِ انساں کی ہدایت کے لیے اک رہنما — ہاتھ میں آتا ہے لے کر مشعلِ پیغمبری
خلق کو اک روز گرویدہ بنا لیتا ہے وہ — اپنے اخلاقِ حمیدہ سے بشانِ دلبری
دین پرور لے ثناء اللہ اے عالی مقام — آپ کو اللہ نے بخشا ہے کارِ رہبری
آپ مدحِ شیخ الاز کیا ہیں حجۃ الاسلام ہیں — آپ کے حق میں ہے زیبا تر لباسِ سروری
ٹھیر جائے سامنے باطل یہ طاقت ہے کہاں — آپ کے آگے بھلا کیا شے ہے سحرِ سامری
جب کہ اسلامی صداقت آپ کرتے ہیں بیاں — سرنگوں ہو کر رہ جاتی ہے بزمِ کافری
جب کبھی آتا ہے باطل سر اُٹھا کر سامنے — آپ کی تقریر بن جاتی ہے ضربِ حیدری
آپ کا اسمِ گرامی سُن کے اہلِ قادیان — سر جھکا لیتے ہیں وہ مثلِ بتانِ آذری

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

آپ جاتے ہیں عصائے موسوی بن کر جہاں
خاک ہو جاتی ہے پھر مرزائیوں کی ساحری

آپ ہیں گو زیب اقلیم قلم کے تاجدار
آپ کی تحریر ہوتی ہے زوائد سے بری

خرمن بدعت کے حق میں آپ ہیں برق تپاں
اہل سنت کے لئے ہیں آپ بوئے عنبری

آپ کا ہے ورد قال اللہ اور قال الرسول
جانچتے ہیں آپ اس میزان پہ کھوٹی کھری

آپ نے جڑ سے اکھاڑا پرچم تقلید کو
مٹ گیا ہے جس سے اب تقلید کا دردسری

آپ کی خدمات ملت، قابل تحسین ہیں!
آپ کے حق میں دعا گو ہوں نہ کیوں جن و پری

باغبان "گلشن توحید و سنت" آپ ہیں
اے مسیحا آپ کے دم سے یہ کھیتی ہے ہری

اے فقیہہ وقت، اے گنجینۂ علم و عمل
آپ کو بخشا ہے حق نے اوج ماہ و مشتری

آپ میدان صداقت کے ہیں نامی شہسوار
بے حقیقت ہے یہاں پر شہرت اسکندری

گنج شفقت ہیں مساکین و یتامیٰ کے لئے
ہیں نمایاں آپ میں اوصاف غربا پروری

اس حقیقت کا بھلا انکار کیسے ہو سکے
آپ کو اللہ نے بخشا ہے عزم بوذری

آپ کی ہیں کوششیں تعمیر ملت کے لئے
ہے یہ ملت کے لئے بر وقت و حیدہ ہری

طول مستحسن نہیں ہے اہل دانش کے لئے
میں اٹھاؤں کیوں نہ اب دست دعائے بہتری

دونوں عالم میں الٰہی آپ کو رکھ بامراد
راز کے دل سے یہ نکلی ہے دعائے خوشتری

(اخبار اہل حدیث امرتسر، ۸ مارچ ۱۹۴۶ء)

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

باب اول

عقائد ومہماتِ دین

مقصدِ مذہب

انجمن احمدیہ لاہور کے انتظام سے لاہور میں ایک مذہبی کانفرنس بتاریخ ۲۸-۲۹ دسمبر ۱۹۲۳ء منعقد ہوئی جس نے تمام مذاہب کو دعوتِ شرکت دی کہ اس مضمون پر اپنی اپنی کتاب کی ہدایت سناؤ کہ "مذہب کا مقصد کیا ہے" حسب پروگرام مشتہرہ کانفرنس مندرجہ ذیل اصحاب مقررین تجویز ہوئے۔

۱- پنڈت چموپتی جی ایم۔ اے لیکچرار آریہ سماج
۲- خواجہ کمال الدین صاحب لیکچرار اسلام
۳- پنڈت متھرا پرشاد صاحب لیکچرار سناتن دھرم
۴- پادری علی بخش صاحب لیکچرار عیسائیت
۵- لالہ رام پرکاش لال صاحب لیکچرار برہمو سماج
۶- مولوی ابوالوفاء ثناء اللہ صاحب لیکچرار اسلام
۷- پروفیسر راجارام صاحب لیکچرار آریہ سماج۔

میں نے جو مضمون کانفرنس مذکور میں سنایا وہ ناظرین "اہلحدیث" کی ضیافتِ طبع کے لئے درج ذیل ہے۔

مسلم نے حرم میں راگ گایا تیرا　　ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا
دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے　　انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی۔

صاحبان! السلام علیکم ——— جلسہ اعظم مذاہب کے بعد یہ دوسرا جلسہ اس نوع کا ہے جو ۱۸۹۶ء میں بمقام اسلامیہ اسکول دروازہ شیرانوالہ میں ہوا تھا۔ آہ اس وقت کے منتظموں اور مقرروں میں سے اکثر کو میں غیر موجود پاتا ہوں تو دنیا کی بے ثباتی پر بیساختہ یہ شعر میرے منہ سے نکلتا ہے ؎

www.KitaboSunnat.com

یہ چمن یونہی رہے گا اور ہزاروں جانور — اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

اس قسم کے جلسوں کا فائدہ بہ نسبت مناظرانہ مجالس کے بہت زیادہ ہے۔ مگر ہمارے ملک کو مناظرانہ طرز میں کچھ زیادہ لطف حاصل ہوتا ہے۔ ورنہ کوئی وجہ نہیں کہ ایسا جلسہ ۷ سال تک ملتوی رہے۔ بحالیکہ مناظرانہ جلسے قریباً روزانہ ہوں۔ خیر ہر ایک شخص اپنی رائے کا مالک ہے

مجھے تو ہے منظور مجنوں کو لیلےٰ — نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

خدا ہماری نیتوں کی اصلاح کرے اور کلمۂ حق میں برکت ڈالے۔

صاحبان! کچھ شک نہیں کہ انسان کی پیدائش مثل سونے کے ہے جو باوجود قیمتی جوہر ہونے کے کان سے خاک آلود نکلتا ہے بعد میں صاف ستھرا کیا جاتا ہے تو قدر و قیمت پاتا ہے اسی طرح انسان اپنی فطری حالت میں نفسانی آلائشوں سے آلودہ ہے جن سے صاف ہونا اس کا فرض قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا — (یعنی جو شخص نفس کو بری آلائشوں سے پاک صاف کرے گا وہی نجات پائے گا۔ اور جو اس کو آلودہ رکھے گا وہ تباہ ہو گا۔)

پس ثابت ہوا کہ مذہب سے مقصد ہے "تہذیب نفس"، دیگر ہیچ۔ یعنی انسان جن آلائشوں میں آلودہ ہے۔ ان سے پاک ہونے کی کوشش کرنا اس کا فرض ہے۔ تاکہ نکھرے ہوئے سونے کی طرح خالص ہو جائے۔ سچ ہے

تا مثل حنا سودہ نگردی تہ سنگ — ہرگز بکف دست نگارے نرسی

امر تنقیح طلب ابھی باقی ہے کہ وہ کیا آلائشیں ہیں جن سے انسان کا پاک کرنا مذہب کا مقصد ہے۔ مجمل بیان اس کا قرآن شریف نے ان لفظوں میں فرمایا ہے۔

اِنَّ الْاِنْسَانَ لَیَطْغٰۤی اَنْ رَّاٰهُ اسْتَغْنٰی — "انسان اپنی حدود بندگی سے باہر ہو جاتا ہے کیونکہ وہ باوجود محتاج ہونے کے خدا سے مستغنی بنتا ہے۔"

نیز فرمایا۔ رَانَ عَلٰی قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا یَكْسِبُوْنَ — "برے کاموں سے دلوں پر زنگ لگ جاتا ہے۔"

یہ تو مجمل بیان۔ قرآن مجید نے اس کی تفصیل فرمائی ہے جو یہ ہے۔ کچھ شک نہیں کہ انسان کے تعلقات مختلف اور متعدد ہیں۔ مگر آسانی کی غرض سے دو قسموں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آسکتے ہیں۔ ایک تعلق خدا سے اور دوسرا مخلوق سے۔ خدا سے جو تعلق ہے وہ بندگی اور عبودیت کا ہے۔ دوسری قسم کا تعلق بنی نوع انسان سے ہے جس کو تمدنی تعلق کہتے ہیں۔

پہلی قسم کا تعلق یہ ہے کہ انسان اپنے خالق مالک کو پہچانے۔ پہچان کر جو تعلقات اس کے ساتھ ہوں وہ کسی دوسرے کے ساتھ دل میں نہ لائے۔ قرآن مجید کا مختصر ارشاد ہے۔

لَا تَتَّخِذُوْٓا اِلٰهَيْنِ اثْنَيْنِ۔ (دو معبود مت بناؤ)

دوسرے کسی کے ساتھ وہ تعلق پیدا کرنا انسان کے لئے خاک آلود ہونا بلکہ اس سے بدتر ہے۔ قرآن مجید نے اس قسم کی آلائش کا نام شرک رکھا ہے۔ جس کی صورت یہ بتائی ہے۔

مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَكَاَنَّمَا خَرَّ مِنَ السَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ الطَّيْرُ اَوْ تَهْوِيْ بِهِ الرِّيْحُ فِيْ مَكَانٍ سَحِيْقٍ ۝ (پ ۱۷ ع ۱۲)

یعنی جو کوئی اللہ کے ساتھ شرک کرتا ہے اس کی حالت یہ ہے کہ گویا وہ بہت بلندی سے گرا۔ آتے آتے اس کو جانوروں نے نوچ نوچ کر کھایا۔ یا ہوا نے اس کو کہیں دور دراز مکان میں پھینک دیا۔

صاحبان! اس تعلق کو قرآن مجید نے اتنا بڑا ضروری قرار دیا ہے کہ اور گناہوں پر بھی گو سزاؤں کے اعلان جاری کئے ہیں مگر اس شرک کی بابت جتنا سخت اعلان دیا ہے کسی اور کی بابت نہیں دیا۔ ارشاد ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ۔ (خدا شرک کو ہرگز نہ بخشے گا)

کیونکہ یہ خدا کے ساتھ بغاوت ہے اور اسی سے سب قسم کی آلائشیں پیدا ہوتی ہیں قرآنی اصطلاح میں شرک ام الامراض ہے اس لئے اس کی جتنی تفصیل کی ہے کسی اور آلائش سے اصل جوہر انسانی (جس کا نام توحید ہے) مٹتا ہے جس کے مٹنے سے انسان کی جملہ صفاتِ حسنہ مٹ جاتی ہیں۔

قرآن مجید "تائم ازمنی" کہنے والے عدیم الفرصتوں کا عذر معقول جان کر توحید کی علامت کا ذکر نہایت مختصر لفظوں میں کرتا ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ خدا کو سب چیزوں سے محبوب ترین مان کر اپنا سب کچھ مال، اسباب، دولت قوت تن من دھن اس کے سامنے رکھ کر دل سے فرمانبردار ہو جائے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے۔

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ

یعنی جو کوئی اپنا تن من دھن خدا کو سپرد کرکے نیکی اختیار کرے وہ اپنا اجر اللہ کے پاس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عِنْدَ رَبِّهٖ - (پ ۱ - ع ۱۳) پائے گا۔"

اسی اصول پر اپنے نبی سید الانبیاء علیہم السلام کو حکم دیتا ہے۔

قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْکَ لَهٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (پ ۸ ع ۷) "یعنی اے نبی تو اعلان کر دے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی، میری موت سب اللہ کے لئے ہیں۔ جس کا کوئی شریک نہیں مجھے اسی کا حکم ہوا ہے۔ اور میں سب سے پہلے خدا کا فرمانبردار ہوں"

اسی مضمون کو اسلامی قومی شاعر خواجہ حالی مرحوم نے ایک بند میں یوں ادا کیا ہے ؎

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق زباں اور دل کی شہادت کے لائق

اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق

لگاؤ تو لو اس سے اپنی لگاؤ

جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

قرآن مجید کو اختصار نویسی میں خاص کمال ہے۔ چنانچہ اس مذکورہ بالا اختصار کو بھی مختصر کیا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

وَتَبَتَّلْ اِلَیْهِ تَبْتِیْلًا۔ "یعنی سب غیر اللہ سے کٹ کر اسی (خدا سے لو لگاؤ)"

جیسے ایک محب اپنے محبوب حقیقی سے ملتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ۔ "ایماندروں کو اللہ تعالیٰ کی محبت سب سے زیادہ ہوتی ہے۔"

ان سب آیات کا نتیجہ ہے کہ جس مدعی اسلام کے دل میں خدا کی محبت اور خوف مع انقیاد و اطاعت سب مخلوق سے زیادہ نہیں ہے وہ مسلمان نہیں چاہے مدعی اسلام ہو بلکہ اس کے ماتھے پر سجدوں کے اثر سے بہت بڑا نشان نمایاں ہو۔

خدا جزائے خیر دے شیخ سعدی مرحوم کو جنھوں نے توحید کا مضمون ایک چھوٹی سی رباعی میں کیا خوب ادا کیا ہے۔ ؎

موحد چہ در پائے ریزی زرش وچہ تیغ ہندی نہی بر سرش

امید و ہراسش نباشد زکس ہمین ست بنیاد توحید و بس

جو کچھ کہا گیا ہے سمجھدار آدمی کے لئے کافی ہے اس لئے میں وقت کے لحاظ سے باول ناخواستہ اس تعلق کے مضمون کو چھوڑ کر دوسرے مضمون پر متوجہ ہوتا ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسری قسم یعنی بنی نوع انسانی کے تعلقات کی جتنی قسمیں ہیں وہ کسی انسان سے مخفی نہیں۔ ان تعلقات میں جو آلائشیں پیدا ہوتی ہیں۔ اُن کی مختصر فہرست یہ ہے۔
ظلم۔ دغا۔ زنا۔ بداخلاقی۔ مال مردم خوری بذریعہ چوری۔ ڈاکہ۔ کم ناپی۔ کم وزنی۔ خاص کر یتیموں کا مال کھا جانا۔ انسان کی خداداد نعمت پر جلنا۔ کسی اپنے جیسے انسان کا بیجا قتل کرنا۔ اپنے ہمکیسوں شہریوں اور ملکیوں کے حقوق پائمال کرنا۔ اپنے نسلی اور قومی بزرگوں کے ساتھ غرور سے پیش آنا۔ حکومت کی حالت میں بے انصافی کرنا۔ غصہ کی حالت میں حد سے نکل جانا۔ بیجا کینہ، عداوت لالچ وغیرہ یہ سب آلائشیں ہیں۔ جن سے پاک ہونا انسان کا فرض مذہبی ہے اور اس کے متعلق معقول ہدایات دینا سچے مذہب کا فرض اوّلین ہے۔
قرآن مجید ان سب عیوب کی اصلاح بتاتا ہے۔ نہ صرف ایک آدھ دفعہ بلکہ انسانی فطرت کے مطابق بار بار مکرر سہ کرر تنبیہات فرماتا ہے تاکہ بقاعدہ ؎

گر ہمی خواہی کہ باشی خوش نویس نویس و می‌نویس و می‌نویس

انسان اپنی فطری کمزوریوں کی تلافی کر سکے۔ قرآن مجید نے ان اصطلاحات کو تین درجوں میں تقسیم کیا ہے۔ ان تین مختلف مراتب پر عمل کرنے والوں کے نام بھی جدا جدا مقرر فرمائے۔ ایک کا نام جماعت عقلاء ہے۔ دوسرے درجہ کا نام جماعت متذکرین (نصیحت یاب) ہے تیسرے کا نام جماعت متقین ہے۔ چونکہ سب مراتب کی بنا عقل پر ہے۔ اس لئے سب سے پہلے عقلاء کا درجہ رکھا ہے اور قرآنی اصطلاح میں سب سے بالا رتبہ متقین کا ہے اس لیے ان کو سب سے بالاتر رکھا ہے۔ ان مراتب ثلاثہ کی مثال آجکل کی تعلیمی اصطلاح۔ مڈل، انٹرنس۔ اور بی اے سمجھنی چاہیئے۔
میں عرض کر آیا ہوں کہ "تہذیب نفس" کا پہلا زینہ یا بنیادی پتھر خدائی تعلق ہے۔ اس لئے قرآن مجید اس بنیادی پتھر کو ہر جگہ مقدم رکھتا ہے تاممکن ہے کہ اس سے چشم پوشی ہو جائے۔ کیونکہ یہی بنیادی پتھر امتیاز ہے۔ مذہبی اور غیر مذہبی تہذیب میں۔
اب سنئے تینوں جماعتوں کے لئے جو کورس قرآن مجید نے بتایا ہے وہ یہ ہے۔ ارشاد ہے۔
قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ خَشْيَةِ اِمْلَاقٍ ط نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَاِيَّاهُمْ وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ ط ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ
تَعْقِلُونَ ۔ وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ ط
وَأَوْفُوا الْكَيْلَ وَالْمِيزَانَ بِالْقِسْطِ لَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَإِذَا قُلْتُمْ فَاعْدِلُوا
وَلَوْ كَانَ ذَا قُرْبَىٰ وَبِعَهْدِ اللَّهِ أَوْفُوا ط ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ۔ وَ
أَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن
سَبِيلِهِ ط ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ۔ (پ ۸ ع ۶)

اے نبی آپ لوگوں کو کہئے کہ آؤ میں تم کو وہ احکام بتلاؤں جو تمہارے پروردگار نے تم پر مقرر کئے ہیں (جن سے تمہاری اصلاح نفس ہو) یہ کہ تم اللہ کے ساتھ کسی کو ساجھی نہ بناؤ۔ اور ماں باپ کے ساتھ بہت اچھا برتاؤ کیا کرو اور اپنی اولاد بھوک کے خوف سے قتل نہ کرو (جیسا کہ تم عرب کے لوگ قبل از اسلام کرتے رہے ہو) (دیکھو خدا فرماتا ہے کہ) تم کو اور ان (تمہاری اولاد) کو بھی ہم (خدا) ہی رزق دیتے ہیں۔ پھر تم اس فکر سے ان کو کیوں قتل کرتے ہو؟ اور سنو! بے حیائی کھلی ہو یا مخفی اس کے نزدیک بھی مت جاؤ۔ خبردار کھلا تو کیا پردہ پوشی سے بھی بدکاری نہ کرو۔ اور سنو! کسی جان کو جس کا مارنا خدا نے حرام کیا ہو مت مارو۔ یہ احکام تم کو خدا نے بتائے ہیں تاکہ عقلمند بنو (مڈل کلاس) اور سنو! بے پدر یتیم جب تک بالغ نہ ہو اس کے مال کو کسی طرح چھونا بھی نہیں (ایسا نہ ہو کہ ہاتھ لگاتے لگاتے تمہاری نیت فاسد ہو جائے تو تم ہضم بھی کر جاؤ)۔ اور سنو! دکانداری کرتے ہوئے ناپ تول انصاف کے ساتھ پورا کیا کرو۔ یہ بھی یاد رکھو کہ ہم کسی آدمی کو اس کی طاقت سے زیادہ حکم نہیں دیتے۔ اور سنو! جب تم کوئی بات بولو تو عدل اور انصاف سے بولا کرو۔ جانبداری سے کام نہ لیا کرو۔ چاہے کوئی جانب تمہاری تعلقدار بھی کیوں نہ ہو۔ اور سنو! خدا کے وعدے پورے کیا کرو جو تم نے بندگی میں رہنے کے اس کے ساتھ کئے ہوئے ہیں۔ یہ احکام تم کو خدا بتاتا ہے تاکہ تم نصیحت یاب بنو (انٹرنس کلاس) اور سنو! تمہارا خدا فرماتا ہے (میری طرف آنے کا) یہی سیدھا راستہ ہے پس تم اس راہ پر چلو اور اس کے سوا دوسرے راستوں پر (جو ادھر ادھر جا رہے ہیں) مت جاؤ ورنہ وہ راستے تم کو خدا کی راہ سے بھٹکا دیں گے۔ دیکھو یہ احکام خدا تم کو بتاتا ہے۔ تاکہ تم متقی بن جاؤ (بی اے کا درجہ پاؤ)

یہ احکام کیسے ضروری ہیں ان کی تفصیل اور تشریح کی حاجت نہیں۔ ایک اور مقام پر یوں ارشاد ہے

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا ط إِمَّا يَبْلُغَنَّ
عِندَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُل لَّهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُل لَّهُمَا قَوْلًا
كَرِيمًا ۔ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رَبَّیٰنِیْ صَغِیْرًا۔ رَبُّكُمْ اَعْلَمُ بِمَا فِیْ نُفُوْسِكُمْ اِنْ تَكُوْنُوْا صٰلِحِیْنَ فَاِنَّهٗ كَانَ
لِلْاَوَّابِیْنَ غَفُوْرًا۔ وَاٰتِ ذَا الْقُرْبٰى حَقَّهٗ وَالْمِسْكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَلَا تُبَذِّرْ تَبْذِیْرًا۔
اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ كَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ ؕ وَكَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ كَفُوْرًا۔ وَاِمَّا تُعْرِضَنَّ
عَنْهُمُ ابْتِغَآءَ رَحْمَةٍ مِّنْ رَّبِّكَ تَرْجُوْهَا فَقُلْ لَّهُمْ قَوْلًا مَّیْسُوْرًا۔ وَلَا تَجْعَلْ
یَدَكَ مَغْلُوْلَةً اِلٰى عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُوْمًا مَّحْسُوْرًا۔ اِنَّ رَبَّكَ
یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ بِعِبَادِهٖ خَبِیْرًا بَصِیْرًا۔ وَلَا تَقْتُلُوْٓا
اَوْلَادَكُمْ خَشْیَةَ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِیَّاكُمْ ؕ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِیْرًا۔
وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنٰٓى اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً ؕ وَسَآءَ سَبِیْلًا۔ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ
الَّتِیْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُوْمًا فَقَدْ جَعَلْنَا لِوَلِیِّهٖ سُلْطٰنًا
فَلَا یُسْرِفْ فِّی الْقَتْلِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ مَنْصُوْرًا۔ وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْیَتِیْمِ
اِلَّا بِالَّتِیْ هِیَ اَحْسَنُ حَتّٰى یَبْلُغَ اَشُدَّهٗ وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا
وَاَوْفُوا الْكَیْلَ اِذَا كِلْتُمْ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِیْمِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّاَحْسَنُ
تَاْوِیْلًا۔ وَلَا تَقْفُ مَا لَیْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ؕ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ
كُلُّ اُولٰٓىِٕكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا۔ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّكَ
لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا۔ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ سَیِّئُهٗ عِنْدَ
رَبِّكَ مَكْرُوْهًا۔ ذٰلِكَ مِمَّآ اَوْحٰٓى اِلَیْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ ؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ
اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِیْ جَهَنَّمَ مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا۔ (پ۱۵ ع۳)

"تمہارے پروردگار کا قطعی حکم ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت مت کرو۔ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو۔ دیکھو اگر تمہاری زندگی میں وہ دونوں یا ایک ان میں کا بڑھاپے کو پہنچے (اور تمہاری خدمت کا محتاج ہو) تو خدمت بجالاتے ہوئے ان کو (ہوں) بھی نہ کہو بلکہ عزت کے ساتھ اُن سے خطاب کیا کرو۔ اور اپنی جوانی کے بازو نرمی سے اُن کے سامنے جھکا دیا کرو اور ان کے لئے خدا سے دعا کیا کرو خداوندا! ان دونوں نے میری صغر سنی میں جس طرح مجھے محبت سے پالا تھا اُسی طرح تو اُن پر مہربانی کی نظر کر (لوگوں کے دکھاوے کے لئے کروگے تو سنو!) تمہارا پروردگار تمہارے دلوں کے بھید دل کو بھی خوب جانتا ہے اگر تم واقعی نیک ہوگے تو وہ بھی نیک لوگوں کے حق میں بخشنہار ہے۔ اور سنو! باپ کے سوا قرابتداروں۔ مسکینوں اور مسافروں کے حقوق بھی دیا کرو (یعنی ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آیا کرو) اور اپنی خواہشات نفسانیہ میں فضول خرچی مت کیا کرو۔ فضول خرچ لوگ شیطان کے ساتھی ہیں۔ کہ شیطان اپنے رب کا ناشکرا ہے۔ اگر کوئی ایسا موقع آجائے کہ تم بوجہ رکاوٹ آمدنی کے ان مذکورہ لوگوں کو مالی امداد نہ دے سکو اور آمد کے انتظار میں ان لوگوں کی امداد میں توقف کرنا چاہتے ہو تو ان کو آسان اور نرم بات کہا کرو (تاکہ ان کی دل شکنی نہ ہو) اور ایک اصولی حکم متعلق خیرات سنو! کہ نہ تو خرچ کرنے سے اپنے ہاتھ کو بالکل بند رکھو نہ بالکل کھلا چھوڑ دیا کرو (کہ یہ مصرعہ ورد زبان کرنے لگو گر زر ہے تو عاشق کوڑی نہ رکھ کفن کو) ورنہ پھر تم خود شرمندے عاجز و درماندہ ہو رہو گے (خیر کے کاموں میں خرچ کرنے میں تم کو بخل غالب آئے تو سنو!) تمہارا پروردگار جس کو چاہتا ہے فراخ رزق دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے تنگ کر دیتا ہے۔ وہ اپنے بندوں کے حال سے واقف ہے اور دیکھتا ہے۔ اور سنو! اپنی اولاد کو بھوک کے خوف سے قتل نہ کیا کرو (جیسے عرب کے لوگ قبل اسلام لڑکیوں کو قتل کرتے تھے) ہم (خدا) ہی ان کو رزق دیں گے اور تم کو بھی۔ اُن کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔ اور سنو! زناکاری، بدکاری کے قریب بھی نہ جانا۔ کیونکہ یہ بے حیائی کا کام اور بہت بُرا راستہ ہے۔ اور سنو! کسی نفس کو مت قتل کرو۔ جس کا قتل کرنا خدا نے حرام کیا ہو۔ جو کوئی مظلومی کی حالت میں قتل ہوگا ہم اس کے وارثوں کو ڈگری دلوائیں گے مگر وہ وارث بھی قتل کرنے میں جلدی نہ کریں (شاید باہمی کسی نوع کی مصالحت ہو جائے) اس میں شک نہیں کہ سرکار سے اس کی مدد کی جائے گی۔ اور سنو! یتیم جب تک نابالغ ہے اس کے مال کے نزدیک بھی مت جاؤ۔ ہاں اس طرح جاؤ کہ اس کے حق میں بہتر ہو (مثلاً اس کو تجارت وغیرہ میں لگاؤ) اور وعدہ وفائی کیا کرو۔ بیشک وعدے سے سوال ہوگا (کہ کیوں پورا نہیں کیا) اور سنو! جب تم دوکانداری کی حالت میں سودا فروخت کرو تو ناپ پورا دیا کرو۔ اور وزن سیدھی ترازو سے کیا کرو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ (اور اصول تجارت کے لحاظ سے بھی) انجام کار اچھا ہے اور ایک ضروری حکم سنو! جس کے خلاف کرنے سے دُنیا میں فساد عظیم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ جس بات کا تم کو پختہ علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑو یعنی محض خیالات اور توہمات پر کسی قوم یا شخص کی بُرائی کی اشاعت نہ کیا کرو۔ سنو! کانوں، آنکھوں اور دل اسی طرح اور اعضاء کی بابت تم کو سوال ہوگا کہ ان کو کہاں استعمال کیا تھا۔ اور سنو! زمین میں متکبرانہ روش مت چلو۔ تم نہ تو زمین کو پھاڑ سکتے ہو نہ لمبائی میں پہاڑ تک پہنچ سکتے ہو۔ یہ مذکورہ بالا احکام تمہارے پروردگار کے نزدیک بہت بُرے ہیں۔ سنو! یہ حکمت ایمانیہ ہے جو تمہارے پروردگار نے تم کو دی ہے اور (ان سب کے لیے یاد رکھو) مقطع کلام یہ ہے کہ اللہ کے ساتھ کوئی دوسرا معبود مت بناؤ۔ ورنہ ذلیل و خوار کر کے تم جہنم میں ڈالے جاؤ گے!!

یہ ہے وہ تعلیم جو قرآن مجید نے "تہذیب نفس" کے لیے بتائی ہے کس قدر جامع تعلیم ہے۔ چونکہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید کی غرض ہی یہ ہے کہ انسان کی اصلاح نفس مکمل ہو۔ اس لیے اس نے تعلیم کی کئی طرزیں اختیار کی ہیں۔ ایک تو یہی جو اوپر ذکر ہوئی ہے جس میں حکمی الفاظ کے ساتھ ہدایت دی جاتی ہے جس کو میں اپنے لفظوں میں ریمارک کہتا ہوں۔ دوسری تصویری تعلیم ہے۔ جس کو آج کل کی تعلیمی اصطلاح میں "پکچر" کہتے ہیں۔ قرآن مجید نے بھی یہ طرز اختیار کیا۔ بلکہ خود جاری کیا ہے۔ مگر دوسری طرح سے۔ وہ یہ کہ نیک بندوں کی نیک خصلتیں بغیر ان کا نام لینے کے ذکر کرتا ہے۔ جس سے مقصود تصویری تعلیم دینا ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

عِبَادُ الرَّحْمٰنِ الَّذِيْنَ يَمْشُوْنَ عَلَى الْاَرْضِ هَوْنًا وَّاِذَا خَاطَبَهُمُ الْجٰهِلُوْنَ قَالُوْا سَلٰمًا ۔ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّقِيَامًا ۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ اِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا ۔ اِنَّهَا سَآءَتْ مُسْتَقَرًّا وَّمُقَامًا ط ۔ وَالَّذِيْنَ اِذَآ اَنْفَقُوْا لَمْ يُسْرِفُوْا وَلَمْ يَقْتُرُوْا وَكَانَ بَيْنَ ذٰلِكَ قَوَامًا ط وَالَّذِيْنَ لَا يَدْعُوْنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ وَلَا يَقْتُلُوْنَ النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ وَلَا يَزْنُوْنَ ط وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ يَلْقَ اَثَامًا يُّضٰعَفْ لَهُ الْعَذَابُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَيَخْلُدْ فِيْهٖ مُهَانًا ط اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ عَمَلًا صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ط وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِيْمًا ۔ وَمَنْ تَابَ وَعَمِلَ فَاِنَّهٗ يَتُوْبُ اِلَى اللّٰهِ مَتَابًا ۔ وَالَّذِيْنَ لَا يَشْهَدُوْنَ الزُّوْرَ وَاِذَا مَرُّوْا بِاللَّغْوِ مَرُّوْا كِرَامًا ۔ وَالَّذِيْنَ اِذَا ذُكِّرُوْا بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ لَمْ يَخِرُّوْا عَلَيْهَا صُمًّا وَّعُمْيَانًا ۔ وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ۔ (پ ۱۹ ع ۴)

"خدا کے مہذب بندے وہ ہیں جو زمین پر نرم روش سے چلتے ہیں (یعنی بنی نوع انسان کے ساتھ نرم برتاؤ کرتے ہیں) اور جب نااہل لوگ ان سے سامنا کرتے ہیں تو وہ سلام کہہ کر گذر جاتے ہیں اور وہ لوگ خدا کے مہذب بندے ہیں جو راتوں کو خدا کے سامنے عبادت کرتے ہوئے سجدے اور قیام میں گذارتے ہیں اور جو خدا سے دعا مانگتے ہوئے کہتے ہیں اے خدا ہمارے پروردگار تو ہم سے جہنم کا عذاب ہٹائے رکھ اس کا عذاب بری بلا ہے اور وہ بری جگہ ہے اور خدا کے مہذب بندے وہ ہیں جن کی عادت ہے کہ جب کسی نیک کام میں بھی خرچ کرتے ہیں تو اسراف نہیں کرتے اور نہ تنگی کرتے ہیں بلکہ ان کی روش اعتدال سے ہوتی ہے۔ اور وہ لوگ خدائے رحمٰن کے مہذب بندے ہیں جو اپنے پروردگار کے ساتھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی دوسرے معبود کو نہیں پکارتے اور کسی جان کو بے جا قتل نہیں کرتے۔ اور نہ زنا کاری کرتے ہیں جو کوئی یہ بُرے کام کرے گا وہ بڑی مصیبت میں مبتلا ہوگا اور اس کو قیامت کے روز بہت بڑا عذاب ہوگا۔ جس میں وہ ذلیل و خوار ہوکر ہمیشہ پھنسا رہے گا۔ ہاں رحمتِ الٰہی کا تقاضا یہ ہے کہ) جو کوئی ان برائیوں سے توبہ کرکے خدا پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے اللہ تعالیٰ (اپنی رحمت کے تقاضا سے) ایسے لوگوں کی بُرائیوں کو نیکیوں سے بدل دے گا۔ کیونکہ خدا بڑا بخشنہار مہربان ہے۔ اور (بھلا توبہ کیوں قبول نہ ہو جب کہ حقیقت حال یہ ہے کہ) جو کوئی خوفِ خدا کی وجہ سے بُرائی سے ہٹتا ہے وہ تو اللہ کی طرف جھکتا ہے (پھر یہ کیا نظرِ رحمت ہے کہ خدا بندوں کے جھکنے پر بھی نظرِ رحمت نہ کرے) اور مہذب بندے وہ ہیں جو بیہودہ مجالس میں شریک نہیں ہوتے اور جب کبھی اُن کو لغو بات پر سے گذرنا ہوتا ہے تو عزت کے ساتھ بچ کر نکل جاتے ہیں (اُن لغویات میں پھنستے نہیں) اور وہ لوگ مہذب ہیں جب ان کو احکام اللہ سنائے جائیں تو بہرے ہوکر نہیں سنتے اور آیاتِ قدرت سمجھائی جائیں تو اندھے ہوکر نہیں دیکھتے۔ بلکہ شنوا اور بینا ہوکر سنتے اور دیکھتے ہیں۔ اور سنو! وہ لوگ مہذب ہیں جو اپنے نفس کی تہذیب کے سوا اپنے متعلقین کے حق میں (بھی بہی خواہ نیک سگال رہتے ہوئے کہتے ہیں اے ہمارے پروردگار تو ہم کو ہماری بیویوں اور اولادوں (کو ایسا نیک بنا کر اُن کی طرف) سے ہم کو آنکھوں کی ٹھنڈک نصیب کر اور ہم کو اعلیٰ درجہ کا پرہیزگار بنا! آمین

یہ ہے قرآن مجید کی تصویری تعلیم جو بغرضِ اصلاحِ نفس وہ دیتا ہے۔

ریڈر کا ایک حصہ قابلِ ذکر رہ گیا ہے۔ جس میں نہایت اختصار کے ساتھ قرآن مجید نے تہذیبِ نفس کے احکام جاری فرمائے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِی الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِی الْقُرْبٰى وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ وَمَا مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا۔

(پ ۵ ع ۳)

" اللہ کی عبادت کیا کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو ساجھی مت بناؤ اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آیا کرو اور قرابتداروں یتیموں، مسکینوں، قریبی ہمسایوں، دُور کے پڑوسیوں سے بھی حُسنِ سلوک کیا کرو اور سنو جو کسی سفر میں کسی مجلس میں یا گاڑی اور ٹرین میں) جو تمہارے پہلو میں بیٹھا ہو اس کے ساتھ بھی حُسنِ سلوک سے پیش آیا کرو۔ مسافروں اور ماتحتوں کے ساتھ احسان کیا کرو۔ سنو! جو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایسے کام نہ کرے وہ متکبر بداخلاق ہے) اور خدا کو ایسے متکبر بداخلاق نہیں بھاتے "
ایسی جامع تعلیم پر بھی انسان عمل نہیں کرتے۔ کیونکہ انسان فطرتاً ایسا ہے کہ اس کو محض زبانی نصیحت کارگر نہیں ہوتی بلکہ بسا اوقات اس کی اصلاح کے لئے سیاست اور تعزیرات کی بھی ضرورت ہوتی ہے۔ چنانچہ کسی پنجابی عارف خدا کا شعر ہے ؎

چار کتاباں عرشوں آئیاں پنجواں آیا ڈنڈا ڈنڈے باہجوں بھیڑا نا ئیں ہے دینی وا کنڈا

یعنی چار کتابوں کے ساتھ سیاست کا قانون بھی خدا نے نازل فرمایا ہے۔ تاکہ سخت دل لوگوں کو اس سیاست سے سیدھا کیا جائے۔

قرآن مجید چونکہ بانی فطرت کی طرف سے ہے جو انسانوں کی فطری عادات سے پورا واقف ہے۔ اس لئے اصلاحی احکام بصورتِ تعزیرات بھی اس میں آئے ہیں کیونکہ قرآن مجید اپنے اتباع کو مطلع کرتا ہے کہ جو میری کامل پیروی کرے گا۔ میں خدا کی طرف سے اس کو دنیا کی سب سے اعلیٰ عزت دلوانے کا اعلان کرتا ہوں۔ جس کا نام حکومت ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

أَنْتُمُ الْأَعْلَوْنَ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ -

اسی اصول سے قرآن مجید میں زانیوں، چوروں اور ڈاکوؤں کی تعزیرات بھی آئی ہیں۔ تاکہ ان کی تعزیرات کا اثر دوسروں پر بھی پڑے اور لوگ اُن تعزیرات کے خوف سے اصلاحِ نفس پر متوجہ ہوں ان تعزیری اصلاحوں کا ذکر میں نے اپنے رسالہ" اسلام اور برٹش لا " میں مفصل کیا ہے۔

گذشتہ حکایات لفظی اور تصویری تعلیم کے علاوہ تیسری قسم کی تعلیم جو قرآن مجید نے اختیار کی ہے وہ واقعاتِ صحیحہ ہیں۔ گذشتہ زمانہ کے نیک اور بد لوگوں کے قصے بھی اسی غرض سے قرآن مجید میں بیان ہوئے ہیں کہ لوگ اس نتیجہ پر پہنچیں کہ ؎

از مکافاتِ عمل غافل مشو گندم از گندم بروید جو ز جو

چنانچہ ارشاد ہے۔ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ (پ ۹ ع ۱۲)
"اے ہمارے نبی آپ لوگوں کو واقعاتِ گذشتہ سنائیے کہ یہ لوگ نیک و بد نتائج پر غور کریں۔"

بنیادی اصول باوجود ہر قسم کی تفصیلات کے ان سب کا اختصار بھی کمال درجہ پر کر کے سامنے رکھ دیا۔ جس کی تمہید یہ ہے۔
کون نہیں جانتا دنیا میں جتنے فساد، جتنے جرائم، جتنے مقدمات، جتنی سزائیں ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب کی بنا ایک ہی ہے۔ جس کو لالچ اور طمع نفسانی کہنا چاہیئے۔ چور چوری کرتا ہے تو اسی لئے۔ ڈاکو ڈاکہ مارتا ہے تو اسی لیے۔ غرض ہر کام میں بھی موذی جلوہ نمائی کر رہا ہے۔ اسی بنیادی اصول پر اطلاع دینے کو فرمایا ہے۔

أُحْضِرَتِ الْأَنفُسُ الشُّحَّ (پ ۵ ع ۱۶) "یعنی ہر نفس کو اپنا لالچ ہے"

جس طرح مرض کا ذکر مختصر لفظوں میں کیا علاج بھی مختصر فرمایا۔

وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ (پ ۲۸ ع ۴) "یعنی جو کوئی اپنے نفس کے لالچ سے بچ جائیں پس وہی حقدار نجات ہوں گے"

اس کے علاوہ انسانی فرائض، عبادات، اخلاق وغیرہ کی ہر شاخ کو قرآن مجید نے بالتفصیل بیان کیا ہے مگر میں وقت کی پابندی سے تفصیل عرض نہیں کر سکتا۔ ہاں جو صاحب ان قرآنی مضامین کو مفصل دیکھنا چاہیں وہ میری ناچیز تصنیفات "القرآن العظیم"، "تعلیم القرآن"، "الہامی کتاب (وید اور قرآن کا مقابلہ)" اور "تقابل ثلاثہ" (توریت، انجیل اور قرآن کا مقابلہ) ملاحظہ کریں۔

یہ مقصد جو میں نے بیان کیا ہے یعنی تہذیب نفس دراصل مقصد اصلی نہیں بلکہ ذریعہ ہے مقصد اصلی کا۔ مقصد اصلی نجات ہے مگر تہذیب نفس اس کے حصول کے لئے ذریعہ خاص ہے چنانچہ ارشاد ہے۔

تِلْكَ الْجَنَّةُ الَّتِي نُورِثُ مِنْ عِبَادِنَا مَن كَانَ تَقِيًّا۔ (پ ۱۶ ع ۷) "یعنی جنت (نجات) کے وارث ہم (خدا) ان لوگوں کو کریں گے جو پرہیزگار ہوں گے"

دوسرے مقام پر اس سے ذرا زیادہ الفاظ ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

تِلْكَ الدَّارُ الْآخِرَةُ نَجْعَلُهَا لِلَّذِينَ لَا يُرِيدُونَ عُلُوًّا فِي الْأَرْضِ وَلَا فَسَادًا وَالْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ (پ ۲۰ ع ۱۲) "یعنی نجات اُن لوگوں کی ہوگی جو زمین پر تکبر اور فساد کرنا نہیں جانتے"

بس مذہبیت سے یہ دو مقصد ہیں ایک تہذیب نفس جو ذریعہ ہے دوسرے اصلی مقصد کا جس کا نام نجات یہی اصل مقصود ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

مَن زُحْزِحَ عَنِ النَّارِ وَأُدْخِلَ الْجَنَّةَ فَقَدْ فَازَ ط وَمَا الْحَيَاةُ الدُّنْيَا إِلَّا مَتَاعُ الْغُرُورِ۔

(کامیاب ہے) جو کوئی عذاب آخرت سے بچ کر (دارالنجات) جنت میں داخل ہوگا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا ھٰذَا مِنْ فَضْلِکَ ۔۔ چونکہ میں قرآن مجید کو اپنا بلکہ جملہ انسانوں کا کامل ہدایت نامہ جانتا ہوں۔ اس لئے اپنا اعتقاد دو شعروں میں ظاہر کر کے بعد سلام رخصت ہوتا ہوں

جمالِ حسنِ قرآن نورِ جانِ ہر مسلماں ہے ۔۔۔ قمر ہے چاند اوروں کا ہمارا چاند قرآں ہے

نظیر اس کی نہیں جمتی نظر میں فکر کر دیکھا ۔۔۔ بھلا کیوں کر نہ ہو یکتا کلام پاک رحماں ہے

۴ رجنوری ۱۹۲۶ء ۔۔۔ خادم اسلام ہیچمدان

ابوالوفاء ثناء اللہ اڈیٹر "اہلحدیث" امرتسر

عقائدِ صحیحہ

جو کچھ ہمارے عقائد ہیں ہم انہیں علی الاعلان بیان کرتے ہیں وَاللّٰہُ عَلٰی مَا نَقُوْلُ وَکِیْلٌ۔

جب تک انسان پورا کلمہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ نہ کہے وہ مسلمان نہیں ہوگا

اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں یکتا اور بے نظیر ہے۔ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

وہی سب کا خالق و مالک اور روزیاں پہنچانے والا ہے وہ ساتوں آسمانوں کے اوپر عرش عظیم پر ہے

جو جو صفات اللہ تعالیٰ کی قرآن شریف اور صحیح حدیثوں میں وارد ہوئی ہیں ہمارا اُن سب پر بغیر انکار اور تاویل باطل اور تحریف اور بغیر دریافت کیفیت ایمان ہے۔

عبادتوں کے قابل صرف اُسی کی ذات ہے۔ عبادت مالی ہو یا بدنی یا زبانی سب اُسی وحدہٗ لاشریک لہٗ کی ذات کے لئے ہونی چاہیئے جو شخص اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت کرے۔ یا اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور میں خدا تعالیٰ کی کوئی صفت مانے وہ کھلا گمراہ اور مشرک ہے۔ مشرک ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ قرآن شریف اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔ جسے اُس نے جبرئیل امین علیہ السلام کی معرفت اپنے نبی آخر الزمان محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا۔ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اس کے سچے رسول ہیں۔ آپ کل انس و جن کی طرف پیغمبر بن کر آئے ہیں۔

نبوت حضرت آدمؑ سے شروع ہوئی اور آپ کی ذاتِ والا صفات پر ختم ہوئی۔ آپ کے بعد قیامت تک کوئی اور نبی نہ ہوگا جو شخص آپ کے بعد کسی کو نبی مانے اور آپ کو خاتم النبیین نہ جانے وہ کافر ہے

آپ تمام نبیوں سے افضل اور کل اولادِ آدم کے سردار ہیں

آپ کی شفاعت حق ہے۔ قیامت کے میدان میں سب سے پہلے اور سب سے بڑی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شفاعت آپ کی ہوگی۔

آپ کی گستاخی اور بے ادبی کرنے والا، آپ کی توہین اور تحقیر کرنے والا۔ آپ پر سب و شتم لعن طعن کرنے والا گردن زدنی اور کافر مطلق ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ کوئی امتی خواہ کتنی ہی عبادت و ریاضت زہد و تقویٰ کرے۔ وہ کتنا ہی بڑا عالم و عابد ہو۔ نبوت کے درجہ کو نہیں پا سکتا۔ بلکہ انبیاء علیہم السلام کی خاک پا کے برابر بھی نہیں ہو سکتا۔

جب تک آپ کی محبت و عزت و بزرگی انسان کے دل میں اپنے ماں باپ، بھائی بہن، حاکم و محکوم وغیرہ غرض دنیا کے کل لوگوں سے زیادہ نہ ہو تب تک وہ مسلمان نہیں ہوتا۔

آپ کے کل معجزے مثلاً چاند کے دو ٹکڑے ہونا، پہاڑوں و درختوں اور کنکریوں کا آپ کی نبوت کی گواہی دینا وغیرہ سب برحق ہیں۔

معراج برحق ہے آپ کو رب العالمین نے ایک ہی رات میں مکہ سے بیت المقدس کی اور وہاں سے ساتوں آسمان کی سیر کرائی اور پھر اسی رات میں واپس اپنی جگہ پہنچا دیا۔ معراج جاگتے ہوئے آپ کے جسم و روح سمیت سیر کرائی گئی۔

آپ پر کثرت سے درود شریف پڑھنا چاہیئے۔ جو شخص آپ کا مبارک نام سنے اور درود نہ پڑھے وہ بڑا بد نصیب اور سب سے زیادہ بخیل ہے۔

قیامت کے روز سب سے پہلے آپ اٹھیں گے۔ آپ کے لئے سب سے پہلے جنت کا دروازہ کھولا جائے گا۔

سب سے بڑا حوض کوثر آپ کا ہوگا۔ سب سے زیادہ جنتی امت آپ کی ہوگی۔ یہاں تک کہ اہل جنت کی ایک تہائی میں تمام اولامتیں اور دو تہائی میں صرف امت محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔

آپ کے کل فرمان اور افعال امت پر واجب العمل ہیں؛ احکام شرعیہ میں آپ اس وقت تک کوئی ارشاد نہیں فرماتے تھے جب تک خدائے تعالیٰ کی جانب سے وحی نہ آجائے۔

آپ گناہوں سے اور شریعت کی باتوں میں غلطی کرنے سے معصوم تھے۔

قرآن و حدیث کا یا صرف قرآن کا یا صرف حدیث کا منکر کافر ہے۔

حجت تامہ اور مستقل دلیل صرف قرآن کریم و حدیث صحیح ہے۔

ہر ایک امام مجتہد، بزرگ محدث کے قول کو قرآن و حدیث پر پیش کرنا چاہیئے۔ اگر مطابق ہو قبول کرنا چاہیئے۔ اور اگر خلاف ہو تو قبول نہ کرنا چاہیئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کل انبیاء علیہم السلام اور ان کی کتابیں اور ان کے معجزے برحق ہیں۔

انبیاء کے بدن قبر میں سڑتے گلتے نہیں۔ بلکہ جوں کے توں باقی رہتے ہیں۔

دوزخ، جنت، عذاب و ثواب، لوح محفوظ، قلم، قیامت، صور، عذاب و ثواب قبر، میزان، نامۂ اعمال، پل صراط، دیدار باری تعالیٰ، مرنے کے بعد جینا، تقدیر کی بھلائی، برائی، فرشتہ، حور، غلمان وغیرہ سب برحق ہیں۔

صحابۂ کرام کی محبت عین ایمان ہے۔ اور ان کا بغض علامت کفر ہے

خصوصاً خلفاء اربعہ میں سے کسی سے بغض رکھنا۔ اولیاء اللہ سے دوستی رکھنا ایمان ہے اور ان کی دشمنی خدا کی دشمنی ہے۔

اولیاء اللہ کی کرامتیں برحق ہیں۔ اولیاء اللہ کا ادب اور عزت کرنی چاہیئے۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ انھیں حاجت روا اور مشکل کشا سمجھیں یا کوئی اور وصف خدا جیسا ان میں مانیں یا جو عبادتیں مالی ہوں یا بدنی یا زبانی ان اولیاء اللہ کے لئے کریں۔

اماموں اور مجتہدوں اور محدثین کی توہین کرنا، انھیں برا بھلا کہنا، ان سے بغض رکھنا، دشمنی رکھنا مسلمان کا کام نہیں خصوصاً چاروں امام۔ امام ابو حنیفہؒ، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ، امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ، امام احمد حنبل رحمۃ اللہ کی توہین کرنا۔ ان بزرگان دین کو برائی سے یاد کرنا۔ ان سے دشمنی رکھنا صریح بے دینی ہے۔

ہم اہل حدیث ان بزرگوں اور ان کے سوا اور بزرگان دین کی تہ دل سے عزت کرتے ہیں۔ انہوں نے جو باتیں ہمیں خدا اور رسولؐ کی پہنچائی ہیں ہم ان کا ماننا اپنے ذمہ فرض سمجھتے ہیں۔ ہاں جس کسی کی بات کلام اللہ یا حدیث رسول اللہ کے خلاف ہو اسے ہم نہیں مانتے۔ ہمارا یہ مذہب نہیں کہ ایک امام کی کل باتیں چاہے وہ حدیث، قرآن کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں۔ سب کا ماننا اپنے ذمہ فرض یا واجب سمجھیں۔ یعنی تمام امور شرعی میں اسی ایک کی تقلید کریں۔ ہم ایسی تقلید کو قرآن و حدیث کے خلاف سمجھتے ہیں۔

دنیا بھر میں کوئی ایسا بزرگ نہیں اور نہ گذرا اور نہ آئندہ ہوگا کہ جس کی کل باتوں کا ماننا امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فرض و واجب ہو سوائے حبیب خدا احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صرف آپ ہی کی ذات ایسی ہے جن کی اتباع کر کے ہم نجات حاصل کر سکتے ہیں۔ کوئی ایسا نہیں جس سے احکام شرعی میں غلطی اور خطا نہ ہوتی ہو۔ سوائے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہم آپ کی جائے پیدائش مکہ مکرمہ اور آپ کی جائے ہجرت مدینہ منورہ کو حرم مانتے ہیں ہم آپ کے روضۂ مبارک کی زیارت کو مسنون اور کار ثواب جانتے ہیں۔ ہم خلافت کو آپ کے خاندانِ قریش میں مختص مانتے ہیں۔ قیامت تک ان کے سوا کوئی خلیفہ نہ ہوگا۔ آپ کی تمام امت میں سب سے زیادہ افضل اور بزرگ خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں آپ کے بعد خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کے بعد خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ ہیں۔ آپ کے بعد خلیفہ چہارم حضرت علی کرم اللہ وجہہ ہیں۔ امام مہدی علیہ السلام کی امامت برحق ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے ہیں۔ وہ اب تک زندہ ہیں اور قیامت کے قریب آسمان سے نازل ہوں گے۔ دجال کو قتل کریں گے۔ وغیرہ۔ (محمد ہاشم مہدی ٹانڈوی ۱۴ ذی قعدہ سنہ ۴۴ھ)

سوال۔ کلام مجید میں بکثرت آیات شرک کی رد میں وارد ہیں، شرک کے لئے اللہ ذوالجلال نے سخت وعید بیان فرمائی ہے۔ تلاوت کے وقت طبیعت خائف ہوتی ہے کہ اس مرض سے نجات کیسے ہوگی۔ مہربانی فرما کر شرک کی جامع مانع تعریف تحریر فرمائیں۔

محمد غنی فضل الرحمٰن از جہلم شہر

جواب۔ شرک کی جامع مانع تعریف اور اس کے اقسام سمجھنے کے لئے مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی کتاب تقویۃ الایمان پڑھیے (اہلحدیث جلد ۴۲ نمبر ۱)

تشریح۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ بَدَأَ الإِسْلَامُ غَرِيبًا وَسَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ فَطُوبَىٰ لِلْغُرَبَاءِ الَّذِينَ يُصْلِحُونَ مَا أَفْسَدَ النَّاسُ مِنْ سُنَّتِي (الحدیث)

یعنی خدا کا دین اسلام شروع شروع مسافرانہ روش میں چلا ہے۔ ترقی کے بعد پھر مسافرانہ صورت میں ہو جائے گا۔ خوشخبری ہو ان مسافروں کو جو میری سنت میں لوگوں نے جو بگاڑ کیا ہوگا اس کی وہ اصلاح کریں گے۔ اس حدیث شریف میں اسلام کی زندگی کے چار مراتب فرمائے ہیں (۱) پہلی حالت بے کسی کی تھی جو ہجرت سے قبل مکہ معظمہ میں گذری (۲) دوسرے درجہ میں

۱؎ سفر مدینہ مسجد نبویؐ (روضۃ من ریاض الجنۃ) میں نماز ادا کرنے کی نیت سے ہونا چاہیے پھر روضہ مطہرہ پر صلوٰۃ و سلام پڑھنا عین کارِ سعادت ہے (راز) ۲؎ اسلام حالت غریبی میں شروع ہوا اور آخر زمانہ میں پھر حالت غریبی میں ہو جائے گا۔ زہے نصیب ان غریب مسلمانوں کے جو ایسے وقت میں اصلاح مفاسد کا کام کریں

www.KitaboSunnat.com

اسلام کی ترقی کی طرف اشارہ ہے (۳) تیسرے مرتبے میں پھر اصل اسلام کی کس مپرسی کا ذکر ہے۔ یعنی اصل اسلام خود اہل اسلام میں نسیاً منسیاً ہو کر توحید و سنت کی جگہ شرک و کفر لے لیں گے اور سنت پر بدعات غالب آجائے گی۔ اصل اسلام بتانے والوں کو اسی طرح دیکھا جائے گا جس طرح پہلے طبقہ کے مسلمانوں کو دیکھا جاتا تھا۔ (۴) چوتھے درجہ میں ان مصلحین کی طرف اشارہ ہے۔ جو اس تیسرے درجہ میں پیدا ہو کر مفسدین کے فساد کی اصلاح کریں گے۔ اس حدیث کی واقعات سے تصدیق ہوتی ہے۔ پہلے درجے کی صحت تو مکہ معظمہ کے ایام میں ہوئی۔ دوسرے درجے کا معاملہ مدینہ شریف میں اور زمانہ خلافت اور اس کے بعد بھی کچھ مدت تک ہوتا رہا ہے تیسرے درجے کا ظہور ہندوستان میں شاہی زمانہ میں کمال کو پہنچ گیا۔ ہر قسم کی پرستش شروع ہو گئی۔ ہر طرح کی بدعات رواج پا گئیں۔ یہاں تک کہ اولیاء اللہ کی پہچان یہ ہوئی۔ کہ شراب کی مستی سے ان کی آنکھیں مست ہوں۔ زلفیں لمبی لمبی معطر ہوں۔ جس راستہ سے چلیں راستہ مہک جائے۔ عام طور پر آوازے کسے جاتے ہیں ؎

اگر باب اجابت بند ہو جائے تو کیا ڈر ہے　　　کھلا رہتا ہے دروازہ معین الدین چشتی کا

یہ بھی کہا جاتا ہے ؎

جو کچھ ہمیں لینا ہے لے لیں گے محمدؐ سے　　　اللہ کے پلّے میں وحدت کے سوا کیا ہے

جب یہ حالت اپنے کمال کو پہنچ گئی تو حسب پیشگوئی رسالت پناہی علیہ الصلوٰۃ والسلام دہلی کے خاندان علمیہ میں ایک روشن چراغ (مولانا اسمٰعیل شہید قدس اللہ سرہ) پیدا ہوئے جنہوں نے کڑاکے دار آواز سے مسلمانوں کو اصل دین اسلام بتایا۔ اس کے جواب میں مسلمانوں نے کیا کہا اور کیا برتاؤ کیا۔ اس کی تفصیل شہید مرحوم کی سوانح عمری "حیات طیبہ" میں دیکھئے۔ جو دفتر اہل حدیث[1] سے مل سکتی ہے۔ اس تحریک میں ممدوح نے کتاب تقویۃ الایمان لکھی جس میں محض قرآن و حدیث کے آئینہ میں اسلام کی تصویر دکھائی۔ اس کتاب کے مواعظ کا اہل دہلی بلکہ اہل ہند پر بہت اچھا اثر ہوا۔ مولانا حالی مرحوم نے اصلاح عرب کے متعلق "مسدس حالی" میں ایک بند لکھا ہے۔ جو ایک لفظ کی تبدیلی سے تحریک اسماعیلی پر پورا صادق آتا ہے ؎

نہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی　　　زمیں ہند کی جس نے ساری ہلا دی

---

[1] اب غالباً دفتر اہل حدیث سوہدرہ یا دفتر الحدیث دہلی سے مل سکے۔ فقط راز۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نئی اک لگن سب کے دل میں لگادی
اک آواز میں سوتی بستی جگادی

پڑا ہر طرف غل یہ پیغام حق سے
کہ گونج اٹھے دشت و جبل نام حق سے

خدا کے فضل سے کتاب تقویۃ الایمان اتنی مقبول ہوئی کہ آج اسلامی کتب میں بعد کتاب اللہ کے یہی کثیر الاشاعت ہے اس کے برابر کوئی کتاب اتنی کثیر الاشاعت نہیں۔ ذٰلِكَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ۔ توحید پسند علماء نے اس کو بہت پسند کیا۔ اہل حدیث کے علاوہ سرکردہ علمائے احناف مولانا رشید احمد گنگوہیؒ مولانا عبدالحیؒ لکھنوی علماء دیوبند اس کی بڑی تحسین فرماتے رہے چنانچہ مولانا گنگوہیؒ کے الفاظ یہ ہیں۔

کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ اور سچی کتاب اور موجب قوت و اصلاح ایمان کی ہے۔ اور قرآن و حدیث کا مطلب پورا اس میں ہے اس کا مؤلف ایک مقبول بندہ تھا۔ مولوی اسماعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم و متقی بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حال میں رہے اور آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہووے وہ ولی اللہ اور شہید ہے حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ[1]۔ اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے اس کے رکھنے کو جو برا کہتا ہے وہ فاسق اور بدعتی ہے اگر اپنے جہل سے کوئی اس کتاب کی خوبی کو نہ سمجھے تو اس کا قصور فہم ہے۔ کتاب اور مؤلف کتاب کی کیا تقصیر۔ بڑے بڑے عالم اہل حق اس کو پسند کرتے ہیں اور رکھتے ہیں اگر کسی گمراہ نے اس کو برا کہا تو وہ خود ضال اور مضل ہے۔

کتبہ الراجی رحمۃ ربہ۔ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ 122)

مولانا گنگوہیؒ نے تقویۃ الایمان کو جن برا جاننے والوں کا اجمالی ذکر کیا ہے۔ ان میں ایک

---

[1] اولیاء اللہ صرف وہی لوگ ہوتے ہیں جو پرہیزگار خدا سے ڈرنے والے ہوں۔

04215

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولوی نعیم الدین صاحب مراد آبادی ہیں آپ نے حال میں ایک کتاب موسوم "اطیب الکلام" بتردید تقویۃ الایمان" شائع کی ہے۔ مجھے یہ کتاب ملی تو مجھے خیال ہوا۔ کہ شہید مرحوم کے ساتھ ہو کر مجاہدین کے گھوڑوں کی لید اٹھانے کا موقع تو نہیں ملا۔ اُن کی کتاب کی تائید کرکے اتبعوھم باحسان میں شامل ہو جاؤں۔

فی الجملہ نسبتے بتو کافی بود مرا　　بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

اس بارے میں میں نے اپنے مخلص دوست حافظ عزیز الدین صاحب مراد آبادی سے مشورہ لیا۔ کیونکہ موصوف کو مراد آبادی کی حیثیت سے اور تجربہ کار ہونے کی وجہ سے میں اس امر کا اہل جانتا تھا۔ کہ اُن سے مشورہ لوں۔ موصوف نے تمنا کی کہ جواب کی خدمت مجھے سپرد کی جائے تاکہ میں بھی شہید مرحوم کے گھوڑے کے پیچھے پیچھے چلنے کے لائق ہو جاؤں اگرچہ میں اس لائق نہیں کیونکہ؟

؎ پہنچ سکتا ہے کب ہم سے ناتوانوں کا غبار　　تیز جاتی ہے بہت اُن کی سواری ان دنوں

میں نے اس نیت سے موصوف کی درخواست کو قبول کیا کہ آپ لکھیں گے اور میں بذریعہ اخبار شائع کروں گا۔ تو دونوں شہیدؒ قدس سرہ کے جہادی گھوڑوں کے ساتھ اس طرح دائیں بائیں چلیں گے جس طرح شہیدؒ خود اور مولوی عبد الحی مرحوم دہلوی حضرت سید احمد صاحب رائے بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کے گھوڑے کے دونوں طرف چلا کرتے تھے۔

نوٹ:۔ ان دونوں حضرات کا ذکر کرتے ہوئے میدان جہاد میں اُن کی تگ و دو کا تصور، اور بد قسمتی سے اس میدان میں اپنی غیر حاضری کا خیال کرکے میں زار زار رو رہا ہوں میری دونوں آنکھیں آنسوؤں سے ڈبڈبا رہی ہیں۔ خدا کرے یہ پانی آتش دوزخ مجھ پر سرد کرنے میں کام آئے آہ

عدم کے جانے والو بزم جاناں تک اگر پہنچو　　ہمیں بھی یاد رکھنا ذکر گر دربار میں آئے

جواب اگلے پرچہ سے شروع ہوگا۔ ان شاء اللہ

ناچیز ابو الوفاء (۱۸ ذی الحجہ ۱۳۳۵ھ)

مولانا حافظ عزیز الدین مرحوم کا مضمون بنام "اکمل البیان فی تائید تقویۃ الایمان بجواب اطیب البیان کافی عرصہ تک اخبار اہلحدیث میں چھپتا رہا۔ پھر بھی آٹھواں حصہ بھی شائع نہ ہوسکا کہ انقلاب زمانہ نے سب کچھ منقلب کر دیا۔ الحمد للہ کہ اس کتاب کا پورا مسودہ آں کے صاحبزادے جمیل احمد صاحب کے پاس محفوظ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے لئے سامان اشاعت مہیا فرمائے آمین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

افسوس کہ آج یہ سب بزرگ بزمِ توحید کو سونا کر گئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو فردوسِ بریں میں اعلیٰ مقام نصیب کرے اور راقم کو بھی ان کے نقوشِ قدم پہ چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ر۔ ا۔ ف)

مولانا اسمٰعیل شہید دہلوی

گذشتہ زمانہ میں اہل علم کا دستور تھا کہ علم کی حیثیت سے اپنے مخالف کی بھی قدر اور تعریف کرتے تھے۔ مگر آج کل جہاں اور دستور مٹ گئے۔ یہ دستور بھی مٹ گیا۔ اپنے مخالف کی تعریف کرنا تو کیا سننا بھی گوارا نہیں۔

گذشتہ جنگ یورپ میں ہمیں خبریں ملتی رہی ہیں کہ انگریز افسر ترکوں کی تعریف کرتے تھے کہ ترک بڑے مہذب اور شریف سپاہی ہیں۔ دشمنی اور اختلاف اور چیز ہے۔ علم اور کمال اور چیز۔ اسی اصول سے ہم مولانا شہید کی زندگی کے بعض حالات ایک معتبر حنفی رسالہ سے نقل کرتے ہیں جس سے مراد ہماری القاسم دیوبند ہے۔ یہ رسالہ مدرسہ دیوبند کا آرگن ہے مدرسہ دیوبند علم دینی کی عموماً اور مذہب حنفی کی خصوصاً جو خدمت کر رہا ہے وہ کسی سے مخفی نہیں۔ باوجود اس کے مولانا شہید کی زندگی کو کس عزت سے دیکھتا اور دکھاتا ہے۔ وہ سننے کے قابل ہے۔ لکھا ہے۔

اس آخری دور میں بھی مجدد الف ثانیؒ حضرت سید احمد صاحب بریلوی اور شہید فی سبیل اللہ حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب دہلوی قدس اللہ سرہما و نور مرقدہما۔ تیرہویں صدی میں قرون مشہود لہا بالخیر کا تماشہ دکھلا گئے۔

حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ جس وقت تحصیل علم سے فارغ ہوئے۔ دہلی کا پُر فضا گلزار باوجود مسلمانوں کی دارالسلطنت ہونے کے بدعات اور رسومِ شرکیہ کے جھاڑ اور کانٹوں سے ایک خارستان نظر آتا تھا۔ جہلا کے من گھڑت اختراعات اور بدعات نے اس کو ایک بدعت کدہ بنا رکھا تھا جس کا زہریلا اثر جہلا ہی تک محدود نہ تھا۔ بلکہ علماء کے گھرانے بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے تھے۔ مبتدعین کی کثرت اور قوت اور علماءِ ربانی کی قلت و ضعف نے ان لبوں پہ مہر سکوت لگا رکھی تھی خود حضرت شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بعض عزیزوں میں یہ بلا پھیلی ہوئی تھی۔

حضرت شہید قدس سرہ یہ دیکھ کر ایک روز جمعہ کے بعد جامع مسجد دہلی کے مکبرہ پر کھڑے ہوگئے اور آیت کریمہ فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجًا مما قضیت ویسلموا تسلیما ۔ (اے محمد صلعم) آپ کے رب کی قسم وہ لوگ مومن مسلمان نہ ہوں گے جب تک وہ آپ کو اپنے تمام کاروبار میں فیصلہ کن حاکم نہ بنالیں پھر وہ آپ کے حکم سے دل تنگ نہ ہوں۔ بلکہ اس کو برضا و رغبت تسلیم کرلیں) پڑھ کر وعظ فرمانا شروع کیا۔ آج پہلا دن ہے کہ دہلی والوں کے کانوں میں ان کاموں کی برائی اور قباحت ڈالی جاتی ہے۔ جو اُن کے نزدیک فرائض و واجبات سے زیادہ موکد تھے۔ جس کو دیکھتے ہوئے خیال ہوتا ہے کہ حضرت شہیدؒ کا یہ وعظ جعجعہ ولا طحین (چکی کی آواز ہے مگر آٹا نظر نہیں آتا) کا مصداق ہوکر رہ گیا تھا۔

مگر نہیں نہیں! حق میں ایک مخفی قوت ہوتی ہے۔ جو اپنا اثر دکھلاتی ہے۔ اور ضرور دکھلاتی ہے۔ حضرت شہید نہایت جرأت و بے پروائی کے ساتھ اُن کے ہر ہر خیال کو باطل کرتے ہوئے فرما رہے ہیں کہ دین و عبادت محض اتباع سنت سید المرسلین علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا نام ہے۔ منگھڑت بدعات کو اس میں داخل کرنا جہل مرکب ہے اور بار بار حافظ شیرازی کا یہ شعر ورد زباں ہے ؎

مصلحت دید من آنست کہ یاراں ہمہ کار بگذارند و سر طرۂ یارے گیرند

اور وہی حق سے ناآشنا کان اور قبر پرست سر ہیں کہ ان کے سامنے جھکے جاتے ہیں آخر وعظ سے فراغت ہوئی اور ۹۵۰ آدمی اسی مجلس میں اپنے خیالات سے تائب ہوئے۔ لوگ اپنے اپنے گھروں پر واپس آئے۔ اب دہلی جیسا شہر ہے اور اس کے ہر گھر میں نزاع و جدال کا بازار گرم ہے۔ ہر گھر میں چار آدمی اگر اپنے پرانے خیالات پر مصر ہیں تو ایک وہ بھی ہے جس کو ہدایت خداوندی نے اپنی آغوش میں لے لیا ہے۔ اور اس پہ حضرت شہید کی مؤثر تقریر اپنا رنگ چڑھا چکی ہے۔

تحصیل علم کے بعد یہ پہلا کام ہے جو حضرت شہید کے ہاتھوں ظہور میں آیا ہے۔ اب آپ قیاس کن زگلستان من بہار مرا کے موافق ان کی عمر بھر کے کارناموں کا اندازہ کرسکتے ہیں آپ جب بارادۂ حج بیت اللہ تشریف لے گئے تو بیت اللہ کے اندر مردوں اور عورتوں کو اکٹھے داخل ہوتے دیکھا آپ کو کہاں تاب تھی کہ کوئی امر منکر دیکھیں اور خموش ہو رہیں۔ تلوار کھینچ کر دروازہ بیت اللہ پر کھڑے ہوگئے۔ اور فرمایا۔ کہ واللہ جب تک اسمٰعیل زندہ ہے۔ مرد اور عورت مل کر بیت اللہ میں داخل نہ ہوسکیں گے۔ یہ دیکھ کر لوگوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شور ہوا۔ اور شدہ شدہ یہ خبر ملازمانِ حکومت تک پہنچی۔ حضرت مولانا اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ سے سبب دریافت کیا گیا۔ کہ آپ ایسا تشدد کیوں کرتے ہیں تو فرمایا کہ ان مردوں کے تہبند دیکھے جائیں جو عورتوں کے ساتھ مل کر بیت اللہ میں داخل ہوتے ہیں چنانچہ دیکھا گیا کہ ان سب کے تہبند آگے سے بھیگے ہوئے تھے۔ اس وقت سب کو اس کا احساس ہوا۔ اور اُسی وقت سے عورتوں اور مردوں کے ساتھ داخل ہونے کی ممانعت ہوگئی۔

اسی طرح اس سفیان ثانی کے ہاتھوں سیکڑوں مُردہ سنتیں زندہ ہوئیں اور یہی وہ کام تھا کہ جس کو آپ نے اپنی زندگی کا مقصودِ اعظم بنایا تھا۔ اور جس کے پورا کرنے میں آپ کو دنیوی جاہ و مال بلکہ عزت و آبرو سے بھی ہاتھ اٹھانا پڑا۔ ہزاروں آفات اور مصائب کا سامنا ہوا۔ دوستوں اور دشمنوں کے طعنے سنے مگر وہ کوہِ وقار تھے کہ اپنی جگہ سے ایک انچ ٹل نہ جانتے تھے۔ ان کے مطمح نظر ارشاد خداوندی :۔

وَلَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا أَذًى كَثِيرًا :۔ اور تم ضرور سنو گے ان لوگوں سے جن کو تم سے پہلے کتاب ملی ہے اور مشرکوں سے بہت ایذا کی باتیں ؛ تھا وہ ان کی ایذاؤں کو برضاء رغبت سہنے کے لیے تیار تھے ؏

بیا اے عشق رسوائے جہانم کن کہ یک چندے ملامتہائے بے دردان شنیدن آرزو دارم

ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ آپ جامع مسجد دہلی سے اتر رہے تھے کہ دہلی کے چند شہدوں نے آپ کو گالیاں دینی اور حرامی کہنا شروع کیا۔ اب آپ کا جواب سنئے۔ مسکرا کر نہایت متانت سے فرماتے ہیں کہ بھتیجے میں حرامی کیوں کر ہوسکتا ہوں۔ میری والدہ کے نکاح کے گواہ تو اب تک موجود ہیں۔ تبلیغ احکامِ خداوندی اور اشاعت سنت کا خیال ہر وقت دامنگیر تھا۔ ایک روز خیال آیا کہ دہلی میں کسبی عورتیں بہت ہیں۔ ان کو کوئی وعظ و نصیحت نہیں سناتا۔ آخر یہ بھی تو آدمی ہیں۔ ممکن ہے کہ نصیحت کارگر ہو جائے اور ایک ساتھ سیکڑوں خدا کے بندے گناہ سے بچ جائیں۔

آخر رات کو ایک مشہور کسبی کے مکان پر جا کر دروازہ پر پہنچے معلوم ہوا کہ شہر کی اور بھی بہت سی کسبیاں اس مکان پر موجود ہیں اور گانے بجانے میں مصروف ہیں۔ جاتے ہی گداگروں کی سی صدا دی۔ مکان کے اندر سے ایک لڑکی بھیک لے کر آئی۔ حضرت شہیدؒ نے فرمایا کہ جا کر صاحب مکان سے کہدو کہ اس فقیر کی عادت ہے کہ جب تک اپنی صدا نہیں سنا لیتا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُس وقت تک بھیک نہیں لیتا۔ لڑکی نے جاکر کہہ دیا جواب ملاکہ ہمیں صدا سننے کی ضرورت نہیں تم فقیر ہو تمہیں اپنی بھیک سے مطلب ان باتوں سے کیا غرض۔ مگر حضرت شہیدؒ کو تو غرض ہی اسی سے تھی فرمایا کہ ہم تو بدون صدا سُنائے بھیک نہ لیں گے۔ آخر چند مرتبہ کی رد و کد کے بعد کسبیوں نے بھی خیال کیا کہ یہ کوئی عجیب فقیر ہے۔ اس کی صدا بھی سُن لو دیکھو کیا کہتا ہے یہ بھی ایک تماشہ سہی حضرت شہیدؒ اندر داخل ہوئے اور کھڑے ہو کر

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ - الاٰية -

"قسم انجیر کی و زیتون کی اور طور سینین کی اور اس شہر امن والے کی۔ ہم نے بنایا آدمی خوب سے خوب انداز؟"

پڑھ کر وعظ شروع کر دیا۔ حضرت شہیدؒ کا وعظ ہے۔ اور فاحشہ عورتوں کی مجلس۔ یہ عجیب و غریب منظر کچھ دیکھنے ہی سے تعلق رکھتا ہے۔ فواحش کی آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔ طبلچیوں نے اپنے اپنے طبلوں اور سارنگیوں کو بغلوں سے نکال کر پھینک دیا ہے کوئی مصروف آہ و زاری ہے تو کسی کو گریہ و بکا دم لینے کی اجازت نہیں دیتا۔ کسی کو کسی کی خبر نہیں۔ گویا یہ لوگ دوزخ کی بھڑکتی ہوئی آگ اپنے سامنے دیکھ رہے ہیں۔

نہ معلوم کہ حضرت شہیدؒ نے ان سر دلوں میں وہ کونسی برقی حرارت چھوڑ دی۔ جس کی تاثیر سے معاصی کے تمام نجس مادے پگھل پگھل کر آنکھوں سے بہنے لگے؎

آج اُس بزم میں ہم آگ لگا کر اُٹھے یاں تلک روئے کہ اُن کو بھی رُلا کر اُٹھے

وعظ کا ختم ہونا تھا اور ساری مجلس کا حضرت شہیدؒ کے قدموں پر گر پڑنا۔ اُن کی ہدایت کا وقت آگیا تھا۔ اسی ایک مجلس میں سب نے حضرت شہید کے ہاتھ پر توبہ کی اور سب کے سب خدائے تعالیٰ کے مقبول بندے ہوگئے۔ صاحب خانہ جو اُن سب میں حُسن و جمال اور مال و دولت کے اعتبار سے بڑی تھی۔ اور اکثر رؤسا و نواب اُس سے مبتلا تھے۔ اس سحر بیان وعظ سے اتنی متاثر ہوئی کہ اپنا سارا مال و متاع لُٹا کر شب و روز عبادت میں مشغول ہوگئی۔ اور جب حضرت شہیدؒ نے سکھوں سے جنگ کی تو یہ بھی آپ کے لشکر میں تھی۔ اور وہی ہاتھ جنھوں نے عمر بھر چکی کا ہتھہ نہ دیکھا تھا۔ آج اُن میں گھوڑوں کا دانہ دلتے دلتے مہندی کی بجائے آبلہ پڑے ہوئے ہیں۔ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى سَوَآءِ السَّبِيْلِ -

مولانا اسمٰعیل صاحبؒ وعظ سے فارغ ہو کر باہر آئے۔ آپ کے ایک عزیز آپ کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فواحش کے گھر کی طرف بڑھتے ہوئے دیکھ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہو لئے تھے اور چھپ کر دروازہ میں یہ سارا ماجرا دیکھ رہے تھے۔ جب اس کے گھر سے نکل کر چند قدم آگے بڑھے تو وہ عزیز سامنے آئے اور عرض کیا۔ کہ حضرت کچھ اپنی عزت کا بھی تو خیال چاہیئے۔ مولانا نے فرمایا:۔

"واللہ میری عزت تو اُس وقت ہو گی کہ میرا منہ کالا کر کے مجھے گدھے پر سوار کیا جائے اور دہلی کے چاندنی چوک میں پھرایا جائے مگر میری زبان کسی خلافِ حق کلمہ کے ساتھ ملوث نہ ہو۔ میری زبان پر وہی قال اللہ، قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاری ہو۔"

(القاسم بابت شوال و ذیقعدہ ۱۳۴۷ھ)

اہلحدیث:۔ امرتسر کے حنفی علماء (مولوی رسل بابا مرحوم اور ان کے خاندان کے دیگر افراد) بھی مولانا اسمٰعیل کی بہت عزت کیا کرتے تھے۔ چنانچہ مولوی غلام مصطفٰے صاحب نے بھی اپنے زمانہ میں مولانا کو شہید دہلوی لکھا ہے۔ جو سب اعلیٰ صفات کا جامع ہے۔ آہ! باوجود ایسے شہید سے عداوت اور رنج رکھنے والے ڈرتے نہیں کہ وہ اس حدیث کے نیچے نہ آجاویں۔ جس میں فرمایا۔

مَن عادی لی ولیا فقد آذنته بالحرب (جو کوئی میرے (خدا کے) ولی سے عداوت رکھتا ہے۔ میرا اس سے اعلان جنگ ہے)

(۲۳ ذی الحجہ ۱۳۴۷ھ)

مولانا اسمٰعیل شہیدؒ امام الہند مولانا ابو الکلام آزاد کی نگاہِ دُور رس میں

اور پھر چند قدم آگے بڑھو۔ مقام عزیمت دعوت کی کیسی کامل اور آشکارا مثال سامنے آتی ہے۔ ساری مثالوں سے آنکھیں بند کر لو صرف یہی ایک مثال زیر بحث حقیقت کے فہم و کشف کے لئے کافی ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ کا مقام ہر رنگ میں کس درجہ جامع و کامل ہے بایں ہمہ یہاں جو کچھ ہوا تجدید و تدوین علوم و معارف اور تعلیم و تربیت اصحاب استعداد تک محدود رہا۔ اس سے آگے نہ بڑھ سکا۔ عملاً فعل و نفاذ اور ظہور و شیوع کا پورا کام تو کسی دوسرے ہی مرد میدان کا منتظر تھا اور معلوم ہے کہ توفیق الٰہی نے یہ معاملہ صرف حضرت علامہ شہید رضی اللہ عنہ کے لئے مخصوص کر دیا تھا۔ خود حضرت شاہ صاحب کا بھی اسی میں حصہ تھا

آں باغباں کہ تربیت ایں نہال کرد
می خواست رستخیز ز عالم برآورد

اگر خود شاہ صاحب بھی اس وقت ہوتے تو انہیں کے جھنڈے کے نیچے نظر آتے۔ الیٰ آخرہ

(تذکرہ مولانا ابو الکلام آزاد صفحہ ۲۹۴ تا صفحہ ۲۹۶)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیا مولانا اسمٰعیل شہید مقلد تھے؟

قدرت کا قانون ہے کہ جس چیز سے انسان محبت رکھتا ہے اس کو ہر طرف وہی نظر آتا ہے۔ ایک عربی شاعر اس کا نقشہ یوں دکھاتا ہے ؎

اُرِیْدُ لِاَنْسٰی ذِکْرَھَا فَکَاَنَّمَا تُمَثَّلُ لِیْ لَیْلٰی بِکُلِّ سَبِیْلِ

یعنی میں لیلیٰ کا ذکر بھول جانا چاہتا ہوں لیکن وہ ہر راستے میں میرے سامنے آجاتی ہے۔

یہی معنی ہیں اس مصرع کے ؎ جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے

ارباب تقلید جدھر نظر اٹھاتے ہیں اسی قانون قدرت کے ماتحت ان کو تقلید ہی تقلید نظر آتی ہے سب سے پہلے اُن کی نظر امام المحدثین امام بخاریؒ پر پڑتی ہے۔ ان کو بھی یہ لوگ امام شافعیؒ کا مقلد بنا دیتے ہیں۔ حالانکہ امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں امام شافعیؒ کا بعض مسائل میں رد بھی کیا ہے اور امام موصوف کا نام بھی سادے لفظوں میں (قال ابن ادریس) لکھا ہے۔ باوجود اس کے ان کو امام شافعیؒ کا مقلد کہا جاتا ہے یا للعجب!

گذشتہ ایام میں حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ کا ذکر خیر رسالہ "الفرقان" بریلی میں درج ہوا تھا۔ اس میں بھی اسی قانون قدرت کا جلوہ نظر آتا تھا۔ مضمون نگاروں نے عموماً شاہ صاحب ممدوح کو حنفی مقلد بتایا تھا جس کے متعلق انہی دنوں "اہلحدیث" میں مفصل بحث ہوئی تھی۔ جو ملکی فضا صاف ہونے پر رسالہ کی شکل میں بھی شائع ہوگی۔ انشاء اللہ! آج اسی کا تتمہ ہمارے سامنے ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ

رسالہ "المفتی" دیوبند میں ایک فتویٰ شائع ہوا ہے جو مع سوال درج ذیل ہے، سوال کا خلاصہ یہ ہے کہ مولانا اسمٰعیلؒ مقلد تھے یا غیر مقلد؟ جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہ حنفی مقلد تھے۔ سوال و جواب کے اصل الفاظ ملاحظہ ہوں۔

"مولانا محمد اسمٰعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کو غیر مقلدین یہ کہتے ہیں کہ وہ غیر مقلد تھے دریافت طلب امر یہ ہے کہ حقیقت میں وہ غیر مقلد تھے یا حنفی تھے۔ جیسا کہ بعض علمائے دیوبند کہتے ہیں۔ اگر حنفی المذہب تھے تو اس کے ثبوت میں ان کی کوئی تصنیف اُردو یا بدرجہ مجبوری فارسی کی ہو۔ جس سے ثابت ہو کہ حنفی المذہب تھے آپ پیش

ؔ اے لیلیٰ آرزو کہ خاک شدہ راز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر سکتے ہیں۔ اگر وہ خدانخواستہ غیر مقلد ہیں تو ان کی تصانیف کو دیکھنا کیسا ہے۔ اور علمائے دیوبند ان کی بہت حمایت کرتے ہیں۔ اگر وہ غیر مقلد ہیں تو اُن کی حمایت کرنے سے کیا فائدہ۔ مجھ کو ایک شخص نے تقویۃ الایمان کا حوالہ دکھایا جس میں ایک فصل ہے بیان در رد تقلید۔ اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بعض دیگر تصانیف مولانا مرحوم موجود ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اہل حدیث تھے دریافت طلب امر یہ ہے۔ کہ یہ دعویٰ ان کا صحیح ہے یا غلط۔ اور ان کی تصنیف علاوہ "تقویۃ الایمان" کے اور "صراط مستقیم" اور "منصب امامت" کے دوسری بھی ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ اہل حدیث تھے۔ "منصب امامت" اور "صراط مستقیم" کے مسائل سے کیا ثابت ہوتا ہے۔ حنفی المذہب ہونا۔ مہربانی کرکے ان چاروں باتوں کا جواب دیا جاوے۔ کیونکہ اُن کے متعلق متضاد حالات مشہور ہو رہے ہیں۔

الجواب حضرت مولانا اسمٰعیل صاحب شہید رحمہ اللہ حنفی المذہب عالم ربانی اور بزرگ تھے اور ردِ بدعات میں بہت زیادہ ساعی تھے۔ ہر دینی کام میں جہاں ذرا بھی خلل دیکھتے تھے اس کا رد فرماتے تھے۔ مسئلہ تقلید میں بھی ہندوستان میں افراط و تفریط سے کام لیا گیا ہے۔ جیسا کہ غیر مقلدین نے تقلید میں کفر لیطی کی اور تقلید کو شرک، مقلدین کو مشرک قرار دیا، ائمہ سلف پر طعن و تشنیع کو شیوہ بنا لیا۔ اسی طرح بعض مقلدین نے تقلید میں غلو اور افراط سے کام لیا۔ کہ ائمہ مجتہدین کو چھوڑ کر ہر پیر و فقیر کی تقلید شروع کر دی خواہ اس کا فعل و قول شریعت کے دائرہ میں ہو یا نہ ہو۔

تقویۃ الایمان میں چونکہ تمام رسوم بدعیہ پر رد لکھا گیا ہے۔ اس لئے اس غلو اور افراط فی التقلید کو بھی منع کیا گیا ہے۔ اسی کے متعلق یہ فصل لکھی گئی ہے۔ جیسا کہ خود تقویۃ الایمان کی عبارت مندرجہ ذیل سے معلوم ہوتا ہے:۔

سو سننا چاہیئے کہ اکثر لوگ مولویوں اور درویشوں کے کلام اور کام کو سن کر سند پکڑتے ہیں (الی قولہ) ان مولویوں اور درویشوں کے قول و فعل کے خلاف کوئی آیت اور حدیث پڑے تو اس کا انکار اور اس کے مطلب میں تکرار کرنے کو موجود ہو جاتے ہیں الخ

لہ گویا ائمہ مجتہدین ہی کی تقلید پر کاربند رہنا ضروری تھا۔ سبحان اللہ کیا اچھا فیصلہ ہے۔ ؎ ۔ راز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت شہیدؒ مطلقاً تقلید کو منع نہیں فرماتے بلکہ صرف اس غلو اور افراط کو روکتے ہیں کہ ائمہ دین مجتہدین سے گذر کر ہر کس و ناکس کی تقلید اختیار کرلی جائے۔ چنانچہ اسی فصل میں ائمہ مجتہدین کی تقلید کی خود ہدایت فرمائی ہے جس کے الفاظ یہ ہیں۔

تو ایسی بات پر یعنی جس میں کوئی نص صریح قرآن و حدیث و اجماع میں موجود نہ ہو۔ مجتہدوں کے قیاس صحیح کے موافق عمل کرے۔ پر وہ مجتہد بھی ایسا ہو کہ جس کا اجتہاد امت کے اکثر عالم مسلمانوں نے قبول کیا ہو۔ جیسے امام اعظمؒ اور امام شافعیؒ اور امام مالکؒ اور امام احمدؒ الخ، فقط، واللہ تعالیٰ اعلم۔

(رسالہ المفتی دیوبند بابت ماہ ذی قعدہ و ذی الحجہ ۱۳۶۱ھ صفحہ ۳۷-۳۸)

اہل حدیث

مولانا شہیدؒ کا جو فتویٰ ''المفتی'' نے نقل کیا ہے۔ بعینہ یہی حکم معیار الحق میں ملتا ہے۔ اگر متنازعہ تقلید یہی ہے تو اس پر دونوں صاحبوں کا اتفاق ہے ہمارا بھی اسی پر صاد ہے۔ مگر اس کی تفصیل جو مولانا شہید کی اسی کتاب (تقویۃ الایمان) میں ملتی ہے قابل لحاظ ہے جس کے الفاظ یہ ہیں:۔

سب سے بہتر راہ یہ ہے کہ اللہ اور رسولؐ کے کلام کو اصل رکھئے اور اسی کو سند پکڑیئے اور اپنی عقل کو کچھ دخل نہ دیجئے اور جو قصہ بزرگوں کا یا کلام مولویوں کا اس کے موافق ہو اس کو قبول کیجئے اور جو موافق نہ ہو اس کی سند نہ پکڑیئے۔ (ص۳)

یہ ہے مولانا کا مسلک کہ آپ قرآن و حدیث کو اصل اور سند قرار دیتے ہیں یعنی اولاً بالذات انہی پر نظر ڈالنے کا حکم دیتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ارباب تقلید کا مسلک بھی ملاحظہ کیجئے۔ جو یہ ہے:۔

امّا المقلد فمستندہٗ قول مجتھدہٖ　　(مسلم الثبوت ایضاً توضیح)

یعنی مقلد کی سند اپنے امام کا قول ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن و حدیث کو دونوں فریق مانتے ہیں۔ لیکن فرق یہ ہے کہ جو فریق حسب ہدایت مولانا شہیدؒ پہلی نظر قرآن و حدیث پر ڈالے وہ غیر مقلد (اہل حدیث) ہوگا اور جو فریق پہلی نظر امام کے قول پر ڈالے اور بحسن ظن اسی کو واجب العمل سمجھے (گو مزید اطمینان کے لئے قرآن و حدیث کو بھی دیکھے) وہ حسب تصریح علماء اصول مقلد ہے۔ یہی مسلک علماء دیوبند (ومن یتعلقھم) کا ہے۔ اس وقت ہم اس مسلک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی صحت وسقم پر بحث نہیں کرتے۔ صرف یہ دکھانا چاہتے ہیں کہ مولانا شہیدؒ کا یہ مسلک نہ تھا بلکہ وہی تھا جو ممدوح نے خود بتایا ہے

مولانا کے مسلک کی مزید وضاحت آپ کی کتاب تنویر العینین سے ہوتی ہے جو مسئلہ رفع یدین کے اثبات میں ہے۔ جس کا خلاصہ ان دو لفظوں میں ہے جو مولانا نے اپنے دیباچہ میں لکھے ہیں۔
یثاب فاعلہ ولا یلام تارکہ، یعنی عندالرکوع رفع یدین کرنا ثواب کا کام ہے۔

کیا رفع یدین کے متعلق علماء حنفیہ کا یہی مذہب ہے؟ اگر یہی ہے تو نعم الوفاق و ناظرین کرام! حبذا الاتفاق۔ مختصر یہ ہے کہ مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کا مسلک وہی تھا۔ جو ان کے دادا مرحوم شاہ ولی اللہ صاحب قدست اسرارہم کا تھا کہ اولاً و بالذات قرآن و حدیث پر نظر رکھتے تھے۔ گویا ان کا یہ قول تھا ؎

اے داغ مقلد ہیں اسی طرز کے ہم بھی　　ہر شعر میں ہو بلبل شیراز کا انداز پیدا

اہلحدیث

(۲۴ صفر ۱۳۶۱ھ)

شیخ بشیر احمد بی اے۔ معتمد محمد قاسم ولی اللہ سوسائٹی لاہور:۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ولی اللہ پارٹی کے کارکن کی حیثیت سے جو امام عبدالعزیز کی قیادت میں کام کر رہا تھا۔ فقط حنفی فقہ کو ماننا کلیتہً ضروری تھا مگر خلیفۃ المسلمین بن جانے کے بعد ان کی دعوت میں عمومیت آگئی۔ جس کے ساتھ نجدی اور یمنی طریقوں سے کام کرنے والوں کا زور چڑھ گیا۔ جو فقہ حنفی کی پابندی ضروری نہیں سمجھتے تھے اس کا انجام یہ ہوا کہ افغانوں کو جو فقہ حنفی کے شدت سے پابند تھے مجاہدین کے ساتھ دشمنی ہوگئی۔ یہ بات وہابیت کی تاریخ میں واضح طور پر موجود ہے کہ وہابی کی اصطلاح کا عمومی اطلاق "جماعت اہل حدیث" پر ہوتا ہے۔ سید احمد شہیدؒ کی جماعت میں فی الحقیقت اہلحدیث ہی کا غلبہ تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت اسماعیل شہیدؒ اعتقاداً و عملاً اہل حدیث تھے اور آپ لشکر کے کمانڈر انچیف یا سپہ سالار تھے (اخبار زمزم لاہور۔ ۷ مئی ۱۹۴۵ء ص ۲۱ جلد ۸)

تقویۃ الایمان! اور اس کا مصنف عالیشان اسمٰعیل وما ادراک ما اسمٰعیل آج کل بعض اخباروں میں مجاہد فی اللہ شہید فی سبیل اللہ مولانا اسمٰعیل رضی اللہ عنہ، کی کتاب "تقویۃ الایمان" پر ذکر اذکار ہو رہا ہے۔ کتاب کی نسبت بحث ایک عالمانہ رنگ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ہوسکتی تھی مگر افسوس ہے کہ اس بحث کو اٹھانے والوں نے اصل بحث سے گذر کر مصنف کی ذاتیات پر بھی بُرے لفظوں میں حملہ کیا۔ ناظرین کو معلوم ہوگا کہ آجکل اس بحث کو اٹھانے والے حضرت فاخر صاحب الہ آبادی ہیں جن کا ذکر خیر اہلحدیث مورخہ ۵ ستمبر میں ہوچکا ہے۔ ان ہی صاحب نے اخبار شوکت بمبئی مورخہ ۱۰ اگست میں مولانا شہیدؒ اور مولانا کے ہم صحبت حضرت مولوی عبدالحئی مرحومؒ کو ڈٹو کتے کہہ کر دل کے پھپھولے پھوڑے ہیں۔ جس کے جواب میں بجز اس عربی شعر کے ہم کچھ نہیں کہہ سکتے ؎

و اذا اتتك مذمتی من ناقص فھی الشھادۃ لی بانی کامل

مولانا شہید رضی اللہ عنہ سے جن علماء کو اختلاف رائے بھی ہے وہ بھی ممدوح کی عزت کرتے ہیں۔ مولوی میر احمد اللہ صاحب مرحوم امرتسری کو ریاست خیرپور سندھ میں تعلق تھا ریاست کے والی میر علی مراد شیعہ تھے۔ مولوی صاحب مرحوم نے تین دفعہ یہ روایت بیان کی کہ نواب میر علی مراد علماء کے ذکر پہ کہا کرتے تھے کہ ہندوستان میں عالم ہوا ہے تو اسمٰعیل ہوا ہے۔ ان کے بعد تو سب ملانے ہیں

مدرسہ دیوبند میں ھدایہ کی کتاب الشہادۃ کا سبق ہو رہا تھا۔ جس میں یہ ذکر آیا۔
"لا تقبل شھادۃ من یظھر سب السلف لظھور فسقہ"۔ یعنی جو شخص سلف صالحین کو گالیاں دے اس کی شہادت مقبول نہیں کیونکہ اس کا فسق خود اس سے ظاہر ہے"
حضرت مولانا محمود الحسن صاحب نور اللہ مرقدہ سے میں نے سوال کیا کہ جو لوگ مولانا اسمٰعیل کو برا کہتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ فرمایا" ان کی شہادت مقبول نہیں"۔ بعد ذرہ من تامل آہ۔ آج یہ کیسا زمانہ آیا کہ مقبولان بارگاہ، شہیدان راہ خدا کے حق میں ایسے مکروہ الفاظ سننے میں آتے ہیں۔ الی اللہ المشتکی (۲۰ صفر ۱۳۴۳ھ)

آج کل بعض اخباروں (خلافت بمبئی اور زمیندار لاہور وغیرہ) میں کتاب "تقویۃ الایمان" کے برخلاف مضامین نکلے ہیں۔ نامہ نگاروں کی شکایت تو جو ہے سو ہے۔ اڈیٹر صاحب خلافت کن لفظوں میں شکایت کریں جو کتاب مذکور کی نسبت لکھتے ہیں کہ چونکہ اس کتاب کو بہت سے مسلمان ناپسند کرتے ہیں۔ اس لئے آئندہ اس کا ذکر اخبار خلافت میں نہ ہوگا۔ ساتھ ہی اس کے دوسرے پرچے میں لکھتے ہیں کہ ہم نے یہ کتاب پڑھی نہیں۔ بتائیے جب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اڈیٹران اخبار بھی اتنے بے پرواہ ہوں کہ ایک بابرکت کتاب کی نسبت چند لوگ محض سُنے سنائے ناراضگی کرتے ہوں ان کی خاطر سے اتنے ذمہ دار اخبار کا اڈیٹر کہے کہ ہم نے پڑھی نہیں۔ اس لیے آئندہ اس کتاب کا ذکر نہیں ہوگا۔

فاضل اڈیٹر "خلافت" اگر تکلیف کر کے کتاب مذکورہ کو دیکھتے یا کم سے کم جناب شوکت علی محمد علی صاحبان سے اس کتاب اور اس کے جلیل القدر مصنف کی بابت دریافت کرتے تو کتاب مذکور کا نام "خلافت" کے سرورق پر ہمیشہ لکھا کرتے۔ خیر جو کچھ آپ سے ہو سکا وہ آپ نے کیا۔ اِلَی اللّٰہِ المشتکٰی۔

اب ہم مولانا فاخر الہ آبادی کے مضمون کی تنقید کرتے ہیں جو ان کی طرف سے اخبار "شوکت" بمبئی ۱۰ر اگست میں نکلا ہے۔

مولانا فاخر میرے ذاتی دوست ہیں اس لئے میں آپ سے ذاتی محبت رکھتا ہوں۔ مگر اُن کی علمی واقفیت محدودہ کی وجہ سے اُن کی نسبت الگ یہ رائے ظاہر کروں کہ شرعیات اور عقائد میں اُن کی رائے بصورت فتویٰ پیش ہونے کے لائق نہیں تو کچھ بیجا نہیں۔ ہاں میں نے سُنا ہے کہ وہ شاعر ہیں۔ قوالی میں اچھا دسترس رکھتے ہیں۔ بہت سی مکشوفات ان کی شاگرد ہیں گذشتہ تحریک خلافت میں جہاں اور بہت سے لوگ مولانا بنے تھے۔ آپ بھی اسی زمانہ کے سند یافتہ ہیں جن سب کی نسبت یہ کہا گیا تھا ؎

نہ مذہب سے ہوئے واقف نہ دین حق کو پہچانا پہن کر جبہ و شملہ لگے کہلانے مولانا

باوجود اس کے مجھے اُن سے ذاتی طور پر جو مراسم دوستانہ ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ مذہبی عقائد اور مسائل میں میں اُن کی رائے کسی علمی اصول پر مبنی نہیں جانا کرتا۔

فاخر صاحب نے اخبار "شوکت" میں مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی چھوٹی عمر کے حالات لکھے ہیں جو محض اُن کے خیالات کا عکس ہیں اس لئے ہم اُن سے تعرض نہیں کرتے۔ بلکہ اصل کتاب "تقویۃ الایمان" (جزی اللہ مصنفہ عن اهل الاسلام) کی طرف سے جواب دیتے ہیں۔ فاخر صاحب نے کتاب مذکور پر دو اعتراض کئے ہیں۔

(۱) اس میں لکھا ہے۔ ولی اور رسول اللہ کے یہاں ذرہ ناچیز سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔

(۲) دوسرا یہ کہ تقویۃ الایمان محمد بن عبدالوہاب نجدی کی کتاب "التوحید" کا ترجمہ ہے۔ ہمارے خیال میں دوسرا الزام تو ایسا ہے کہ اس کے قائل کی نسبت یہ کہنا بجا ہے کہ ؎

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قدر مے ...... تو کیا جانے ہائے کم بخت تو نے پی ہی نہیں

معلوم ہوتا ہے کہ قائل نے دونوں کتابوں کو مقابلہ میں نہیں دیکھا ورنہ وہ یہ نہ کہتا۔ دونوں کا طرز تحریر الگ۔ دونوں کی فہرست الگ۔ ہاں بقول شخصے "سو میانے ایکومت"

دونوں اس مضمون پر متفق ہیں جو مولانا حالی مرحوم کے ایک بند میں مذکور ہے ؎

کہ ہے ذات واحد عبادت کے لائق زباں اور دل کی شہادت کے لائق
اسی کی ہے سرکار خدمت کے لائق اسی کے ہیں فرماں اطاعت کے لائق
لگاؤ تو لو اپنی اُس سے لگاؤ
جھکاؤ تو سر اس کے آگے جھکاؤ

ہم اس الزام کے جواب میں اتنا ہی کہتے ہیں کہ دونوں کتابوں کو سامنے رکھ کر کسی اردو دان سے فیصلہ کرالو۔ کہ کون ان میں سے اصل ہے اور کون ترجمہ۔

علاوہ اس کے ہم حیران ہیں کہ کتاب التوحید نجدی میں مصنف کے الفاظ کتنے ہیں۔ جن کا ترجمہ قبیح سمجھا جائے۔ اُس میں تو آیات ہیں یا احادیث۔ ان کا ترجمہ اگر کیا جائے تو کیا جرم؟ شیخ الاسلام محمد بن عبدالوہاب نجدی بزبانِ حال کہتا ہے ؎

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم از ما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس

جواب نمبر اول یہ الزام بالکل غلط ہے کہ مولانا شہیدؒ نے ایسا لکھا ہے۔ کہ انبیاء (قرآن و حدیث) اولیاء خدا کے نزدیک چوڑھے چماروں کے برابر ہیں۔ واللہ اگر وہ ایسا کہتے یا لکھتے تو سب سے پہلے (باوجودیکہ میری عادت کسی کی تکفیر کرنے کی نہیں) میں اُن کو کافر بلکہ اکفر کہتا۔ مگر افسوس کہ اُن کے کلام کو نکتہ چینوں نے شرک و بدعت کی محبت میں سمجھا نہیں۔ سچ ہے ؎

سرِ مستان منطق الطیر است جامی لب بہ بند جز سلیمانے نہ شاید فہم ایں گفتار را

مولانا شہید مرحوم نے توحید اور شرک کی مثال سمجھانے کو لکھا ہے کہ

"خدا کے ساتھ شرک کرنا ایسا ہے جیسے بادشاہ کا تاج چمار کے سر پر رکھنا"

یہ تمثیل گو بادی الرائے میں صحیح معلوم ہوتی ہے۔ مگر واقعہ میں کمزور ہے۔ اس لئے کہ بادشاہ اور چمار دونوں میں گو درجہ کا فرق ہے لیکن انسانیت میں دونوں شریک ہیں۔ نسل انسانی میں دونوں متحد۔ مگر خدا کے ساتھ کسی مخلوق کو کسی قسم کا اتحاد نہیں۔ اسلئے مولانا مرحوم نے اس مثال سے ترقی کر کے فرمایا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جاننا چاہیے سب مخلوق چھوٹی بڑی خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے" امنّا وَصدقنا فاکتبنا مع الشاھدین ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ نسبت جو چمار کو بادشاہ سے ماتحتی کی ہے سب مخلوق کو خدا کے سامنے اس سے زیادہ ماتحتی ہے کیونکہ اتحاد نوعیت جو چمار کو بادشاہ سے ہے وہ خدا کے ساتھ کسی مخلوق کو نہیں۔ صدق اللہ۔

وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ

صوفیائے کرام کے اقوال مولانا شہیدؒ کی تائید میں بکثرت ہیں۔ ہم ان میں سے صرف ایک نقل کرتے ہیں عارف باللہ مولانا جامی مرحوم خالق و مخلوق کی نسبت کے متعلق فرماتے ہیں

او چو جان ست وجہاں چوں کالبد　　کالبد از وے پذیرد آلبد

یعنی دنیا ساری مثل ایک بت بیجان کے ہے ۔ اور خدا کا حکم اس کے لئے مثل جان کے ہے۔

پھر بتائیے کہ جان اور بت میں سے کون اعلیٰ اور کون ادنیٰ ۔ صدق اللہ۔

مَا يَسْتَوِي الْاَحْيَاءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ

مولانا جامیؒ کے اس شعر پر غور کریں تو مولانا شہیدؒ سے معنی میں بڑھ کر پائیں۔ خیر جو کچھ اس شعر کا مطلب ہے۔ یہی مولانا مرحوم کے کلام کا ہے۔ مختصر یہ کہ شہید مرحوم نے جو لکھا ہے۔ قرآن و حدیث اور اقوال صوفیاء کے بالکل مطابق ہے ۔ اسی لئے علماء اہل حدیث کے علاوہ محققین علماء حنفیہ بھی کتاب تقویۃ الایمان اور اس کے جلیل القدر مصنف کے حق میں تحسین کی رائے رکھتے ہیں۔ چنانچہ ہندوستان کے حنفیہ کرام کے سرتاج مولانا رشید احمد گنگوہی مرحوم فرماتے ہیں :-

"مولوی محمد اسمٰعیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ عالم متقی ، بدعت کے اکھاڑنے والے اور سنت کے جاری کرنے والے اور قرآن و حدیث پر پورا عمل کرنے والے اور خلق اللہ کو ہدایت کرنے والے تھے اور تمام عمر اسی حال میں رہے۔ آخر کار فی سبیل اللہ جہاد میں کفار کے ہاتھ سے شہید ہوئے۔ پس جس کا ظاہر حال ایسا ہو وہ ولی اللہ اور شہید ہے۔ حق تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنْ اَوْلِيَآؤُهٗٓ اِلَّا الْمُتَّقُوْنَ ۔ اور کتاب" تقویۃ الایمان" نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت میں لاجواب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں۔ اس کا رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے اور موجب اجر کا ہے۔ اس کے رکھنے کو جو برا کہتا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ فاسق اور بدعتی ہے۔ اگر اپنے جہل سے کوئی اس کتاب کی خوبی کو نہ سمجھے تو اس کا قصور فہم ہے۔ کتاب اور مؤلف کتاب کی کیا تقصیر بڑے بڑے عالم اہل حق اس کو پسند کرتے ہیں اور رکھتے ہیں۔ اگر کسی گمراہ نے اس کو برا کہا تو وہ خود ضال و مضل ہے۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم کتبہ الراجی رحمۃ ربہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔ (فتاویٰ رشیدیہ صـ۱۳۲)

برادران اسلام! اس فتوے کو پڑھئے اور غور سے پڑھئے اس کے بعد طوعاً یا کرہاً ایک دفعہ تقویۃ الایمان کو بھی دیکھ جایئے تاکہ آپ اس کی نسبت جو کچھ رائے رکھیں بصیرت سے رکھیں، بے خبری سے نہ رکھیں ؎

نہیں معلوم تم کو ماجرائے دل کی کیفیت سنائیں گے تمہیں ہم ایک دن یہ داستاں پھر بھی

(۵ ستمبر ۱۹۲۴ء)

سوال: یہاں کچھ لوگوں نے اعتراض کیا ہے کہ جب آپ لوگ قرآن شریف اور حدیث کے ماننے والے ہیں تو پھر آپ اہل حدیث کیوں کہلاتے ہیں۔ یعنی صرف حدیث والے کیوں کہلاتے ہیں کیا آپ لوگ قرآن شریف کو بھی حدیث کہنا صحیح سمجھتے ہیں۔

ڈاکٹر موسیٰ از آگرہ

جواب: قرآن شریف متن ہے اور حدیث اس کی شرح ہے۔ شرح میں متن آجاتا ہے۔ دوسری مثال اس کی کلمہ شریف ہے جس کا دوسرا حصہ محمد رسول اللہ ہے۔ کیا کوئی شخص اس معترض کی طرح اگر یہ کہے کہ محمد رسول اللہ کہتے ہو کیا موسیٰ رسول نہیں تھے اس کا جواب علمائے اصول نے یہی دیا ہے کہ محمد رسول اللہ کہنا متضمن ہے موسیٰ رسول اللہ کو بھی واللہ اعلم۔ (اہلحدیث جلد ۲۴ صـ۱۹)

سوال: ہماری طرف ہندو قوم اپنے باپ دادوں کے ایصال ثواب کے لئے ایک جانور داغ کر مطلق العنان چھوڑ دیتی ہے۔ جو ان کی ملکیت سے بھی خارج ہو جاتا ہے اور مَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ کا حکم بھی ان پر صادق نہیں آتا۔ اس جانور سے فصلوں کا سخت نقصان ہوتا ہے کیا ایسے جانور کو ذبح کر کے کھا لینے میں شرعاً کوئی حرج ہے۔

عبد الجلیل سنظر بستی

جواب: مشرک جو کچھ بھی چھوڑے اس میں مَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ کا اثر ضرور ہوتا ہے علاوہ اس کے مال غیر ہے۔ بلا اجازت اس کا کھانا ناجائز نہیں

اہل حدیث جلد ۲۴ صـ۱۹

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"قرآن کی رو سے جن چیزوں کا کھانا حرام ہے ان میں ایک وہ چیز بھی ہے۔ جس پر تعظیم و تقرب کے لئے کسی غیر اللہ کا نام پکارا جائے یعنی غیر خدا کے لئے اس کو شہرت دے دی جائے وہ چیز مَا اُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ میں داخل ہے" (س۔ ۱، ز۔ م)

سوال: نبی سب حیات ہیں یا نہیں۔

جواب: قرآن شریف میں صاف ارشاد ہے۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ۔ (اے نبی تم بھی مرنے والے ہو۔ اور یہ مخالفین بھی سب ایک دن مرنے والے ہیں (مترجم) حدیث: بخاری شریف میں ہے۔ آنحضرت علیہ السلام کے انتقال پر اختلاف ہوا کہ آپ زندہ ہیں یا فوت ہو چکے ہیں۔ تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کے چہرۂ مبارک سے کپڑا اٹھایا اور دیکھ کر فرمایا۔ اَمَّا الْمَوْتَةُ الْاُوْلٰى فَقَدْ ذُقْتَهَا۔ حضور آپ ایک موت کا ذائقہ چکھ چکے ہیں۔ رہی روحانی زندگی سو وہ انبیاء اور اولیاء اور شہداء سب کو حاصل ہے يُرْزَقُوْنَ فَرِحِيْنَ بِمَا آتَاهُمُ اللهُ مِنْ فَضْلِهٖ (سورہ آل عمران) اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے جو کچھ ان کو دیا ہے اس پر وہ مگن رہتے ہیں) (اہل حدیث جلد ۴۴ ص ۱۵)

تشریح از علامہ ابو القاسم سیف بنارسی رحمۃ اللہ علیہ

حیات برزخی کا مسئلہ قیاسی نہیں ہے کہ حیات شہداء پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات بعد الممات کو قیاس کیا جائے۔ بلکہ اس کے لئے نص کا ہونا ضروری ہے۔ آنحضرتؐ کے لئے صاف ارشاد ہے۔ اِنَّكَ مَيِّتٌ (زمر پ ۲۴) اَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ (آل عمران) حضرت صدیق اکبر نے خطبہ میں ہزارہا صحابہ کی موجودگی میں فرمایا تھا۔ مَنْ كَانَ يَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ (بخاری پ ۵) اور اس پر سب صحابہؓ نے سکوت فرمایا۔ ابو داود میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مَا مِنْ اَحَدٍ يُّسَلِّمُ عَلَيَّ اِلَّا رَدَّ اللهُ عَلَيَّ رُوْحِيْ حَتّٰى اَرُدَّ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ ص ۸۶) اگر آنحضرتؐ قبر میں زندہ ہوتے تو رد روح چہ معنی دارد؟ بخلاف شہداء کے کہ ان کی بابت اللہ تعالیٰ نے صاف

ﻟﮧ جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا پجاری تھا یعنی محض آپ کے ڈر سے مسلمان ہوا تھا اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ آج حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے اب ایسے لوگوں کو اختیار ہے مسلمان رہیں یا کافر ہو جائیں اور جو لوگ اسلام کو دین الٰہی برحق مذہب جان کر مسلمان ہوتے ہیں۔ ان کو حضور کے انتقال سے کوئی مخالفانہ اثر نہ لینا چاہیے جس اللہ پر وہ ایمان لائے ہیں وہ ہمیشہ ہمیشہ رہنے والا غیر فانی ہے الخ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرمایا ہے بَلْ اَحْيَاءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ۔

ارسال کردہ مولانا عبدالرؤف جھنڈے نگری

سوال۔ نذراللہ بنام حضور صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی پیر یا ماں باپ کی نیت سے کی جانے کیا جائز ہے؟

جواب۔ نذر غیر اللہ جائز نہیں ہے۔ نذر للہ کا ثواب میت کو پہنچانا جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے۔ ھٰذِہٖ لِاُمِّ سَعْدٍ۔

اہل حدیث جلد ۴۲ ص ۱۵

حضرت سعدؓ ایک صحابی ہیں انہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے اپنی والدہ مرحومہ کو ایصال ثواب کرنے کے لئے ایک کنواں بنوا دیا تھا جو اس نام مشہور ہو گیا تھا کہ کنویں کا ثواب سعد کی ماں کے لئے ہے۔ (راز)

غیر اللہ کی نذر و منت حرام ہے اور منذور یعنی جو چیز نذر کی جائے شیرینی ہو یا شیرینی کھانا ہر امیر و فقیر پر حرام ہے۔ کما بسطہ فی بحر الرائق والدر المختار وغیرھما۔ مجموعۃ الفتاوی مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم ج ا ص ۲۶۱ وجلد ۲ ص ۲۹۹

سوال۔ یا اللہ صدقے اپنے رسول مقبول علیہ السلام کے میری دعا قبول فرما کر کوئی بھی دعا ہے۔ کیا ایسا کہنا جائز ہے؟

اہل حدیث جلد ۲۴ ص ۱

جواب۔ ایسا کہنا مجھے کسی حدیث میں نہیں ملا۔ اللہ اعلم

سوال۔ وَاِذْ قُلْنَا ۔۔۔ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ میں استثناء متصل ہے یا کہ منقطع کیا یہ صحیح ہے کہ ابلیس پہلے کثرت سے عبادت کیا کرتا تھا؟

جواب۔ ملائکہ کے ساتھ ابلیس کو بھی سجدہ کا حکم ہوا تھا لقولہ تعالیٰ۔ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ قَالَ مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ (آل عمران) آیت کی تقدیر عبارت یوں ہے قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ وَاِبْلِيْسَ ط پس اس تقدیر عبارت پر استثناء متصل ہے۔ بہت سے حضرات منقطع بھی کہتے ہیں۔ ہمارے علم میں قرآن و حدیث سے ابلیس کی عبادت کا کوئی ثبوت نہیں کسی اعلم سے پوچھئے۔

اہل حدیث جلد ۴ ص ۳۷

ل۔ اصل میں ایسا ہی ہے۔ (راز)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرفیہ۔ میں کہتا ہوں بدلیل مَا مَنَعَكَ اَلَّا تَسْجُدَ اِذْ اَمَرْتُكَ تقدیر عبارت یہی مناسب ہے۔ سورۂ کہف میں ہے فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ كَانَ مِنَ الْجِنِّ اور صحیح مسلم میں ہے قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُلِقَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ نُّوْرٍ وَّ خُلِقَ الْجَآنُّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ نَّارٍ (الحدیث مشکوٰۃ صفحہ ۵۰۰) یہ اتصال سے مانع ہے۔ ہاں اگر ابن عباس رضی اللہ عنہ کی تفسیر کہ ایک قسم ملائکہ کی ایسی ہے جو نور سے مخلوق نہیں۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ ثابت ہو جائے تو تخصیص بعض ملائکہ از نار اتصال صحیح ہوسکتا ہے۔ مگر یہ روایت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی اسرائیلی روایات میں سے ہے اور صحیح مسلم کی مرفوع حدیث کے خلاف ہے۔ لہٰذا استثنار منقطع صحیح معلوم ہوتا ہے اور تقدیر عبارت یہی صحیح ہے جو مولانا نے لکھا ہے۔

سوال۔ کیا قیام مولود و فاتحہ کرنا کسی حدیث شریف سے ثابت ہے

سلطان احمد نیا تالاب ڈمراؤں ضلع آرہ

جواب۔ یہ کسی حدیث شریف سے جائز نہیں۔ لہٰذا بدعت ہے (اہل حدیث جلد ۳ ص ۱۹)

بزم میلاد

مسلمان اس بات پر متفق ہیں کہ ہمارے دینی اور دنیاوی تنزل کی وجہ صرف یہی ہے کہ ہم نے اسلام کی اصلی تعلیم کو چھوڑ دیا۔ باوجود اس کے وہ ہر ایک ممتاز موقع پر اسلامی تعلیم کے بخلاف کرنے پر تل جاتے ہیں۔ ہندوستان میں محرم کا مہینہ ایک خاص شہرت رکھتا چلا آیا ہے جو بوجہ شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے ایک ماتمی مہینہ مشہور ہے۔ یہاں تک کہ شعراء نے اس مہینہ کو بغیر اظہار ماتم کے ماتمی بنا رکھا ہے۔ چنانچہ ایک شاعر کہتا ہے ؎

شادی و عیش تو گھر گھر ہے رچی پر قسمت عید کا چاند محرم نظر آتا ہے ہمیں

علمائے اسلام محرم کی رسومات کے بند کرنے کی فکر میں رہتے تھے۔ اسی نام سے ہنوز فرصت نہ ہوئی تھی کہ دوسرے مہینے ربیع الاول نے بھی قریب قریب اس کے شہرت حاصل کرنا۔ جس کی وجہ یہ بتلائی جاتی ہے کہ اس ماہ میں حضور پرنور احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش ہوئی تھی۔ اس لیے اس میں خوشی کرنی چاہیے

حالانکہ ربیع الاول کے مہینے میں آنحضرت فِدَاهُ اَبِیْ وَاُمِّیْ کی ولادت ہوئی ہے تو وفات بھی ہوئی ہے۔ اس اتفاقیہ توعد حیات و ممات کو لحاظ کر کے چاہیئے تو یہ تھا کہ خوشی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور غم دونوں بالمقابل مساوی کر کے خاموشی رہتی جیسی کہ صدر اوّل کے مسلمانوں میں تھی مگر مسلمانوں نے ایسا نہیں کیا۔ بلکہ سابق زمانہ سے آج کل بڑھ کر اس پر زور دے رہے ہیں۔

پہلے اس مہینہ میں کوئی شخص فرداً فرداً مجلس میلاد کیا کرتا تھا۔ مگر اب اس کا نام عید میلاد رکھ کر قومی تہوار بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ گو ایسی کوشش کرنے والوں کو اس کوشش میں ہنوز کامیابی نہیں ہوئی خدا نے چاہا تو نہ ہوگی مگر وہ اپنی کوشش میں خوب چست ہیں۔

سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس میں نقصان کیا ہے اور مانعین کیوں منع کرتے ہیں۔ ان دونوں سوالوں کا جواب ہم اس مضمون میں دیں گے۔ انشاء اللہ۔

شریعت محمدیہ کا عام قانون ہے کہ جو کام دینی ہو یا بالفاظ دیگر جس کام میں ثواب سمجھا جائے۔ اس کی اجازت شرع شریف سے ہونی چاہیئے۔ اگر کوئی کام ایسا کیا جائے۔ جس کی بابت شرع سے ثبوت نہ ہو تو اس کو بدعت کہا جاتا ہے۔ اسلام میں بدعت کا درجہ شرک سے درجہ دوم پر ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا ۔ (پارہ ۲۱)	تم ایماندار وں کے لئے اللہ کے رسولؐ کی تابعداری میں نیک نمونہ ہے جو اللہ پر ایمان رکھتے ہیں اور خدا کو بہت یاد کرتے ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے۔

قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ (پارہ ۳)	تو اے نبی ان لوگوں کو کہہ دے۔ اگر تم خدا سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو۔ خدا تم کو دوست رکھے گا۔ اور تمہارے گناہ بخشے گا۔

غرض قرآن مجید کو کہیں سے کھول کر دیکھو یہی پاؤ گے کہ شرعی رنگ میں جو کام ہو اس میں حضور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت یا ثبوت ہونا چاہیئے اگر یہ نہیں تو بدعت ہے یہی مضمون اس حدیث شریف کا ہے۔ جس کے الفاظ طیبہ یہ ہیں۔

مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (مشکوٰۃ باب الاعتصام بالسنۃ)	جو کوئی ہمارے دین میں کوئی نیا کام نکالے جو اس میں سے نہیں تو وہ مردود ہے۔

بدعت کی مذمت میں احادیث اور اقوال بکثرت آتے ہیں۔ جن سب کا متفقہ مضمون یہ ہے کہ بدعت کا کام بجائے ثواب کے باعث عذاب ہے۔ بدعتی کا کوئی کام خدا کے ہاں مقبول

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ وغیرہ

مانعین اس لئے منع کرتے ہیں تاکہ بدعت کے پھیلنے سے اصل دین الٰہی پر برا اثر نہ پہونچے جیساکہ حضرات انبیاء علیہم السلام کا اصول تھا ؎

ہمارا کام سمجھانا ہے یارو　　　اب آگے چاہو تم مانو نہ مانو

بدعت کی پہچان کے لئے آسان صورت یہ ہے کہ زمانہ رسالت یا خلافت میں اس کی تلاش کی جائے اگر ثبوت مل جائے تو سنت ہے نہیں تو بدعت۔ اس امر کی تحقیق کہ ربیع الاوّل میں مجالس میلاد بدعت ہیں یا سنت اسی اصول سے ہو سکتی ہے۔ آؤ اس کی تحقیق کا آسان طریقہ ہم بتلائیں۔

جو کام کسی زمانہ میں عام طور پر ہوتا ہے اس کی تاریخ اور وقت میں اختلاف نہیں ہوتا۔ جیسے مسلمانوں کے تہوار عید الفطر عید البقر وغیرہ میں کوئی اختلاف نہیں۔ دُنیا بھر میں مسلمانوں کا کوئی فرقہ یا کوئی فرد ایسا نہیں جو یہ کہے کہ عید الفطر شوال کی چوتھی تاریخ کو ہے۔ دوسرا کہے آٹھویں کو۔ کیوں؟ اس لئے کہ ابتداء سے آج تک یہ دن بطور تہوار کے مانے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ دونوں بحکم نبوی مقرر ہوئے تھے اور ان کی شان قومی تہواروں کی تھی جو آج تک بھی ہے۔

برخلاف اس کے یوم ولادت آں سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کا .... روایات حدیثیہ میں تو اس کا ثبوت بلکہ ذکر تک بھی کسی حدیث سے نہیں ملتا۔ کتب تواریخ میں ملتا ہے تو ۳۔ قول میں علامہ ابن اثیر (کامل) مؤرخ کے الفاظ یہ ہیں:۔

ولد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشر لیلۃ مضت من ربیع الاوّل۔ و قیل ولد لعشر خلون منہ و قیل لیلتین خلتا منہ۔ (تاریخ کامل جلد اول صفحہ ۲)	"آنحضرت پیر (دوشنبہ) کے روز بارہ تاریخ ربیع الاوّل کو پیدا ہوئے۔ بعض کا قول ہے دس کو۔ بعض کہتے ہیں دو ربیع الاول کو ولادت باسعادت ہوئی۔"

اس اختلاف سے ہر ایک آدمی سمجھ سکتا ہے کہ زمانہ نبوت اور زمانہ خلافت میں یہ دن بطور تہوار کے نہیں سمجھا گیا تھا نہ اس کی بابت کوئی اہتمام تھا جیسے آجکل کے شوقین کر رہے ہیں جس کا نمونہ دکھانے کو ہم امرتسر ہی کے ایک دو اشتہار نقل کرتے ہیں۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ ۱۲ ربیع الاوّل یوم میلاد النبیؐ قریب آگیا ہے۔ جب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مبارک دن کی عظمت وفضیلت پر غور کیا جاتا ہے تو ہر مسلمان کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ اسلام کے جتنے تہوار عیدین اور خوشی کی تقریبیں ہیں۔ وہ سب اس مبارک دن کی برکتیں اور نتائج ہیں۔ یہی دن تمام اسلامی خوبیوں اور نیکیوں کا منبع ہے[1]

اگرچہ قدیم الایام[2] سے اس دن مولود شریف کی مجالس منعقد کرنے کا دستور چلا آتا ہے لیکن انجمن اسلامیہ امرتسر نے مناسب سمجھا ہے کہ مثل سال گزشتہ مسلمانان امرتسر کی توجہ اس طرف مبذول کرائی جاوے۔ کہ اس مبارک دن کو ایسے احسن طریق وعمدہ انتظام کے ساتھ منائیں کہ موجودہ صورت کی نسبت ثواب بھی زیادہ حاصل ہو۔ اور یہ موقع نہایت عظیم الشان اور پُر اثر تقریب بن سکے اس لیے مسلمانان امرتسر کی خدمت میں التماس ہے کہ

۱۔ ۱۲ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ کے دن صبح کو نہا دھو کر اُجلا لباس پہنا جاوے اور خوشبو لگائی جاوے۔

۲۔ صبح سے لے کر ۱۲ بجے دوپہر تک لوگ اپنے گھروں اور محلوں میں مجالس مولود کریں۔

۳۔ ۴ بجے دوپہر سے شام تک مدرسۃ المسلمین امرتسر میں ایک عظیم الشان قومی مجمع ہوگا جس میں علماء ولیکچرار عظمت یوم المیلاد کی مختلف پہلوؤں پر مؤثر طریق سے تقریریں کریں گے۔ جن میں زیادہ تر رسول پاکؐ کی مبارک زندگی کے حالات بیان کرنے پر زور دیا جائے گا۔ اس جلسہ میں تشریف لاکر شامل ثواب ہوں۔

۴۔ رات کو اپنے گھروں، مسجدوں پر چراغاں کریں چنانچہ عمارت مدرسۃ المسلمین امرتسر میں چراغاں کی جائے گی اور غربا کو کھانا تقسیم کیا جائے گا۔

امید ہے کہ مسلمانانِ امرتسر اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر اس عظیم الشان طور پر منانے میں کوتاہی نہ کریں گے (۵ ربیع الاول ۱۳۳۲ھ)

حیرت ہوتی ہے۔ مشتہرین نے کس جرأت سے کام لیا ہے۔ اکٹھے تین حکم صادر کیے ہیں جن میں سے ایک کا ثبوت بھی شرع سے نہیں۔ تیسرے حکم کی بابت ہم منتظر تھے کہ لیکچرار اور واعظان جناب سرورِ کائنات علیہ افضل السلام والصلوٰۃ کی زندگی کے حالات بتلاتے

---

[1] ساری نیکیوں کا منبع یوم بعثت یعنی وہ دن ہے جس میں حضورؐ کو رسالت ملی جس کو آپ لوگ جانتے بھی نہیں۔ (مؤلف)

[2] قدیم الایام سے نہیں بلکہ چند ایام سے۔ (مؤلف)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے یہ بھی فرمادیں گے کہ حضور کی رسالت اور نبوت کی یہ بڑی قوی دلیل ہے کہ آپ نے اپنی شخصیت کو اتنا امتیاز بھی نہیں دیا کہ ساری عمر میں ایک دن بھی اپنے روزِ ولادت کی خوشی کے لئے مقرر فرماتے۔ مگر افسوس کسی صاحب نے یہ نہیں فرمایا۔ کم از کم یہ روایت ہمارے کانوں تک نہیں پہنچی۔

اس کے جواب میں کہیئے یا حقیقتِ حال کہیئے۔ حقانی تعلیم کا ایک اشتہار بھی امرتسر ہی سے شائع ہوا تھا جو درج ذیل ہے۔

"مسلمان اور عید میلاد"
از انجمن اہلحدیث امرتسر

اسلام ایک ایسا دین ہے کہ اس میں ثواب و عذاب کی تعیین صرف اس پر رکھی گئی ہے کہ خدا کی وحی سے اس کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بتلا دے۔ جب تک کسی کام کو قرآن و حدیث میں ثواب نہ بتلایا گیا ہو اس کو ثواب سمجھنا صحیح نہیں ہے۔ قرآن مجید میں بار بار یہی ذہن نشین کیا گیا ہے۔ کہ مسلمان کوئی کام ایسا نہ کریں جس کا نمونہ حضور پیغمبر خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نہ ملتا ہو۔ ارشاد ہے۔

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ. أَطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ. مَنْ يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ۔

یعنی رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لئے نیک نمونہ ہیں۔ اللہ اور رسولؐ کی تابعداری کرو۔ جو کوئی رسولؐ کی تابعداری کرے، اُس نے اللہ کی تابعداری کی۔

شیخ سعدی مرحوم نے کیا اچھا کہا ہے

مپندار سعدیؒ کہ راہِ صفا　　تواں رفت جز در پئے مصطفےٰؐ

یعنی بغیر تابعداری سنتِ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہرگز نجات نہیں ہوگی۔

اس لیے مسلمانوں پر فرض ہے کہ جو کام کریں پہلے یہ دیکھا کریں کہ ہمارے سردار، ہمارے نبی، ہمارے شفیع، ہمارے آقائے نامدار سرورِ کائنات علیہ افضل التحیۃ والصلوٰۃ نے فرمایا ہے یا نہیں؟ اس سنہرے اصول پہ مسلمان آجاویں۔ تو آج ان کے بہت سے نفرقے مٹ سکتے ہیں۔

ربیع الاوّل کے مہینے میں مجالس میلاد یا عید میلاد کی رسم کو بھی اسی اصول سے جانچنا چاہیئے کہ جس ذات ستودہ صفات کی پیدائش کا دن سمجھ کر ہم یہ مجالس کرتے اور چراغاں جلاتے یا میلہ مناتے ہیں۔ اُس سردار نے ہم کو فرمایا ہے۔ یا اصحابِ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے اس روز کچھ کیا ہے؟ ہرگز کچھ نہیں کیا۔ اگر کیا ہوتا تو آں حضرت کے روزِ پیدائش میں اختلاف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیوں ہوتا۔ کتب تواریخ میں صاف مرقوم ہے کہ روز پیدائش میں بہت اختلاف ہے۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ زمانہ نبوت اور زمانہ خلافت میں اس دن کو مذہبی تہوار کی طرح کسی نے یاد نہ کیا تھا۔ آج اگر کوئی شخص دعویٰ کرتا ہے تو ہم کو کسی معتبر کتاب سے دکھا دے کہ حضور علیہ السلام نے اپنی زندگی میں اس روز ایسے کام کرنے کا حکم فرمایا۔ بعد انتقال آپکے صحابہ کرام نے کیا یا ائمہ اہل بیت یا ائمہ اربعہ میں سے کسی امام نے حکم دیا یا فقہ کی کسی کتاب میں اس کا ذکر ہے۔

www.KitaboSunnat.com

بھائیو! جب کچھ نہیں تو پھر ہم کس منہ سے کہہ سکتے ہیں کہ ۱۲ ربیع الاول کو عید مناؤ۔ چراغاں جلاؤ کام چھوڑ کر میلہ کرو۔ یاد رکھو جس کام میں خرچ کرنے کی اجازت شرع شریف میں نہ آئی ہو۔ اس میں خرچ کرنا اسراف اور فضول خرچی ہے۔ فضول خرچی کا گناہ سب کو معلوم ہے۔ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ (فضول خرچی کرنے والے شیطان کے ساتھی ہیں) جب تک قرآن و حدیث یا فقہ کی کسی معتبر کتاب میں مجالس میلاد کا ثبوت نہ ہو اس قسم کے کام اور اخراجات سب گناہ اور خدا تعالیٰ کے ہاں ناپسندیدہ ہیں شیخ سعدیؒ مرحوم نے کیا سچ کہا ہے ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا ولیکن میفزائے بر مصطفٰےؐ

اس اشتہار میں کس خوبی اور نرمی سے اسلام کی وہ شاہراہ دکھائی گئی ہے جس میں کسی ایک متنفس کو بھی اختلاف نہیں۔ اس دعوے پر گو کسی شہادت کی ضرورت نہیں تاہم دو شہادتیں بھی پیش کی جاتی ہیں۔ اول شہادت حضرت مولانا شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز کی ہے جو فرماتے ہیں:۔

اجعل الكتاب والسنة إمامك — قرآن اور سنت کو اپنا امام بنالو اور بس

(فتوح الغیب)

حضرت سید الطائفہ مجدد صاحب سرہندی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

بہترین مصقلہا برائے دور کردن محبت غیر اللہ اتباع سنت است (مکتوبات)	غیر اللہ کی محبت دل سے نکال کر خدا کا مقرب بندہ بننے کا ذریعہ اتباع سنت ہے اور بس

ان حوالجات اور روایات کے مقابلہ پر کسی مجوز کا یہ کہنا۔

"چونکہ ہندو، عیسائی اور سکھ وغیرہ اپنے اپنے بزرگوں کی ولادت کے دن کی بڑی تعظیم کرتے ہیں۔ اس لئے ہم مسلمانوں کو بھی ایسا کرنا چاہیئے" کہاں تک صحیح ہو سکتا ہے؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے خیال میں مجوزین کی یہ رائے کہ چونکہ غیر مسلم قومیں ایسا کرتی ہیں ہم کو بھی کرنا چاہیئے ایک اصولی تنقیح پر مبنی ہے جو یہ ہے۔

"ہم مسلمانوں کو اپنے نبیؐ کے ساتھ اس طریق سے برتاؤ کرنا چاہیئے۔ جو انھوں نے خود سکھایا اور جو برتاؤ صحابہ کرام نے آنحضرتؐ کے ساتھ کیا یا وہ برتاؤ کرنا چاہیئے جو ہندو کرشن جی کے ساتھ اور سکھ باوا نانک جی کے ساتھ اور عیسائی حضرت مسیحؑ کے ساتھ کرتے ہیں"؟

ہمارے خیال میں کوئی مسلمان دوسری صورت اختیار کرنے کی رائے نہ دے گا۔ بلکہ یہی آواز آئے گی کہ ہم تو وہی طریقہ اختیار کریں گے جو حضورؐ نے سکھایا اور صحابہ کرامؓ نے برتا۔ خواجہ حالیؔ نے ایک حدیث کا ترجمہ کیا اچھا کیا ہے ؎

نصاریٰ نے جس طرح کھایا ہے دھوکا کہ سمجھے ہیں عیسیٰؑ کو بیٹا خدا کا

مجھے تم سمجھنا نہ زنہار ایسا مری حد سے رتبہ بڑھانا نہ میرا

سب انساں ہیں واں جس طرح سرفگندہ

اُسی طرح ہوں میں بھی اک اُس کا بندہ

بنانا نہ تربت کو میری صنم تم نہ کرنا مری قبر پہ سر کو خم تم

نہیں بندہ ہونے میں کچھ مجھ سے کم تم کہ بیچارگی میں برابر ہیں ہم تم

مجھے دی ہے حق نے بس اتنی بزرگی

کہ بندہ بھی ہوں اس کا اور ایلچی بھی

اس تنقیح کے فیصلہ کے بعد کون مسلمان ہے جو یہ کہے کہ چونکہ ہندو اپنے بڑوں کے ساتھ ایسا برتاؤ کرتے ہیں۔ ہم کو بھی ایسا کرنا چاہیئے۔ یاد رہے اسلام دوسرے مذاہب کی طرح پنچایتی مذہب نہیں بلکہ اسلام الٰہی مذہب ہے۔ جس میں کسی بات کے حکم دینے سے پہلے یہ سوچنا ضروری ہے کہ خدا نے اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی معرفت اس بارے میں کیا حکم فرمایا ہے۔ اس قسم کی خود رائی کو اگر دخل دیا جائے تو ہر ایک اُمتی پیغمبر بن جائے گا اور ہر ایک کا دین و مذہب الگ ہو گا اور وہ اس مذہب پر چلنے میں کسی طرح مورد الزام نہ ہو گا۔

معقول سوالات

اگرچہ اس تقریر پر اصولاً تو کوئی اعتراض نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کوئی دانشمند سوال کر سکتا ہے لیکن دنیا میں ایسے لوگ بھی ہیں جن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا قصہ مشہور ہے۔

"ایک مولوی صاحب نے کسی بے نماز کو نصیحت فرمائی کہ نماز پڑھا کر۔ بے نماز نے جواب دیا۔ آپ نے دعوت کی تھی۔ تو نمک زیادہ کیوں ڈالا تھا۔ مولوی صاحب نے کہا اس بات کو میری بات سے کیا تعلق۔ جواب دیا تعلق ہو یا نہ ہو۔ بات سے بات نکل آتی ہے"۔

اسی اصول سے مجوزین کی طرف سے بھی مانعین پر چند سوال ہوتے ہیں۔ مثلاً "آپ بائیسکل پر چڑھتے ہیں کیا یہ سنت ہے؟ اپنے بیٹے کی شادی پر دعوت ولیمہ بڑی دھوم سے کی۔ آپ نے دعوتی خط چھپوائے وغیرہ۔

اے صاحب! سنئے آپ کے سوالات سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے ہم مانعین کا مطلب نہیں سمجھا۔ بلکہ یوں کہئے کہ سمجھنے کی طرف توجہ بھی نہیں کی اس لئے ایسے معمولی سوال آپ کو پیدا ہوئے ہیں۔

اے جناب سوال وہی معقول اور پسندیدہ سمجھا جاتا ہے جو اصل مضمون کو سمجھ کر کیا جائے اور جو بے سمجھی سے کیا جائے اس کی بابت یہ کہا جاتا ہے۔ ؎

چو بشنوی سخن اہل دل مگو کہ خطاست سخن شناس نئی دلبرا خطا اینجاست

ہمارا مطلب یہ ہے کہ جس کام کو کار ثواب جان کر کیا جائے اس پر شریعت کی طرف سے ثبوت ہونا چاہیئے۔ اگر شریعت سے ثواب کا ثبوت نہیں اور کرنے والا اس کو ثواب سمجھے تو وہ بدعت ہے اور کرنے والا بدعتی۔ یہی بدعت کی تعریف ہے۔

پس اس اصول سے اگر کوئی شخص بائیسکل پر اس نیت سے سوار ہو کہ یہ ثواب کا کام ہے تو اس کا فرض ہے کہ اس کا ثبوت شرع شریف سے دے اور اگر نہ دے تو بدعتی ہے۔ اور اگر اس نیت سے سوار ہو کہ چونکہ شرع میں ممانعت نہیں آئی۔ اس لئے جائز ہے تو اس پر مواخذہ نہیں۔ جواز کے بخلاف دعویٰ کرنے والا مدعی ہے۔ اس کا فرض ہے کہ اس کا ثبوت شرع شریف میں دکھا دے۔

پس بائیسکل ہو یا ریل، ململ کا لباس ہو یا لٹھہ، دعوت ہو یا دعوتی خطوط۔ ان سب میں یہی طریق ہے جو کوئی یہ سمجھ کر کہ شریعت میں اس فعل کی ممانعت نہیں۔ جواز کی نیت سے کرتا ہے وہ بدعت نہیں۔ مگر جو شخص ثواب کے ارادہ سے کرتا ہے وہ بدعت ہے۔ جب تک شرع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریف سے ثواب کا ثبوت نہ دکھا دے۔ ہاں اس امر کی تنقیح کرنے کی ضرورت نہیں کہ مجوزین مجالس میلاد اس کام کو ثواب کی نیت سے کرتے ہیں۔ نہ محض جواز کی نیت سے کیونکہ مذہبی کام کوئی بھی ہو بغیر نیت ثواب کے نہیں ہو سکتا۔

مجالس میلاد کب سے جاری ہیں۔؟ عام طور پر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ رسم صحابہ تابعین اور تبع تابعین اور ائمہ دین کے زمانہ میں نہ تھی۔ تو کب سے جاری ہوئی ہے؟

گو یہ ایسا سوال ہے کہ اس کی تحقیق پر کوئی امر شرعی موقوف نہیں۔ کیونکہ بدعت ہر حال میں بدعت ہے۔ خواہ اس کی ایجاد کا زمانہ معلوم ہو یا نہ ہو۔ تاہم ہم اس کی ایجاد کا زمانہ بتلاتے ہیں۔

موصل کے ملک میں اربل شہر کا ایک بادشاہ تھا جس کا نام تھا: سلطان ابوسعید مظفر۔ اس سلطان کے زمانہ میں یعنی ۶۰۴ھ ہجری میں ایک شخص عمر بن محمد نے مولود ایجاد کیا اس کے بعد شاہ اربل کے بیٹے اور قائم مقاموں نے اس کو بہت رواج دیا۔ علامہ جلال الدین سیوطیؒ نے حسن المقصد میں اور علامہ شامیؒ نے سیرت میں یہ تاریخ لکھی ہے۔

مطلب یہ ہے کہ چھ سو برس تک اسلام میں اس کا کہیں وجود نہ تھا پس بانصاف ناظرین خود ہی انصاف فرمائیں۔ کہ چھ سو سال تک اسلام میں جس کام کا نشان نہ ملتا ہو۔ اس کے بدعت ہونے میں کیا شک ہے؟

اظہار تعجب ہندوستان میں اس رسم کے کرنے والے حنفی مذہب کے پیرو کہلاتے ہیں۔ گو سارے حنفی نہیں بلکہ محقق حنفیہ جن کو علم فقہ کے ساتھ علم حدیث سے بھی واقفی ہے۔ یا یوں کہیے کہ جن کو بوجہ حدیث دانی کے مذہب حنفی اور رسومات بدعیہ میں تمیز ہے۔ جیسے علماء دیوبند، گنگوہ، میرٹھ، سہارنپور، مرادآباد، دہلی وغیرہ۔ جن کو عام طور پر دیوبندی کہا جاتا ہے۔ ان کو چھوڑ کر باقی جتنے لوگ میلاد کی رسم کے دلدادہ ہیں۔ وہ سب کے سب اپنے آپ کو مذہب حنفی کا مقلد کہتے ہیں۔ خیر اس کا تو تعجب نہیں۔ تعجب تو اس امر کا ہے کہ کہلا دیں مقلد، مگر کام کریں تقلید کے صریح برخلاف۔ مقلد کی شان بحیثیت تقلید یہ ہے جو کتب اصول میں لکھی ہے کہ:

انما المقلد فمستنده قول مجتهده (مسلم الثبوت) ”مقلد کی دلیل امام کا قول ہے اور بس۔“

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس اصول کو مدنظر رکھ کر ہمارے حنفی بھائی مہربانی کر کے کسی آیت حدیث سے نہیں دکھا سکتے۔ تو امام ابوحنیفہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے قول ہی سے دکھا دیں کہ ربیع الاول کی مجالس مروجہ کرنا کار ثواب ہے۔ یا فقہ کی کسی کتاب میں کسی متاخر امام یا عالم کا فتوی پیش کریں۔ ہاں مہربانی کر کے ایسے قیاسات نہ کریں کہ۔

• چونکہ غیر مسلم قومیں اپنے بزرگوں کی پیدائش کے دن مناتی ہیں۔ ہم کو بھی ایسا کرنا چاہیے'' کیونکہ ایسے قیاسات کے حق میں امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا فتوی ہے۔

اَوَّلُ مَنْ قَاسَ إِبْلِيْسُ (سب سے پہلے ابلیس نے قیاس کیا تھا)

جس طرح کسی مسلمان کو مذہبی کاموں میں یہ اجازت نہیں کہ بغیر حکم خدا اور رسول کے کوئی کام کرے اور اس پر ثواب کی امید رکھے اسی طرح حنفی مقلد کو یہ جائز نہیں کہ بغیر اجازت اپنے امام کے کوئی کام کرے اور اس کو ثواب جانے۔ اگر جانے گا تو وہ دائرہ تقلید سے نکل جائے گا۔

ایک اور بات قابل غور کہا جاتا ہے کہ روز ولادت آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ دنیا کے لئے موجب رحمت ہے اس لئے ہمیں اس روز کو عید منانا چاہیے۔ حالانکہ یہ ٹھیک نہیں۔ کیونکہ روزِ ولادت سے چالیس سال تک آں حضرت کو کسی قسم کی نبوت یا رسالت یا بالفاظ دیگر یہ عہدہ نہ ملا تھا۔ آپ رحمت بنے یا ہادی ہوئے تو وصف رسالت سے ہوئے نہ کہ وصف ولادت سے۔ چنانچہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اسی نکتہ کو سمجھانے کے لیے جہاں حضور کے رحمۃ للعالمین ہونے کا ذکر کیا ہے۔ یہ فرمایا ہے،

مَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ "ہم نے تجھ کو (اے نبی) رسول بنا کر بھیجا؛ تو اس لئے کہ دنیا کے لوگوں پر رحمت کریں"

یہ نہیں فرمایا۔ مَا خَلَقْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِيْنَ۔ جس کا ترجمہ ہوتا۔ ہم نے تجھ کو پیدا کیا ہے۔ پیدا ہونے اور رسول بننے میں بہت فرق ہے۔ ان دونوں اوصاف میں چالیس سال کی مدت ہے۔

پس اگر غور کیا جائے اور قرآن وحدیث اور کتب فقہ اور ائمہ دین کے فتوے سے قطع نظر کر کے اپنے ہی قیاس سے کام لینا ہو تو یوں کہنا چاہیے۔ کہ جس روز حضورؐ کو رسالت کا پیغام پہنچا ہے اس روز کو مثل عید کے تہوار بنایا جائے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ اس دن کی بلکہ اس مہینے کی تعیین میں بھی اختلاف ہے۔ کوئی ربیع الاول کہتا ہے۔ تو کوئی رمضان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتلاتا ہے۔

مختصر یہ ہے کہ مجالس میلاد کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام سے نہیں اور یہ کہ روز ولادت سے یوم رسالت افضل ہے۔ جس کو مجوزین میلاد نے بالکل چھوڑ رکھا ہے۔

اعلان ہم جانتے ہیں کہ ہماری تحریر کا جواب دیا جائے گا۔ ہم بھی اس کو شوق سے دیکھیں گے۔ مگر یاد رہے کہ ہم کسی ایسی تحریر کو وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھا کرتے جس میں کسی کی ذاتیات پر حملہ ہو۔ یا کسی فرقہ کے حق میں دشنام دہی ہو۔ بلکہ ایسی تحریرات لکھنے والوں کو ہم بطور نصیحت استاد صائب کا شعر سنایا کرتے ہیں ؎

دہن خویش بدشنام میالا صائب　　کہ ایں زرِ قلب بہر کس کہ دہی باز دہد

ہاں ہم اس تحریر کو عزت کی نگاہ سے دیکھا کرتے ہیں۔ جس میں ہمارا مدعا سمجھ کر محض دلیل کے زور سے جواب دیا گیا ہو۔ خدا کرے ہمارے دوست جواب دینے سے پہلے ہمارے مطلب پر ٹھنڈے دل سے غور کریں جو یہ ہے کہ

"ہم مجالس میلاد کو کار ثواب نہیں جانتے۔ اس لئے کہ زمانہ رسالت وخلافت میں اس کا ثبوت نہیں ملتا۔"

جو کوئی ان کو کارِ ثواب جانے بحکم البینۃ للمدعی۔ اس کا فرض ہے کہ اس کا ثبوت دے واللہ الموفق

"الوالوفار" فروری ۱۹۱۷ء

سوال بعض لوگ کہتے ہیں کہ مولود شریف کرنا چاہیے۔ لیکن خوشی پر منحصر ہے خواہ کرے خواہ نہ کرے۔ فقط محبتی ہے کچھ قرآن شریف سے مولود ثابت نہیں ہے۔!

جواب: مولود کی مجلس ایک مذہبی کام ہے جس پر ثواب کی امید ہوتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ کسی کام پر ثواب کا تبلانا شرع شریف کا کام ہے اس لئے کسی کام پر ثواب کی امید رکھنا جس پر شرع شریف نے ثواب نہ تبلایا ہو اس کام کو بدعت بنا دیتا ہے۔ مولود کی مجلس بھی اسی قسم سے ہے۔ کیونکہ شریعت مطہرہ نے اس پر ثواب کا وعدہ نہیں کیا۔ اس لئے ثواب سمجھ کر تو یقیناً بدعت ہے۔ رہا محض محبت سے کرنے کی صورت یہ بھی بدعت ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرنا بھی ایک مذہبی حکم ہے جس پر ثواب کی امید ہے۔ پس جس طریق سے شرع شریف نے محبت سکھائی ہے اسی طریق سے ہوگی تو سنت ورنہ بدعت

(۲۳ ربیع الثانی ۱۳۳۵ھ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انعقاد محفل میلاد اور قیام وقت ذکر پیدائش آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قرون ثلاثہ سے ثابت نہیں ہوا۔ پس یہ بدعت ہے۔ اور علیٰ ہذا القیاس بروز عیدین و پنجشنبہ وغیرہ میں فاتحہ مرسومہ ہاتھ اٹھا کر پایا نہیں گیا۔ البتہ نیابۃ عن المیت بغیر تخصیص ان امور مرقومہ کے للّٰہ مساکین و فقراء کو دے کر ثواب پہنچانا اور دعاء و استغفار کرنے میں امید منفعت ہے اور ایسا ہی حال سوم دہم، چہلم وغیرہ اور پنج آیت اور چنوں اور شیرینی وغیرہ کا عدم ثبوت حدیث و کتب دینیہ سے ہے۔ خلاصہ یہ کہ سب بدعات مخترعات ناپسندیدہ شرعیہ ہیں۔

سید محمد نذیر حسین | حبنا اللہ بس حفیظ اللہ | محمد محمود دیوبندی | محمد یعقوب مدرس اول دیوبند وغیرہم

(فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۱۴۳)

عَقْدُ مَجَالِسِ الْمِيلَادِ الشَّائِعَةِ فِيْ هٰذَا الزَّمَانِ بِدْعَةٌ لَا مِرْيَةَ فِيْ كَوْنِهَا بِدْعَةً لِأَنَّ عَقْدَهَا أَمْرٌ مُحْدَثٌ وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ فَعَقْدُهَا بِدْعَةٌ الخ كتبه محمد عبد الرحمٰن المباركفوري (فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۱۵۱)

قاضی شہاب الدین دولت آبادی تحفۃ القضاۃ میں لکھتے ہیں کہ جاہل لوگ سالانہ ربیع الاول میں جو مجالس میلاد مروجہ کے نام سے کرتے ہیں۔ اس کی کوئی حقیقت نہیں ہے اور ذکر ولادت کے وقت جو قیام کرتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک یہاں حاضر ہوتی ہے یہ اُن کا محض گمان باطل ہے بلکہ ایسا عقیدہ شرک ہے اور ائمہ اربعہ نے ایسے عقیدوں اور کاموں سے قطعاً منع فرمایا ہے۔ (فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص ۱۵۱)

قیام و ہاتھ باندھنا بوقت ذکر ولادت بدعت و ناجائز ہے۔ کسی دلیل شرعی سے اس کا ثبوت نہیں ہے اور مولود و غزلیات جو آج کل چھپ کر شائع ہیں وہ ناجائز مضامین اور روایات موضوعات و مفتریات سے مملو ہیں۔ ان کا پڑھنا اور سننا بلاشبہ ممنوع و ناجائز ہے۔ (ملخص) حررہ محمد عبد الحق ملتانی عفی عنہ (فتاویٰ نذیریہ جلد ۱ ص ۱۱۵)

تشریح از حضرت مولانا ابو المکارم ظفر عالم صاحب میرٹھی۔

اسلام کے محققین علماء جیسے علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ و حافظ ابن کثیر و ابن جوزی وغیرہم کی تالیفات کے مطالعہ کرنے سے اس کی پوری پوری تحقیق ہو جاتی ہے کہ مجلس مولد النبی کا موجد اور مخترع ایک مسرف بادشاہ تھا۔ جس نے سب سے پہلے اس بدعت کے رچانے میں اقدام کیا۔ چنانچہ حافظ جلال الدین سیوطی اپنے رسالہ حسن المقصد فی عمل المولد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں ارقام فرماتے ہیں واوّل من احدث ذلک ابن المظفر ابو سعید ابن زین العابدین بن علی یعنی سب سے پہلے جس شخص نے مجلس مولود ایجاد کی ہے وہ ابوسعید زین الدین ہے۔ اسی طرح سے حافظ ابن کثیر وابن جوزی نے اپنی تواریخ میں لکھا ہے۔ اور اسی طرح ابن خلکان اپنی مشہور کتاب وفیات الاعیان میں سب سے زیادہ اس کی تفصیل بیان کرتے ہیں اور اس کا موجد مظفر الدین صاحب اربل کو بتلاتے ہیں اور یہاں تک لکھتے ہیں کہ سلطان موصوف کی قائم کردہ محفل مولد النبی کو سن کر لوگ دور دور سے آتے اور اس کے اس حسن عقیدت کو دیکھ کر ہر سال جمع ہوتے اور محرم الحرام سے لے کر ربیع الاول کے پہلے ہفتہ تک برابر آتے رہتے اور سلطان موصوف ان لوگوں کے لئے لکڑی کے چار چار پانچ پانچ منزل کے عارضی مکان بنواتا اور صفر کے پہلے ہفتہ سے ان مکانات کی زیبائش اور آرائش شروع ہو جاتی۔ ہر مکان میں ایک گروہ گانے والوں کا، ایک گروہ اصحاب خیال کا۔ اور ایک گروہ باجے وغیرہ بجانے والوں کا ہوتا۔ اور کوئی منزل ایسی باقی نہ رہتی جس میں ان گروہوں میں سے کوئی گروہ نہ ہوتا۔ ان دنوں میں لوگوں کے کاروبار خراب ہو جاتے اور ان کا اس کے سوا اور شغل نہ ہوتا کہ ان گانے بجانے والوں کا تماشہ دیکھتے پھرتے۔ اور ابن جوزی اپنی کتاب مرآۃ الزمان میں ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ویعمل للصوفیۃ سماعا من الظھر الی العصر ویرقص بنفسہ معھم۔ صوفیوں کے لئے ظہر سے عصر تک مجلس سماع (راگ) منعقد کراتا اور خود شاہ اربل بھی ان لوگوں کے ساتھ ناچتا (دیکھو فتاویٰ میلاد ص۱)

حضرات! اس مختصر تحریر اور کیفیت کے بعد آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ مجلس میلاد کی تاریخی حیثیت کیا ہے۔ یہ مجلس محض خوشنودی طبع اور ہوا پرستی کے لئے قائم کی گئی تھی۔ نہ اس کا ثبوت صحابہؓ کے زمانہ میں، نہ ائمہ دینؒ کے وقت میں پایا جاتا ہے۔ بلکہ یہ محض رسمی تقریب تھی۔ جس کو آج تک منایا جاتا ہے۔ (ملخص)

(اہلحدیث [illegible])

میلاد نمبر "الفقیہ"

امرتسر کے حنفی اخبار "الفقیہ" نے ایک رسالہ "میلاد نمبر" نکالا ہے جو بغرض ریویو ہمیں بھیجا ہے۔ اس کی نسبت ظاہر کیا گیا ہے کہ اس کے لکھنے والے مولوی حکیم محمد عالم صاحب آسی مدرس مدرسہ اسلامیہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امرتسر ہیں۔ ہم نے رسالہ مذکورہ کو بغور دیکھا۔ اس لئے ہم عجیب مخمصے میں ہیں۔ ایک طرف ہم مولوی صاحب موصوف کی علمی قابلیت کو ذہن میں رکھتے ہیں۔ دوسری طرف رسالہ مذکور کو سامنے رکھتے ہیں تو ہماری حیرت کی حد نہیں رہتی۔ ہم سوچتے ہیں کہ مولوی صاحب کی علم و فضل سے انکار کریں۔ یا اس رسالہ کی نسبت کو غلط قرار دیں۔ یعنی یہ کہیں کہ مولوی صاحب اپنا پڑھا پڑھایا بھول گئے۔ یا رسالہ کو اُن کی تصنیف بتاتے ہیں غلطی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ ہمارے نزدیک دوسری صورت آسان تر ہے۔ کیونکہ رسالہ مذکور کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والے کو علم مناظرہ کی ترتیب طبعی سے بھی اطلاع نہیں۔ اس لئے مناظرہ میں مستدل کا فرض ہے کہ سب سے پہلے اپنے دعوے کی تعیین کرے۔ پھر جو حصہ اس کا نظری ہو اس پہ دلیل لائے۔ رسالہ مذکورہ کو ہم اس طریق مناظرہ سے خالی پاتے ہیں۔ نہ اس میں دعوے کی تعیین ہے نہ اُس کے نظری حصہ پر دلیل ہے۔ بلکہ ابتدا ہی سے مضمون ایسا لکھنا شروع کیا ہے کہ اگر اُس سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو اُن کے دعوے کی تردید ہوتی ہے۔ مثلاً

گروہ اہل توحید (عام اس سے کہ اہل حدیث ہوں یا حنفی دیوبندی) کا دعویٰ ہے کہ آج کل کی مجالس مولود۔ جس میں ذکر ولادت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہوتا ہے اور بروقت ذکر ولادت سب لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور یہ شعر پڑھتے ہیں ؎

اٹھو مومنو! بہر تعظیم سب تولد ہوئے آج شاہ عرب

یہ شعر بھی پڑھا جاتا ہے ؎

ندا از حاملانِ عرش آمد کہ برخیز از پے تعظیم احمدؐ

اس فعل کے فاعلین اس مجموعی کام کو شرعی، مستحسن اور کار ثواب جانتے ہیں۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے:-

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ (پ ۲۵ ع ۴)

"یعنی کیا ان مشرکوں کے کچھ شریک ہیں جنہوں نے ایسے کام اُن کے لئے موجب ثواب بنا دئیے ہیں۔ جن کی خدا نے اجازت نہیں دی۔"

اس آیت کے ماتحت اہل توحید کا عقیدہ ہے کہ ہر اُس کام کے لئے جس کو کار ثواب سمجھا جائے۔ شرعی دلیل سے ثبوت ہونا ضروری ہے۔ اس لئے جو کام ایسا ہو کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن میں یا حدیث میں اصلاً یا فرعاً اس پر ثواب کا وعدہ نہیں آیا۔ اس کو کارِ ثواب جان کر کرنا بدعت ہے۔ یہی ایک اصول ہے۔ جس کے ماتحت سنت اور بدعت میں تمیز کر سکتے ہیں فاضل مصنف شروع سے لکھتے ہیں۔

"اس میں شک نہیں کہ مجالسِ میلاد جو موجودہ وقت میں پیش کی جاتی ہیں یا جس طرز پر آج کل جریدہ "ایمان" پیش کر رہا ہے نہ عہدِ رسالت میں موجود تھیں اور نہ عہدِ صحابہ رضی میں اس کا ثبوت ملتا ہے اور نہ ہی بعد میں کئی صدیوں تک اس کا نشان نظر آتا ہے۔ کیونکہ عہدِ رسالت میں ابھی حضور علیہ السلام دنیا میں تشریف رکھتے تھے۔ اس لئے میلاد معہ وفات کا ذکر ہوتا تو کیسے ہو سکتا تھا اور عہدِ صحابہ میں ابھی اتنی فرصت ہی کہاں ملی تھی کہ اس قسم کی شان و شوکت ظاہر کرنے کے لئے مسلمان اپنے آپ کو پیش کرتے۔ علاوہ بریں اس وقت ابھی تمدن سادہ تھا اور ضروریاتِ اسلام کی تکمیل زیادہ مصروفیت رکھتی تھی۔ کبھی جمع قرآن کی سلسلہ جنبانی تھی کبھی نمازِ تراویح کا سوال پیش تھا۔ اور کبھی اذانِ جمعہ پر حیص بیص ہوتی تھی۔ اسی طرح مطلقہ ثلاثہ کا تنازعہ یا وراثت کے پیچیدہ مسائل حکومت اسلام کی توجہ اپنی طرف منعطف کئے ہوئے تھے۔ اس کے علاوہ انتخابِ خلیفہ کی معرکۃ الآراء لڑائیاں اور محیر العقول تنازعات اس طرح پر توافگن تھے کہ مجالسِ میلاد جیسے مستحسنات کی طرف ممکن نہ تھا۔ کہ ذرہ بھر بھی نظر ڈالی جاتی۔

اس کے بعد جب عہدِ امامت آیا تو اس وقت مجالسِ میلاد سے بڑھ کر دینی اور اسلامی ضرورتیں رونما ہو گئیں کہ جن کے سرانجام دینے میں مسلمان شب و روز کی پیہم کوشش سے بھی بمشکل عہدہ برآ نہ ہو سکے۔ کیونکہ اسلام میں رخنہ اندازی شروع ہو گئی تھی۔ عہدِ رسالت کے ستارے غروب ہو رہے تھے۔ علوم جدیدہ اور اقوامِ عجمیہ کی دخل دہی نے اسلامی دنیا میں ایک بہت بڑا انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ اب اگر مجالسِ میلاد وغیرہ مستحسنات کی طرف مسلمان توجہ کرتے تو جمع احادیث، تدوینِ مسائل اور جمع روایات کا سلسلہ کیسے چل سکتا تھا۔ اور کیسے آج مسلمان اپنی مذہبی روایات سے روشناسی حاصل کر سکتے تھے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رفتہ رفتہ جب اسلامی تبلیغ کا انتظام دلخواہ طریق پر ہوگیا۔ اور بنی امیہ اور بنی عباس کے درمیان سیاسی اور اقتصادی تحریکات کا پُرآشوب فتنہ فرو ہوگیا۔ تو سب سے پہلے تصنیف و تالیف اور نشر و اشاعت علوم و فنون جدیدہ کی طرف مسلمانوں نے اپنی توجہات منعطف کیں۔ ابھی یہ قصہ ختم ہی نہیں ہوا تھا کہ مذہبی اختلافات اور مذاہب جدیدہ اور حکمت و فلسفہ یونان سے مقابلہ کرنے میں مسلمانوں کو ذکر و شغل اور عزلت و تحنث کی فرصت نہ ملی تاکہ مجالس میلاد کی نشر و اشاعت میں اپنا وقت صرف کر سکیں۔

تاریخی نقطہ نگاہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ ماننا پڑتا ہے کہ مجالس میلاد یا مجالس ذکر و شغل کی طرف مسلمانوں کو زیادہ تر توجہ اس وقت ہوئی جب کہ ضروریات اسلام سے فراغت پاکر مسلمان اپنی حکومت اور اسلامی ترقیات سے بہرہ ور ہوکر آرام سے زندگی بسر کرنے لگے۔ اور غیر اقوام کے میل جول نے ان کو اس امر کی طرف مجبور کیا کہ جس طرح وہ لوگ اپنے اسلاف کی یادگاریں قائم کرتے تھے، اسی طرح دوش بدوش مسلمان بھی اسلامی شان و شوکت ظاہر کرنے کے لئے مجبور ہوگئے کہ وہ بھی ایام اللہ کے منانے میں کوشش کریں۔ علاوہ اس کے ساتویں صدی ہجری میں جب تاتاری قوم کی ظالمانہ حکومت سے مسلمانوں کی حکومت اور اسلامی خلافت کا شیرازہ بکھر گیا۔ اور لوگ اپنی جان بچانے کی خاطر کچھ تو ہندوستان یا افغانستان وغیرہ پُرامن ممالک میں پناہ گزیں ہوئے اور کچھ عزلت نشین ہوکر دُنیا سے بے تعلق ہوکر خانقاہوں اور مساجد یا عبادت خانوں میں یکسوئی حاصل کرکے سیاسیات سے ایسے روکش ہوگئے کہ شب و روز ذکر و شغل اور ورد و وظائف یا تلقین و ارشاد میں ہمہ تن مصروف ہوکر اپنی حیات مستعار کے دن پورے کرنے لگے۔ کیونکہ ساتویں صدی اور اس کا پس و پیش زمانہ کچھ ایسا تھا کہ غیر جانبدار طبائع کے لئے سوائے اس وقت زہد و تقوٰی اور گوشہ نشینی کے کوئی چارہ نہ تھا۔" (ص ۲۳)

اہلحدیث

ہم مصنف ممدوح کے شکر گذار ہیں کہ ہمارے دعوے کا ثبوت انہوں نے خود پیش کر دیا۔ کس بلاغت اور لطافت سے مروجہ مجالس مولود کی بیخ کنی کی ہے کہ زبان اور قلم سے بے ساختہ نکلتا ہے۔ مرحبا جزاک اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

این کار از تو آید و مرداں چنیں کنند

زمانہ رسالت میں مجلس میلاد کی ضرورت نہ ہوئی کہ اس وقت حضور زندہ سلامت

ہاں جناب تھے۔ جب کہ چھوٹے چھوٹے نیک کام بھی سکھائے جاتے اور کرائے جاتے تھے تو مجلس مولود جیسا نیک کام کیوں چھوڑا رہا۔ جہاں سال بھر میں دو عیدیں ہوتی تھیں، تیسری عید میلاد بھی ایک ہو جاتی تو کیا ہرج تھا۔ بہر حال ہم میں آپ میں اختلاف نہیں رہا کہ زمانہ رسالت میں یہ کام نہیں ہوتا تھا۔ اس سے لطیف تر یہ فقرہ ہے۔ "عہد صحابہؓ میں اتنی فرصت کہاں تھی" خدا کے فضل سے صحابہ کرام نے کوئی چھوٹے سے چھوٹا دینی کام نہیں چھوڑا۔ کیا عہد صحابہ میں کار خیر کرنے کی فرصت نہ تھی۔

اَللہُ اَکْبَرُ! جس زمانہ کو کل اہل سنت اسلام کا مکمل نمونہ اور خیر و برکت کا زمانہ جانتے ہیں، اس کی بابت یہ بدگمانی ہو کہ ان کو ایک ضروری اور بڑے کام کی فرصت نہ ہوتی تھی بہر حال اس میں بھی ہمارا آپ کا اتفاق ہے کہ زمانہ خلافت میں بھی مجلس مولود نہ ہوتی تھی۔ فالحمد للہ

زمانہ امامت (شائد مراد زمانہ ائمہ اربعہ ہے) اس زمانہ میں بھی یہ کام نہ ہوتا تھا کیونکہ اس میں اور اہم کاموں پر توجہ تھی۔

عجیب بات ہے ہر جمعہ کو تعطیل منائیں، سال میں دو عیدیں کریں، ہر ہفتہ میں جمعہ کا اہتمام کریں، نماز جمعہ پڑھائیں، مگر سال میں ایک گھنٹہ مجلس میلاد کرنے کی فرصت نہ ہو۔ بہر حال ہمارا آپ کا اس میں بھی اتفاق ہوا کہ زمانہ امامت میں بھی مروجہ طریق نہ تھا۔ لہ الحمد۔ آخر بات نکلی تو یہ کہ

"جس طرح کفار اپنے اسلاف کی یادگاریں قائم کرتے تھے۔ مسلمان بھی ایسا کرنے پر مجبور ہو گئے"

پس مطلع صاف ہے۔ مرکز بحث یہ ہوا کہ کفار کا فعل بھی ادلہ شرعیہ میں ہے یا نہیں۔ جہاں تک علم اصول کی شہادت ہے۔ دلائل شرعیہ چار ہیں۔ قرآن۔ حدیث۔ اجماع اور قیاس۔ آج سننے میں آیا ہے کہ پانچواں اصل "فعل کفار" بھی ہے۔ جو لوگ کفار کے فعل کو شرعی امر کے لئے مقیس علیہ بنائیں۔ ان کے حق میں یہ شعر موزوں ہے ؎

ہیرے پہلو سے گیا پالا ستمگر سے پڑا
رل گیا اسے دل تجھے کفران نعمت کی سزا

اسی تقریب میں فاضل مصنف نے مانعین میلاد کو یہ طعنہ دیا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"جو وہابی آج مجالسِ میلاد کو بدعت سمجھے ہوئے ہیں وہ ماتھے پر سیندھور لگا کر ہندؤوں کو خوش کرنا سعادتِ دارین سمجھتے ہیں۔" (ص ۵)

ہمیں ایسے وہابی نہیں ملے جو سیندھور لگاتے ہوں۔ واللہ! اگر ملیں تو ہم ہاتھوں سے ان کا سیندھور اتار دیں۔ ہو سکے تو دو طمانچے ان کے منہ پر رسید کریں۔ مگر مصنف صاحب یہ تو بتا دیں کہ جو لوگ محبت رسول میں میلاد کرنا ثواب جانتے ہیں وہ قبروں پر اور پیروں کے پیروں پر سجدے کیوں کرتے ہیں۔ کیا اُن کے فعل کا ذمہ دار بھی کوئی ہے؟ مولانا ۔ است

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

بدعت کیا ہے؟

سب سے بڑا شبہ کہ یہ کتاب مولوی محمد عالم صاحب مدرس اسلامیہ اسکول کی تصنیف نہیں ہے۔ یہ سُرخی ہے۔ کیونکہ اس سُرخی کے نیچے یوں تو بہت لمبی چوڑی تقریر کی گئی ہے۔ مگر اصل بات ناخنوں سے چھیلنے سے بھی نہیں ملتی۔ ناظرین اس سُرخی (بدعت کیا چیز ہے؟) کو اپنے سامنے رکھیں اور اس کے ماتحت عبارت بغور پڑھیں۔ قابل مصنف لکھتے ہیں:

"قرآن شریف موجودہ ترتیب کے ساتھ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی سعی بلیغ کا نتیجہ ہے۔ سنت تراویح کی باقاعدہ جماعت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی کوشش ہے۔ ترتیب ابواب کے ساتھ مسائلِ فقہ کو جمع کرنے کا سہرا حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تعالیٰ کے سر لہلہا رہا ہے۔ تدوین احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم تابعین اور تبع تابعین کے لیے خداوند تعالیٰ نے مخصوص کر رکھا تھا۔ علیٰ ہذا القیاس مسجد نبوی عہد رسالت میں سادہ چھپر کی بنی ہوئی تھی۔ عہد خلافت راشدہ میں اس میں ترمیمات کے ساتھ اضافے کیے گئے۔ اس کے بعد عہد سلاطین اسلامیہ میں اس میں اسی شان و شوکت کی زینت کی شان دکھلائی گئی کہ آج اسلامی دنیا میں اس سے بہتر اور قیمتی پتھروں کی بنی ہوئی اور مسجد صفحہ دنیا میں نہیں ہے۔ اسی طرح قرآن شریف پر حرکات و سکنات اور اوقاف و رکوعات کی محنت خلفاء بنی امیہ کے عہد میں ٹھکانے لگی۔ اس کے بعد مفسرین نے اپنے اپنے عہد تالیف میں قرآن و حدیث کے دو سمندروں کو ملا کر مجمع البحرین بنا دیا اور وہ تفاسیر لکھیں۔ کہ قرآن و حدیث کے تطابق کی زحمت امت محمدیہ سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے اٹھا دی۔ اس کے بعد جب اور بھی سہولت کو مدنظر رکھا گیا تو سب سے پہلے شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم نے قرآن شریف کا ترجمہ کیا۔ جس کی پاداش میں آپ کو حرمین شریفین میں سر چھپانا پڑا۔ بعد میں جب لوگوں نے اس بدعت کو مفید سمجھا تو خود تراجم میں شروع ہو گئے۔ چنانچہ آج یہ بدعت یہاں تک پھیل گئی ہے۔ اور اس قدر زور پکڑ گئی کہ ہندوستان کے وہابی عموماً اور بعض حضرات معتزلہ خصوصاً اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ نماز جمعہ کا خطبہ بھی غیر عربی میں ہونا چاہیئے۔ معلوم نہیں کہ چند سالوں کے بعد اسی جماعت وہابیہ کے جانشین انہی حدود کے اندر پابند رہیں گے یا ساری عبادات اور ادعیہ کو بھی غیر عربی میں رائج کر دیں گے۔ بہت ممکن ہے کہ انقلاب ترکی سے متاثر ہو کر اب ہی سے غیر عربی میں نماز کی اشاعت کر دیں گے!" (صہ ۳)

ناظرین! مصنف کی علمی قابلیت سے ہمیں توقع تھی کہ بطریق محصلین بدعت کی جامع و مانع تعریف کریں گے۔ پھر اس پر آثار مرتب فرمائیں گے۔ لیکن افسوس کہ

خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم

المختصر بحث کو جتنا لمبا کریں کر سکتے ہیں۔ مگر بات صرف اتنی ہے کہ اہل توحید کے دو فقرے ہیں۔ جن پر سارا مدار ہے۔

(۱) مجلس میلاد زمانہ رسالت و خلافت میں نہ تھی (۲) جو کام ان زمانوں میں نہ ہو وہ دینی کام نہیں۔ نتیجہ یہ کہ مجلس میلاد دینی کام نہیں۔

شکر ہے کہ ہمارے مخاطب کو پہلا فقرہ (جو زیادہ بحث طلب ہے) مسلم ہے۔ ملاحظہ ہو ان کی منقولہ عبارت (از صہ ۲ الفقیہ مذکور)۔ دوسرا فقرہ تو ہر ایک مسلم کو مسلم ہے۔ یہی معنے ہیں اس حدیث کے۔

مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (مشکوٰۃ)

"جو کوئی ہمارے دین میں نئی بات پیدا کرے وہ مردود ہے۔" پس

مپندار سعدی کہ راہ صفا
تواں رفت جز در پے مصطفےٰ

(اہل حدیث ۵ راگست ۱۹۳۲ء)

مولود شریف کا ثبوت؟ مَا شَاءَ اللّٰہُ وبہ "اہل حدیث" ۵ راگست میں ہم نے "الفقیہ"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے ایک رسالہ کے جواب میں مختصر سا مضمون درباره مولود لکھا تھا ہماری نیت میں تھا کہ آئندہ ربیع الاول میں اس کا جواب مفصل دیں گے۔ انشاء اللہ۔

اس کے بعد "الفقیہ" مورخہ ۱۴ راگست میں ایک مضمون نکلا ہے۔ جسے ہم پہلے کی طرح فیصلہ کن جانتے ہیں۔

قابل مجیب نے اپنے ناظرین کو اہل حدیث سے نفرت دلانے کا کوئی دقیقہ نہیں چھوڑا۔ مثلاً لکھتا ہے۔

"آئے دن وہابیوں کی طرف سے تکفیر، تلعین یا تجہیل و توہین کی تحریرات شائع ہوتی رہتی ہیں کبھی فروعات پر خامہ فرسائی کر کے مشین تکفیر و تلعین سے گولہ باری کی جاتی ہے"

(الفقیہ ۱۴ راگست ۳۲ء صـ۷)

حالانکہ واقعہ یہ ہے کہ یہ سب کچھ انہی لوگوں کی طرف سے ہو رہا ہے جن کا فتویٰ ہے کہ افراد اہل حدیث کے پیچھے اقتداء جائز نہیں کیوں، مومن صالح ہیں؟ نہیں مومن ہونا تو وجہ عدم جواز کی نہیں۔ اچھا بدعتی ہیں؟ بدعتی کے پیچھے بھی نماز جائز ہے۔ خاص کر امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جن کا فتویٰ اس حدیث کے ماتحت ہے۔

صلوا خلف کل بر و فاجر (شرح فقہ اکبر) (ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھا کرو) پھر کیوں جائز نہیں؟ اس کے سوا کیا وجہ ہے کہ ان مفتیان کے نزدیک وہ کافر ہیں۔ برخلاف اس کے اہل حدیث ابتداء سے حنفیہ کے پیچھے اقتداء جائز کہتے اور کرتے آئے ہیں۔ پھر بتاؤ تکفیر کس نے کی؟

۵ راگست کے "اہل حدیث" میں ہم نے لکھا تھا کہ مصنف رسالہ خود لکھتے ہیں کہ مولود کی رسم نہ زمانۂ رسالت میں تھی نہ زمانۂ خلافت میں نہ زمانۂ امامت میں" تو پھر اس کے بدعت ہونے میں کیا شبہ؟ اس کا جواب مجیب نے جو دیا ہے۔ اس کو بھی ہم فیصلہ کن جان کر ناظرین تک پہنچاتے ہیں۔

"جس امر کی اجمالی تصویر بھی خیر القرون میں نہ ملے وہ بدعت ہے" (صـ۷ کالم ۱)

ہم اس تعریف کو صحیح مان کر فاضل مجیب کو مجمل کی تعریف پر توجہ دلاتے ہیں جو یہ ہے۔

المجمل ما ازدحمت فیہ المعانی و اشتبہ المراد بہ اشتباها لا یدرک بنفس العبارۃ بل بالرجوع الی الاستفسار ثم الطلب ثم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

المتامل۔ (نور الانوار صلا۹۱)

"یعنی مجمل نہ ہوتا ہے جس کے معانی کثیرہ جمع ہوں اور مراد ایسی مشتبہ رہ جائے کہ استفسار از متکلم۔ پھر طلب پھر تامل کے بغیر سمجھ میں نہ آئے۔"

اس تعریف کے مطابق آپ مولود کی مجمل صورت قرون ثلاثہ (زمانۂ رسالت و زمانۂ امامت) میں دکھاویں۔

نوٹ واضح رہے کہ مولود متنازعہ یہ ہے۔ "مجلس میں قرآن خوانی، نعت خوانی، ذکر ولادت، ذات رسالت۔ اس میں جزو اعظم ذکر ولادت کے وقت بہ نیت تشریف آوری آنحضرتؐ قیام کرنا۔ اور دست بستہ سلام و صلوٰۃ بایں الفاظ پڑھنا الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ۔"

اس مفصل کا مجمل پتہ قرون ثلاثہ میں دکھاویں تو ہم مجیب صاحب کے مشکور ہوں گے۔ مگر یاد رہے کہ مجمل اس طرح کا ہو جو علماء اصول نے بتایا ہے۔ جن کی عبارت ہم نے اوپر نقل کی ہے۔

نوٹ مجیب موصوف نے بڑے دعوے سے لکھا ہے کہ مولود کرنا اگر شرک ہے تو کیا فلاں بزرگ مشرک تھے۔ مثلاً علامہ سیوطیؒ، شیخ عبدالحقؒ، مولانا عبدالحیؒ وغیرہ۔

ہم اس کے جواب میں صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ مولانا! اہل علم کا اصول ہے۔

"ثبت العرش ثم انقش" (پہلے تخت بناؤ پھر رنگ کرو)

پہلے آپ ان بزرگوں کی تحریرات سے مروجہ مولود کا ثبوت تو دکھائیں۔ پھر فتویٰ بھی پوچھیں سنیئے۔ ہم بطور معارضہ آپ کے گواہوں میں سے ایک زبردست گواہ مولانا عبدالحی لکھنوی مرحوم کو پیش کرتے ہیں۔ پس آپ انصاف سے سنیئے اور داد انصاف دیجئے مولانا موصوف فرماتے ہیں۔

"قیام کرنا جو وقت ذکر ولادت، کے کرتے ہیں۔ میرے نزدیک یہ بے اصل ہے اور ادلہ شرعیہ سے ثابت نہیں۔" (فتاویٰ لکھنوی جلد اول صلا۳۲۹ بار چہارم ۱۳۱۴ھ مجر)

مروجہ مولود سے قیام اگر الگ کر دیا جائے تو باقی جسد بلا روح (مردہ) رہ جائے گا اور اگر قیام کو شامل کیا جائے محض قیام کی نظر سے تو حسب فتوےٰ مولانا مرحوم بے ثبوت ہونے سے مجموعہ مولود بدعت ہے۔ اور اگر بہ نیت حاضر و ناظر کیا جائے تو چونکہ ہر جگہ حاضر و ناظر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہونا خدا کی صفت ہے۔ لہٰذا شرک ہے۔

یہ ہے تفصیل ہمارے اور جملہ اہل حق کے مذہب کی۔ اب آپ کو اختیار ہے۔ جو صورت چاہیں اختیار کریں۔ مختصر یہ کہ آپ حسب قاعدہ مناظرہ پہلے مولود کی حقیقت متضمن اجزا بیان کریں۔ پھر اس کا حکم بتا دیں۔ پھر زمانہ خیر میں اس کی مجمل صورت دکھائیں۔ اگر ایسا نہ کریں گے اور محض غصہ اور رنج کا اظہار کر کے اپنے ناظرین کو بھڑکائیں گے۔ تو لاچار ہم یہ کہنے پہ مجبور ہوں گے ؎

مدعی چوں رگ گردن بفراز د بجدل
نیم تصدیق بیانش نہ تحسینش کن
(۲ستمبر ۱۹۳۲ء)

مروجہ مجالس میلاد اور جشن میلاد النبی ﷺ پر تبصرہ

مندرجہ بالا عنوان پہ ایک مضمون معاصر الفرقان بریلی بابت ماہ ربیع الآخر ۱۳۵۸ھ میں مولوی حبیب احمد صاحب کیرانوی کی طرف سے شائع ہوا ہے۔ چونکہ یہ ایک علمی اور تحقیقی مضمون ہے اور ایک حنفی المذہب کا مرقومہ ہے۔ اس لئے ہم ناظرین اہل حدیث تک اسے پہنچاتے ہیں۔ تاکہ مدعیان حنفیت بھی اس سے خاص کر مستفیض ہوں۔ (مدیر)

اخبار "الامان" دہلی کے میلاد نمبر میں ایک مضمون مجالس نبویہ کے انعقاد پر "محققانہ بحث" کے عنوان سے شائع ہوا ہے جس میں صرف ذاتی تحقیق پر ہی اکتفا نہیں کیا گیا۔ بلکہ مخالفین پر طعن بھی موجود ہے۔ لہٰذا ہم چاہتے ہیں کہ اس تحقیق کی حقیقت ظاہر کر دیں۔ تاکہ فاضل محقق اپنی تحقیق کی غلطی پر متنبہ ہو کر حق کی طرف رجوع کریں پس ہم کہتے ہیں کہ

(الف) اس امر پہ دونوں فریق متفق ہیں کہ ان میلادی محافل کا وجود نہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اور نہ صحابہ کے زمانہ میں اور نہ تابعین کے زمانہ میں اور نہ تبع تابعین کے زمانہ میں۔ جن کی خیریت کی شہادت رسول اللہ نے دی ہے۔ یہ صرف شر القرون کی ایجاد ہے جب کہ زمانہ اجتہاد ختم ہو چکا تھا اور کوئی مجتہد باقی نہ رہا تھا۔ صرف مقلد ہی مقلد باقی رہ گئے تھے۔ جن کو اجتہاد کا حق نہ تھا۔ بلکہ ان کا کام صرف مجتہدین کی تقلید تھا۔

(ب) یہ حقیقت بھی فریقین کے نزدیک مسلم ہے کہ ان مجالس کا موجد کوئی دیندار عالم نہ تھا جس نے آیات و احادیث کے تابع ہو کر ان کا احداث کیا ہو۔ بلکہ وہ ایک دنیا دار بادشاہ تھا۔ جس کو قرآن و حدیث سے کوئی واقفیت نہ تھی۔ اور نہ اس کو ان سے مسائل کا استنباط کا حق تھا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(ج) یہ حقیقت بھی ناقابل انکار ہے کہ ہر زمانہ میں علماء دو قسم کے ہوئے ہیں۔ ایک دُنیادار، دوسرے دیندار۔ دنیادار دین کو دُنیا کی عوض بیچ دیتے ہیں۔ لیکن دیندار ایسا نہیں کرتے۔

(د) یہ حقیقت بھی ناقابل انکار ہے کہ اختلاف اُفہام مجتہدین میں بھی ہوتا ہے اور غیر مجتہدین میں بھی اور بعض لوگوں کی نظر سطحی ہوتی ہے اور بعض کی نہایت گہری۔ گہری نظر اور دقیق فہم والے افراد کم ہوتے ہیں اور سطحی نظر والے افراد زیادہ۔ چنانچہ خدا نے امام ابوحنیفہ کو جو نظر دقیق عطا فرمائی تھی وہ دوسرے مجتہدین کے لئے بھی حاصل نہ تھی۔ اسی وجہ سے انہوں نے ان کو "صائب رائے" کا لقب دیا۔ پس جب کہ مجتہدین میں یہ اختلاف افہام موجود ہے تو غیر مجتہدین میں یہ اختلاف بالاولیٰ ہوگا۔

(ہ) یہ حقیقت بھی فریقین کے نزدیک مسلّم ہے کہ صرف مقلدین کا اجماع بھی حجت نہیں چہ جائیکہ کثرت۔

(و) یہ حقیقت بھی متفق علیہ ہے کہ اس مسئلہ میں ابتدا ہی سے اختلاف موجود ہے۔ چنانچہ علامہ تاج الدین فاکہانی، ابن الحاج مالکی، مولانا عبدالرحیم معتزلی حنفی، مولانا نصیر الدین شافعی، مولانا شرف الدین حنبلی، مولانا قاضی شہاب الدین دولت آبادی وغیرہ مانع ہیں اور دوسرے بعض حضرات مجوز۔

(ز) یہ حقیقت بھی متفق علیہ ہے کہ مقلد کو بلا ضرورت ملجیہ براہِ راست دلائل شرعیہ سے استنباط مسائل کا حق نہیں۔ کیونکہ یہ کام صرف مجتہد کا ہے۔ اگر مقلد کو بھی یہ حق ہو تو وجوب تقلید کے کوئی معنی نہیں۔

جب کہ یہ تمام امور ہمارے اور ان کے درمیان متفق علیہ ہیں تو اُن سے معاملہ کی حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ کہ جس بادشاہ نے ان محافل کو احداث کیا ہے۔ اس نے دلائل شرعیہ کی بنا پر اس کو ایجاد نہیں کیا۔ بلکہ اس نے اس مسئلہ میں عیسائیوں کے کرسمس ڈے کی نقل اتاری تھی۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ اس نے کسی بُری نیت سے ایسا کیا تھا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ اس کی نیت اچھی ہو لیکن یہ ضروری نہیں کہ جس فعل کی نیت اچھی ہو۔ وہ فعل بھی اچھا ہو چنانچہ قوم موسیٰ نے بت پرستوں کو بت پرستی کرتے دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی تھی "اجعل لنا الٰھًا کما لھم الھۃ" اور صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی تھی کہ "اجعل لنا ذات انواط کما لھم ذات انواط" اور ظاہر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے کہ اس بارہ میں اصحاب موسیٰ اور اصحاب محمد علیہما السلام کی نیتیں بُری نہ تھیں۔ بلکہ صرف ناواقفی کی وجہ سے ایسی درخواست کی تھی۔

پس اس بادشاہ نے بھی اپنی ناواقفی سے حضرت عیسیٰ کی ولادت کی خوشی عیسائیوں کو مناتے ہوئے دیکھ کر خیال کیا۔ کہ ہمارے نبیؐ اس کے زیادہ مستحق ہیں کہ ہم ان کی ولادت کی خوشی منائیں اس لیے اس نے یہ محفل ایجاد کی۔ اس پر بعض خام ذہنیت رکھنے والے علماء نے بادشاہ کی خوشنودی کے لیے قرآن و حدیث کی ورق گردانی کی اور جس قدر ان کو اس بدعت کی تائید میں دلائل مل سکے۔ انھوں نے ان کو جمع کر دیا۔ اُن دلائل کو دیکھ کر دیندار علماء میں دو فریق ہو گئے۔

ایکؔ وہ جو اہل بصیرت تھے۔ دوسرے وہ سطحی نظر کے لوگ تھے۔ اہل بصیرت نے ان دلائل کی کمزوری کو محسوس کر لیا۔ اور اس سے اختلاف ہو گیا۔ اور اس کے بدعت ہونے کا حکم لگایا۔ سطحی نظر والوں نے ان کو صحیح سمجھ کر ان کے ساتھ موافقت کی اور اس کو بدعت حسنہ قرار دیا۔ اب محقق کا کام یہ ہے کہ فریقین کے دلائل کو پیش نظر رکھ کر انصاف کے ساتھ فیصلہ کرے۔

(۱) مانعین کی دلیل یہ ہے کہ قرآن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا۔ حدیث خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل و تقریر کا نام ہے۔ اگر مجوزین کے وہ دلائل صحیح ہیں۔ جن کو قرآن و حدیث سے پیش کرتے ہیں تو خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دلائل سے ان مجالس کا استحسان کیوں نہ سمجھا اور نبوت کے تیئس۲۳ برس کے عرصہ میں تیئیس۲۳ دفعہ بارہ ربیع الاول کا دن آیا اور کرسمس ڈے کی نظیر بھی آپ کے آنکھوں کے سامنے موجود تھی۔ مگر باوجود اس کے ایک مرتبہ بھی آپ نے اس کرسمس ڈے کی نقل کا استحسان نہ قولاً بیان فرمایا نہ فعلاً۔ اس کے تیس برس تک خلافت راشدہ کا زمانہ رہا۔ اس زمانہ میں بھی مسلمانوں کے سامنے یہ دلائل موجود تھے۔ مگر اُن کو بھی توفیق نہ ہوئی کہ وہ اس عیسائیوں کی نقل کا استحسان قرآن و حدیث سے استنباط کرتے۔ اس کے بعد چار سو برس تک مجتہدین کا زمانہ رہا۔ اور اس عرصہ میں سیکڑوں بلکہ ہزاروں مجتہد گزرے اور انھوں نے قرآن و حدیث سے مسائل استنباط کے لیے انتہائی قوت صرف کی۔ مگر باوجود اس کے اس بدعت کا استحسان ان کو بھی نظر نہ آیا۔ اب جب کہ زمانہ علم ختم ہو گیا اور زمانہ جہل شروع ہوا۔ تو اس زمانہ جہل میں بھی نو۹ سو برس تک اس بدعت کا استحسان کسی کو نظر میں نہ آیا۔ اب جب کہ جہل اپنی پوری قوت پر پہنچ گیا تو اس وقت بھی اس کا استحسان کسی دیندار عالم کی نظر میں نہ آیا۔ بلکہ اس کا استحسان ایک ایسے شخص کو نظر آیا۔ جس میں کوئی قابلیت نہ تھی۔ اس غیر عالم شخص

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے علماء کی رہنمائی کی اور اب اُن کو بھی تمام قرآن و حدیث میں یہ بدعت نظر آنے لگی۔ اب اگر ہم علمائے مجوزین کے دلائل کی صحت کو تسلیم کرلیں۔ تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر اس بدعت کی ایجاد کے وقت تک تمام علماء امت، صحابہ و تابعین تبع تابعین اور دوسرے مجتہدین وغیر مجتہدین کو نعوذ باللہ "جاہل" اور "نافہم" مان لیں۔ تاکہ اس کے مجوزین کی علمی پوزیشن محفوظ رہ سکے۔ سو ہم نہیں سمجھ سکتے۔ کہ کوئی مسلمان اس کی جرأت کرسکے گا۔ بجز مجوزین اور اُن کے دوسرے ہمنواؤں کے۔

(۲) تمام مقلدین کا اس پر اتفاق ہے کہ دلائل شرعیہ سے براہ راست مسائل کا استنباط کا حق صرف مجتہدین کو ہے اور غیر مجتہدین کو یہ حق نہیں بلکہ اُن کا فرض صرف مجتہدین کا اتباع ہے[1] (الا بضرورۃ ملجئۃ) اور جب کہ یہ مسلّم ہے۔ تو اب کسی مدعی تقلید کو یہ حق نہیں کہ وہ تقلید ائمہ کو چھوڑ کر براہ راست دلائل شرعیہ سے اس مسئلہ کو ثابت کرنے کی کوشش کرے۔ اگر وہ ایسا کرتا ہے تو یہ اس کی انتہائی نافہمی ہے کیونکہ وہ اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ میرے قول اور فعل میں تناقض ہے۔ کیونکہ اس کے دعویٰ تقلید کے معنی یہ ہیں کہ اس میں اجتہادی قابلیت نہیں ہے اور اس بدعت کو دلائل سے ثابت کرنے کے یہ معنی ہیں کہ اس میں اجتہادی قابلیت ہے۔

(۳) ایسے لوگ تارکین تقلید سے بھی زیادہ قابل الزام ہیں۔ کیونکہ ان کے اجتہاد کا حاصل تو صرف یہ ہے کہ وہ ایک مجتہد فیہ مسئلہ میں ایک مجتہد کے قول کو ترجیح دے لیتے ہیں اور تمام مجتہدین کے خلاف کوئی بدعت ایجاد نہیں کرتے بلکہ بدعت کو نہایت بُرا جانتے ہیں۔ اور اُن کے اجتہادی مسائل میں اگر ایک مجتہد ان کا تخطیہ کرتا ہے تو دوسرا مجتہد ان کی تصویب بھی کرتا ہے اور یہ لوگ (باوجود ادعائے تقلید محض) اجتہاد کرتے ہیں۔ اور پھر اپنے اجتہاد میں کسی مجتہد کی موافقت

---

[1] کتب اصول فقہ کی تصریحات آپ کی تائید کرتی ہیں توضیح میں ہے دلیل المقلد ان یقول هذا ما ادی الیہ رای ابی حنیفۃ وکلما ادی الیہ رای ابی حنیفۃ فھو عندی صحیح ہذا اصول کی بلند پایہ کتاب مسلّم الثبوت میں مرقوم ہے اما المقلد فمستند قول مجتہد اسی طرح دیگر کتب اصول میں بھی یہ تصریحات ملتی ہیں۔ افراد اہلحدیث جب سنتے ہیں کہ بعض علمائے مقلدین فتویٰ دیتے ہیں کہ غیر مقلدین کے پیچھے اقتدا جائز نہیں تو وہ اس بنا پر ان سے سوال کرتے ہیں کہ اس فتویٰ کی دلیل ائمہ مجتہدین کے قول سے دکھایئے کیونکہ مقلد کو حق نہیں ہے کہ وہ بغیر قول امام کے فتویٰ دے تو اس کے جواب میں وہ خاموش ہو جاتے ہیں چونکہ یہ اصول ارباب تقلید کا مسلمہ ہے اس لئے اس سے انحراف نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اس سے انحراف کرنے والے کو دائرہ تقلید سے باہر سمجھنا چاہیے۔ (اہلحدیث)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی نہیں کرتے۔ بلکہ سب سے الگ ایک مسلک اختیار کرتے ہیں۔ اس لئے کسی مجتہد کی تائید اُن کو حاصل نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا یہ اُن سے زیادہ قابل الزام ہیں اور اُن کا دعویٰ تقلید بھی سراسر جھوٹا ہے

(۴) مروّجہ حال "عید میلاد" میں جو مفاسد پیشتر تھے وہ بحالہا باقی ہیں اور اُن کے علاوہ اس میں دوسرے مفاسد کا بھی اضافہ ہو گیا ہے جس کی وجہ سے اب وہ علماء بھی اس کو جائز نہیں کہہ سکتے جو قدیم میلاد کو جائز کہتے تھے۔ مثلاً جلوس نکالنا۔ جو کہ موجودہ یورپ کی تقلید ہے چراغاں کرنا جو کہ دیوالی کی نقل ہے۔ باجے گاجے جو کہ بالکل حرام ہیں وغیرہ وغیرہ۔ پس اس بارہ میں مجوزین کے قول سے بھی استدلال صحیح نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جس وقت انھوں نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا تھا اس وقت وہ مفاسد اس میں موجود نہ تھے جو آج ہیں۔

(۵) ان افعال شنیعہ کے اثبات میں قرآن و حدیث میں تحریف کرنی پڑتی ہے۔ جس کا حاصل خدا اور رسول پر بہتان باندھنا ہے۔ جو کہ انتہائی ظلم ہے۔ ومن اظلم ممن افتری علی اللّٰہ کذبا۔

یہ وہ مضبوط دلائل ہیں جن سے مانعین تمسک کرتے ہیں۔ اب رہے وہ لچر اور پوچ دلائل جن سے مجوزین تمسک کرتے ہیں۔ ان کی حقیقت اگرچہ اجمالی طور پر سطور بالا میں معلوم ہو چکی ہے۔ لیکن ہم ان پر تفصیلاً بھی گفتگو کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ

(۱) فاضل محقق نے واذ اخذ اللّٰہ میثاق النبیین لما اٰتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ سے ان مجالس کے استحسان پر استدلال کیا۔ حالانکہ یہ کلام الٰہی کی صریح تحریف ہے۔ کیونکہ اس آیت میں ان مجالس کی طرف کوئی اشارہ بھی نہیں اس لئے کہ آیت کا حاصل یہ ہے۔ کہ تمام انبیاء سے یہ عہد لیا گیا تھا۔ کہ اگر تمہارے پاس کوئی خدا کا رسول آئے تو تم کو اس کی تصدیق و تائید کرنی ہوگی اور ظاہر ہے کہ اس مضمون کو جشن میلاد سے کچھ بھی تعلق نہیں۔

فاضل محقق نے اس آیت کے ذیل میں طبری سے حضرت علیؓ کی ایک روایت نقل کی ہے جس کا مضمون یہ ہے کہ "لم یبعث اللّٰہ نبیا من ادم فمن دونہ الا اخذ علیہ العھد فی محمد صلی اللّٰہ علیہ وسلم لئن بعث وھو حی لیؤمنن بہ ولینصرنہ" لیکن اوّل تو یہ روایت ہی ثابت نہیں کیونکہ اس کا راوی سیف بن عمرو ضاح و کذاب اور متہم بالزندقہ ہے" قال ابن حبان یروی الموضوعات عن الاثبات قال وقالوا انہ کان یضع الحدیث اتھم بالزندقۃ وقال الحاکم اتھم بالزندقۃ وھو فی الروایۃ ساقط

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقال ابو حاتم متروك الحديث "

اور بالفرض اگر ثابت ہو تو اس سے فقط اتنا ثابت ہوتا ہے کہ تمام انبیاء سے اس بات کا عہد لیا گیا تھا۔ کہ اگر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے زمانہ میں رسول بنا کر بھیجے جائیں تو تم اُن پر ایمان لانا اور اُن کی مدد کرنا لیکن اس مضمون کو بھی عید میلاد سے کوئی تعلق نہیں ہاں اگر روایت میں یہ مضمون ہوتا کہ اگر محمدؐ تمہارے زمانہ میں پیدا ہوں تو تم ان کی پیدائش کی اسی طرح خوشی منانا۔ جس طرح عیسائی حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کی مناتے ہیں تو بے شک ان کا مدعا ثابت ہو جاتا۔ لیکن واقعہ یہ نہیں ہے تو پھر ان کا مدعا کیوں کر ثابت ہو۔

(۲) فاضل محقق نے حضرت عیسیٰؑ کے اس قول سے بھی جشن میلاد نبوی پر استدلال کیا ہے "وَالسَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُّ وَيَوْمَ أَمُوتُ وَيَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا" لیکن یہ بھی سراسر غلط ہے کیونکہ اول تو اس کو مروجہ جشنِ میلاد سے کوئی تعلق نہیں اور اگر ہو بھی تو اس سے کرسمس ڈے" کا ثبوت ہوگا۔ نہ کہ عید میلاد النبیؐ کا۔ اس لئے اُن کو چاہیئے کہ عیسائیوں کے ساتھ ہو کر "کرسمس ڈے" منایا کریں۔ پھر اگر اس سے جشنِ میلاد کا ثبوت ہوتا ہے تو و السلام علیہ یوم ولد ویوم یموت ویوم یبعث حیا سے جشنِ میلاد اور جشنِ وفات دونوں کا ثبوت ہوتا ہے کیونکہ اس میں یوم ولادت اور یوم وفات کو ایک حیثیت میں رکھا گیا ہے۔ لیکن وہ جشنِ میلاد مناتے ہیں اور جشن وفات نہیں مناتے اس کی وجہ بجز نصاریٰ کی تقلید کی اور کوئی نہیں معلوم ہوتی۔ غالباً یہی وجہ ہے کہ فاضل محقق نے حضرت عیسیٰؑ کے قول سے تو استدلال کیا لیکن خود حق تعالیٰ کے قول کو نظر انداز کر دیا۔

(۳) فاضل محقق نے اپنے استدلال میں لقد جاءکم رسول اور قد جاءکم برهان من ربكم اور يا ايها النبي انا ارسلناك شاهدا اور هو الذي ارسل رسوله بالهدى کا ذکر بھی کیا ہے۔ لیکن ان آیات میں بھی نہ ولادت کا ذکر ہے نہ یوم الولادت کا اور نہ جشن میلاد کا۔ بلکہ بعثت اور ارسال کا ذکر ہے جو کہ ولادت کے چالیس سال بعد کا واقعہ ہے۔ پس اگر ان آیات کی بناء پر جشن کا منانا صحیح ہو سکتا ہے تو جشنِ بعثت منانا چاہیے۔ ان آیات کی رو سے جشنِ ولادت منانا کون سی تک ہے۔ اور ہم عرض کر چکے ہیں کہ دراصل ان آیات کو کسی جشن سے کوئی تعلق ہی نہیں اور اُن سے جشنِ میلاد جیسی بدعات کو ثابت کرنا بعض آریہ پنڈتوں کے کونوا قردة خاسئين۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وغیرہ آیات سے تناسخ ثابت کرنے سے بھی زیادہ مضحکہ خیز ہے۔

(۴) فاضل محقق نے اپنے مدعا پر " اَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ " سے بھی استدلال کیا ہے لیکن یہ بھی سراسر جہالت ہے۔ کیونکہ نعمت میں ولادت کی تخصیص نہیں۔ تو پھر جشن میں ولادت کی تخصیص کی سوائے پیروئ نصاریٰ کے اور کون وجہ ہو سکتی ہے۔ پھر اس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حکم ہے کہ تم خدا کی نعمتیں بیان کرو۔ اور یہ ظاہر ہے کہ آپ نے اپنی ولادت کا جشن نہیں منایا۔ تو اس کی وجہ یا تو یہ ہو گی کہ اس آیت میں اس جشن کا حکم ہی نہ تھا۔ اور اس سے ایسا سمجھنا خود اہل بدعت کی غلطی ہے یا اس میں حکم تھا۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہیں سمجھا یا سمجھ کر اس پر عمل نہیں کیا۔ تو یہ بھی اہل بدعت ہی کہہ سکتے ہیں۔ غرضیکہ یہ استدلال بھی سراسر باطل اور مہمل ہے اور اس کی بنا پر معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس پر الزام آتا ہے۔

(۵) فاضل محقق نے قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا سے بھی استدلال کیا ہے۔ لیکن یہ استدلال بھی غلط ہے کیونکہ اس سے پہلی آیت یہ ہے۔ یٰایها الناس قد جاء تکم موعظة من ربکم وشفاء لما فی الصدور وهدی ورحمة للمؤمنین۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بذلك میں مجیئ موعظة وشفاء وهدی ورحمة کی طرف اشارہ ہے اور اسی پر خوش ہونے کا حکم ہے اور معنی یہ ہیں کہ قل قد جاءکم ما ذکر بفضل الله ورحمته فبذلك المجیٔ فَلْیَفْرَحوا۔ سو اس میں ولادت کا ذکر ہی نہیں تو یہ استدلال بھی غلط ہے اور اگر اس میں فضل و رحمت ہی کی طرف اشارہ ہے جیسا کہ اہل بدعت کا مقصود ہے تب بھی اس سے ان کا مدعا ثابت نہیں ہوتا کیونکہ اس فضل و رحمت کا اولیٰ تعلق بھی اسی مجیئ موعظہ وغیرہ سے ہے نہ کہ ولادت سے۔ پھر استدلال بے معنی ہے۔ اور اگر فضل و رحمت کو عام بھی لیا جاوے تب بھی ولادت کی تخصیص بے معنی ہے۔ بلکہ ہر ایک فضل و رحمت پر جشن منانا چاہیئے۔ الغرض یہ استدلال بھی ہر پہلو سے باطل اور سراسر جاہلانہ ہے۔ پھر ان لوگوں کی سب سے بڑی غلطی یہ ہے کہ وہ " فَلْیَفْرَحوا " کے معنی بھی نہیں جانتے۔ فرح کے معنی خوش ہونے کے ہیں جس کا تعلق دل سے ہے اور جو کہ ایک طبعی کیفیت ہے جو کسی خوش کن واقعہ کے وقت پیدا ہوتی ہے نہ کہ خوشی منانے کے۔ جس کا تعلق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جشن سے ہے۔ پس فلیفرحوا کے معنی یہ ہوں گے کہ ان کو اس سے خوش ہونا چاہیئے۔ نہ یہ کہ ان کو اس کی خوشی کرنی اور بطور جشن خوشی منانی چاہیئے جیسا کہ یہ لوگ سمجھتے ہیں اور اگر اس کے معنی جشن منانے کے ہوں تو ماننا پڑے گا کہ صحابہؓ نے اس پر عمل نہیں کیا۔ پھر یہ بات بھی قابل لحاظ ہے کہ اس حکم کے مخاطب عامۃ الناس ہیں نہ کہ خاص مومنین۔ جیسا کہ آیت سابقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں عنوان خطاب یاایھا الناس ہے نہ کہ یاایھا الذین آمنوا۔ اور یہ دلیل ہے اس بات کی کہ فلیفرحوا کے معنی جشن منانے کے نہیں۔ اور نہ سرور قلبی کے ہیں۔ بلکہ اس کے لازمی معنی مراد ہیں یعنی فلیتقبلوہ بطیب النفس (یعنی اس کو بطیب خاطر قبول کریں) اور اس صورت میں بنار استدلال ہی منہدم ہے۔ اس موقعہ پر فاضل محقق نے ایک نوٹ دیا ہے اور کہا ہے کہ حضورؐ کی ولادت خدا کا سب سے بڑا فضل ورحمت ہے اور اس پر مسرت کا نام عید میلاد ہے۔ سو اس نوٹ میں بھی سراسر نافہمی سے کام لیا گیا ہے کیونکہ اول تو یہ دعویٰ ہی غلط ہے کہ حضورؐ کی ولادت خدا کا سب سے بڑا فضل ورحمت ہے۔ کیونکہ آپ کو عطائے نبوت و کمالات نبوت ضرور اس سے بڑھ کر ہے۔ کیونکہ انہی کی وجہ سے ولادت کو شرف حاصل ہوا ہے۔ اگر کہا جاوے کہ ولادت ذریعہ ہے ان کمالات کا۔ اگر ولادت نہ ہوتی تو وہ کمالات کیسے حاصل ہوتے۔ تو یہ اس سے بھی بڑھ کر جہالت ہوگی۔ کیونکہ ذرائع ہمیشہ مقاصد سے ادنیٰ ہوتے ہیں اور پھر اگر یہ صحیح ہو تو آپ کے والد کی ولادت کو آپ کی ولادت سے افضل ہونا چاہیئے۔ کیونکہ وہ ذریعہ ہے آپ کی ولادت کا غرضکہ یہ دعویٰ سراسر مغالطہ ہے۔ پھر ان کا یہ کہنا کہ اس پر مسرت کا نام عید میلاد ہے یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ مسرت اور چیز ہے اور عید میلاد دوسری شے۔ مسرت کا تعلق دل سے ہے جو کسی خوشکن واقعہ کے وقت طبعی طور پر ہوتی ہے۔ اور عید میلاد جشن ہے۔ پھر ولادت کا تحقق تو ہر وقت ہے۔ اس لئے ہر وقت جشن کرنا چاہیئے اور خاص دن میں خوشی منانے کے معنی سوائے تقلید نصاریٰ کے اور کچھ نہیں ہوسکتے۔

(۴) فاضل محقق نے "ذکّرھم بایام اللہ" سے بھی استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ خدا کے دنوں میں حضورؐ کی ولادت کا دن عظیم المرتبت ہے۔ اس کی یاد دلانا مسلمانوں کے لئے ضروری ہوا۔ اس سے فاضل محقق کی فضیلت اور ادعائے تحقیق کا بھانڈا اچھی طرح پھوٹ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہے۔ اوّلاً اس لئے کہ یہ حکم حضرت موسیٰؑ کو دیا گیا تھا۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ انھوں نے اس پر کس طرح عمل کیا۔ کیا ان کو اپنی ولادت کا دن یاد دلایا۔ اور ان کو اس دن جشن منانے کی ہدایت کی۔ یا اطلا کو حضرت ابراہیمؑ و حضرت نوحؑ وغیرہ کی ولادت کے دن یاد دلائے اور ان پر جشن منانے کی تعلیم دی۔ اگر نہیں تو جو معنی اُس کے اُس وقت نہ تھے۔ اب وہ معنی اس کے کیسے ہوگئے پھر آیت کا مطلب یہ تھا کہ اپنی قوم کو وہ واقعات سُنا کر جو نافرمان قوموں کو پیش آئے ہیں۔ ان کو نافرمانی سے روکو اور اطاعت پر آمادہ کرو۔ اس کے یہ معنی نہیں کہ ان کو خدا کے دن یاد دلاؤ کیونکہ یہ ترجمہ ذَكِّرْهُمْ اَيَّامَ اللّٰهِ کا ہے نہ کہ ذَكِّرْهُمْ بِاَيَّامِ اللّٰهِ کا اور ان دونوں میں جو فرق ہے وہ ایک معمولی استعداد کے طالب علم پر بھی مخفی نہیں۔ چہ جائیکہ ایک فاضل محقق پر۔ اور اگر یہ بھی ہو تو اس میں بڑے اور چھوٹے کی کوئی قید نہیں۔ لہٰذا ہر روز اور ہر کام کے لئے جشن منانا چاہیئے۔ غرضکہ یہ استدلال بھی سراسر سفسطہ ہے۔

(۷) فاضل محقق نے "رفعنا لك ذكرك" سے بھی استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ جب احکم الحاکمین حضورؐ کے ذکر کو بلند فرمادیں تو ہمارا بھی فرض ہے کہ حضورؐ کا ذکر کریں! کیا کہنے ہیں اس تحقیق کے؟ یہ مسلّم ہے کہ حق تعالیٰ نے آپ کا ذکر بلند کیا اور اس کے لئے خاص طریقوں کی تعلیم کی۔ لیکن اس سے یہ کب لازم آیا۔ کہ ہم جس طرح چاہیں آپ کا ذکر کریں اور اگر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس کو منع فرمائیں تو ہم اُن کی بھی نہ مانیں اور جب یہ لازم نہیں تو پھر عید میلاد کا اس سے ثبوت کیسے ہُوا۔؟

(۸) فاضل محقق نے والضحٰی واللیل اذا سجٰی سے بھی استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ علماء نے ضحٰی سے مراد ولادت اور لیل سے شب ولادت ہی کو لیا ہے۔ لیکن اول تو یہ بیان سراسر غلط ہے۔ علمائے کرام کو تو ایسی لغو باتوں کا خطرہ بھی نہیں گزرتا۔ یہ تو صرف جاہلوں کی ایجاد ہے اور نہ قرآن میں یہ معنی مراد ہوسکتے ہیں اس لئے کہ ضحٰی کے معنی ولادت نہ لغت میں ہیں نہ عرف میں۔ اور اگر استعارہ کیا جائے تو اول تو یہ استعارہ صحیح نہیں اور اگر ہو بھی تو وہ مجاز ہے اور مجاز کے لئے قرینہ کی ضرورت ہے اور یہاں کوئی قرینہ اس کا نہیں۔ اسی طرح "لیل" سے شب ولادت مراد ہونے پر بھی کوئی قرینہ نہیں۔ بلکہ آگے "اذا سجٰی" صاف اس کے خلاف شہادت دے رہا ہے کیونکہ اذا مستقبل کے لئے آتا ہے۔ اور شب ولادت مدت ہوئی گزر چکی تھی۔ پس ایسا دعوی ضرور ایک گونہ تحریف ہوگا۔ اور اس تحریف کے بعد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی یہ بدعت ثابت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس سے زیادہ سے زیادہ یہ ثابت ہوا کہ حق تعالیٰ نے آپ کی ولادت اور شب ولادت کی قسم کھائی۔ سو اس سے یہ کب ثابت ہوا کہ اس دن جشن منانا جائز ہو۔ آپ قرآن کو پڑھئے اور دیکھئے کہ قرآن میں حق تعالیٰ نے ہر والد اور مولود کی قسم کھائی ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔ "ووالد وما ولد ۝ لقد خلقنا الانسان فی کبد" اور اس کے علاوہ اور بہت سی چیزوں کی قسمیں کھائی ہیں۔ مثلاً چاند، سورج، تین، زیتون وغیرہ وغیرہ۔ تو کیا ان سب کا جشن منانا جائز ہوگا۔ حد ہے اس لغویت کی۔ آپ انصاف فرمائیں کہ ایسے لوگوں کو کوئی ذی علم کس طرح قابل خطاب سمجھ سکتا ہے اور ان کی مہملات و خرافات کے جواب میں وقت ضائع کرنا کیونکر گوارہ ہو سکتا ہے۔ جن کی گفتگو کا کوئی اصول ہی نہیں اور اس لیے وہ ایک دیوانہ کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔

خیر یہ تو دلائل قرآنیہ تھے۔ اب دلائل حدیثیہ کی حالت معلوم فرمائیے۔ اس سلسلہ میں اول نمبر یہ حدیث پیش کی گئی ہے۔

"اخبرکم باول امری دعوۃ ابراھیم وبشارۃ عیسیٰ ورؤیا امی التی رأتھا حین وضعتنی قد خرج منھا نور اضاء لھا منہ قصور الشام"

ناظرین غور فرمائیں۔ اس روایت کو جشن میلاد سے کیا تعلق۔ اگر آپ نے کسی موقعہ پر کسی سلسلہ گفتگو میں یہ تذکرہ فرما دیا کہ میں ابراہیمؑ کی دعا کا نتیجہ اور عیسیٰؑ کی بشارت کا مصداق اور اپنی ماں کی خواب کی تعبیر ہوں تو اس کے یہ معنی کب ہوئے کہ تم ہر سال عیسائیوں کی تقلید میں میری ولادت کا جشن منایا کرو۔ قرآن میں موسیٰ کی ولادت عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت یحییٰ علیہ السلام کی ولادت اور مریم علیہا السلام کی ولادت۔ بلکہ جمیع انس و آسمان و زمین وغیرہ کی پیدائش کے تذکرے موجود ہیں۔ تو کیا مسلمانوں نے ان کی ولادت اور پیدائش کے جشن منائے۔؟ اگر نہیں تو آپ کے اتنا فرما دینے سے جشن میلاد کا جواز کیسے ثابت ہوگیا۔ افسوس ہے کہ اس گروہ کو علم یا استعداد تو کجا، غالباً اس سے معمولی مناسبت بھی نہیں اگر ان کے ان دلائل کو کسی غیر مسلم کے سامنے رکھ دیا جائے۔ تو وہ بھی یہی کہے گا کہ ان سے زیادہ غیر معقول کوئی نہ ہوگا پھر کس قدر افسوس کی بات ہے کہ اس حالت پر یہ لوگ اجتہاد کے مدعی ہیں اور اس کے ساتھ ہی ان کا یہ دعویٰ ہے کہ وہ پکے مقلد ہیں (ضدان لا یجتمعان)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے نمبر پر حضرت عائشہ رضی کی حدیث سے استدلال کیا ہے کہ "کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یضع لحسان بن ثابت منبرا فی المسجد الخ" لیکن یہ استدلال بھی سراسر مغالطہ ہے کیونکہ نہ اس میں ولادت کا ذکر ہے۔ نہ یوم ولادت کا بلکہ اس کا مطلب صرف اتنا ہے کہ جس طرح کفار اسلام کا مقابلہ تلوار سے کرتے تھے اور مسلمان اس کا جواب تلوار سے دیتے۔ یوں ہی جب کفار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہجو میں قصیدے لکھتے تھے تو وہ اُن کا جواب قصائد کی صورت میں دیتے تھے اور اس جہاد لسانی کو زیادہ تر حضرت حسان بن ثابت انجام دیتے تھے اور ان کے واسطے حضور مسجد میں منبر رکھوا دیتے تھے اس کو جشن میلاد سے کیا تعلق ہے؟

تیسرے نمبر پر حضرت صحابہ رضی کے ذکر رسول سے استدلال کیا ہے۔ لیکن جب تک اس ذکر کی نوعیت نہ معلوم ہو اور یہ نہ معلوم ہو کہ اس مروجہ جشن میلاد کے طریقے پر ہوتا تھا۔ اس وقت تک اس سے استدلال سراسر جہالت ہے اور یہ ثابت ہونا محال ہے۔

چوتھے نمبر پر مجالس ذکر اللہ میں ملائکہ کے حضور سے استدلال کیا ہے۔ لیکن اس میں اس بدعت کا کچھ پتہ و نشان نہیں۔ بلکہ اس میں ذکر اللہ کا بیان ہے۔ لہٰذا یہ استدلال بھی محض سفاہت اور حماقت پر مبنی ہے۔ یہ دلائل حدیثیہ تھے جن سے معلوم ہو گیا کہ ان لوگوں کے پاس تنکے کا سہارا بھی نہیں۔

اس کے بعد فاضل محقق نے تعین تاریخ پر بحث کی ہے اور اس میں بھی اپنی قابلیت کے کرشمے دکھلائے ہیں۔ اگر حق تعالیٰ نے کسی کام کے لئے کوئی وقت مقرر فرمایا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس کی مصلحت کو جانتا ہے۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کام کے لئے کوئی وقت مقرر فرمایا ہے تو اگر وہ تشریع کی قسم سے ہے۔ تو وہ بھی حق تعالیٰ ہی کا مقرر کردہ ہے اور اگر وہ تشریع کے قبیل سے نہیں تو وہ محل بحث ہی نہیں جیسا کہ آپ کا ان عورتوں کو وقت دینا جنھوں نے آپ سے وعظ کی درخواست کی تھی۔ رہے وہ علماء جنھوں نے اس بنا پر معمولات کے لئے اوقات کی تعیین کی کہ ان اوقات اور تاریخوں میں خدا کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ سو ان کا یہ فعل اس لئے حجت نہیں کہ یہ تعیین بلا دلیل شرعی ہے۔ کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حق تعالیٰ اس کے زیادہ مستحق تھے کہ وہ اُن کے لئے ان اوقات کو وجوباً یا استحباباً معین کرتے۔ کیونکہ ان کو ان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوقات کا بھی علم ہے۔ اور ان کاموں کا بھی اور ان کے درمیان مناسبت کا بھی۔ برخلاف علماء کے کہ ان کو ان میں سے کسی بات کا بھی یقینی علم نہیں۔

پس ان کی تعیین کو تعیین شارع پر قیاس کرنا۔ قیاس الجهل علی العلم والادنی علی الاعلیٰ ہے۔ جو کہ بالاجماع باطل ہے یہی وجہ ہے کہ مقلدین کو قیاس اور اجتہاد سے روکا گیا تھا۔ مگر افسوس ہے کہ وہ باز نہ آئے اور اس وجہ سے دین میں بے انتہا مفاسد پیدا ہو گئے۔ اس کے بعد "فاضل محقق" نے بعض علماء کے فتاوے نقل کئے ہیں۔ سو اوّل تو ان فتاویٰ کی بناء معلوم ہو چکی ہے۔ اور معلوم ہو گیا ہے کہ ان کے پاس اس کی کوئی کمزور دلیل بھی نہیں۔ پھر اس کے مقابل ہم دوسرے علماء کے فتاوے پیش کرتے ہیں۔ جو اُن کے علم و فہم اور دین کی کسی بات میں بھی کم نہیں۔ بلکہ اُن سے بڑھے ہوئے ہیں۔ تو یہ فتاوے بھی بے سود ہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اس باب میں ان مولوی مفتی صاحب کے پاس کوئی بھی حجت صحیحہ نہیں۔

یہ مسلّم ہے کہ جس طرح انبیاء کی مساعی سے دنیا سے کفر و ضلالت کا خاتمہ نہیں ہوا اور جن گمراہوں کی قسمت میں ہدایت سے محرومی مقدر تھی وہ اب بھی گمراہ ہی رہے۔ یوں ہی ان کے جانشینوں کی مساعی جمیلہ سے دنیا میں شرک و بدعت، اتباع یہود و نصاریٰ وغیرہ کا خاتمہ نہیں ہو سکتا۔ اور جن کی قسمت میں محرومی مقدر ہے وہ ہدایت پر نہیں آسکتے۔ لیکن یہ اُن کے لئے فخر کی بات نہیں۔ کیونکہ اس کا نتیجہ ان کو مرنے کے بعد معلوم ہو جائے گا۔ ؎

بوقت صبح شود ہمچو روز معلومت ۔۔۔ کہ باکہ باختہ عشق در شب دیجور

امید ہے کہ "فاضل محقق" اور ان کے ہم خیال دوسرے افراد اگر علم و فہم کا کچھ حصہ رکھتے ہیں تو ہماری اس تحریر سے فائدہ اٹھاویں گے۔ اور اگر ان کو ان چیزوں سے حصہ نہیں ملا ہے۔ تو تقلید باطل کو چھوڑ کر مسلک احتیاط کو اختیار کریں گے۔ اور اگر دین مقصود ہی نہیں تو اس کا کچھ علاج ہی نہیں والسلام علی من اتبع الهدیٰ

(الفرقان بریلی) ۳۰؍ صفر ۱۳۵۹ھ

استفتاء: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ماہ محرم میں دسویں تاریخ کا اور ماہ ربیع الاول کی بارھویں تاریخ کی عظمت کا ثبوت حدیث شریف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن وصحابہ، تابعین وتبع تابعین، ائمہ اربعہ ومحدثین سے ہے یا نہیں؟

(۲) ماہ ربیع الاوّل کی بارہ تاریخ اور محرم کی دسویں تاریخ کو تمام دن کاروبار بند کرنا اور اس کی عظمت سمجھنا۔ اور اس دن محفلِ میلاد کرنا کیا وقعت رکھتا ہے۔ اس دن کی عظمت اور محفل میلاد کرنے کا ثبوت قرآن وحدیث اصحابہ وتابعین ائمہ محدثین سے ہے یا نہیں؟

(۳) ماہ ربیع الاول میں شریعت مطہرہ سے محفل میلاد کرنے کا ثبوت ہے یا نہیں؟ فقط

الجواب: دنیا کا کاروبار بند کر دینا مسلمانوں کے لئے بغرض اظہارِ غم عاشورہ کے روز بھی شرعاً ادلہ شرعیہ اربعہ میں سے کسی ایک دلیل سے بھی ثابت نہیں اس بندش پر بارہویں ربیع الاوّل کی بندش قیاس کرنا صحیح ہو سکتا ہے۔ خلفائے راشدین وائمہ مجتہدین وسلف صالحین کے زمانے میں اس بارھویں تاریخ میں دنیا کے کاروبار بند رکھنا ثابت نہیں۔ اور اس طرح پر محفل میلاد کا منعقد کرنا بھی اس مروّج طور پہ ثابت نہیں اور شرعاً کسی میت پہ تین روز سے زائد صدمہ کا اظہار کرنا جائز نہیں۔ ماسوا بیوہ عورت کے کہ اس کے سلئے صرف چار مہینے دس دن مقرر ہیں کہ ان ایام میں زینت وآرائش نہ کرے۔ لیکن دنیاوی ضروری کام کے ترک کر دینے کا حکم شرعی اس کے لئے بھی نہیں۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کی بارہویں تاریخ کے روز اگر اس زمانے میں دنیاوی روزگار وبازار کا بند کر دیا جانا جاری کر دیا جائے گا۔ تو چند سال کے بعد عوام الناس اس حکم کو شرعی وضروری ٹھہرانے کی وجہ سے گنہگار وگمراہ ہوں گے اور ایسا کام جو ذریعہ معصیت کا ہوتا ہے۔ تو وہ بھی ناجائز اور گناہ ہو جاتا ہے۔

اجابہ وکتبہ حبیب المرسلین عفی عنہ نائب مفتی مدرسہ امینیہ دہلی (حنفی)

الجواب صحیح مولوی محمد موسیٰ خان مدرس مدرسہ حسینیہ (حنفی) دہلی الجواب صحیح محمد اسحٰق عفی عنہ محلہ گڑھیا دہلی (حنفی) الجواب صحیح ابو یحیی عبد اللطیف (اہلحدیث) صدر دہلی۔

بغرض اظہارِ غم کاروبار بند کرنا یہ ایک دنیاوی رسم ہے۔ شرعاً اس کا ثبوت نہیں ہے اور اظہارِ عظمت کے واسطے بھی کاروبار بند کرنے کا شرع شریف سے بالکل ثبوت نہیں۔

محمد شفیع عفی عنہ مدرس مدرسہ عبد الرب (حنفی) دہلی

جواب صحیح ہے۔ بے شک اس روز کاروبار بند کرنا کوئی شرعی حکم نہیں ہے۔ اس کو شرعی حیثیت دے کر تعطیل جاری کرنا ایک ایجاد واحداث فی الدین ہوگا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محمد کفایت اللہ کان اللہ لہ ، (حنفی) صدر جمعیتہ علماء ہند دہلی

اصل جواب اور بعد کی تصدیقات از روئے ادلہ شرعیہ صحیح ہیں۔

بندہ محمد میاں مدرسہ حسین بخش (حنفی) دہلی

محفل میلاد مروجہ ساتویں صدی کی بدعت اور اس دن کاروبار بند کرنا چودھویں صدی کی بدعت ہے۔ بدعتی خدا اور رسولؐ کے دشمن ہیں۔ اس دن دکانیں بند کرنے والے دنیادی نقصان کے ساتھ ہی ساتھ اخروی نقصان بھی کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو مل جل کر اس بدعت کو اٹھا دینا چاہیئے۔ واللہ الموفق

محمد نذیر محمدی دہلی

الجواب صحیح : مولوی احمد اللہ شیخ الحدیث دہلی

الجواب صحیح : مولوی عبدالسلام مدرس مدرسہ حاجی علی جانؒ دہلی (اہل حدیث)

الجواب صحیح : مولوی محمد یونس مدرس مدرسہ حضرت میاں صاحب پھاٹک حبش خان دہلی اہلحدیث

الجواب صحیح مولوی ابوالفضل عبدالحنان دہلی (اہل حدیث)

(اخبار اہلحدیث ۱۹ ربیع الاول ۱۳۵۵ھ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوالات عشرہ حنفیہ کے جوابات سُنیہ

جو چاہے کہ لوگ میرے ساتھ معاملہ صاف رکھیں۔ اُسے خود پہلے صاف رکھنا چاہیئے
چونکہ ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے مخاطب ہمارے مطلوبہ جوابات ہم کو دیں۔ اس لئے
ہمارا فرض ہے کہ ہم ان کے سوالات کے جوابات دیں اور ان سے صحیح جواب کی امید رکھیں

سوال ۱ : "علماءِ اسلام کی ایک جماعت محدثین یا اہلِ حدیث کے نام سے مشہور ہے۔ مگر ایک قوم اہلِ حدیث کہ جس کا بچہ بچہ بھی اہلِ حدیث کہلاتا ہے کس صریح دلیل سے تیار کی گئی ہے؟" (الفقیہ ۷ نومبر ۱۹۳۲ء صا کالم ۳)

جواب ۱ : جو کوئی کسی کتاب کو اپنا دستور العمل سمجھے اس کو اس کتاب کی طرف نسبت کرنا جائز ہے قرآن مجید میں اصول کے مطابق یہودیوں کو اہل الکتاب اور عیسائیوں کو اہل الانجیل فرمایا ہے قُلْ يَا أَهْلَ الْكِتَابِ ولیحکم اهل الانجیل۔ جس فرقہ کا دستور العمل حدیث نبوی ہے وہ اس اصول کے ماتحت اہلِ حدیث کہلانے کا حق رکھتا ہے۔ اس لقب کے لئے علم حدیث ہونا ضروری نہیں فقط ذہن میں نصب العین ہونے کی ضرورت ہے۔

لطیفہ البتہ فقہ حنفیہ کی مستند کتاب رد المختار شامی میں لکھا ہے کہ مذہب اس کا ہوتا ہے جو مذہب میں واقفیت رکھتا ہو۔ عامی آدمی کا حنفی یا شافعی کہلانا ایسا ہے۔ جیسے نحوی اور منطقی۔ اس قاعدہ کو ملحوظ رکھ کر ہمارے احناف دوست اپنا نام حنفی رکھتے ہوئے غور کر لیا کریں کہ کہاں تک زیبا ہے۔

سوال ۲ : "حضور علیہ السلام کو معاذ اللہ طارش[1] کہنا اور آپ کو صرف قاصد کی ہستی تصور کرنا کس دلیل شرعی پر مبنی ہے؟ جواب میں صرف آیت قرآنی پیش کی جائے یا حدیث۔ ورنہ شیخ نجدیہ کا قول حجت نہ ہوگا" (الفقیہ مذکور)

جواب ۲ : ہمارا جو عقیدہ ہے ہم تو اس کے جواب دہ ہیں کسی غیر کے نہیں۔ ہمارا اہلِ حدیث کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قاصدِ خدا و مبلغِ پیغام الٰہی ہیں اس کا ثبوت چاہتے تو لو ان علیک الا البلاغ۔ ان انت الا نذیر علیک البلاغ وعلینا الحساب

[1] اس لفظ سے کیا مراد ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لتبین للناس ما نزل الیھم۔ ان آیات میں آنحضرت کو مبلغ اور مبین کتاب فرمایا ہے اس کے سوا ہم کیا کہہ سکتے ہیں۔ یہ تو ہم سے امید نہ رکھئے کہ ہم بھی آپ کی طرح اس شعر کو ورد زبان کریں۔

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا وہ مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر

کیونکہ اگر ہم ایسا کہیں تو دوسری طرف سے عیسائی حضرت عیسیٰؑ کے حق میں اور ہندو کرشن جی کے حق میں یہی کہیں گے۔ پھر تو ہماری، عیسائیوں کی اور ہندوؤں کی اچھی خاصی متساوی الاضلاع مثلث بن جائے گی۔ اس لئے ہم اس مثلث کا ضلع بننا نہیں چاہتے۔ اللھم تبرأنا الیک

سوال ۱۲: "یہ کس دلیل شرعی سے ثابت ہے کہ نماز میں کسی جانور کا تصور آ جائے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔ مگر حضور علیہ السلام کا خیال آ جائے تو فوراً ٹوٹ جاتی ہے" (الفقیہ مذکور)

جواب ۱۲: یہ ہمارا عقیدہ نہیں ہے نہ ہمارے کسی معتبر مصنف نے لکھا ہے۔ دکھاؤ گے تو جواب پاؤ گے۔

سوال ۱۳: "کس صریح آیت یا حدیث سے ثابت ہے کہ خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں انبیاء علیہم السلام کو چوہڑے چماروں کی صف میں کھڑا کیا گیا ہے" (الفقیہ مذکور)

جواب ۱۳: یہ بھی ہمارا عقیدہ نہیں کہ چوہڑے چمار اور انبیاء خدا کی بارگاہ میں ایک صف میں کھڑے ہیں۔ معاذ اللہ۔ بلکہ ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ سب بنی آدم سے بہتر انبیاء کرام ہیں ان کے بعد اولیاء عظام وغیرہ۔ اس دعوے کی دلیل چاہو گے تو بتا دی جائے گی۔

سوال ۱۴: "کونسی صریح آیت یا حدیث بتا رہی ہے کہ جمعہ کا خطبہ عربی زبان کے سوا کسی دوسری زبان میں پڑھنا جائز ہے اور بدعت نہیں ہے" (الفقیہ مذکور)

جواب ۱۴: قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ وَمَا اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ لِيُبَيِّنَ لَهُمْ۔ "ہم (خدا) نے جو رسول بھیجے ہیں وہ اس قوم کے ہمزبان بھیجے۔ تاکہ وہ ان کو خدائی احکام واضح طور پر بیان کر کے سنائیں۔"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ جس جگہ مخاطبوں کو کوئی مضمون سمجھانا مقصود ہو۔ وہاں متکلم اور مخاطب کی زبان ایک ہونی چاہیئے۔ خطبہ میں چونکہ سمجھانا مقصود ہوتا ہے۔ اس لئے ہم خطبہ میں دیسی زبان میں وعظ کیا کرتے ہیں۔ فقہ حنفیہ کی مستند کتاب میں یہی لکھا ہے کہ خطیب خطبہ میں وعظ کیا کرے۔

سوال ۱۵: کسی آیت یا حدیث میں آیا ہے کہ حضور علیہ السلام کے روضہ مبارک پر زیارت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے حاضر ہونا حرام ہے۔" (الفقیہ مذکور)

جواب: حرام کا فتویٰ تو ہم نے دیا نہیں البتہ ہمارا عقیدہ ہے۔ کہ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کرے، اسی ضمن میں دوسرا کام بھی ہو جائے تو جائز ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں ہے۔

لا تشد الرحال الا الی ثلاث مساجد۔ — یعنی مسجد کعبہ مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ کے سوا کسی مکان کی بحیثیت مکان زیارت کرنا مت جاؤ۔

یہ حدیث ہمارے عقیدہ کی دلیل ہے۔

نوٹ: روضہ مبارک قبر شریف کا نام ہے۔ کیا قبر شریف کی زیارت ممکن بھی ہے؟ ذرا حاجی جماعت علی شاہ صاحب سے پوچھ کر بتایئے۔

سوال: کانفرنس اہل حدیث یا دیگر تبلیغی مجالس کس صریح آیت یا حدیث سے ثابت ہے؟ (الفقیہ مذکور)

جواب: قرآن مجید میں خدائے تعالیٰ نے سب زبانوں کو اپنی صنعت بتایا ہے۔ ارشاد ہے۔

وَمِنْ اٰيٰتِهٖ خَلْقُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافُ اَلْسِنَتِكُمْ وَاَلْوَانِكُمْ۔ — "آسمان زمین کی پیدائش اور تمہاری زبانوں اور رنگتوں کے اختلاف خدا کی قدرت کے نشان ہیں۔"

پس ہم جس زبان سے چاہیں اپنا مطلب ادا کریں۔ کانفرنس ہو یا انجمن یا ایسوسی ایشن ہو یا جمعیۃ سب زبانیں خدا کی ہیں۔ نیز اَمْرُهُمْ شُوْرٰى بَيْنَهُمْ نص قرآنی ہے۔

نوٹ: اگر غیر عربی میں بولنا آپ کے نزدیک ناجائز ہے تو سب سے پہلے "خدا" کا استعمال نہ کیجئے، پھر اخبار الفقیہ کو اردو کی بجائے عربی میں نکالئے۔ ورنہ کہا جائے گا۔ لم تقولون ما لا تفعلون۔

سوال: نانی یا دادی سے نکاح کا جواز کس صریح آیت یا حدیث سے ثابت کیا جاتا ہے؟ (الفقیہ مذکور ص کالم ۱)

جواب: نانی، دادی سے نکاح کرنا حرام ہے بحکم حرمت علیکم امہاتکم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو ان سے نکاح کا فتویٰ دے وہ غلط کہتا ہے۔

سوال ۹: بنک کا سود کس آیت یا حدیث سے ثابت ہے کہ جس کو چند مجہد و دالی ہضم کر رہے ہیں ؟ (الفقیہ مذکور)

جواب ۹: جو لوگ بنک سے معاملہ کرنا جائز کہتے ہیں وہ بنک کے معاملہ کو اصول تجارت کے ماتحت کہتے ہیں۔ آپ کے حنفی برادر مفتی ملیح بخدا درمفتی جمعیۃ العلماء دہلی کا یہی فتویٰ ہے۔ ہاں آپ کے حقیقی حنفی بھائی تو بنک کے علاوہ عام طور پر سودی لین دین کو ہندوستان میں جائز کہتے ہیں۔ مولوی محمد حسن حنفی مرحوم ساکن تھیں ضلع جہلم کی کتاب "رد حنفی الربا" دیکھیے یا ان کے عزیز ناظر معزز کرم الدین جہلمی سے پوچھئے بہر کرم سے بولے رے۔

سوال ۱۰: کس دلیل سے یوں کہنا جائز ہے کہ "ابن قیم مدد دے قاضی شوکانی مدد دے" (م)

جواب ۱۰: مذہبی اصطلاح میں جائز نہیں، شاعرانہ اصطلاح کے ہم ذمہ دار نہیں۔

الحمد للہ ہم نے سائل کے جوابات سے فراغت پائی اب سلطنہ ہم بھی ایک اور سوال کرنا چاہتے ہیں۔

سوال: حنفی شافعی۔ مالکی یا حنبلی نام رکھنے کس آیت یا حدیث یا اجماع یا قیاس سے ثابت ہیں ؟

یاد رہے قیاس مجتہد کا فعل ہے۔ اور اجماع بھی کا فرض اور مقلدوں کو دخل دینے کا حق نہیں (علم اصول کی مستند کتاب مسلم الثبوت ملاحظہ ہو)

ادھر آپیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

۲۵ [illegible]

سوال: اس زمانے کے صوفیائے کرام اس امر پر زور دے رہے ہیں کہ ہر شے میں خداتعالیٰ کا ظہور اور حلول ہے۔ یہ حضرات ہمہ اوست کا عقیدہ پھیلانے کی بھرپور کوشش کر رہے ہیں کیا سلف کے صوفیائے کرام کا یہی عقیدہ تھا۔ اور کیا عرس اولیاء اللہ کے مزاروں پر سالانہ میلہ کا سا سماں میں شرکت کرنا جائز اور ثواب

۱؎ اصل فتویٰ معہ اپنی تفصیلات کے اخبار محمدی جلد ۱۵ نمبر ۱۲ میں ملاحظہ فرمائیے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: سلف کے صوفیاء کا یہ عقیدہ نہ تھا، وہ شرک اور بدعت سے اتنے متنفر تھے کہ اس کی ہوا کو بھی مضر جانتے تھے۔ ان زمین پر سلف صوفیہ کا ثبوت تو ان کی تحریرات وغیرہ میں کہیں بھی نہیں ملتا۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی اور مجدد الف ثانی قدس اللہ سرہم کے ملفوظات فتوح الغیب اور مکتوبات دیکھنے سے ان بزرگوں کے مذہب اور روش کا پتہ ملتا ہے۔ (۳ رنومبر ۱۹۳۷ء)

مسئلہ وحدت الوجود اس صورت میں اس پر بحث کی جائے کہ قرآن و حدیث سے اس کا ثبوت دیا جاسکے۔ صحابہ کرام و من بعدہم کے زمانہ میں نہ تھا۔ اس کا مدعا بیان کرسکے ہیں دو قول ہیں۔ ایک موافق شرع۔ دوسرا مخالف شرع۔ (۱) ساری دنیا کا وجود یعنی ہستی بخشنے والا ایک ہے جس کا نام القیوم ہے (۲) دوسرے معنی ہیں موجودات بلحاظ اصل کے سب ایک ہیں ؎

دریا بحسن فرق نہان خانہ جو بالشّہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

(۲۶ مارچ ۱۹۳۲ء)

رشتہ ہم میں کہتا ہوں یہ امر مروجہ تصوف جوگیوں اور سادھوؤں کا فلسفہ ہے، ہمہ اوست کا عقیدہ صریح کفر ہے یہ قرآن و حدیث کی تکذیب ہے۔ اس عقیدہ پر نہ اللہ تعالیٰ معبود رہتا ہے نہ خالق نہ رازق، نہ عابد، نہ معبود۔ پھر نہ کچھ حلال نہ حرام۔ ایسے خیالات رکھنے والے اور پھر مسلمانی کا دم بھرنے والے حقیقت میں شیطان کے بندے ہیں۔ جاہل ایمان ہیں۔ یہ لوگ محض تقیہ اور نفاق کے طور پر شریعت کا دم بھرتے ہیں۔ دلی طور پر نہ دل سے۔

وحدۃ الوجود اور اس کی تشریح رسالہ معارف "اعظم گڑھ" میں مسئلہ وحدۃ الوجود لکھتے ہوئے راقم مضمون نے ایک فقرہ یہ بھی لکھ دیا کہ ہم نے مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی سے مسئلہ وحدۃ الوجود کے متعلق دریافت کیا تھا وحدۃ الوجود کے سوا چارہ نہیں۔

یہ جواب جن اصحاب کی نظر میں اہل حدیث کے مسلک سے اجنبی معلوم ہوا۔ انھوں نے مجھ سے سوال کیا۔ کہ آپ کی کیا رائے ہے۔ میں اپنے قصور علم اور مسلک تصرف سے علیحدگی کا مقر ہوں۔ میں نے مولانا محمود الحسن صاحب دیوبندی مرحوم سے سُنا تھا کہ یہ مسئلہ مزلۃ الاقدام ہے۔ اس لئے مجھے اس میں دخل دینے کی جرأت نہیں ہوتی مگر احباب کے اصرار سے جو کچھ میں نے سمجھا وہ عرض کرتا ہوں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وحدۃ الوجود کی دو تشریحیں ہیں ان دونوں میں وجود کے معنی قابل غور ہیں۔ وجود کے اصلی معنی ہیں مَا بِهِ الموجودية یعنی جس کی وجہ سے کوئی چیز موجود ہو جائے اس کی پہلی تشریح یہ ہے کہ جتنی اشیاء نظر آتی ہیں ان سب کا وجود یعنی ما بہ الموجودیت صرف ایک ہی چیز ہے۔ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی قدس اللہ سرہٗ نے اس کے متعلق ایک پُر معنی رباعی لکھی ہے ؎

لا آدم فی الکون ولا ابلیس لا ملک سلیمان ولا بلقیس

فالکل عبارۃٌ وانت المعنی یا من هو للقلوب مقناطیس

شیخ ممدوح فرماتے ہیں کہ دنیا میں کسی کا کوئی مستقل وجود نہیں ہے۔ یہ سب تیری قدرت کے نشان ہیں اور تیری طرف توجہ دلانے والے ہیں یہی مضمون ایک اردو شاعر نے یوں ادا کیا ہے

نظر آتا ہے جو کچھ نور وحدت کی تجلی ہے ہر نقش اہل بصیرت کے لئے وجہ تسلی ہے

اس تشریح کے مطابق وحدۃ الوجود کی مثال یہ ہے کہ کسی مکان کی کھڑکیوں میں مختلف رنگ کے شیشے لگا دیئے جائیں۔ کوئی سفید، کوئی سرخ، کوئی سبز، کوئی سیاہ۔ ان کے پیچھے ایک لمپ رکھ دیا جائے تو باہر سے دیکھنے والا ان شیشوں کو مختلف رنگوں میں دیکھے گا لیکن ایک نور والا لمپ کی وحدت کو محوظ رکھے گا۔ قرآن مجید بھی اس تشریح کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ اللہ نور السموات والارض۔ اس تشریح کے مطابق وحدۃ الوجود کے معنی وحدۃ الموجد کے ہوں گے جو بالکل ٹھیک ہے۔ مولانا سیالکوٹی کا مطلب غالباً یہی ہوگا۔ وحدۃ الوجود کی دوسری تشریح میں وحدۃ الموجودات لئے جاتے ہیں۔ چنانچہ صوفیاء ویدانتی اس تشریح کی یوں اظہار کرتے ہیں ؎

در دلق گدا و در اطلس شاہ ہمہ اوست در منزل جانان چہ و از خویش گذشتی

در انجمن فرق نہاں خانہ جمع باللہ ہمہ اوست ثم باللہ ہمہ اوست

اس عقیدے کے صوفیاء کے نزدیک انجمن فرق سے مراد یہ دنیاوی امتیازات ہیں نہاں خانہ سے مراد وہ وحدت بحت ہے۔ جو ان امتیازات سے پہلے تھی۔ شاعر کہتا ہے اس انجمن دنیا میں بھی اور نہاں خانہ میں بھی وہی ایک ہے دوسرا کوئی نہیں۔ غالب مرحوم گو اس فن کے آدمی نہ تھے۔ مگر پھر بھی کچھ کہہ گئے ہیں۔ فرماتے ہیں ؎

؎ یہ مصرعہ یاد نہیں۔ کسی صاحب کو یاد ہو تو مطلع فرمائیں (اہل حدیث) ؎ تلاش کر صحرا عقل۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جب کہ تجھ بن یہاں نہیں کوئی پھر یہ ہنگامہ اے خدا کیا ہے

سکھوں کے گرو نانک جی کا بھی یہی عقیدہ تھا جو کہہ گئے ہیں ؎

آپے ٹھاکر آپے سیوک نانک جنت بیچارہ

یہ تشریح ایسی ہے کہ اس کو کوئی (مالک) الٰہی شریعت (کا ماننے والا) نہیں مان سکتا۔ بدقسمتی سے یہی تشریح زیادہ مشہور بھی ہو گئی ہے۔

قادیانی آواز

مرزا صاحب قادیانی نے بھی ایک ٹریکٹ وحدۃ الوجود کے متعلق لکھا تھا اس میں آپ لکھتے ہیں کہ

وجودی ہر ذرہ کو خدا مانتا ہے۔ پھر بڑے مزے کی بات لکھتے ہیں کہ وجودیوں سے گفتگو کرتے ہوئے ان کو زور سے کاٹنا چاہیئے۔ اگر وہ سی کرے تو کہنا چاہیئے کیا خدا بھی "سی" کرتا ہے (کیا ہی عامیانہ طرز گفتگو ہے)

مقام حیرت

جہاں آباد دکن سے ایک کتاب نکلی تھی جس میں وحدۃ الوجود بہ تشریح ثانی کی تائید کی گئی تھی۔ مرزا نسیم احمد قادیانی کو اس میں وحدۃ الوجود کے قائلین میں لکھا تھا۔ (یا للعجب)

اطلاع

ناظرین کی آگاہی کے لئے میں بتاتا ہوں کہ اس مسئلہ کے متعلق حضرت مجدد صاحب سرہندی کا ایک مکتوب اور مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کا بھی ایک عربی مکتوب شائع شدہ ہے۔ ناظرین اس سے مزید فائدہ اٹھائیں۔ مولانا حالیؒ نے اس کے متعلق ایک رباعی لکھی ہے۔ جو یہ ہے

مسلم نے حرم میں راگ گایا تیرا ہندو نے صنم میں جلوہ پایا تیرا

دہری نے کیا دہر سے تعبیر تجھے انکار کسی سے بن نہ آیا تیرا

(اہلحدیث ۱۲ جولائی ۱۹۲۰ء)

اسلام اور صوفیاء کرام

علی گڑھ کالج کے پروفیسر آرنلڈ انگریز نے سرسید احمد خان علی گڑھی کی فرمائش پر ایک کتاب لکھی تھی جس کا نام "پریچنگ آف اسلام" تھا۔ اس کا ترجمہ بھی سرسید احمد نے اردو میں شائع کیا

؎ بسلسلہ بحث "بعض مسائل تصوف" ان مضامین کو یہاں جگہ دی گئی۔ راز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا۔ جس کا نام "دعوتِ اسلام" ہے۔ مصنف موصوف نے دنیا کے مختلف ممالک میں اسلام کی اشاعت کے ذرائع لکھے ہیں۔ ان ذرائع میں ایک ذریعہ بتایا تھا۔ کہ صوفیائے کرام کی وجہ سے اسلام کو بہت ترقی ہوئی۔ مثلاً راجپوتانہ میں اسلام کی اشاعت حضرت معین الدین چشتیؒ کے ذریعہ ہوئی۔ کشمیر میں حضرت علی ہمدانیؒ کے ذریعے سے اسلام پھیلا۔ دہلی کے گرد و نواح میں حضرت نظام الدینؒ کا خاص اثر تھا۔ حضرت مجدد صاحب سرہندیؒ کی خدمتِ اسلام بھی خصوصاً قابلِ قدر ہے۔ رضی اللہ عنہم وارضاھم۔ ان بزرگانِ دین کی خدمتِ اسلام سے کوئی شخص انکار نہیں کر سکتا۔ اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان بزرگوں کے حالات جو صحیح طور پر ہم تک پہنچے ہیں۔ ان سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ حضرات اپنے اپنے مسلک کے مطابق متبع سنت تھے۔ چنانچہ حضرت مجدد صاحب کے مکتوبات کا مندرجہ ذیل فقرہ ممدوح کے مسلک کی خبر دیتا ہے آپ فرماتے ہیں۔

"بہترین مصقلہا برائے زدودن محبت غیر اللہ اتباع سنت است"

"یعنی سب سے بہترین آلہ خدا کی محبت پیدا کرنے اور غیر خدا کی محبت دل سے نکال دینے کا اتباع سنت ہے"

مگر ان حضرات کے مزارات پر بیٹھنے والے مجاوران کے ساتھ وہی نسبت رکھتے ہیں جو مولانا رومؒ مرحوم نے اس شعر میں بتائی ہے ؎

آں گدا گوید خدا از بہر ناں   متقی گوید خدا از بہر جاں

(گداگر روٹی کے لئے اللہ اللہ کرتا ہے اور متقی خدا کے عذاب سے بچنے کے لئے خدا کی یاد کرتا ہے)

ہم بعینہٖ طور پر آج یہ فرق دیکھ رہے ہیں۔ الخ۔ (ملخص) **یکم جمادی الاول ۱۳۶۱ھ**

حقیقی تصوف[1] پر ایک نامہ مبارکہ

از حضرت استاذ العلماء فخر المتاخرین مولانا سید نذیر حسین صاحب قدس سرہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ بنام شاہ سلیمان قادری چشتی پھلواری۔

---

[1] یہ سلسلہ بحث "بعض مسائل تصوف" کا ہے اس مضمون کو یہاں جگہ دی گئی ہے۔ مرتب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

"ھو الھادی الی الصراط المستقیم" اے عزیز از محاسبہ وَإِنْ تُبْدُوا مَا فِي أَنْفُسِكُمْ أَوْ تُخْفُوهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللَّهُ اندیشہ کن و مانند چوپا أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ بخطوط نفسانی مباش، و سر در مراقبہ فَاذْكُرُونِي أَذْكُرْكُمْ فرو بر. و دیدۂ دل در مشاہدہ وُجُوهٌ يَوْمَئِذٍ نَاضِرَةٌ إِلَىٰ رَبِّهَا نَاظِرَةٌ بکشائے و نظارہ کن و سکۂ طلب استقامت خود در بوتۂ فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا و بآتش يُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ بگداز و خالص کن تا شایان مہر لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا گردد و در بازار إِنَّ اللَّهَ اشْتَرَىٰ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ أَنْفُسَهُمْ وَأَمْوَالَهُمْ بِأَنَّ لَهُمُ الْجَنَّةَ او را ثمنے باشد و مال سرمایہ تو آں کہ بضاعت دین خالص أَلَا لِلَّهِ الدِّينُ الْخَالِصُ حاصل کنی تا شاید مژدہ از اسرار وَالْمُخْلِصُونَ عَلَىٰ خَطَرٍ عَظِيمٍ بر تو کشاید و از لوامع انوار أَفَمَنْ شَرَحَ اللَّهُ صَدْرَهُ لِلْإِسْلَامِ فَهُوَ عَلَىٰ نُورٍ مِنْ رَبِّهِ شعاعے بر تو تابد. تا از حضیض قُلْ مَتَاعُ الدُّنْيَا قَلِيلٌ پائے ہمت بر رفعت نہی و بر اوج وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ عبور کنی و مبشر اقبال ذَٰلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ بشارت چنیں وارساند أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ وَرِضْوَانٌ وَجَنَّاتُ النَّعِيمِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ ندا دہد كُلُوا وَاشْرَبُوا هَنِيئًا بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ؎

ترجمہ مکتوب مقدس

"وہی مولا صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرنے والا ہے۔ اے عزیز فرمانِ الٰہی کے اس محاسبہ سے ڈرتا رہ وان تبدوا الخ (اور اگر تم اپنے دلوں کی بات ظاہر کرو یا چھپاؤ تو اللہ تعالیٰ اس کا محاسبہ کرنے والا ہے) اور مانند أُولَٰئِكَ كَالْأَنْعَامِ (اور وہی ہیں مانند چوپایوں کے) اپنے نفس کی خواہش میں مبتلا نہ رہ۔ اور فاذکرونی اذکرکم (تم ہمیں یاد کرو ہم تمہیں یاد کریں گے) کے مراقبہ میں غور کرو۔ اور دل کی آنکھ بمصداق وجوہ الخ مشاہدہ الٰہی کے نظارہ میں لگا دے اور اس کا نظارہ کر اور فَاسْتَقِمْ كَمَا أُمِرْتَ الخ (موافق حکم الٰہی مستقیم ہو اور راہ حق میں جہاد) کے بوتہ میں استقامت و طلب صادق کے زر و جواہر کو رکھ اور آگ میں يُحَذِّرُكُمُ اللَّهُ نَفْسَهُ (خوف خدا سے اپنے نفسوں کو بچاؤ) کے اس طلب صادق کے زر کو پگھلا کر خالص کر لے تا کہ شایانِ مہر ہدایت لَنَهْدِيَنَّهُمْ

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(تو ہم ان کو اپنی راہوں کی طرف ہدایت کر دیں گے) ہو جائے تاکہ وہ اِنَّ اللّٰہَ اشْتَرٰی الخ (اللہ نے مومنین کی جانیں اور ان کے اموال جنت کے عوض خرید لئے ہیں) کے بازار میں کسی قیمت کے قابل ٹھہرے اور اس سرمایہ سے تو دین خالص لی ہو بھی بمصداق اَلَا لِلّٰہِ الدِّیْنُ الْخَالِصُ (ہوشیار کہ خدا ہی کے لئے دین خالص ہے) حاصل کر سکے شاید اسی طرح کی کوشش سے کوئی بھید اسرارِ الٰہیات سے تجھ پر کھل جائے۔ کیونکہ وَالْمُخْلِصُوْنَ عَلٰی خَطَرٍ عَظِیْمٍ (مخلص بڑے خطروں میں ہیں) اور اَفَمَنْ شَرَحَ اللّٰہُ الخ (کیا ایسا نہیں کہ جس کا سینہ اللہ کی جانب سے اسلام کے لئے کھل جاتا ہے۔ پس وہ اپنے رب کی طرف سے نور میں ہے) کے انوار میں سے کوئی شعاع تیرے اوپر چمکنے لگے مگر قُلْ مَتَاعُ الدُّنْیَا قَلِیْلٌ (فرما دیجئے کہ دنیا کی متاع ہیچ ہے) کی پستی سے نکل کر تو اپنی ہمت کا پیر باہر رکھ سکے اور وَالْاٰخِرَۃُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی (اور آخرت بہتر اور باقی رہنے والی ہے) کی بلندی پر تو چڑھ جائے اور ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ الخ (یہ اللہ کا بڑا فضل ہے دیتا ہے جس کو چاہے) کی بشارت دینے والا۔ اقبال مندی کی یوں بشارت دے کر اَلَّا تَخَافُوْا الخ (خبردار نہ ڈرو اور نہ غم کھاؤ اور خوش ہو اس جنت سے جس کا وعدہ دیا گیا ہے) اور جنت النعیم کے دربان (اللہ ان سے راضی ہوا) ندا کریں کہ کُلُوْا الخ کہ جی بھر کر کھاؤ اور پیو بدلے اس کے جو تم کرتے تھے۔[1]

(اہل حدیث امرتسر جلد ۱۷ رمضان ۱۳۵۱ھ)

سوال: آپ نے تفسیر ثنائی میں فرمایا ہے کہ جنت میں دو دو زوجہ ملیں گی اور ستر حور والی حدیث صحیح نہیں ہے۔ اگر دنیا میں ایک شخص کی یکے بعد دیگرے چار یا دس زوجہ ہو گئی ہیں تو ان کو کل ملنا چاہیئے یا صرف دو۔ اگر جنتی ہزار زوجہ کا طالب ہو تو ملیں گی یا نہیں۔ اگر نہیں تو لَھُمْ مَا یَشَاءُوْنَ کا کیا مطلب ہے؟

جواب: جو عورت جس مومن کے نکاح میں مرے گی وہ اسی کو ملے گی۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ اُدْخُلُوا الْجَنَّۃَ اَنْتُمْ وَاَزْوَاجُکُمْ تُحْبَرُوْنَ (پ ۲۵ ع ۱۲) تفسیر ثنائی

---

[1] مفتی مرحوم نے تبرکاً ۱۹ رسالہ کے طور پر اس نامۂ مبارک کو شائع کیا تھا۔ اسی اہمیت کے پیش نظر اس کو فتاویٰ ثنائیہ میں جگہ دی گئی۔ فالحمد للہ علی ذٰلک۔ (راز)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں جہاں دو حوروں کا ذکر کیا ہے۔ اس سے مراد ایک دنیا کی عورت اور ایک جنت کی ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ ثم لا یجتمع فیہا عزبہ۔ ایک بیوی والے کے لیے ہے۔ ہر ایک کے لئے نہیں۔ جنتی جو خواہش کرے اس کو بیشک ملے گا۔ واللہ اعلم حنفا للہ

اہل حدیث جلد ۴۰ نمبر ۳۲

تشریح: قول باری تعالیٰ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ الآیۃ کا مقتضی یہ ہے کہ جس مومن کی ازواج اس کے نکاح میں مری ہیں۔ اگر وہ بھی جنت میں جائیں گی تو اس کو ملیں گی جنتی بھی ہوں گی تعداد کی کوئی شرط نہیں۔ یہ چار کی تحدید صرف دنیا میں ہے اور حدیث نبوی لکل امرئ منہم زوجتان من الحور العین یری مخ سوقہن من وراء العظم من الحسن۔ متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۴۹۷۔ یہ علاوہ ان دنیاوی ازواج کے ہوں گی۔ جن کی یہ صفت بیان کی گئی ہے۔ بظاہر قرینہ حوریں جنت کی مخلوق سے معلوم ہوتی ہیں۔ علامہ مرحوم کی ترجیح بھی ممکن ہے ایسے ہی لَهُمْ مَا يَشَاءُونَ فِيهَا وَلَدَيْنَا مَزِيدٌ (پ ۲۶ ع ۱) کا انعام عام ہے۔

سوال: جس نے اپنے بچوں کو قرآن شریف پڑھایا۔ اس کو آخرت میں ایسی ٹوپی ملے گی جس کی روشنی سورج سے بہت گنا ہو گی۔ تو کیا تاج والے کا جسم ہاں بدن بھی سورج سے زیادہ روشن ہو گا اور جس نے قرآن کا درس دیا ان کو بھی ملے گا یا نہیں؟

سائل مذکور

جواب: حدیث کے الفاظ میں تاج کی روشنی کا ذکر ہے۔ بدن کی روشنی کا نہیں۔ لہٰذا یہ غیر ثابت ہے۔ درس دینے والے کا ذکر بھی حدیث شریف میں نہیں ہے۔ امید ہے کہ اس کو بھی ملے گا۔

اہل حدیث جلد ۴۰ ص ۲۵

(یہ حدیث مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۶ باب فضائل القرآن فصل ثانی میں معاذ جہنی کی روایت سے مروی ہے)

سوال: کیا جنتی جنت میں صرف ایک مرتبہ ایک گلاس شربت پینے سے پچاس ہزار برس سیر رہے گا۔ اور ان کو بالکل بھوک و پیاس نہیں لگے گی اللہ پچاس ہزار کا برس دنیا کے مقدار برس ہو گا یا کم یا زیادہ۔

سائل مذکور

جواب: یہ شربت کا گلاس جو ملے گا وہ میدان حشر میں ملے گا جس کا اثر میدان حشر تک ہو گا جنت میں جنتی خوب کھائیں پئیں گے۔ ارشاد ہو گا۔ کُلُوْا وَاشْرَبُوْا!

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَیُنَبِّئُهُمْ بِمَا اسْتَشْعَرُوا فِي آلَاءِ رَبِّهِمْ۔ (اہلحدیث ۱۳۴۳ھ)

سوال: زید کہتا ہے کہ ایک دن حشر کر کے بعد زمین و آسمان، جنت و دوزخ، انسان وملائکہ سب فنا ہوں گے۔ اور آیت کُلُّ مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ پیش کرتا ہے۔ عمرو کہتا ہے کہ جنت و دوزخ ابدی ہیں ان کو فنا نہیں اور مشرک کبھی نہیں بخشا جائے گا۔ کس کا قول صحیح ہے۔

(عبدالاحد مہتمم مدرسہ المعوذہ)

جواب: زمین و آسمان کے متعلق ارشاد ہے: وَإِنَّا لَجَاعِلُونَ مَا عَلَيْهَا صَعِيدًا جُرُزًا۔ یعنی ہم زمین کو چٹیل میدان کر دیں گے۔ لَا تَرَىٰ فِيهَا عِوَجًا وَلَا أَمْتًا (اس میں اونچائی اور نیچائی نہیں دیکھو گے۔) يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ (جب کہ یہ زمین بدل کر اور طرح کی زمین کر دی جائے گی اور اسی قیاس پر آسمان کے متعلق ارشاد ہے: إِذَا السَّمَاءُ انْشَقَّتْ وَأَذِنَتْ لِرَبِّهَا وَحُقَّتْ۔ جب آسمان اپنے رب کے حکم سے پھٹ جائے گا۔ وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ۔ اور آسمان پھٹ جائے گا۔ ان آیات سے ثابت ہوتا ہے کہ زمین و آسمان میں کچھ تبدیلیاں ہوں گی بالکلیہ فنا نہیں ہوں گے۔ سوال میں مَنْ عَلَیْهَا فَانٍ کا تعلق ہر قوم سے ہے جو قرآن مجید کی آیت ہے۔ یعنی جو اشخاص اور چیزیں زمین پر ہیں۔ ان سب کو فنا کر کے زمین صَعِيدًا جُرُزًا کر دی جائے گی۔ مشرک کے متعلق جمہور کا یہی مذہب ہے کہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ مگر بعض صحابہ اور بعض ائمہ ھدیٰ و شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن قیم وغیرہما کی تحقیق ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ جہنم خالی ہو جائے گی۔

اَللّٰهُ أَعْلَمُ بِحَقِيقَةِ الْحَالِ۔ (اہلحدیث ۱۳ رجب ۱۳۴۳ھ)

سوال: کیا جنتی جنت میں ہمیشہ رہے گا۔ جب تک خدا کی خدائی رہے گی یا آخر میں چل کر کبھی معدوم ہو جائے گا۔ زید کہتا ہے خدا کی خدائی جب تک رہے گی تب تک جنتی کا جنت میں رہنا غیر ممکن ہے جیسا کہ اہلحدیث سورہ لَمْ يَكُنِ الَّذِينَ میں مذکور ہے کہ کافر اور مشرک ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔ اور آپ نے ۱۷ جنوری ۱۹۲۲ء کے پرچہ میں فتوی پر جواب لکھا ہے کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ جہنم خالی ہو جائے گی۔ جب کہ خَالِدِينَ فِيهَا ہے .... ایسا ہی جنت بھی فنا ایک دن خالی ہو جائے گی۔ چونکہ جنت کے بارے میں کیا جہنم بھی اٹھا دی جائے گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خَالِدِیْنَ فِیْهَا آیت ہے۔ قرآن و حدیث صحیح سے جواب دیں۔ خدا اجر عظیم دے گا۔

جواب۔ جنت اور جہنم میں فرق ہے۔ یہ فرق دراصل قرآن مجید کی آیتوں میں صاف ملتا ہے۔ جہنمیوں کی بابت ارشاد ہے۔ خَالِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ۝ جنتیوں کی بابت آیا ہے خَالِدِیْنَ فِیْهَا مَا دَامَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ اِلَّا مَا شَآءَ رَبُّكَ ؕ عَطَآءً غَیْرَ مَجْذُوْذٍ۝ (سورۂ ہود) پہلی آیت سے بعض علماء نے سمجھا ہے کہ جہنم کا عذاب ختم ہو جائے گا۔ صحابہؓ میں سے اس کے قائل حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ہیں اور متاخرین علماء میں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور حافظ ابن قیمؒ اور ان کے اتباع ہیں۔ دوسری آیت میں جنتیوں کے غیر مجذوذ کا لفظ آیا ہے۔ یعنی جنتیوں کی عطاء غیر منقطع دائمی ہوگی۔ اس لئے جنت اور دوزخ میں فرق ہے۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ۔ (اہل حدیث جلد ۳۰ ص ۳۲)

تنقید از حضرت علامہ نواب صدیق حسن خان صاحب

اللہ تعالیٰ نے فرمایا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ۔ یہ آیت قرآن میں بہت جگہ آئی ہے اور فرمایا وَمَا هُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ اور حدیث ابن عمرؓ میں فرمایا ہے کہ جب اہل جنت، جنت میں اور اہل نار نار میں داخل ہو چکیں گے تو ایک موذن درمیان ان کے اذان دے گا۔ کہ یا اهل الجنة لا موت ویا اهل النار لا موت کل خالد فیما هو فیه رواہ الشیخان۔ اور حدیث ابوسعید خدری میں ذکر موت کے ذبح کرنے کا درمیان جنت اور نار کے آیا ہے۔ پھر یہ کہہ دیا جائے گا۔ یَا اَهْلَ الْجَنَّةِ خُلُوْدٌ وَلَا مَوْتَ وَیَا اَهْلَ النَّارِ خُلُوْدٌ وَلَا مَوْتَ۔ رواہ الشیخان۔ اس باب میں کئی حدیثیں نزدیک ترمذی وحاکم وابن ماجہ کے آئی ہیں اور صحت کو پہنچی ہیں۔ غرض کہ قرآن و حدیث دونوں کی دلیلوں سے خلود اہل دارین کا ابدالآباد تک بخوبی ثابت ہے اور اہل سنت و جماعت نے اس بات پر اجماع اور اتفاق کیا ہے۔ کہ نہ عذاب کفار کا منقطع ہوگا اور نہ نعیم اہل جنت کا انقطاع ہوگا۔ ہاں جہمیہ فناء جنت و نار کے قائل ہیں اور اس مسئلہ میں سات قول ہیں جن کا ذکر اصل رسالہ میں موجود ہے رجوع عربی ہے اور جس کا نام یقظة اولی الاعتبار مما ورد فی النار واصحاب النار ہے)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن بعض صحابہؓ اور تابعین نے یہ کہا ہے کہ جنت غیر منقطع ہے اور نار ایک دن فانی ہو کر عذاب نار کا زائل ہو جائے گا۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ اور ان کے شاگرد امام ابن القیمؒ بھی اسی طرف مائل ہیں۔ مگر یہ قول ان کا شاذ و نادر ہے۔ ہم ان سے اس مسئلہ میں موافقت نہیں کرتے ہیں۔ ابن القیمؒ نے کچھ اوپر بیس وجہ سے اس مسئلہ کو راجح کہا ہے۔ یہ لوگ اگرچہ اسلام میں کبار ائمہ ہیں لیکن حق اکبر تر ہے۔ یہ قول ظاہر کتاب و سنت کے خلاف ہے کوئی حاجت صرف نصوص ظاہرہ کی ان کے ظواہر الفاظ و اختلاف معانی سے ایسی جگہ نہیں ہے۔ شیخ مرعی کرمی حنبلی نے اس باب میں ایک رسالہ لکھا ہے "توفیق الفریقین علی خلود اھل الدارین"۔ اور اس باب میں ایک رسالہ سید محمد بن اسمٰعیل الامیر یمنی کا اور ایک رسالہ امام ربانی قاضی محمد بن علی شوکانی کا بھی ہے۔ حاصل ان رسائل کا یہ ہے کہ جنت و نار دونوں باقی رہیں گے۔ اور اہل جنت و نار ہمیشہ ان میں خالد و مخلد ہوں گے۔ کسی کو فنا نہ ہوگی۔ یہی حق ہے اور کتاب و سنت و اجماع ائمہ و امت بھی اس پر دلیل ہے۔ قرطبی نے کہا ہے۔ علماء اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ اہل نار مخلد ہوں گے کبھی اس سے باہر نہ نکلیں گے جیسے ابلیس و فرعون و ہامان و قارون اور ہر کافر متکبر اور طاغی متجبر، ان کے واسطے نار جہنم متعین ہے۔ یہ اس آگ میں نہ مریں گے نہ جئیں گے۔ اللہ نے ان سے وعدہ عذاب الیم کا کیا ہے۔ قال عزوجل: كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ ۝ نیز اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ نار میں کوئی مومن باقی نہیں رہے گا۔ خلود واسطے کافر جاحد کے ہے۔ اس جگہ بعض علماء سے لغزش ہو گئی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ایک دن ہر کافر معطل شیطان بھی آگ سے خارج ہو کر جنت میں جائے گا۔ اور یہ بات عقلاً جائز ہے کہ صفت غضب کی منقطع ہو جائے۔ سو جواب اس کا یہ ہے کہ اس طرح عقلاً یہ بھی جائز ہے کہ صفت رحمت کی منقطع ہو جائے اور اس سے یہ لازم آتا ہے کہ انبیاء و اولیاء معاذ اللہ معذب فی النار ہوں۔ اور یہ عقیدہ فاسد دھوکا ہے اس لئے کہ اللہ جو سب سچوں کا سچا ہے اور اس کا وعدہ سب سے زیادہ پکا ہے اس نے حق میں اہل جنت کے یوں فرمایا ہے عَطَاءً غَيْرَ مَجْذُوذٍ اور فرمایا ہے لَهُمْ أَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُونٍ یعنی غیر منقطع اور فرمایا ہے لَهُمْ فِيهَا نَعِيمٌ مُقِيمٌ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ۝ اور کفار کے حق میں کہا ہے۔ لَا يَخْرُجُوْنَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِي سَمِّ الْخِيَاطِ اعرف بایں ہے۔ فَالْيَوْمَ لَا يُخْرَجُونَ مِنْهَا وَلَا هُمْ يُسْتَعْتَبُونَ۔ اور بہت وارد و حاضر ہیں۔ معقول کو اس جگہ کچھ دخل نہیں ہے اس اعتقاد کی بڑی تر وجہ ہی اجماع ہے جو نقول حکایت کی گئی ہے۔ وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ ماننی۔ یہ کہا بعض کہ شاید مراد قرطبی کی اس جگہ اشال کے شیخ ابن عربی ہیں۔ اس لئے کہ ان کے اتباع اسی طرف گئے ہیں۔ غالباً ان حضرات کی نظر میں طلب رحمت و سبق کرم کی ان امر کی تغیر ہو ہے۔

بخاری میں دفعتاً آیا ہے۔ سَبَقَتْ رَحْمَتِي عَلٰى غَضَبِي یا نیا واس قول کی اس پر ہے۔ کہ وعید میں خلف جائز ہے اور وعد میں ناجائز۔ لیکن اس میں شک نہیں کہ ظاہر نظم قرآنی اصالح نص صریح اس خلود اہل ملتین بہ جنت و نار میں دلیل ہے۔ اور یہی حق ہے مطابق بیان دلائل شرعیہ صحیحہ علیہا کے بلکہ خود شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے ایک سوال کے جواب میں یہ لکھا ہے۔ قد دلت الادلة على بقاء الجنة بالتأبيد واهلها۔ بالجملہ جنت و نار و لوح و قلم و عرش و کرسی و حور و قصور کو بوقت نفخ صور کے فنا نہ ہوگی۔ اس لئے کہ یہ واسطے بقا کے پیدا کئے گئے ہیں۔ یہ تو ابداً لآباد تک بلا انقطاع معہ لیالی و ہوالی خود باقی و رہا کریں گے۔

فتاویٰ از حضرت والا جاہ جناب العلامہ نواب صدیق حسن خان والی بھوپال رحمۃ اللہ علیہ۔ در کتاب نذیر العریان... ص۳ تا ۱۰ مطبوعہ مفید عام آگرہ سنہ ۱۳۰۲ھ

سوال: بعض لوگ پیغمبر کریما مون یا اولیاؤں کی یا اپنے پیروں کی تصویروں کی تعظیم کرتے اور اپنے پاس باعث برکت سمجھ کر رکھتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا شریعت کے خلاف نہیں ہے؟

محمد مسیح الزمان عظیم آبادی

جواب: تصویروں کا برکت کے لئے پاس رکھنا کسی طرح جائز نہیں۔ حدیثوں میں اس سے سخت منع آیا ہے۔ اگر یہ چیز جائز ہوتی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی تصویر جو خانہ کعبہ میں رکھی ہوئی تھی۔ آنحضرتؐ اپنے ہاتھ سے نہ گراتے۔ اللہ اعلم!

اہل حدیث جلد ۱۴۔ ص۱۱

سوال: اگر کوئی سخت بیمار ہو جاتا ہے تو اس کی صحت کے لئے یہ خیال کرکے کہ جان کے بدلہ میں ایک جان صدقہ کرنی چاہیے چنانچہ ایک بکرا یا بھیڑ ذبح کرکے غرباء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو تقسیم کر دیا کرتے ہیں۔ ایسا فعل شرعاً جائز ہو سکتا ہے؟

(ایک خریدار اہل حدیث)

جواب: جان کے بدلے جان دینی بدعت سیئہ ہے بلکہ قریب کفر ہے۔ جس جان کا وقت آتا ہے وہی جاتی ہے۔

(اہل حدیث جلد ۳۴ ص ۱۲)

سوال: اخبار اہل حدیث کے سابقہ پرچوں میں یہ سوال ہوا تھا کہ زلیخا کا عقد یوسف علیہ السلام سے ہوا تھا یا نہیں۔ آپ نے نفی میں جواب لکھا تھا۔ حالانکہ تفسیر احسن التفاسیر میں اس کا ثبوت ملتا ہے۔ ملاحظہ ہو ص ۱۹۱

(محمد عثمان خان جنرل مرچنٹ از محبوب نگر حیدرآباد)

جواب: نکاح کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔ بلکہ بائبل میں اس کے خلاف ہے۔ حضرت یوسف ؑ کا نکاح کسی اور جگہ ہوا تھا۔ قاضی سلیمان ؒ نے تفسیر سورۂ یوسف میں نکاح کا انکار کیا ہے۔ اللہ اعلم!

(اہل حدیث جلد ۴۳ ص ۶)

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ ہونے کے متعلق کیا کوئی روایت قوی یا ضعیف موجود ہے؟

(ایم عبد اللہ)

جواب: مجھے اس کے متعلق کوئی حدیث معلوم نہیں۔ کسی صاحب کو معلوم ہو تو مجھے بھی مطلع کریں۔ مشکور رہوں گا۔

(اہل حدیث جلد ۳۴ ص ۱۳)

تشریح: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ نہ ہونے کی کوئی حدیث ثابت نہیں۔ بعض کا قول یا غلط روایت ہے۔

سوال: زید کہتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شخص کو بقدر ظرف کے روحانیت سے سرشار کیا۔ یعنی جس قدر کسی کی استعداد تھی۔ اسی قدر اسرار و رموز کا انکشاف کیا۔ لہٰذا بعض باتیں آپ نے صرف خواص کو بتائیں۔ اور وہ ضبط تحریر میں نہیں ہیں۔ صرف سینہ بسینہ چلی آتی ہیں۔ کیا حضورؐ نے فرق مراتب کو ملحوظ رکھا ہے۔

(ایم عبد اللہ جھیا والا لر)

جواب: تبلیغ سب احکام کی فرمائی ہے۔ کچھ چھپا کر نہیں رکھا۔ اور یہی مقصد حکم خداوندی کا ہے۔ اِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ۔ باقی حدیثوں کے متعلق مجھے صحیح علم نہیں۔

(اہل حدیث جلد ۳۴ ص ۲۲)

تشریح: جواب صحیح ہے کیونکہ نص قرآنی ہے۔ يَآ اَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ الآیۃ (پ ۶ ع ۱۴)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یہ بھی فرمایا ہے۔ هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ الآیۃ (پ۲۸ - ع۱۳) تو یہاں امیین عام ہے اور کتاب اور حکمت بھی انہوں کے لئے تھی تو پھر تخصیص ترجیح صحیح نہیں۔ لہٰذا عقیدہ مذکورہ بالا قطعاً باطل ہے۔ ہاں استعداد ہر شخص کی الگ ہے کہ ہر ایک کی سمجھ اور حافظہ یکساں نہیں۔ کسی نے کم یاد رکھا یا سمجھا۔ کسی نے زائد۔

سوال: قانونِ فطرت کا متبع خدا کی وحدانیت کا قائل اور اس کی ہستی کا مقر۔ برگزیدہ پیغمبر ابنیٔ کا معترف محض اس بنا پر کہ وہ اپنا طریقہ عبادت طریق اسلامیہ سے جدا رکھتا ہے بمشرک کافر دوزخی کہا جاسکتا ہے یا نہیں۔ (ثناء اللہ ریواڑی از ان پور)

جواب: قرآن مجید کا منکر دو طرح سے ہے۔ ایک اس کو منزل من اللہ نہ جاننے والا دوسرا اپنے حق میں واجب العمل نہ جاننے والا۔ یہ دونوں کافر ہیں۔ (اہل حدیث جلد ۱۹۲۰)

قرآن کریم کے متعلق مغربی دنیا کی رائے

از محمد عنایت اللہ مالک آل انڈیا نمک لانظیر کمپنی متوطن راما ایڈی نظام دکن

قرآن عالم اسلامی کا ایک مشترکہ قانون ہے جو معاشرتی، ملکی، تجارتی، فوجی، عدالتی، تعزیری معاملات پر حاوی مذہبی ضابطہ جس نے ہر چیز کو باقاعدہ بنایا۔ مذہبی رسوم سے لے کر حیات معمورہ کے افعال روحانی نجات سے جسمانی صحت۔ اجتماعی حقوق سے انفرادی حقوق تک، اخلاق سے ذہانت اور دنیاوی سزا سے لے کر اخروی عقوبت تک تمام امور کو سلک ضابطہ میں منسلک کر دیا ہے۔ جس کو خدا تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر انسانوں کی رہنمائی کے لئے نازل فرمایا۔ تمام مذاہب عالم میں ایسا مکمل دستور العمل ہونے کا فخر اسلام اور صرف اسلام ہی کو حاصل ہے۔ جس پر ستر کروڑ انسان فخر کر رہے ہیں۔ مغرب کے نامور علماء کی ایک بڑی جماعت اسلام کو دنیا کا سب سے برگزیدہ اور مکمل مذہب مانتی ہے۔ اور جس کی تعریف میں رطب اللسان ہے۔ ان میں سے چند مستشرقین کے خیالات جو بجائے خود ایک ضخیم کتاب کی صورت ہوگی۔ اس لئے باختصار درج کئے جاتے ہیں۔ ڈاکٹر موریس جو فرانس کے مشہور ماہر علوم عربیہ ہیں جنہوں نے بحکم گورنمنٹ فرانس قرآن کریم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں کیا تھا۔ اپنے ایک مضمون میں جو "لاہار دل فرانس رومان" میں شائع ہوا تھا۔ ایک اور فرانسیسی مترجم قرآن موسیو سالان ریناش کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب (قرآن) تمام آسمانی کتابوں پر فائق ہے۔ اس کی فصاحت و بلاغت کے آگے سارے جہان کے بڑے بڑے انشا پرداز و شاعر سر جھکا دیتے ہیں۔

ایک اور جگہ فرماتے ہیں (ملاحظہ ہو تنقید الکلام مصنفہ سید امیر علی باب د ۱۷) روم کے عیسائیوں کو جو کہ ضلالت کی خندق میں گر پڑے تھے کوئی چیز نہیں نکال سکتی تھی بجز اس آواز کے جو غار حرا سے نکلی۔

پروفیسر اڈوائر مونتے اپنی تالیف "اشاعت مذہب عیسوی اور اس کے مخالف مسلمان" (صفحہ ۱۸ پیرس ۱۸۹۰ء) میں لکھتے ہیں۔ "حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) کا مذہب تمام کا تمام ایسے اصولوں کا مجموعہ ہے۔ جو معقولیت کے امور مسلّمہ پر مبنی ہے۔ اور یہ وہ کتاب ہے جس میں مسئلہ توحید ایسی پاکیزگی اور جلال جبروت کمال تیقن کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اسلام کے سوا اور کسی مذہب میں اس کی مثال مشکل سے ملے گی۔

ریورنڈ آر۔ ایکسویل کنگ اپنی تقریر "دین اسلام" میں جو ۱۷ جنوری ۱۹۱۵ء کو قلم پر لیا تھا اسٹریلین چرچ نیو نارڈز میں کی گئی۔ فرماتے ہیں۔

"اسلام کی آسمانی کتاب قرآن ہے۔ اس میں صرف مذہب اسلام کے اصول و قوانین درج ہیں۔ بلکہ اخلاق کی تعلیم روزمرہ کے متعلق ہدایات اور قانون ہے۔ اکثر کہا جاتا ہے کہ قرآن محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تصنیف سب توریت و انجیل سے لیا گیا ہے۔ مگر میرا ایمان ہے کہ اگر الہامی دنیا میں الہام کوئی شے ہے اور الہام کا وجود مکمل ہے تو قرآن شریف ضرور الہامی کتاب ہے۔ بلحاظ اصولِ اسلام مسلمانوں کو عیسائیوں پر فوقیت ہے۔

موسیو اوجین کلاقل نامور فرانسیسی مستشرق ہیں۔ جنھوں نے مسلمانوں اور یہودیوں عیسائیوں کے مذہب کی تحقیق میں عمر صرف کر دی۔ ۱۹۰۱ء کے فرانسیسی اخبارات میں مضمون شائع کرتے ہیں کہ قرآن مذہبی قواعد و احکام ہی کا مجموعہ نہیں بلکہ وہ ایک عظیم الشان ملکی اور تمدنی نظام پیش کرتا ہے۔

کونٹ ہنری دی کاسٹری اپنی کتاب "اسلام" جس کا ترجمہ مصر کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مشہور مصنف احمد فتحی بک زاغلول نے ۱۸۹۸ء میں شائع کیا لکھتے ہیں: کہ عقل بالکل حیرت زدہ ہے کہ اس قسم کا کلام اس شخص کی زبان سے کیونکر ادا ہوا جو بالکل امی تھے۔ تمام مشرق نے اقرار کیا کہ یہ وہ کلام ہے کہ نوع انسانی لفظاً و معناً ہر لحاظ سے نظیر پیش کرنے سے قاصر ہے۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) قرآن کو اپنی رسالت کی دلیل کے طور پر لائے جو تاحال ایک ایسا مہتم بالشان راز چلا آتا ہے کہ اس طلسم کو توڑنا انسانی طاقت سے باہر ہے۔

انگلستان کا نامور مؤرخ: ڈاکٹر گبن اپنی تصنیف "انحطاط و زوال سلطنت روما" کی جلد ۵ باب ۵۰ میں لکھتے ہیں: قرآن کی نسبت بحر اطلانتک سے لے کر دریائے گنگا تک نے مان لیا ہے کہ وہ شریعت ہے اور ایسے دانشمندانہ اصول اور عظیم الشان قانونی انداز پر مرتب ہوئی کہ سارے جہان میں اس کی نظیر نہیں مل سکتی۔

مسٹر مارماڈیوک پکھتال نے "اسلام اینڈ ماڈرنزم" پر لندن میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ وہ قوانین جو قرآن میں درج ہیں اور جو پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے سکھائے۔ وہی اخلاقی قوانین کا کام دے سکتے ہیں۔ اور اس کتاب کی سی کوئی اور کتاب صفحہ عالم پر موجود نہیں ہے "گذشتہ چند سالوں میں مسلمانوں نے کسی شیخ الاسلام یا مجتہد کے فتوے کی اندھی تقلید میں قرآن کے اصلی مدعا کو خبط کر دیا ہے۔ حالانکہ اس قسم کے تمامی امور کو قرآن نے بہت مذموم قرار دیا ہے" دشیدایان تقلید و مقلد مولوی صاحبان غور کرو۔ دیکھو کہ

"کہتی ہے تجھے خلق خدا غائبانہ کیا"

الکس لوازون فرانسیسی فلاسفر اپنی کتاب "لائف آف محمدؐ" میں لکھتے ہیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے، جو فصاحت و بلاغت شریعت کا دستور العمل دنیا کے سامنے پیش کیا یہ وہ مقدس کتاب (قرآن) ہے۔ جو اس وقت تمام دنیا کے ۴/۱ حصہ میں معتبر اور مسلم سمجھی جاتی ہے۔ جدید علمی انکشافات میں جن کو ہم نے بزور علم حل کیا ہے یا ہنوز وہ زیر تحقیق ہیں وہ تمام علوم اسلام و قرآن میں سب کچھ پہلے ہی سے پوری طرح موجود ہیں۔

موسیو سیدلو فرانسیسی خلاصہ تاریخ عرب صفحہ ۵۹ و ۳۲ و ۳۴۲ میں لکھتے ہیں "اسلام بے شمار خوبیوں کا مجموعہ ہے اسلام کو جو لوگ وحشیانہ مذہب کہتے ہیں۔ ان کو تاریک ضمیر بتلاتے ہیں۔ وہ غلطی پر ہیں۔ ہم بزور دعوے کرتے ہیں کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ قرآن میں تمام آداب و اصول حکمت فلسفہ موجود ہیں۔

موسیو گاستن کار نامور فرنچ مستشرق کے مضمون کا ترجمہ اسی زمانہ کے بیروت کے مشہور اخبار "البلاغ" ۱۲ صفر ۱۳۳۰ھ نے شائع کیا ہے۔ لکھتے ہیں کہ "اسلام حقیقت میں ایک طرح کا اجتماعی مذہب ہے۔ جس کو دنیا کی ۱/۲ حصہ آبادی نے حق تسلیم کرلیا ہے۔ اس علاقہ مذہب کے قانون (قرآن) میں وہ تمام فوائد و مصالح موجود ہیں جن سے زمانہ حال کا تمدن بنا ہے۔ اسلام ہی نے دنیا کی عمرانی ترقی کے لیے ہر قسم کے ذرائع یورپ کو بہم پہنچائے۔ اگرچہ کوئی ہم سے اعتراف نہ کرے۔ مگر امر واقعہ یہی ہے" اور سوال کرتا ہے کہ "روئے زمین سے اگر اسلام مٹ گیا، مسلمان نیست و نابود ہو گئے۔ قرآن کی حکومت جاتی رہی تو کیا دنیا میں امن قائم رہ سکے گا؟" پھر خود ہی جواب دیتا ہے "ہرگز نہیں"

نامور جرمن فاضل اور مستشرق جوانیکر دی بولف، جرمن کے رسالہ "دی ہائیلف" بابت ۱۹۱۲ء میں "اسلام اور حفظ صحت" پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ قرآن کریم کو حفظ صحت کے اعتبار سے ساری دنیا کی آسمانی کتابوں میں خاص امتیاز حاصل ہے۔ اسلام نے صفائی طہارت اور پاکبازی کے صاف صریح ہدایات نافذ کر کے جراثیم ہلاکت کو مہلک صدمہ پہنچایا ہے۔"

محقق عمانویل ڈی اش (اسرائیلی) کوارٹرلی ریویو جلد ۱۲۷ نمبر ۲۵۴ میں زیر عنوان "اسلام" تحریر فرماتے ہیں "یہی عرب لوگ (قرآن کی مدد سے) یورپ کو انسانیت کی روشنی دکھانے آئے۔ جنھوں نے یونان کی مردہ عقل اور علم کو زندہ کیا۔ اور مغرب و مشرق کو فلسفہ طب اور ہیئت اور دلچسپ فن سکھانے کے لیے آئے۔ اور علوم جدیدہ کے بانی ہوئے۔

پروفیسر ٹی ڈبلیو۔ آرنلڈ اپنی کتاب "پریچنگ آف اسلام" صفحہ ۳۷۹، ۳۸۱ میں لکھتے ہیں۔

"مدارس میں قرآن کی تعلیم دی جائے تو کچھ کم ترقی کا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ افریقہ کو ایک یہ بھی فائدہ ہوا کہ بجائے اپنی رائے سے حکومت کرنے کے انتظام سلطنت کے لیے ایک ضابطہ اور دستور العمل مل گیا۔ مسلمانوں کی تاثیر اور طرز اسلام سے افریقہ کے ملک میں لاتعداد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بڑے بڑے شہر قائم ہو گئے۔ کہ یورپ کو اوّلاً ان باتوں کا یقین نہ آیا۔

مسٹر ایچ ایس لیڈر بعنوان "عربوں کا احسان تمدن پر" اور نٹیل سرکل لندن میں فرماتے ہیں کہ قرآن حدیث کی تعلیم دینی و دنیوی ترقیوں کا سرچشمہ ہے۔ عرب بحیثیت فاتح قوم امن و ترقی بخش قوم کی شان اختیار کرنے لگے تو اس کے لئے قرآن و حدیث کی جانب رجوع کرنا ہو گا۔

مسٹر ای ڈی ماریل نے ۱۹۱۲ء میں رائل سوکا آف آرٹس میں ایک لیکچر شمالی نائیجیریا پر دیتے ہوئے فرمایا کہ قرآن نے نظام تہذیب و تمدن پیدا کیا۔ شائستگی کی روح پھونکی سول گورنمنٹ کا نظام اور حدود عدالت کے قیام میں (اسلام) بڑا معاون ثابت ہوا ہے۔ جہاں ابھی تک اسلام کی روشنی نہیں پہنچی لوگوں کے فائدہ کے یہ بہت ضروری ہے کہ حکومت برطانیہ اس کو (اسلام) قائم رکھ کر اس کو مضبوط اور طاقتور بنانے کی کوشش کرے۔

جان جاک ولیک مشہور فلاسفر جرمن نے مقامات حریری، تاریخ ابوالفدا اور معلقہ طرفہ عربی تصانیف کا لاطینی میں ترجمہ کیا ہے اور ان پر حواشی لکھے ہیں۔ لکھتا ہے کہ تھوڑی عربی جاننے والے قرآن کا تمسخر اڑاتے ہیں۔ اگر وہ خوش نصیبی سے کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی معجز نما قوت بیان سے تشریح سنتے تو یقیناً یہ شخص بے ساختہ سجدہ میں گر پڑتے اور سب سے پہلی آواز ان کے منہ سے یہ نکلتی کہ پیارے نبی پیارے رسول خدا ہمارا ہاتھ پکڑ لیجئے اور ہمیں اپنے پیروؤں میں شامل کر کے عزت اور شرف دینے میں دریغ نہ فرمایئے۔

لندن کا مشہور ہفتہ وار اخبار "نیر ایسٹ" ۱۳ اپریل ۱۹۲۲ء کی اشاعت میں لکھتا ہے قرآن کی حسن و خوبی سے جن کو انکار ہے وہ عقل و دانش سے بیگانہ ہے۔

ایک عیسائی فاضل داؤد آفندی محاعص نے بیروت کے مسیحی اخبار "الوطن" ۱۹۱۱ء میں دنیا کا سب سے بڑا ہیرو کون ہے؟ پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے۔

جب کوئی مسلمان قرآن و حدیث کا یکسوئی سے مطالعہ کرے یا اس پر تدبر کی نظر ڈالے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن میں دین و دنیا کے فلاح وبہبودی کے تمامی اسباب پائے گا۔

مشہور مسیحی پادری[19] "ڈین وسینٹلی" نے "مشرقی کلیسا" کے صفحہ ۲۷۹ میں لکھا ہے۔ "قرآن کا قانون بے شبہ بائبل کے قانون سے زیادہ موثر ثابت ہوا ہے"۔

مسٹر رچرڈ سن[20] نے "قانون ازالہ غلامی انڈیا کونسل میں پیش کرتے وقت ۱۸۱۰ء میں فرمایا۔ غلامی کی مکروہ رسم کے اٹھانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ہندو شاستر قرآن سے بدل دیا جائے۔

کرنل انگرسال امریکہ[21] کے ایک مشہور دہریہ ہیں۔ جن کو اسلام اور عیسائیت تو کجا دنیا کے کسی مذہب سے بھی کوئی تعلق نہیں ہے۔ اس لئے اس فہرست میں ان کو خاص طور پر شریک کیا جاتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ ہند سے کا رواج۔ الجبرا، علم المثلثات کے گر، علم پیمائش، ستاروں کے نقشے۔ زمین کا حجم۔ اعوجاج طوق شمس، سال کی صحیح مدت۔ آلات ہیئت وغیرہ مختلف قسم کے کلاک۔ علم الکیمیا، علم الماکولات علم المناظر وغیرہ جنھوں نے اس قدر ایجادات واختراعات کیں۔ اور علوم وفنون کو اس قدر نشوونما دی وہ عیسائی نہ تھے ہم کو خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ موجودہ سائنس کا سنگ بنیاد پیروان اسلام ہی کو رکھنے کا فخر حاصل ہے جو کسی مفید کام کے لئے عیسائیت یا کلیسا کے منت پذیر نہیں ہیں۔

ہسٹری آف دی مورش ایمپائر ان یورپ[22] کے مصنف اور مشہور مستشرق جناب ایس پی اسکاٹ لکھتے ہیں۔

"ہم کو چاہیئے کہ اس غیر معمولی مذہب (اسلام) کی سرعت ترقی اور اس کے دوامی اثرات کی قدر کریں کہ جو ہر جگہ امن وامان، دولت وحشمت فرح وسرور اپنے ساتھ لے گیا۔

مشہور فرانسیسی مورخ والٹیر[23] تہذیب اسلام پر بحث کرتے ہوئے لکھتا ہے پادریو! راہبو! اور مجاورو! اگر تم کو ماہ جولائی میں رجب کہ رمضان المبارک کا مہینہ اس مہینہ میں آئے) ۴ بجے صبح سے ۱۰ بجے شب تک آب پر کھانے پینے کی ممانعت کا قانون عاید کر دیا جائے۔ کسی قسم کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قمار بازی ہو سب سے منع کر دیا جائے۔ شراب حرام کر دی جائے۔ تپتے ہوئے صحراؤں سے گذر کر حج کو جانے کے لئے کہا جائے۔ اپنی آمدنی کا ۲½ فیصدی حصہ محتاجوں میں تقسیم کر دیں۔ اگر آپ ۱۸ عورتوں کی رفاقت کا لطف اٹھاتے ہوں اور ان میں سے ۱۴ کو یک لخت کم کر دی جائیں تو کیا آپ ایمانداری سے یہ کہنے کی جرأت کر سکتے ہیں؟ کہ ایسا مذہب عیش پرست ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ وہ لوگ جاہل، ضعیف العقل ہیں جو مذہب اسلام پر اتہامات والزام عائد کرتے ہیں۔ یہ سب بیجا اور صداقت سے معرا ہیں۔

بلبل ہند مسز سروجنی نائیڈو ان سے کون ناواقف ہے۔ مسجد ورکنگ میں جماعت مسلمین کے روبرو ۲۸/ دسمبر ۱۹۱۹ء میں تقریر کرتے ہوئے کہا (از اسلامک ریویو جنوری ۱۹۲۰ء) "قرآن کریم غیر مسلموں سے رواداری کا برتاؤ سکھاتا ہے۔ دنیا کے تمام بڑے بڑے مذاہب کم وبیش ایثار علی النفس کی تعلیم دیتے ہیں مگر اسلام اس باب میں سب سے آگے ہے۔ بنی نوع انسان کی خدمت تعلیم اسلام کا سرمایۂ ناز ہے۔ اسی لئے اسلام نے تمام عالمگیر اخوت کا اصول دنیا کے روبرو پیش کیا ہے۔ دنیا اس اصول کی پیروی کرنے سے خوشحال ہو سکتی ہے۔

مہاتما گاندھی اپنے مضمون میں جو (خلا ایک ہے) کے موضوع سے آپ ہی کے اخبار "ینگ انڈیا" میں شائع ہوا فرماتے ہیں کہ مجھے قرآن کو الہامی کتاب تسلیم کرنے میں ذرہ برابر تامل نہیں ہے۔ ہندو مسلم اتحاد اور مولویوں کے بلوہ پر گاندھی جی نے ایک مضمون اپنے اخبار میں لکھا کہ پیغمبر اسلام کی تمام زندگی کے واقعات مذہب میں کسی سختی کو روا رکھنے کی مخالفت سے لبریز ہیں جہاں تک مجھ کو علم ہے کسی مسلمان نے آج تک زبردستی مسلمان بنانے کو پسند نہیں کیا۔ اسلام اگر اپنی اشاعت کے لئے قوت اور زبردستی کو استعمال کرے گا تو تمام دنیا کا مذہب باقی نہ رہ جائے گا یہ ہے وہ اسلام" ماخوذ از پیام امن۔

آج کل جو محض ضد اور اندھی تقلید اور زعم باطل کی وجہ سے انصاف سے ہٹ کر مقدس برگزیدہ اسلام پر جا وبیجا الزام تراشنے میں جو مشغول ہیں۔ ان کو چند کر سید ان علم میں آنکھ کھولیں اور دیکھیں کہ مشاہیر عالم کے آراء کیا ہیں؟ اور خود اپنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہاں کے نامور اہل قلم چندر پال و مسٹر بھوپندر ناتھ ماسوا اسلام کے متعلق کیا خیال رکھتے ہیں۔ دور حاضرہ کی عالم گیر شخصیت کا انسان مہاتما گاندھی کے زرین ارشاد کو بنظر غائر دیکھو کہ صداقتِ اسلام کے وہ کس قدر دلدادہ ہیں۔

کیا وہ طبقہ جو اسلام پہ اعتراض و الزام دھرتا ہے۔ یہ جاہل ضعیف العقل و عقل و دانش سے بیگانہ نہیں۔ اس کا جواب فرانس کا مؤرخ والیٹر و لندن کا مشہور اخبار ہفتہ وار رائیٹر ایسٹ ۱۳ اپریل ۱۹۲۲ء کی اشاعت میں دے چکا ہے کہ "بے شک اسلام کو الزام دینے والا جاہل، ضعیف العقل عقل و دانش سے بیگانہ ہے۔

(محمدی دہلی - یکم ستمبر ۱۹۳۵ء)

سوال: آپ نے کتاب حضرت محمد رشی علیہ السلام جو لکھا ہے اور ہندوؤں کی مذہبی کتاب سام وید کی عبارات سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا رشی (رسول) ہونا ثابت کیا ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا وید بھی زبور، توریت، انجیل کی طرح کتب آسمانی میں سے ہے اگر نہیں تو مذکورہ وید کی عبارتوں سے ثابت کرنا اس کتاب کو آسمانی کتب کا درجہ دینا ہوا یا نہیں؟ کیونکہ نبی اور رسول کے متعلق بشارت آمد سوائے آسمانی کتب کے دیگر کتب میں ہرگز نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا اگر یہ بھی دیگر اگلی آسمانی کتابوں میں سے ہے تو اس کا ثبوت قرآن مجید و احادیث سے ہونا چاہیئے۔ (محمد سلیمان از چکر دھرپور)

جواب: ہمارا اعتقاد ہے کہ وید مجموعی طور پر الہامی نہیں۔ لیکن بعض کلام اس میں کسی صاحب باطن کا درج ہونا ممکن ہے۔ جس کلام سے محمد رشی لکھا گیا ہے۔ وہ کشفی معلوم ہوتا ہے اگر اس جواب سے آپ کی تشفی نہیں ہوئی تو سمجھئے کہ محمد رشی معتقدین وید کے لیے الزامی دلیل ہے۔ جیسے انجیل، توراۃ موجودہ کے حوالے الزامی ہیں۔

(اہل حدیث ۱۸ اگست ۱۹۳۳ء)

وید اور اس کے تراجم اور تفاسیر

نوشتہ (پنڈت) مقصود حسن صاحب حنیف چتر ویدی۔ متوطن رڑکی ضلع سہارنپور

ــــه مرحوم کی مشہور ترین کتاب "محمد رشی" میں یہ تفصیلات موجود ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسلام پیا پیا۔ اسلام۔ نورانی اسلام۔ ایک تبلیغی مذہب ہے اور اس حیثیت سے دیگر مذاہب کی تسلیم کردہ الہامی کتابوں سے واقفیت رکھنا اس کے مبلغین کے لئے فرض کفایہ ہے۔ ہمارے ملک ہندوستان کے عام باشندے وید کو الہامی کتاب مانتے ہیں اور اس ملک میں فریضۂ تبلیغ کے ادا کرنے کے لئے مسلمانوں کا وید سے واقف ہونا ضروریاتِ دین سے ہے۔ لیکن آج کتنے مسلمان ہیں جو اس دینی ضرورت کے پورا کرنے والے ہیں۔ ہمارے اندازے میں آٹھ کروڑ میں بمشکل دس بیس حد پچاس مسلمان ایسے نکلیں گے جنھوں نے چاروں ویدوں یا اُن کے ایک معتدبہ حصے کا مطالعہ کیا ہو۔

آج جب کہ ہمارے ملک میں کانگریس کا صرف اثر بلکہ حکومت قائم ہوتی جا رہی ہے اور شدھی یا اشدھی کا سلسلہ بھی مستقل طور سے قائم ہو چکا ہے۔ مسلمانوں کے لئے پہلے سے زیادہ ضروری ہو گیا ہے کہ وہ ویدوں کا مطالعہ کریں جس سے نہ صرف اشاعتِ اسلام میں مدد ملے بلکہ اغیار کے حملوں کی مدافعت بھی کما حقہٗ ہو سکے۔ اسی واسطے اس عاجز کی دلی آرزو ہے کہ مسلمانوں میں کم از کم ایک چھوٹی سی جماعت جس کی تعداد چند سو تک پہنچتی ہو ایسی تیار ہو جائے جو ویدوں سے خاصی طور پر واقفیت رکھتی ہو۔

ہمارے بہت سے نوجوانوں کے لئے ایک ایسی جماعت کے افراد بن جانا کوئی مشکل کام نہیں ہے۔ کیونکہ اس کام کے لئے سنسکرت کا جاننا اب چنداں ضروری نہیں رہا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جب تک ویدک دھرم ایک تبلیغی مذہب نہیں کہا جاتا تھا۔ اُس وقت تک وید کے پیرو اُس شخص سے جو وید کا مطالعہ کرنا چاہئے یہ کہنے کا ایک حد تک حق رکھتے تھے کہ جناب پہلے سنسکرت پڑھ آئیے تب اس مقدس کتاب کو ہاتھ لگائیے گا لیکن اب جب کہ ویدک دھرم تبلیغی مذاہب کی شان ہی یہ ہے کہ وہ کسی ایک زبان جاننے والوں کے لئے مخصوص نہیں ہوتے۔ بلکہ اُن کی کتب مقدسہ کے ترجمے ہر زبان میں پڑھے جا سکتے ہیں اور پڑھے جاتے ہیں غرض کہ سنسکرت کا نہ جاننا ہمارے نوجوانوں کے لئے وید کے مطالعہ کا مانع نہ ہونا چاہیئے۔ بلکہ اُن میں سے جو افراد انگریزی یا ہندی سے ایک اچھی حد تک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

واقف ہوں۔ انھیں ویدوں کو ضرور ہی پڑھنا اور اپنے دیگر بھائیوں کو پڑھانا چاہیے کیونکہ انگریزی میں بہت پہلے سے اور آجکل ہندی میں بھی ویدوں کے متعلق بہ کثرت لٹریچر فراہم ہو چکا ہے۔ اس سے فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔ پیروان ویدکا جدید ترین فرقہ (آریہ سماج) اگرچہ انگریزی تراجم اور اکثر ہندی تراجم کو مستند نہیں مانتا۔ لیکن ان کے اس انکار سے ان کے مستند ہونے میں فرق نہیں آ سکتا۔ یہ تراجم ہندوؤں کے کثیر طبقہ (سناتن دھرمیوں) کے نزدیک مستند ہیں اور مستند رہیں گے اور اگر کوئی چھوٹا سا طبقہ ان کی صحت سے انکار کرے۔ تو اسے چیلنج دیا جا سکتا ہے کہ ترجمہ میں غلطی ثابت کرے۔

البتہ ایک امر ہے جو انگریزی یا ہندی داں مسلمان نوجوانوں کو شوق رکھنے پر بھی ویدوں کے مطالعہ میں مانع آ سکتا ہے۔ اور آتا ہے اور وہ یہ ہے کہ عزیز مفید کتابوں کے ناموں اور پتوں سے ناواقف ہیں اور اسی وجہ سے وہ ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتے۔ یہ مضمون ہم اسی غرض سے لکھ رہے ہیں کہ ان کتابوں کا تذکرہ ایک جا کیا جائے۔ تاکہ شائقین ان سے فائدہ اٹھا سکیں۔ ان کتابوں کے پڑھنے سے پہلے جو جو معلومات طالب علم کو ہونی چاہئیں۔ ان کو بھی اس مضمون میں فراہم کر دیا گیا ہے۔

ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ جو لوگ انگریزی یا ہندی نہیں جانتے وہ بھی ویدوں کو پڑھیں ان کے لیے ہم نے ویدوں کے ضروری حصص کا ترجمہ اردو میں کر لیا ہے۔ خدا وہ دن بھی کرے کہ یہ انتخابات کتابی شکل میں طبع ہو کر تمام شائقین کے ہاتھوں تک پہنچ سکیں

شرتی اور سمرتی کا بیان

واضح ہو کہ برادران ہنود کی کتب مقدسہ کی دو قسمیں ہیں۔ ایک شرتی یعنی الہامی کتابیں۔ دوسرے یعنی کتب روایات عام ہندوؤں یعنی سناتن دھرمیوں کے نزدیک تو بہت سی الہامی کتابیں ہیں لیکن فرقہ آریہ سماج الہام کو صرف چار ویدوں میں محدود مانتا ہے۔

ان چار ویدوں کے نام یہ ہیں۔

رگ۱ وید۔ سام۲ وید یجر۳ وید اتھرو۴ وید

یہ چاروں وید نظم میں ہیں۔ اگرچہ یجر وید اور اتھرو وید کہیں کہیں نثر کے فقرے بھی پائے جاتے ہیں۔ وید کی نظم کا ہر شعر منتر یا رچا کہلاتا ہے۔ منتروں کے ایک بڑے مجموعے کو وید کہتے ہیں۔ مجموعہ کے لیے سنسکرت میں سنگھتا کا لفظ ہے اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کبھی کبھی وید کے بعد سنگھتا کا لفظ بھی ملا دیتے ہیں۔

مثلاً رگ وید سنگھتا۔ یجر وید سنگھتا۔ یعنی مجموعہ رگ وید۔ مجموعہ یجر وید وغیرہ۔

وید سنگھتاؤں کے بعد ہندوؤں کی مقدس ترین کتابیں وہ ہیں جو برہمن گرنتھ کہلاتی ہیں یہ کتابیں وید کی عمدہ ترین تفسیریں ہیں۔ سناتن دھرمی ان گرنتھوں کو الہامی بلکہ ویدوں کے ہی جزو لاینفک کے طور پر مانتے ہیں۔ لیکن آریہ سماجی اُن کو شرتی کا درجہ نہیں دیتے۔ بلکہ سمرتی کے درجہ میں رکھتے ہیں۔ یعنی ان کو غیر الہامی مقدس کتابیں سمجھتے ہیں۔

برہمن گرنتھ اگرچہ متعدد ہیں۔ لیکن ان میں چھ زیادہ مشہور ہیں (۱) ایتریہ برہمن۔ (۲) کوشیتکی برہمن۔ یہ دونوں برہمن رگ وید کے متعلق ہیں۔ (۳) تانڈیہ مہا برہمن یہ سام وید کے متعلق ہے۔ چونکہ اس میں ۲۵ ابواب ہیں۔ اس لئے اس کو پنچ ونش برہمن بھی بولتے ہیں (۴) شت پت برہمن (۵) تیتریہ برہمن۔ یہ دونوں یجر وید کے متعلق ہیں۔ (۶) گوپتھ برہمن۔ (۷) یہ اتھر وید کے متعلق ہے

برہمن گرنتھوں کے خاص خاص فلسفیانہ اور صوفیانہ حصص آرنیکوں اپنشدوں کے نام سے مشہور ہیں۔ اس لئے سناتن دھرمیوں کے نزدیک وید گویا چار طرح کی کتابوں کو کہتے ہیں یعنی سنگھتا۔ برہمن۔ آرنیک اور اپنشد ان کے نزدیک سمرتیاں ہیں۔ ہندوؤں کے ہر طبقہ میں اپنشد بڑی مقبول اور خوب پڑھی جانے والی کتابیں ہیں۔ عام طور پر ان کو ویدوں کا عطر سمجھا جاتا ہے۔

سمرتیوں میں اگرچہ منو سمرتی بہت مشہور ہے۔ لیکن ہم اس کا ذکر نہیں کریں گے۔ کیونکہ ویدوں سے اس کا تعلق دور کا ہے۔ قریب کا نہیں ہے۔ ویدوں سے قریب کا تعلق رکھنے والی وہ سمرتیاں ہیں جو شروت سوتر کے نام سے مشہور ہیں۔ شروت کے معنی ہیں۔ وہ کتاب جو شرتی سے تعلق رکھے۔ اور سوتر سوت یا تاگے کو کہتے ہیں۔ شروت سوتر بھی متعدد ہیں۔ لیکن ان میں سے چند مشہور سوتروں کے نام یہ ہیں۔

(۱) اشولائن (۲) شانکھاین۔ یہ دونوں رگوید کے متعلق ہیں (۳) آپستمب۔ (۴) بودھاین (۵) کاتیاین۔ یہ تینوں یجر وید کے متعلق ہیں۔ (۶) لاتیاین۔ سام وید کے متعلق ہے۔ (۷) کوشک۔ (۸) ویتان۔ یہ دونوں اتھر وید کے متعلق ہیں

وید سنگھتاؤں کی ضخامت اور اُن کے مختلف نسخے

آج کل عموماً ویدک نیترالیہ اجمیر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے چھپے ہوئے وید دیکھے جاتے ہیں۔ یہ وید سنگصتا ئیں معمولی کتابی سائز پر جو ساڑھے چھ انچ چوڑا اور دس انچ لمبا ہوتا ہے چھپی ہیں۔ ہر صفحہ میں ۲۹ سطریں ہیں۔ اور ہر وید کے صفحات کی تعداد حسب ذیل ہیں۔

رگ وید ۵۹۰ صفحات۔ سام وید ۱۲۰ صفحات۔ یجر وید ۱۵۹ صفحے۔ اتھر وید ۱۹۸ صفحے۔ میزان کل چار ویدوں میں بارہ سو چھتیس صفحات۔

یہ ضخامت ان ویدوں کی ہے۔ جو آج کل عام طور پر ملتے ہیں۔ اور جو ہر ایک وید کی مشہور ترین قسم ہے۔ ورنہ ایک ایک وید کئی طرح کا ملتا ہے۔ کہتے ہیں کہ قدیم زمانہ میں صرف سام وید صرف ایک ہزار طرح کا یا ایک ہزار شاخوں کا ملتا تھا۔ چاروں ویدوں کی ایک ہزار ایک سو اکتیس شاخیں مشہور ہیں۔ گویا باقی تین ویدوں کی ملا کر ۱۳۱ شاخیں (شاکھائیں تھیں) یہ شاخیں اس طرح سے پیدا ہو گئیں ہوں گی۔ کہ ایک گھرانا ایک وید کو کسی طرح سے پڑھتا ہوگا۔ دوسرا گھرانا اسی وید کو ذرا فرق سے پڑھتا ہوگا۔ تیسرے گھرانے میں کچھ اور فرق ہوگا۔ ایک استاذ کسی طرح پڑھتا ہوگا۔ دوسرا کسی طرح۔ پھر ان شاگردوں اور شاگرددر شاگردوں میں اختلاف ہوا ہوگا۔

آج کل بھی بہت سے ویدوں کی کئی کئی شاخیں چھپی ہوئی ملتی ہیں۔ رگ وید پہلے ۲۱ قسم کا ملتا تھا۔ اب اس کی صرف ایک قسم یعنی شاکل شاکھا (شاخ) ملتی ہے۔ رگ وید کی ایک دوسری شاخ یعنی واشکل شاکھا کی نسبت معلوم ہے۔ کہ اس میں اور شاکل میں بہت کم فرق تھا۔ یعنی واشکل میں شاکل سے چند گیت زائد تھے۔ اور بعض کی ترتیب مختلف تھی یہ زائد گیت آج بھی ملتے ہیں۔ اور شاکل نسخہ میں عموماً بطور ضمیمہ شائع کر دیئے جاتے ہیں۔ اس طرح گویا رگ وید کی دو شاکھائیں اس وقت موجود ہیں۔

سام وید کی آج کل جو شاخ عام طور پر پائی جاتی ہے۔ وہ رانائنی شاکھا ہے۔ سام وید کی ایک دوسری شاخ کوتھمی ہے۔ رانائنی اور کوتھمی شاخوں میں تھوڑا ہی سا فرق تھا۔ آج کل کوتھمی شاخ کا صرف ایک حصہ ہی پایا جاتا ہے۔ ایک تیسری شاخ سام وید کی جےمنی ہے۔ غالباً اس شاکھا کا بھی کچھ حصہ موجود ہے۔

یجر وید کی بھی متعدد شاخیں تھیں۔ جن میں سے اب پانچ چھ شاخیں ملتی ہیں۔ اوّل مادھیندنی جو عام طور پر ملتی ہے۔ دوم کانوی۔ یہ بھی بمبئی وغیرہ میں چھپ گئی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مادھیندنی اور کانوی شاخوں میں بہت تھوڑا فرق ہے۔ جرمنی کے پروفیسر ویبر نے غدر ہندوستان سے چند سال پیشتر دونوں شاخوں کو یکجائی طور پر شائع کیا تھا۔ یجروید کی یہ دونوں شاخیں شکل یعنی سفید کہلاتی ہیں۔ شکل یجروید کو واجسنی سنگھتا بھی کہتے ہیں۔ یجروید کی تیسری شاخ تیتری سنگھتا کہلاتی ہے۔ یہ گورنمنٹ پریس میسور اور دیگر مقامات میں چھپی ہے۔ اس شاکھا کی ضخامت مادھیندنی شاکھا سے تقریباً تین گنی ہے۔ چوتھی شاخ کٹھ اور پانچویں میترائنی کہلاتی ہے۔ ان دونوں شاخوں کو پروفیسر شروڈر نے ۱۸۸۱ء کے پس وپیش وائنا دارالسلطنت آسٹریا سے شائع کیا تھا۔ یجروید کی آپس تمبی شاخ کے کچھ حصص بھی غالباً پائے جاتے ہیں۔ تیتری کٹھ، میترائنی وغیرہ شاخیں کرشن یعنی سیاہ یجروید کہلاتی ہیں۔

کرشن یجروید کا رواج دکھن میں اور شکل یجروید کا رواج شمالی ہندوستان میں زیادہ ہے۔ اتھروید کی کسی زمانہ میں نو شاخیں تھیں۔ جن میں سے صرف شونک شاکھا ہی آج کل عام طور پر ملتی ہے۔ اس وید کی ایک دوسری شاخ یعنی پیپلاد شاکھا کا دنیا میں صرف ایک نسخہ کشمیر میں تھا۔ اس واسطے یہ شاکھا کشمیر شاکھا بھی کہلائی جانے لگی ہے۔ اس نسخہ کے کئی ورق گم ہیں۔ پروفیسر ماریس بلوم فیلڈ اور پروفیسر رچارڈ گاربے کی حسن سعی سے یہ نسخہ ۱۹۰۱ء میں کرومو لوٹو گرافی سے چھپ کر شائع ہو چکا ہے۔

اہل حدیث امرتسر ص ۳۰ ۲۷ رجب ۱۳۵۶ھ

فاضل محترم کے اس مضمون کی یہ ابتدائی قسطیں ہیں۔ مضمون بہت کافی طویل اور معلومات سے پر ہے جو اہل حدیث کی کئی اشاعتوں میں نکلا ہے۔ مناسب تھا کہ ہم یہ مضمون سارا نقل کرتے۔ مگر فتاویٰ کی محدود ضخامت ہمیں اس کے چھوڑنے پر مجبور کر رہی ہے۔ جو صاحب سارا مضمون پڑھنا چاہیں وہ اہل حدیث مرحوم سنہ ۵۶ھ وسنہ ۵۷ھ کے فائل ملاحظہ فرمائیں (جامع)

"کیا وید الہامی ہیں؟"

اس علمی بحث کی تفصیلات کے لئے ۹ رجب ۱۳۵۶ھ سے اہل حدیث کے فائلوں کو ملاحظہ فرمائیے۔ افسوس کے ساتھ ہم اس بحث کو بھی بوجہ عدم گنجائش کے یہاں درج نہیں کر سکے۔ فقط۔ مرتب

سوال: مشکوٰۃ شریف باب اثبات عذاب القبر میں ایک حدیث ہے کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مُردہ سے قبر میں نکیرین سوال کرتے ہیں کہ مَنْ رَبُّكَ ۔ تو اگر مُردہ مومن ہے تو جواب دیتا ہے کہ يَقُوْلُ رَبِّيَ اللّٰهُ پھر سوال ہوتا ہے مَا دِيْنُكَ پھر جواب دیتا ہے يَقُوْلُ دِيْنِيَ الْإِسْلَامُ ۔ پھر سوال ہوتا ہے ۔ فَيَقُوْلَانِ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ جواب دیتا ہے ۔ فَيَقُوْلُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ۔ حدیث مذکورہ بالا کے پڑھنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم مُردے کے سامنے لائے جاتے ہیں ۔ جس کی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ مَا هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ کیونکہ لفظ هٰذَا سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلعم وہاں موجود ہوتے ہیں ۔ اور اگر اس لفظ هٰذَا کے اور دوسرے معنی ہوتے ہیں تو مع دلیل و حوالہ جات کے شائع فرمایئے گا ۔ اور اگر لفظ هٰذَا سے موجودگی ثابت ہوتی ہے تو بھی شائع فرما دیجئے گا تاکہ عوام اس سے فائدہ اٹھائیں اس کے جواب دیکھنے کے بہت سے لوگ منتظر ہیں ۔

رحمت اللہ خان ہانسی

جواب: حدیث شریف میں هٰذَا کے ساتھ اَلَّذِيْ بُعِثَ بھی آیا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول مبعوث سے سوال ہے ۔ معنی یہ ہیں کہ جو شخص تم میں رسول کرکے بھیجا گیا تھا ۔ اس کو کیا کہتے ہو ۔ هٰذَا کے ساتھ جب اَلَّذِيْ آئے تو وہاں موجود مراد نہیں ہوتا ۔ بلکہ موصول مع صلہ کی طرف کلام کا رخ ہوتا ہے اس کی مثالیں قرآن مجید میں بکثرت ہیں اَمَّنْ هٰذَا الَّذِيْ هُوَ جُنْدٌ لَّكُمْ اسی قسم سے ۔ جن لوگوں نے کہا ہے کہ آنحضرت صلعم کی شکل دکھائی جاتی ہے یہ اُن کا اپنا خیال ہے ۔ جس کے ذمہ دار وہی ہیں

۱۵ر جنوری ۱۹۳۲ء

تشریح: وقت سوال منکر نکیر کے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریف لانا کسی حدیث یا آثار سے ثابت نہیں اور اعتقاد رکھنے والا اس کا گمراہ ہے (فتاویٰ نذیریہ جلد ا ص ۱۵۱)

لفظ هٰذَا اس مذکورہ موجود شے کی طرف اشارہ کرنے کے لئے موضوع ہے جو قریب ہو ۔ عام اس سے کہ مذکور حقیقی ہو یا حکمی اور موجود خارجی ہو یا ذہنی روایت مذکورہ فی السوال نیز دیگر روایات مختلفہ فی الباب کے مجموعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ذکر کئے جاتے ہیں ۔ اور پھر اشارہ کرکے کہا جاتا ہے تو اگر بندہ مومن ہے ۔ تو تمام اوصاف کو سن کر جواب دے گا ۔ عبد اللہ و رسولہ ۔ پس لفظ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہذا سے مراد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور بعضوں نے روایت مذکورہ فی السوال کی بنا پر یہ بھی کہا ہے کہ ممکن ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرۂ مبارک مکشوف ہوتا ہوا ور مکشوف ہونے کے بعد کہا جاتا ہے کہ مَا تَقُوْلُ فِیْ ھٰذَا الرَّجُلِ الَّذِیْ۔ مگر اس بارے میں کوئی صریح روایت نہ ملی وھٰذہٖ بشارۃ عظمیٰ لمومن وما ذالك علی اللہ بعزیز واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

مرسلہ صالح یعقوب جوہانسبرگ ساؤتھ افریقہ	فقط محمد نانا عفا اللہ عنہ سیملکی

جواب صحیح ہے۔ اوّل تو سوال میں لفظ اَلَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ موجود ہے۔ جس سے اشکال ہی واقع نہیں ہوتا۔ یا رفع ہو جاتا ہے پھر ھٰذا میں اشارہ عام ہے۔ خصوصاً مومن کے ذہن میں کلمہ توحید ہے۔ لہٰذا ما حضر فی الذہن بھی صحیح ہے اور کشفِ صورت کے بارے میں کوئی صحیح روایت نہیں۔ محض لفظ ھٰذا سے لوگوں کو وہم ہوتا ہے۔

راقم ابو سعید محمد شرف الدین ناظم مدرسہ سعیدیہ عربیہ پل بنگش دہلی ۲۲؍ رجب ۱۳۷۱ھ

جواب یہی ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قبر میں مردہ کے سامنے ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ بلکہ آپ کا ذکر اور وصف ہے۔ اَلَّذِیْ بُعِثَ فِیْکُمْ۔ یعنی یہ شخص جو تمہارے میں نبی بنا کر بھیجا گیا تھا۔ اس کے بارے میں کیا جواب ہے۔ اس کے جواب میں کہتا ہے۔ ھو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی وہ رسول اللہ کے ہیں ھو میں اور ھٰذا میں فرق ہے۔ ھو ضمیر غائب کی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ھٰذا سے مراد آپ کا وصف بعثت ہے۔ ھو سے جواب آپ کے وجود کا ہے جو نبی ہو کر آئے تھے۔ آپ کا حاضر ہونا تو ثبوت چاہتا ہے۔ اور ہر مومن کے عقیدہ وایمان میں ہر وقت موجود ہیں۔ وہی وجود ھٰذا سے مراد ہے۔ یعنی جو کچھ ذہن میں آپ کے وصف نبوت ہے۔ اور ھو سے مراد آپ کا وجود یا نبوت ہے۔

الراقم العاجز عبید الرحمٰن کفاہ المنان مدیر اشاعۃ الحق دہلی

جواب صحیح۔ ھٰذا سے اشارہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب باعتبار شہرت اور وصف کے ہے۔ اس اعتبار سے نہیں کہ آپ اس وقت قبر میں مردہ کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ کیونکہ ایسا ماننے سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں اور ایسا ثابت بھی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نیک عقیدے کی توفیق دے۔ آمین

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عبدالوکیل خطیب ناظم ریاض توحید نواب گنج دہلی

الجواب صحیح سید تقریظ احمد مدرس مدرسہ رشیدیہ اجمیری دروازہ دہلی
(اہل حدیث گزٹ دسمبر ۱۹۵۳ء)

شرفیہ: یہ هذا الرجل الذی بعث فیکم ایسا ہے جیسا کہ ہرقل شاہ روم نے ملک شام میں تجارِ مکہ کو بلا کر ان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حال دریافت کیا تو ان سے پوچھا اور کہا۔ ایکم اقرب نسبا بهذا الرجل الذی یزعم انه نبی الی قوله قال (ای هرقل) لترجمانه قل لهم (ای تجار مکة) انی سائل عن هذا الرجل (ای رسول الله صلی الله علیه وسلم) الی ان قال هرقل کیف نسبه فیکم (ای الرجل المذکور) فیکم قلت (ای قال سفیان) هو فینا ذو نسب الخ (صحیح بخاری ج ۱ ص۴) دیکھیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ منورہ میں تھے اور ہرقل شاہ روم ملک شام میں وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف هذا الرجل سے اشارہ کر رہا ہے۔ اور تجار مکہ اہل لسان بھی اس کا کلام نقل کر رہے ہیں۔ ثابت ہوا کہ کبھی هذا سے محسوس مبصر کی طرف اشارہ نہیں بھی ہوتا۔ بلکہ ما حضر فی الذہن۔ یا سیاق کلام کی طرف اشارہ ہوتا ہے خصوصاً جب آگے موصول مع صلہ موجود ہو۔ کما فی الحدیث۔

دیگر: اس مضمون کی تین حدیثیں آئی ہیں۔ تینوں کے الفاظ درج ہیں۔

۱۔ ما کنت تقول فی هذا الرجل۔

۲۔ ما کنت تقول فی هذا الرجل المحمد

۳۔ ما هذا الرجل الذی بعث فیکم (مشکوٰۃ باب اثبات عذاب القبر)

پہلی روایت کا ترجمہ یہ ہے کہ اے میت تو اس آدمی کے حق میں کیا کہتا تھا۔

دوسری روایت کے یہ معنی ہیں۔ اے میت تو اس آدمی یعنی محمد کے حق میں کیا کہتا تھا۔

تیسری روایت کے معنی یہ ہیں۔ اے میت تو اس آدمی کے حق میں جو تمہاری طرف بھیجا گیا تھا کیا کہتا تھا۔

ان تینوں روایتوں کے ملانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی الفاظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے ہیں وہ آخری الفاظ ہیں پہلی اور دوسری روایتوں میں راوی نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اختصار کر دیا ہے۔ پس ساری گفتگو کا مدار کار آخری روایت ہے۔ اس میں نہ صورت دکھانے کا کوئی لفظ ہے نہ تصویر کا ذکر ہے۔ بلکہ صرف یہ لفظ ہے کہ یہ آدمی محمدؐ جو تمہاری طرف بھیجا گیا تھا۔ اس کی بابت تو کیا کہتا تھا۔ اس سوال میں آنحضرتؐ کی بعثت کا ذکر کر کے سوال اس غرض سے ہے کہ آنحضرتؐ کی نبوت کی بابت تصدیق یا تکذیب کا اقرار کرے۔ یہ نہیں کہ تصویر دکھائی جائے۔

ھٰذا الرجل کی تشریح کرنے میں بعض علماء نے کہدیا ہے کہ آنحضرتؐ کی قبر مبارک تک پردہ اٹھ جاتا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ تصویر دکھائی جاتی ہے۔ یہ سب اُن کے اپنے خیالات ہیں۔ کسی روایت سے یہ ثابت نہیں ھٰذا کا استعمال مشہور آدمی کے لئے بھی آیا کرتا ہے۔ اس کے ثبوت میں سر دست ہم تین مثالیں پیش کر سکتے ہیں۔

(۱) تاریخ ابن خلدون کی جلد اوّل کے صـ۳۱ پر لکھا ہے۔ ھذا جوھر الصقلی الکاتب قائد جیش العبید بین الخ مصنف اپنے سے بہت پہلے کا واقعہ لکھتا ہوا کہتا ہے "یہ جوہر صقلی جب لڑائی کو چلا وغیرہ" (۲) اسی جلد کے صـ۳۱ پر لکھا ہے ھذا عثمان لما حضر الدار (یہ عثمان رضی اللہ عنہ جب گھر میں گھر گئے۔) (۳) اسی صفحہ پر لکھا ہے ھذا علی اشار علیہ الخیرۃ" یہ علی رضؓ ہیں جن کو مغیرۃ نے مشورہ دیا تھا۔ پس نہ خود صورت منورہ دکھائی جاتی ہے۔ نہ تصویر۔ نہ کچھ بلکہ شہرت کی وجہ سے صرف یہ کہا جاتا ہے کہ یہ نبی جو تم میں رسول کر کے بھیجا گیا تھا۔ تو اس کے حق میں کیا کہتا تھا۔ ایسے موقعہ پر ھذا کا استعمال عام طور پر کیا جاتا ہے چنانچہ مثالیں ہم بتا چکے ہیں۔ واللہ اعلم۔

از قلم حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب مرحوم۔ در اہلحدیث ۲۰ ربیع الثانی ۱۳۳۹ھ

سوال: حضرت عیسٰی علیہ السلام کا معجزہ تھا کہ مردوں کو جلاتے تھے۔ اب سوال یہ ہے کہ جب مردے جی اٹھتے ہوں گے تو اُن سے حالات موت و بابت عذاب و ثواب قبر ضرور دریافت کیے جاتے ہوں گے۔ تو اگر مردوں نے کچھ اظہار کیا ہو تو بہ اسناد صحیح اطلاع کریں اور اگر اظہار نہ کیا ہو تو کیا ممکن ہے کہ اظہار کر سکتے ہوں یا بعد زندہ ہونے کے اور لوگ ضرور ان سے تفتیش کرتے ہوں گے۔ لہٰذا کوئی معقول جواب بہ اسناد صحیح ہو تو اطلاع کریں کہ وہ کس طرح زندہ ہو جاتے تھے۔ ظہیر الحق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: قرآنی لفظ اُحْيِ الْمَوْتٰى سے صرف احیاءِ موتی ثابت ہوتا ہے۔ سوال از عذاب و ثواب کا ثبوت قرآن یا حدیث میں نہیں ہاں حضرت عزیر پر قیاس کیا جائے جو زندہ ہوئے تھے تو یہی سمجھا جائے گا کہ کسی نے پوچھا ہی نہیں۔ (۸ اگست ۱۹۳۰ء)

تشریح: کہا جاسکتا ہے کہ ان کی وہ موت عالم برزخ کی نہ تھی جو ان سے سوال منکر نکیر ہوتا۔ ان کو ابھی دنیا میں رہنا تھا جیسے حضرت موسیٰ کے ساتھ جو لوگ کوہ طور پر گئے اور کچھ عرصہ کے لئے مر گئے تھے پھر جی اٹھے۔ وہ موت بھی برزخی نہ تھی۔ ایسے ہی ایک قوم بنی اسرائیل کا ذکر ہے۔ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَهُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَهُمُ اللّٰهُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْيَاهُمْ الاية (پ۲- ع۱۶)۔ یہ زندگی بھی برزخی نہ تھی۔ لہٰذا جواب اول ہی صحیح ہے کہ کسی نے ان سے دریافت نہ کیا ہوگا۔ اور اتنا موقعہ بھی نہ ملا ہوگا کہ وہ دریافت کریں۔ ایسے امور کی اشاعت سے ایمان بالغیب میں فرق بھی آتا ہے۔

ابو سعید شرف الدین دہلوی

سوال: کیا بجز انبیاء علیہم السلام کے کسی اور شخص کو بھی معصوم کہہ سکتے ہیں۔

جواب: امت میں کوئی معصوم (بے خطا) نہیں۔

اہل حدیث ۳۰ محرم ۱۳۵۲ھ

سوال: اگر مقلد کی یہ تعریف ہے کہ وہ قولِ امام کو بلا دلیل کے مان لے تو صاحبین اور بعض دیگر حنفیہ علماء نے حضرت امام سے کیوں اختلاف کیا۔

جواب: واقعی سوال قابل غور ہے۔ مقلدین اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ صاحبین خود مجتہد فی المذاہب تھے اس لئے ان کو اختلاف کرنے کا حق تھا۔ اس مسئلہ کی تفصیل ہمارے رسالہ تقلید شخصی اور سلفی میں ملتی ہے۔

اہل حدیث ۳۰ محرم ۱۳۵۲ھ

سوال: کیا واقعی اب ہر قسم کے اجتہاد کا دروازہ بند ہے؟

جواب: اجتہاد ملکہ کسبی ہے۔ اس لئے یہ بند نہیں۔ خود حنفیہ کی تصریح ہے کہ شیخ ابن ہمام شارح ہدایہ درجہ اجتہاد کو پہنچا ہوا تھا۔

اہل حدیث ۳۰ محرم ۱۳۵۲ھ

شرفیہ: اجتہاد جاری ہے اور قرب قیامت تک جاری رہے گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم النحر میں جو خطبہ دیا اس میں فرمایا تھا۔ فليبلغ الشاهد الغائب فرب مبلغ اوعى من سامع۔ متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۲۳۲ ج ۱۔ اور دوسری روایت میں ہے قال رسول الله صلى الله عليه وسلم نضر الله عبدا سمع مقالتي فحفظها ووعاها

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرب حامل فقه غير فقيه ورب حامل فقه الى من هو افقه منه الحديث رواه الشافعي والبيهقي في المدخل واحمد والترمذي وابوداؤد وابن ماجة والنسائي مشكوٰة ج ا ص ۳۵ وقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يزال من امتى امة قائمة بامر الله لا يضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتى ياتى امر الله وهو على ذالك - متفق عليه . مشكوٰة ص ۵۸۳ ج ۲)۔ ان احادیث سے ثابت ہُوا کہ صحابہؓ نے آپ کے حکم سے تابعین کو احکامِ شریعت پہنچائے۔ انہوں نے آگے اپنے شاگردوں کو۔ علیٰ ہذا القیاس تا قیامت یہ سلسلہ جاری رہے گا۔ اور ہر زمانہ میں پہلوں سے بھی بعض افقہ ہوں گے اور قیامت تک بسبب تفقہ حق پر رہیں گے۔ پس ثابت ہوا کہ قیامت تک اجتہاد جاری رہے گا۔ اس لئے کہ تمام جزئیات کتاب وسنت میں مصرحہ نہیں۔ پس سوائے اجتہاد کے کوئی چارہ نہیں اور یہ امر بدیہی ہے کوئی جاہل مطلق ہی اس سے انکار کر سکتا ہے۔ فافہم وتدبر اور مقلدین کا دعویٰ انقطاع اجتہاد رجماً بالغیب اور قول باطل بلا دلیل ہے۔

ابو سعید شرف الدین ۔ دہلوی

سوال: اگر کوئی مقلد کسی مذہبی پیشوا سے یہ سوال کرے کہ اس مسئلہ میں آپ مجھے دلیل سے سمجھائیں تو کیا وہ تقلید سے باہر ہو جائے گا ۔

جواب: تقلید کی تعریف میں چونکہ دلیل کا عدم علم داخل ہے۔ اس لئے صورت مرقومہ تقلید کے برخلاف ہے۔

اہل حدیث ۲۰ محرم ۱۳۵۲ھ

سوال: سورۂ کہف میں حضرت خضرؑ کے متعلق لکھا ہے کہ وَعَلَّمْنَاهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا ۔ زید کہتا ہے کہ حضرت خضرؑ کو اللہ تعالیٰ نے علم لدنی عطا کیا تھا۔ جو اس آیت میں مذکور ہے۔ عمر کہتا ہے کہ علم لدنی کی تعریف کیا ہے۔ اس آیت میں تو علم لدنی کا تذکرہ نہیں ہے۔ زید اس کے ثبوت میں صحیح بخاری کے باب العلم کی ایک حدیث جو حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ مجھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے دو قسم کے علم بتلائے تھے۔ ایک کو تو ہم نے سب کے لئے پھیلایا اور سب پر ظاہر کر دیا۔ اگر دوسرے کو ظاہر کر دوں تو میرا حلقوم کٹ جاوے گا۔ یعنی میں قتل کیا جاؤں گا۔ یہ دوسرا علم وہی علم باطن یا علم لدنی ہے۔ سوال یہ ہے کہ علم لدنی کی تعریف کیا ہے۔ علم لدنی کوئی علم ہے یا نہیں؟

احمد ظہیر الحسن بالسدیہیہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: علم لدنی اس علم کو کہتے ہیں جو بغیر کسب واکتساب کے خدا کی وحی یا الہام سے حاصل ہو اسی لئے سارا قرآن علم لدنی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے: تِلْكَ آتَيْنٰكَ مِنْ لَّدُنَّا ذِكْرًا (طٰہٰ)۔ حضرت ابوہریرہ رضؓ کو جو بتایا گیا تھا اس کی اشاعت کرنے کا حکم یا منع نہیں تھا۔ اسی لئے ابوہریرہ رضؓ نے بعض واقعات نہیں بتلائے جو ظالم امراء کے متعلق تھے بمصلحت مبنی تھی۔ گناہ نہیں تھا۔ گناہ جب ہوتا کہ حکم کے خلاف ہوتا۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ موت سے پہلے تھے۔

(اہل حدیث ۵ رجب سنہ ۱۳۶۲ھ)

تشریح: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو دو قسم کی احادیث معلوم تھیں ایک متعلق احکام دین دوسری متعلق شرور و فتن آپ نے احادیث احکام کی اشاعت فرمائی۔ مگر فتن کی احادیث کو حکام ظلمہ کی وجہ سے حسب موقع بیان کیا اور بس۔

سوال: ہمارے گاؤں میں ایک شخص ہے جو نماز اپنے پیر کے گاؤں کی طرف یا جس طرف اس کا پیر جائے۔ اسی طرف پڑھتا ہے۔ قبلہ کی طرف منہ کرکے نماز نہیں پڑھتا۔ اس کا پیر بھی اس کو اس بیہودہ فعل سے منع نہیں کرتا۔ لہٰذا آپ اس پر روشنی ڈالیں

(قمر الدین اسمٰعیل سکنہ ٹھٹھہ بھٹیاں شیخوپورہ)

جواب: صورت مرقومہ میں شخص مذکور کا فعل قرآن و حدیث کے صریح خلاف ہے اور شرک ہے۔ قرآن مجید میں صاف ارشاد ہے۔ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ۔ واللہ اعلم۔

(۱۱ جمادی الاول سنہ ۱۳۶۳ھ)

سوال: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ محمد رسول اللہ کا وظیفہ پڑھنا یا کلمہ خوانی اس طور پر کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔؟

(محمد شہادت اللہ۔ خریدار اہلحدیث ۱۱۴۶۹)

جواب: کلمہ طیبہ کے دو حصے ہیں۔ ایک میں توحید کی تصدیق ہے۔ دوسرے میں رسالت کی تصدیق ہے۔ دونوں کا ذکر قرآن مجید میں مذکور ہے۔ دونوں حصوں کو تصدیق کے طور پر پڑھنا جائز بلکہ شرعی حکم ہے۔ اس کو وظیفہ نہیں کہتے۔ وظیفہ ہے یا اللہ یا رحمٰن وغیرہ کے ساتھ اسی طرح کوئی یا محمد۔ یا رسول کہے تو بیشک ناجائز ہے۔

(یکم محرم سنہ ۱۳۶۵ھ)

تشریح از علامہ ابو القاسم بنارسی رحمۃ اللہ علیہ!

بات یہ ہے کہ کلمہ طیبہ پڑھنے کے دو موقع ہیں۔ ایک تو بطور اقرار و شہادت کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے بطور ذکر و عبادت کے۔ موقع اوّل میں تو دونوں جزو ملا کر پڑھنا ضروری ہے۔ کیونکہ بغیر ان دونوں جزوں کے شہادت ہی نہ ہوگی۔ اسی لئے فرمایا گیا۔ الاسلام ان تشھد ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمدا عبدہ و رسولہ (متفق علیہ) لیکن موقع ذکر و عبادت میں فقط لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہی ہے۔ کیونکہ عبادت کے لائق صرف اللہ کی ذات ہے۔ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تو صرف عبد ہیں نہ معبود۔ جیسا کہ عبدہٗ و رسولہٗ کے لفظ سے ظاہر ہے۔ اور حدیثوں میں بھی ایسے مقام پر صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہی آیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو۔ لَقِّنُوْا مَوْتَاکُمْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (مسلم) مَنْ کَانَ اٰخر کلامہ۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ دَخَلَ الْجَنَّۃَ (ابوداؤد) اَفْضَلُ الذِّکْرِ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (ترمذی ابن ماجہ) یا ایھا الناس قُوْلُوْا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ واترکوا اللات والعزیٰ۔ ما قال عبد لا الٰہ الا اللہ الا فتحت لہ ابواب السماء (ترمذی) قل لا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ (شرح السنۃ و مشکوٰۃ)

ان اور ان جیسی احادیث میں "محمد رسول اللہ" کا لفظ نہیں ہے۔ غالباً اسی لئے صوفیاء کے نزدیک بھی ذکر عبادت میں صرف لا الٰہ الا اللہ ہی ہے۔ اور اس کے پڑھنے کے خاص طریقے مقرر ہیں۔ لہٰذا اہل حدیث باتفاق صوفیائے کرام یہ کہتے ہیں کہ ذکر و عبادت کے موقعہ پر تو صرف لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہی ہے۔ جیسا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اور اس پر صوفیا کا عمل ہے۔ ہاں اقرار شہادت کے وقت محمد رسول اللہ کہنا ضروری ہے۔ ورنہ بغیر اس کے ایمان ہی مقبول نہ ہوگا۔ اور اس میں کسی کا اختلاف بھی نہیں ہے۔ فافترقا۔

عاجز محمد ابوالقاسم سیف محمدی بنارسی ۱۷ شعبان ۱۳۳۹ھ

سوال: ہمارے ہاں وبا کے حملہ سے محفوظ رہنے کے لئے اکثر مسجدوں اور محلوں میں سات اذان دیتے ہیں۔ کیا یہ جائز ہے۔

سلطان احمد از ڈمرا ؤں

جواب: اس فعل کا ثبوت قرآن اور حدیث میں نہیں ملتا۔ ایسا کرنا لوگوں کی ایجاد ہے۔ لہٰذا بدعت ہے۔

۸ محرم ۱۳۴۰ھ

سوال: ایک شخص غیر مسلم کمزور مسلمان کو مار رہا تھا۔ تو زید نے اس کو منع کیا چنانچہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس غیر مسلم نے زید کے سر پر کاری ضرب لگا دی۔ اس ضرب سے وہ انتقال کر گیا۔ اب سوال یہ ہے کہ زید شہید ہوا یا غیر شہید؟

حافظ سلطان احمد

جواب: ایک قسم شہادت مظلومی کی موت ہے۔ ان معنی سے وہ شہید ہوا ہے۔ لیکن اس کا غسل، کفن، جنازہ وغیرہ کیا جائے گا۔ واللہ اعلم

۱۳ شعبان ۱۳۶۵ھ

سوال: ماہِ محرم میں حجامت بنانا، نئے کپڑے پہننا، شادی کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: جائز ہے منع کی کوئی دلیل نہیں۔

۳ ربیع الآخر ۱۳۶۵ھ

تشریح: دعویٰ سنت وجماعت کے رامی رسد کہ استقامت برآں طریقہ داشتہ باشد کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم فرمود۔ ما انا علیہ واصحابی وارتکاب تعزیہ پرستی وساختن ضرائح وعلم وغیرہ وآوردن از جائے گل وبالائے چبوترہ نہادہ۔ نعش سبطین رسول الثقلین قرار دادن وتعظیم وتکریم آں نمودہ برآں چیزہائے مثل شربت ومالیدہ وشیرینی وگل وسہرہ داشتہ فاتحہ براں ودرود خواندن وایں امور مذکورہ راموجب نجات اخروی ووسیلۂ ترقی درجات وانجام مقاصد وبرآمدن مطالب دنیوی دانستن۔ دیگر حرکات نامشروعہ نمودن ملتزم مخالفت ومشاقت جناب سید المرسلین واتباع غیر سبیل مومنین واعراض وتولی از طریقہ مسلمین است کہ موجب سخط خدا ومستحق دخول آتش جہنم است۔ الی آخرہ

فتاویٰ نذیریہ ج ۱ صفحہ

خلاصہ: اس عبارت کا یہ کہ تعزیہ اور اس کے لوازمات علم، شدے وغیرہ بنانا اور ان کا احترام کرنا۔ اور شربت ومالیدہ، شیرینی وغیرہ ان پر چڑھانا اور درود دلانا اور ان کاموں کو دارین کی کامیابیوں کا وسیلہ جاننا یہ سارے افعال سراسر ناجائز حرام اور صریح اللہ اور رسول کے خلاف ہیں۔ اہل سنت والجماعت کے واسطے ہرگز لائق نہیں کہ ایسے بدعی کاموں کے مرتکب ہو کر خدا اور رسول کے غضب میں گرفتار ہوں اور آگ دوزخ کو اپنے لیے ضروری قرار دیں۔

سوال: روح انسان کا اور چرند پرند کا ایک قسم کا ہے۔ یا کہ مختلف اور روح بڑھتا گھٹتا ہے یا نہیں، جوان ہوتا ہے یا بوڑھا ہوتا ہے۔؟

علی حسن خان آزاد پرنسپل

جواب: سوال کے پہلے حصہ کے جواب کے متعلق مجھے کوئی حدیث یاد نہیں کسی اور عالم سے پوچھیے۔ اور بڑھنا گھٹنا جسم کا خاصہ ہے۔ روح جسم نہیں ہے۔ اللہ اعلم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرفیہ: حجۃ اللہ البالغہ باب حقیقۃ الروح میں شاہ ولی اللہ مرحوم محدث دہلوی نے لکھا ہے کہ جس کو لوگ بادی النظر میں روح جانتے ہیں وہ حقیقی روح نہیں وہ روح حقیقی کا مطیہ یعنی سواری ہے۔ وہ گھٹتی بڑھتی بھی ہے۔ تغیر پذیر ہے اور جو روح حقیقی ہے وہ ایک نقطۂ نورانیہ ہے۔ اس میں تغیر و تبدل نہیں۔ انتہیٰ خلاصۃ تعریفہٖ۔ چونکہ روح ایک جنس ہے لہٰذا اختلاف انواع ضرور ہوگا۔

سوال: نحن اقرب جو خدا نے قرآن مجید میں کہا ہے۔ یعنی ہم تمہاری شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ کیا کافر و زانی، چور، مشرک و ہندو مسلمان سب کی رگوں کے نزدیک رہتا ہے یا صرف مومن و مسلمان کے؟

جواب: بے شک سب کی شہ رگ کے قریب ہے مگر اس کی حقیقت معلوم نہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ نحن اقرب الیہ منکم ولکن لا تبصرون۔ اللہ اعلم

۲۶ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ

سوال: قوالی سننا کیسا ہے؟ ہماری طرف قوال بہت ہیں۔ چنانچہ خوشی کے وقت لوگ قوالی کراتے ہیں اور سب چھوٹے بڑے شریک ہوتے ہیں؟

سائل مذکور

جواب: قوالی سننا لہو لعب اور گناہ ہے۔ اللہ اعلم

۲۶ ربیع الاول ۱۳۶۵ھ

سوال: ہمارے علاقہ میں ایک خانقاہ ہے۔ بعض لوگ اس خانقاہ کے پیر کے نام کا بکری کا بچہ چھوڑتے ہیں اور جب بچہ سال بھر کا ہو جاتا ہے یا جب وہاں عرس ہوتا ہے تو چڑھاتے ہیں۔ کیا خانقاہ کے نام کا چھوڑا ہوا بکرا اگر بیمار ہو جائے تو اس کو ذبح کر کے مسلمان اس کا گوشت کھا سکتے ہیں؟

عبد الغنی ٹیچر ٹریننگ سکول جموں توی

جواب: صورت مرقومہ میں بکرے کا گوشت کھانا حرام ہے۔ کیونکہ ما اُہل بہ لغیر اللہ کے حکم میں ہے۔ اللہ اعلم۔

اہل حدیث ۱۰ رجب المرجب ۱۳۶۵ھ

تشریح از علامہ عبید اللہ صاحب شیخ الحدیث مبارکپوری مدظلہ العالی | لغت میں اہلال کے معنی مطلق رفع صوت کے ہیں یا مطلق نام ذکر دینے کے کما لا یخفی علی من لہ ادنی ممارسۃ بکتب اللغۃ وموارد مادۃ ھذا اللفظ فی الحدیث والادب العربی۔ پس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ اللہ نے اس جانور کو حرام کیا ہے جو بہ نیت تقرب و

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تعظیم غیر اللہ کے لئے نامزد کر دیا گیا ہو۔ یا اس چیز کو جو اللہ کے سوا اللہ کسی کے نام سے پکاری گئی ہو۔ اس تحقیق کی رو سے ثابت ہوا کہ جانور یا کسی چیز کی حرمت کی علت اور مناط غیر اللہ کے تقرب اور تعظیم کی نیت سے غیر اللہ کے نام پر اس جانور یا چیز کو نامزد کر دینا ہے۔ پس اگر ایسے جانور کو جسے غیر اللہ کے تقرب اور تعظیم کے لئے نامزد کر دیا گیا ہے۔ اسی غیر اللہ کی تعظیم تقرب کی نیت دل میں رکھ کر ذبح کیا جائے تو وہ حرام ہوگا۔ عند جمهور المحدثين والفقهاء الحنفية۔ عام ازیں کہ وقت ذبح اللہ کا نام لیا جائے یا نہ بوقت ذبح بسم اللہ کہنے سے وہ حلال نہ ہوگا۔ جب کہ دل میں نیت غیر اللہ کے واسطے ذبح کرنے کی ہے۔ اس لئے کہ عوام ایسے جانور کو ذبح کرنے میں غیر اللہ کی تعظیم و تقرب کا قصد کرتے ہیں اور محض عادۃً و رسماً بسم اللہ بھی پڑھتے ہیں اور اعتبار نیت کا ہے نہ ظاہری الفاظ کا۔ إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ الخ (مصباح ص۹ جلد ۱ ب ۳)

حضرت مجدد الف ثانیؒ اور زمانہ حال کے اہل بدعت

بہت سے جاہل نام کے مسلمان شہیدوں اور بزرگوں کے لئے مرغوں، بکروں وغیرہ جانوروں کی نذریں مانتے ہیں۔ اور جب ان کے پورا کرنے کا وقت آتا ہے۔ تو ان جانوروں کو ان شہیدوں یا بزرگوں کی قبروں یا ان سے خصوصیت رکھنے والے کسی اور مقام پر لیجا ذبح کرتے ہیں (میاں کبیر کی گائے شیخ سدو کا بکرا سید سالار یا شاہ مدار کا مرغا یہ سب اسی قبیل سے ہیں)

علمائے اہل سنت اس فعل کو "شرک" کہتے ہیں اور ہمارے زمانہ کے اہل بدعت ایصالِ ثواب کی تاویل سے اس سب خرافات کو ٹھیک، درست اور ان ذبائح کو حلال طیب ٹھہراتے ہیں۔ اہل سنت اور اہل بدعت کا یہ بھی ایک مشہور نزاعی مسئلہ ہے اب حضرت مجدد قدس سرہ کا فیصلہ اس بارہ میں ملاحظہ فرمایئے۔

"وحیوانات را کہ نذر مشائخ می کنند و بر سر قبرہائے ایشاں رفتہ آں حیوانات ذبح مے نمایند در روایات فقہیہ ایں عمل را نیز داخل شرک ساختہ اند و دریں باب مبالغہ نمودہ ایں ذبح را از جنس ذبائح جن انگاشتہ اند کہ ممنوع شرعی است و داخل دائرہ شرک"۔ (مکتوب ۱۴ دفتر سوم ص ۳)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور بزرگوں کے لئے جو حیوانات (مرغوں، بکروں وغیرہ) کی نذریں مانتے ہیں اور پھر ان کو قبروں پر لے جاکر ذبح کرتے ہیں۔ تو فقہی روایات میں اس فعل کو بھی شرک میں داخل کیا ہے۔ اور فقہار نے اس باب میں پوری شدت سے کام لیا ہے۔ اور ان قربانیوں کو جنوں (دیوتاؤں اور دیویوں) کی قربانی کے قبیل سے ٹھیرایا ہے جو شرعاً ممنوع اور شرک ہیں۔

حضرت مجدد قدس سرہٗ کا یہ واضح فیصلہ ہے کہ جاہل، قبر پرست۔ شہیدوں اور بزرگوں کی نذر کے طور پر جو جانوروں کی قربانی کرتے ہیں وہ داخل شرک ہیں۔ نیز حضرت قدس سرہٗ کی اس تصریح سے یہ بھی معلوم ہوگیا۔ کہ "روایات فقہیہ" میں بھی اس کو شرک ہی قرار دیا گیا ہے۔ اور "فقہار" کے نزدیک اس کی حیثیت "ذبائح جن" ہی کی سی ہے۔ یعنی ان جانوروں کی سی جن کی قربانی دیوتاؤں دیویوں یا پریوں کے لئے کی جاتی ہے۔

"لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ"

پیروں اور بیبیوں کا روزہ اور ایام معینہ میں خاص طریقوں اور مخصوص کھانوں کے ساتھ بزرگوں کی فاتحہ کا بہت سے مقامات پر جاہل عورتوں میں اب تک رواج ہے کہ وہ اپنی حاجتوں کے سلئے خاص خاص دنوں میں پیروں، شہیدوں اور بعض بیبیوں مثلاً حضرت بی بی فاطمہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہا) کے نام کے روزے رکھتی ہیں۔ اور ان کو اپنی حاجت برآری کا ذریعہ سمجھتی ہیں۔ علمار اہل سنت کے نزدیک یہ بھی داخل شرک ہے۔ اور اہل بدعت اس میں بھی ایصال ثواب کا وہی فرسودہ حیلہ نکال کر اس کو بھی جائز بلکہ "امر مستحسن" گردانتے ہیں۔ حضرت مجدد قدس سرہٗ اس بارہ میں بھی صاف ارقام فرماتے ہیں۔

"وازیں عالم است صیام نسار کہ بہ نیت پیراں و بیبیاں نگاہ دارند و اکثر نامہائے ایشاں را از خود تراشیدہ روزہا ئے خود را بنام آنہا نیست کنند و در وقت افطار از برائے ہر روزہ خاص بوضع مخصوص تعین مے نمایند و تعین ایام نیز مے کنند از برائے صیام و مطالب و مقاصد خود را بآں روزہا مربوط مے سازند و بتوسل ایں روزہ از ینہا حوائج مے خواہند و روائے حاجت خود را از آنہا مے دانند۔ ایں شرکت در عبادت است و بتوسل عبادت غیر حاجات خود را ازاں غیر خواستن است۔ شناعت ایں فعل را نیک باید دریافت ... و حیلہ است آنچہ بعضے از زنان در وقت اظہار شناعت ایں فعل گویند کہ ما ایں روزہ را برائے خدا نگاہ مے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داریم و ثواب آں بہ پیراں مے بخشیم اگر دریں امر صادق باشند تعیین ایام از بہر لئے صیام چہ در کار است و تخصیص طعام و تعیین اوضاع شنیعہ مختلفہ در افطار برائے چیست (مکتوب ۱۱۲ دفتر سوم صفحہ ۳۱)

ترجمہ: اور شرک ہی کے قبیلہ سے ہیں عورتوں کے وہ روزے جو وہ پیروں اور بیبیوں کی نیت سے رکھتی ہیں اور ان میں سے اکثر کے تو نام بھی خود انہی کے تراشے ہوتے ہیں۔ اور انہی خود ساختہ ناموں پر وہ روزے رکھتی ہیں۔ اور پھر ان کے افطار کے لیے انہوں نے خاص طریقے مقرر کیے ہیں۔ اور ان روزوں کے دن بھی الگ الگ مقرر ہیں یہ بد بخت اور جاہل عورتیں اپنی حاجتوں کو ان روزوں سے وابستہ کرتی ہیں۔ اور ان روزوں ہی کے وسیلے سے اپنی مرادیں ان پیروں یا بیبیوں سے مانگتی ہیں اور ان کی حاجت روائی کا اعتقاد رکھتی ہیں۔ اور یہ بلاشک شرک فی العبادت اور غیر اللہ کی عبادت کے ذریعہ اسی غیر سے اپنی مرادیں چاہنا ہے۔ اس مشرکانہ فعل کی شناعت و خرابی اچھی طرح سمجھ لینی چاہیے ..... اور وہ جو بعض عورتیں اس کے جواب میں یہ تاویل کرتی ہیں کہ ہم یہ روزے اللہ کے واسطے رکھتے ہیں۔ اور ان کا ثواب پیروں کو بخشتے ہیں۔ سو یہ محض ان کا حیلہ ہے۔ ورنہ اگر وہ اس بات میں سچی ہوتیں تو ان روزوں کے لئے خاص ہی دنوں کا تعین کیوں ہوتا۔ اور پھر افطار میں خاص قسم کے کھانوں اور خاص طریقوں کے اہتمام کے کیا معنی؟

حضرت مجدد قدس سرہ کے اس ارشادِ گرامی سے ایک طرف تو پیروں اور بیبیوں کے نام کے روزوں "کا شرک ہونا معلوم ہوا۔ اور دوسری طرف یہ اصول بھی صاف ہو گیا۔ کہ اگر کسی بزرگ کو صرف ایصالِ ثواب مقصود ہو تو پھر دن، تاریخ کے تعین اور کسی مخصوص ہی کھانے کے اہتمام اور کسی خاص ہی طریقے کے التزام کے کوئی معنی نہیں۔ اور جو جاہل لوگ بزرگوں کی فاتحہ میں یہ سارے التزامات و اہتمامات کرتے ہیں۔ وہ درحقیقت کسی مخفی اعتقادی خرابی اور مشرکانہ قسم کی کسی توہم پرستی میں مبتلا ہیں اور" ایصالِ ثواب "کی آڑ وہ صرف حیلے کے لئے دیتے ہیں۔

یہی ہے وہ زریں اصول جس کی بناء پر علماء اہلِ سنت مروجہ گیارہویں، بارہویں، بی بی کی صحنک، شیخ سدو کے بکرے، تو شہ، سہمنی شاہ بو علی قلندر وغیرہ وغیرہ کو سختی سے ناجائز کہتے

www.KitaboSunnat.com

ہیں اور اس بارہ میں غیر معمولی شدت برتتے ہیں۔"

(الفرقان بریلی ص۵۵ بابت ربیع الاوّل ۱۳۵۸ھ) اہل حدیث ۹ جون ۱۹۳۹ء

سوال: امام مہدیؑ کی آمد کے نشانات جیسے اصلی نام، جائے پیدائش، قومیت، حلیہ وغیرہ نیز آمد کی غرض وغایت جو احادیث میں مرقوم ہیں بالفاظ بحوالہ صفحہ وکتاب حدیث تحریر فرمائیں

حکیم غلام نبی

جواب: امام مہدی کا نام محمد، جائے پیدائش مکہ معظمہ، حلیہ مثل حلیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، آمد کی غرض وغایت ہدایۃ الناس یملأ الارض عدلا کما ملئت جورا۔ مفصل درحجج الکرامہ

۲۸ اگست ۱۹۳۱ء

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں یا نہیں۔

جواب: ایک روایت میں ایسا آیا ہے "نبی اللہ حیّ"۔ مگر اس حیات کی حقیقت ہم نہیں جانتے۔ اور یہ دنیاوی حیات نہیں۔

۶ نومبر ۱۹۳۱ء

سوال: مقلدین کو رسولؐ کی شفاعت نصیب ہوگی یا نہیں۔؟

جواب: ہر کلمہ گو غیر مشرک کو شفاعت ہوگی۔ مقلدین بھی اس میں داخل ہیں۔ ۶ نومبر ۱۹۳۱ء

تعاقب: جناب مفتی صاحب اس حدیث کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے متفرق ہوگی میری امت اوپر تہتر گروہ کے۔ وہ سب دوزخ میں جائیں گے مگر ایک گروہ۔ صحابہؓ نے عرض کیا کونسا ہوگا وہ گروہ۔ اے رسول خدا!۔ فرمایا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس پر میں ہوں اور میرے اصحاب۔ قرآن وحدیث سے صاف صاف ظاہر ہے کہ نجات پانے والی جماعت اہل حدیث ہی ہے۔ جب مقلدین کو بھی شامل کر لیا تو باقی فرقے خارج ہیں؟

ابوالقاسم خالد

جواب: حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ پورے پورے توحید وسنت کے پابند ہوں گے وہ تو دوزخ سے بالکل دور ہی رہیں گے۔ اولئك عنها مبعدون اور جن میں کچھ کمی ہوگی (بشرطیکہ شرک کے مرتکب نہ ہوں گے) تو ان کو سزا مل کر نجات ہو جائے گی۔ چنانچہ حدیث شفاعت میں تفصیل آئی ہے۔

۲۲ جنوری ۱۹۳۲ء

سوال: کسی ولی کے نام پر چھوڑا ہوا بکرا اگر ولی کا نام لئے بغیر فقط بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر کاٹا جائے۔ کیا تب بھی حرام ہو جاتا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: جو چیز کسی غیر اللہ کے نام پر بطور خیرات کے رکھی جائے وہ حرام ہے۔ مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ۔

(۷ / نومبر ۱۹۳۱ء)

سوال: تقدیر کے لکھے ہوئے کے خلاف انسان کام کر سکتا ہے یا نہیں۔ تقدیر لکھی ہوئی تبدیل ہو سکتی ہے یا نہیں۔

جواب: تقدیر کو تقدیر والا ہی تبدیل کر سکتا ہے۔ یَمْحُوا اللّٰهُ مَا یَشَآءُ وَیُثْبِتُ

(۱۳ / مئی ۱۹۳۰ء)

تقدیر کی تفسیر بطرز جدید

تقدیر کیا ہے؟ آئندہ ہونے والے واقعات کا اندازہ یا موازنہ۔ جس طرح سلطنتوں کا نظم و نسق اور موازنہ شائع ہوتا ہے۔ مگر فرق اتنا ہے کہ سلطنتوں کا موازنہ انسانی ہاتھوں کا مرتبہ ہوتا ہے۔ اس لئے سال ختم ہونے تک اس میں کمی بیشی ہونے کا امکان رہتا ہے بلکہ یقینی طور کمی بیشی ہوتی رہتی ہے۔

موازنہ میں ہر ایک کام کے لئے ایک مقدار رقم کی شریک رہتی ہے۔ لیکن اتنی رقم خرچ نہیں ہونے پاتی۔ یا زیادہ خرچ ہو جاتی ہے۔ کام جیسا مطلوب تھا انجام نہیں پاتا۔ اسی قسم کے سینکڑوں انقلابات رونما ہوتے ہیں۔ یہ خود دلیل انسانی کمزوری کی ہے موازنہ قدرت کا حال ایسا نہیں۔ اس کی بیشی ناممکن۔ اس میں افراط و تفریط ناممکن۔ اس میں مقررہ کام کی کمی ناممکن۔ غرض اس میں مقدار مقررہ اور حدود مقررہ سے تجاوز ناممکن ہوتا ہے۔ یہ اس لیے کہ موازنہ موصوفہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کا مرتب فرمودہ ہے۔ جس کے قبضہ قدرت میں سارا جہان اور جہانیاں ہیں۔ اور جس سے ذرہ ذرہ کسی طرح پوشیدہ نہیں۔

نیز ایک فرق یہ ہے کہ دنیوی سلطنتوں کا موازنہ صرف رقمی آمد و خرچ کے حسابات تک محدود رہتا ہے۔ اور صانع حقیقی کا موازنہ ہر امر کلی و جزئی، ارضی و سماوی، ملکی و ملکی اور جملہ تغیرات و تصرفات وغیرہ پر محیط رہتا ہے سلطنتوں کا موازنہ ایک محدود زمانہ سال دو سال تک کے لئے ہوتا ہے اور موازنہ الٰہی ازلی و ابدی ہوتا ہے۔ کیونکہ انسان اپنی جہل کی وجہ سے ہر چیز کی تفصیلات پر احاطہ نہیں کر سکتا۔ اور اپنے حادثہ ہونے کی وجہ سے محل تغیر و انقلاب میں ہے۔ خداوند تعالیٰ کی ذات قدیم، تغیر و فساد سے بری اس کا علم ہر چیز پر محیط ہے۔ اور کوئی چیز اس کی قدرت سے باہر نہیں، تو اس کا موازنہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اُسی شان کا ہونا چاہیئے اور ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔
كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِمِقْدَارٍ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ الْكَبِيرُ الْمُتَعَالِ
"اللہ سبحانہ کے پاس ہر چیز ایک اندازہ پر ہے وہ حاضر و غائب سب کو جاننے والا۔ بڑائی والا اور سربلندی والا ہے"

اور دوسری جگہ ارشاد ہے:-
إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ وَمَا أَمْرُنَا إِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ
"ہم نے ہر ایک چیز کو ایک اندازہ سے پیدا کیا ہے۔ اور ہمارا ہر امر صرف ایک پلک جھپکنے کے برابر ہے"

جس طرح سلطنتوں کے موازنہ میں قیدیوں کے خوراک کی رقم۔ ان کے پوشاک کی رقم اور ان کے جملہ اخراجات کا اندازہ شریک رہتا ہے۔ اور اُن کے جرم سے سلطنت ناراض اور اُن کے جرائم کے خلاف حکومت سے حکم صادر ہوتے ہیں لیکن باوجود اس کے ان کے جملہ اخراجات عدالت، پولیس، جلس، فوج وغیرہ کے مصارف شریک موازنہ ہوتے ہیں۔ اسی طرح خداوند تعالیٰ شانہ بھی عاصیوں کے عصیان سے ناراض ہے۔ اور اُن کی نافرمانی خلاف امرالٰہی ہے اور اس کی سزا دہی کے لئے اللہ پاک نے دنیا میں مذکورہ اسباب اور آخرت میں دوزخ اور اس کے عذاب پیدا کئے ہیں۔ اللہ محفوظ رکھے آمین۔

مثلاً کسی جگہ قتل کی واردات ہو جاتی ہے۔ تو اس میں شک نہیں کہ قاتل سرکاری ملازم یا رعایائے سرکاری اس کا ہتھیار جس کے ذریعہ خون کیا ہے وہ بھی سرکاری۔ یا کم ازکم سرکاری حکم و اجازت سے بنایا ہوا۔ یا سرکاری اجازت سے درآمد کیا ہوا ہوتا ہے۔ لیکن سرکاری اجازت کسی بے گناہ کے متعلق قتل کی ہرگز نہیں ہوتی۔ اسی طرح ان واقعات کو تقدیر الٰہی کے تحت سمجھنا چاہیئے۔ کہ ایک خدا کے بندے نے اللہ کے بندے کو اللہ کے پیدا کئے ہوئے ہتھیار سے اللہ کے ملک میں اللہ کی دی ہوئی قوت سے قتل کیا۔ لیکن اللہ پاک نے اُس بے گناہ کو قتل کرنے کا حکم کبھی نہیں دیا تھا۔ اس لئے سزا و جزا کا اسی سے متعلق ہونا سلطنت کے نزدیک بھی واجبی بات ہے۔ اور خداوند تعالیٰ شانہ کے پاس بھی۔ فرق اس قدر ہے کہ سلطنت کے موازنہ میں ان امور کا اندراج

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔ اس لیے کہ ان واقعات کو رقمی آمد و خرچ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ صرف قیدی مذکور کی خوراک، پوشاک، مجلس، محافظ و دستہ کے اخراجات، فیصلہ کنندہ حاکم اور محکمہ کے اخراجات وغیرہ وغیرہ رقمی مدات درج موازنہ ہیں۔ اور اللہ پاک نے اپنے علم محیط اور قدرت علی الاطلاق وغیرہ کے مدنظر ہر امر کو تقدیر میں لکھا ہے۔ جس میں بے شمار حکمتیں ہیں۔ جن کو وہی خوب جانتا ہے اور کسی کو اس میں چون وچرا کرنے کی کوئی مجال نہیں۔ ارشاد ہے۔

لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ۔ اس کے کیے ہوئے کی نسبت کوئی سوال کا جاز نہیں۔ خود ان لوگوں سے بازپرس ہوتی ہے۔ جب ہتھیار کی تیاری یا درآمد، اور اس کی فروخت، اس کے طریقہ استعمال کی تعلیم، وغیرہ (امور جو مبادی قتل ہیں) کے باوجود حکومت پر قتل کی ذمہ داری نہیں اور قاتل کو سزا دینے میں وہ حق بجانب ہے۔ تو کس کا منہ ہے کہ باری تعالیٰ شانہ کی جناب میں کوئی دریدہ دہنی کرے۔ اور اس کے کسی فعل پر حرف شکایت یا اعتراض زبان پر لائے۔ معاذ اللہ معاذ اللہ۔ کَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ إِن يَقُولُونَ إِلَّا كَذِبًا "بہت بڑی گستاخی کی بات ہے جو معترضین کی زبان سے نکل جاتی ہے۔ وہ صرف جھوٹ کہتے ہیں" ان کو ایسا کہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔

چونکہ بعض نافہم یا کج فہم یا کم فہم لوگ کچھ کا کچھ سمجھ لیتے اور اعتراض کر بیٹھتے ہیں۔ اور مسئلہ تقدیر باریک مسئلہ ہے۔ اس بارے میں حصہ لینے اور اس میں موشگافیاں کرنے یا بحث کرنے کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔

دوسرے انسان کا کام اپنے فرائض کی انجام دہی ہے۔ نہ کہ موازنہ پر غور و خوض کرنا۔ کام کرنے والوں کو تو موازنہ سے غرض ہی نہیں۔ ان کو صرف اپنے دستور العمل پر کاربند رہنا چاہیے۔

سلطنت کا موازنہ چونکہ انسانی ہاتھوں کا بنا یا ہوا ہوتا ہے۔ جس میں کمزوریاں بھی ہیں اور اعتراض بھی۔ کسی کی حق تلفی بھی ہے اور دیگر اصولی لغزشیں بھی۔ اس لیے اس پر وہ لوگ بحث کرتے ہیں جو اس کی اصلاح کرا سکتے ہیں۔ تو ان کا بحث کرنا بھی بجا ہے۔ لیکن خداوند تعالیٰ کا ہر حکم اکمل ہے اور ہر امر کی بنیاد مستحکم۔ یہاں دم مارنے کی کسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو کیا مجال ہے۔ لہٰذا بحث کرکے اپنے اوقات ضائع کرنے کے سوا تقدیر میں بحث کرنے سے کوئی فائدہ نہیں۔

پس یہ اعتقاد رکھنا چاہیئے کہ ہر امر خواہ خیر ہو یا شر۔ اللہ سبحانہ کی طرف سے ہے۔ خیر سے خدا راضی اور اس کا حکم فرماتا ہے۔ اور شر سے خدا ناراض اور اس کے کرنے کا کبھی حکم نہیں فرماتا۔ جتنے بُرے کام دُنیا میں ہوتے ہیں۔ وہ اگرچہ تقدیر الٰہی سے باہر نہیں لیکن خلافِ امر الٰہی ضرور ہیں۔ اسی طرح اچھے کام جس قدر ہوتے ہیں۔ وہ بھی تقدیر الٰہی میں داخل اور حکم الٰہی کے مطابق ہیں۔ لہٰذا بُرے کام کی سزا اور اچھے کام کی نیک جزا ملنی بھی واجبی بات ہے۔ اور یہ بھی تقدیر الٰہی میں داخل اور موازنہ الٰہی میں شامل ہے۔

ابوالنصر محمد شفیع مئوی مدرس مدرسہ محمدیہ دیوریا	اہل حدیث ۲۶ مئی ۱۹۳۲ء

سوال: فرقہ شیعہ بلحاظ اپنے عقائد سب وشتم خلفاء کیا داخل اسلام ہے یا خارج۔

جواب: اسلام کی دو حیثیتیں ہیں۔ ایک یہ کہ آمنوا باللہ ورسولہ اس لحاظ سے تو اصحاب کی تصدیق داخل اسلام نہیں دوسری حیثیت صحبتِ رسولؐ کی ہے جس کی بابت ارشاد ہے۔

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا۔

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو اُن کے ساتھ والے ہیں وہ کافروں کے مقابلہ میں سخت ہیں۔ آپس میں رحمدل ہیں۔ تم اُن کو دیکھتے ہو کہ رکوع سجود کرتے ہوئے اللہ کا فضل چاہتے ہیں۔ وغیرہ اس آیت کی تصدیق بھی داخل اسلام ہے۔ اس لئے اصحاب کے حق میں سب وشتم کرنے والے کو کافر یا مومن کہنے کے بارے میں کف لسان اور قلم کو روکتا ہوں۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ۔ (اہل حدیث ۱۸ دسمبر ۱۹۳۱ء)

تشریح حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی طرح خلفاءِ ثلاثہ رضی اللہ عنہم بھی مہاجر ہیں اور یہ امر بدیہی اور تواتر سے ثابت ہے بفحوائے ارشاد باری تعالیٰ

وَالسّٰبِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ مِنَ الْمُهٰجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ وَالَّذِيْنَ اتَّبَعُوْهُمْ بِاِحْسَانٍ رَّضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ وَاَعَدَّ لَهُمْ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تَحْتَهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا ذَٰلِكَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ (پ ۱۱ ع ۲)

اس آیت شریفہ سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ خلفاء ثلاثہ وغیرہ صحابہ مہاجرین رضی اللہ عنہم کو کافر و منافق کہنا ان کو سب و شتم کرنا۔ ان کو دائمی دوزخی بتانا قرآن شریف کی تکذیب ہے اور یہ کہنا کہ وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد مرتد ہو گئے تھے یا پہلے ہی سے منافق تھے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر ان کو جنتی بتا کر ان کو بشارت بھی دی اور پھر اللہ تعالیٰ نے بھی اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو اس پر مطلع نہ کیا۔ تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم معصوم کیسے رہے اور اگر اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم نہ تھا۔ تو یہ اللہ کی تجہیل ہے۔ بہر حال خلفائے ثلاثہ کے بارے میں ایسے ناپاک خیالات صراحتاً کفر ہیں۔ اب فیصلہ قارئین کرام کے اختیار میں ہے۔ جن کو اللہ عالم الغیب نے دائمی جنتی بتایا۔ ان کو دوزخی کہنا دعوائے علم غیب اور قرآن پاک کی تکذیب ہے۔ کیا اللہ تعالیٰ کو ان کے کفر و نفاق کا علم نہ تھا۔ نیز جو اولاد خلفاء ثلاثہ کے ایماندار اور جنتی ہونے کے ہیں۔ اگر وہ صحیح نہیں ہیں۔ تو پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حسین کو شیعہ اپنا پیشوا اور جنتی جانتے ہیں۔ سوائے اُن کے ایمان اور اخلاص کے اور کچھ بھی نہیں۔ و من ادعی فعلیہ البیان بالبرهان ودونه خرط القتاد۔

ابو سعید شرف الدین دھلوی

سوال: ہم لوگوں میں دو فریق ہیں۔ ایک فریق کہتا ہے کہ جادو برحق ہے اور کرنے والا کافر ہے۔ اور دوسرا فریق کہتا ہے کہ جادو جھوٹا ہے اور کرنے والا مشرک ہے۔

جواب: تم دونوں میں اختلاف نہیں جو جادو غیر اللہ کے نام کا ہے وہ بالکل شرک و کفر ہے۔ اس کا کرنے والا کافر ہے جو جادو کفر کے یا کسی دوسری طرح کے کلام سے ہے وہ بھی بُرے اثر کی وجہ سے بُرا ہے۔ جو شخص جادو کو برحق کہتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ جائز ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ جادو کا اثر واقعی ہے چنانچہ ہاروت ماروت کے جادو کا قرآن شریف سے ثبوت ملتا ہے۔ اللہ اعلم

۶ر فروری ۱۹۱۳ء

سحر کیا چیز ہے؟ سحر لغت میں پھرا دینا ایک چیز کا ایک چیز کی طرف ہے۔ اس لحاظ سے اس کو چند معنے پر اطلاق کرتے ہیں۔ اول جو چیز لطیف اور باریک ہو۔ اس پر سحر کا لفظ اطلاق ہوتا ہے۔ اسی پر کئی ایک محاورے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

استعمال کرتے ہیں (۱) جیسا اسحرت الصبی۔ یعنی مہربانی کی میں نے بچہ پر (۲) جیسا شاعروں کو کہتے ہیں۔ سحر العیون۔ یعنی اس نے ٹھنڈی کی آنکھیں (۳) اطبیب لوگوں کا محاورہ الطبیعۃ ساحرۃ۔ یعنی مزاج نرم ہے جب مریض کی طبیعت سست ہو (۴) اللہ تعالیٰ کلام پاک میں ارشاد فرماتا ہے ایک قوم کو۔ بَلْ نَحْنُ قَوْمٌ مَّسْحُوْرُوْنَ۔ یعنی بلکہ ہم لوگ ایسی قوم ہیں جو لطیف اور ادق دل والے ہیں معرفت سے (۵) اور آپ نے فرمایا اسی معنی کے لحاظ سے ان من البیان لسحرا۔ یعنی بعض بیان (وعظ) میں لطافت جو دل کو نرم کر دینے والی ہے۔

ثانی سحر کا اطلاق دھوکہ اور خیالی چیز جو حقیقت میں ٹھیک نہ ہو۔ اس پر بھی ہوتا ہے جیسے شعبدہ باز اور افسوں گر اور ٹوپی والے ہیں۔ یہ لوگ اکثر دیہاتی لوگوں میں اور شہریوں میں جاکر آنکھیں بند کر کے رسی پر کھیلتے اور آنکھ سے کاتنا نکالتے ہیں۔ پس دوسرے معنی کر کے اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو (جو کہ شعبدہ بازوں سے مقابلہ کیا تھا) بیان کیا۔ ملاحظہ ہو سورہ طٰہٰ ۲ یُخَیَّلُ اِلَیْہِ مِنْ سِحْرِہِمْ اَنَّہَا تَسْعٰی یعنی محض خیالی طور سے اُن ساحروں، شعبدہ بازوں کو رسی وغیرہ سے سانپ وغیرہ کی شکل دوڑتی ہوئی نظر آتی تھی۔ دوسرے۔ سَحَرُوْٓا اَعْیُنَ النَّاسِ۔ یعنی اُن ساحروں نے صرف تخیل عین کو بدل دیا۔ یعنی ظاہر نظر کو پلٹ دیا حقیقت میں تو رسی وغیرہ بعینہٖ رہی تھی۔ مگر ناظرین کی آنکھوں میں سانپ بچھو نظر آنے لگے۔ پس ٹھیک آج مسمریزم اسی کو کہتے ہیں۔ چنانچہ مولانا شیر پنجاب ضیغم قادیانی نے اپنی تفسیر القرآن میں تحت آیت وَجَآءُوْ بِسِحْرٍ عَظِیْمٍ پر حاشیہ لگا کے اس واقعہ کو مسمریزم فرمایا ہے۔

ثالث۔ لفظ سحر کا اطلاق اُن کے قول پر بھی ہوتا ہے جو لوگ شیاطین کی معرفت حاصل کرتے ہیں۔ یعنی شیاطین سے دوستی و لگاؤ پیدا کر کے اُن سے سیکھتے ہیں۔ جیسا بنگال و جان گرو لوگ شیاطین کی معرفت تھوڑی سی حقیقت اور جھوٹ ملا کر لوگوں میں شائع کرتے ہیں۔ بلحاظ ان معنے کے اللہ پاک اللہ فرماتا ہے۔ لٰکِنَّ الشَّیٰطِیْنَ کَفَرُوْا یُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ۔ یعنی لیکن شیاطین لوگ کافر ہوئے لوگوں کو جادو سکھاتے تھے۔

رابع: اس معنے پر بھی اطلاق لفظ سحر ہے جو کہ ستارہ کے ذریعے سے نجومی لوگ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حالت بتاتے ہیں۔ یعنی علوم نجوم بھی از قسم سحر ہے۔
ناظرین کرام! اب تو آپ نے سن لیا کہ یہ چاروں معنے سحر کے ہیں۔ بعض قرآن پاک میں مستعمل ہیں اور بعض عرب کی اصطلاح میں۔ اب صرف اس بات کو سوچنا چاہیے کہ آیا اس سحر میں بنفسہ تاثیر ہے یا نہیں؟ آیئے سلف صالحین کی تحقیق کو سنیئے:

قال النووی والصحیح ان له حقیقة وبه قطع الجمهور وعلیه عامة العلماء ویدل علیه الکتاب والسنة الصحیحة المشهورة.

فتح الباری انصاری ص ۲۲۴

"یعنی امام نووی کہتے ہیں صحیح بات یہ ہے کہ اس میں بنفسہ تاثیر ہے اور اسی پر جمہور اور علماء عام نے بات کو طے کیا اور صحیح حدیث مشہور اور قرآن پاک اسی پہ دلالت کرتے ہیں۔"
گویا امام نووی رد کرتے ہیں ان لوگوں کی باتوں کو جو لوگ کہتے ہیں کہ اس میں بنفسہ تاثیر نہیں ہے۔ بتاتے ہیں کہ اس میں حقیقی اثر خداداد۔ یعنی اس میں اللہ پاک نے حقیقی اثر دیا ہے جو کرنے والے کرتے ہیں۔ اور اس پاک ذات کی مرضی سے ہوتا ہے۔
اب مرقومہ بالا شہادت کو معلوم کر لینے کے بعد جو لوگ کہتے ہیں کہ جادو کوئی چیز نہیں ہے وہ غلط ہے۔ ضرور جادو ایک چیز ہے جو قرآن پاک میں اللہ پاک نے مختلف لغات ہونے کی وجہ سے مختلف معنوں میں بیان کیا۔ عیاں راچہ بیاں۔ اور جادو کوئی چیز نہ ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ پر کیوں اثر کرتا۔ اور دو سورۃ معوذتین اس کے دفع کرنے پہ کیوں اترتیں۔ معلوم ہوا کہ یہ ایک چیز بری ہے اور اس کا کرنے والا کافر ہے وہ فلاح نہ پائے گا۔ خدا خود فرماتا ہے۔ لَا یُفْلِحُ السَّاحِرُ حَیْثُ اَتٰی۔ یعنی جادو جیسا بھی ہو کرنے والا فلاح (نجات) نہ پائے گا۔ اور کرانے والا بھی فلاح نہ پائے گا۔ کما ھو الظاھر۔
اور بعض لوگوں کا گمان یہ بھی ہے کہ جادو پر یقین کرنے والا بے ایمان ہے۔ تو ان کی بات بھی صحیح نہیں۔ کیونکہ مومن کا جادو پر یقین اس معنی کر کے ہے کہ وہ ایک بری چیز ہے جو کہ برے لوگ کرتے ہیں۔ اس یقین سے یہ لازم نہیں آتا۔ کہ وہ بے ایمان ہے۔ مثلاً ہم جانتے ہیں شیطان کا وجود دنیا میں ہے اور وہ رجیم ہے اور وہ لوگوں کو بہکاتا پھرتا ہے۔ تو کیا ہم ان باتوں کو جو خداوند کریم نے بتا دی ہیں نہ یقین کریں اور نہ سچ جانیں۔ اسی طرح سے جادو کی حالت قرآن میں بیان کی۔ پس اس کو بھی من حیث جادو مؤثر ہے۔ بحکم خدا یقین کرتے ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور اس کو برا جان کر حکم خدا کو پالن کرتے ہیں۔ یعنی خدا اور سوائے کے منع کرنے کی وجہ سے ہم نہیں کرتے۔ اور ساحروں کو لائقِ قتل ہم جانتے ہیں۔ چنانچہ حضرت عمرؓ اپنے عامل کو خط میں لکھتے ہیں۔ ان اقتلوا کل ساحر وساحرۃ۔ فتح الباری انصاری پ ۲۴۔ ص ۱۴۴۔
یعنی قتل کرو تمام جادوگر مرد اور جادوگر عورتوں کو

والسلام۔ محمد گلزار مدرس مدرسہ کفر دصول۔ پوسٹ گاجل ضلع مالدہ۔

اہلحدیث ۱۳ رمضان المبارک ۱۳۵۵ھ

سوال: عذاب قبر و سوال نکیرین کا اعتقاد جو شریعت محمدیہ میں مسلم الثبوت و احادیث صحیحہ کثیرہ سے ثابت ہے۔ بعض احباب اس کا ثبوت قرآن شریف سے چاہتے ہیں (ظہیر حسن)

جواب: عذاب قبر کا ثبوت ملتا ہے۔ فرعونیوں کے حق میں مذکور ہے۔ اَلنَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ (پ ۲۴۔ ع ۹) فرعونیوں کو آگ کے عذاب پر صبح و شام پیش کیا جاتا ہے) اس کے علاوہ ارشاد ہے۔ وَمِن وَرَائِهِم بَرْزَخٌ إِلَىٰ يَوْمِ يُبْعَثُونَ۔ حدیثوں میں انہی دو آیتوں کی تفصیل ہے۔ اللہ اعلم۔

۲۰ ذی قعدہ ۱۳۶۲ھ

تشریح: یہ عذاب قبر بطور حوالات کے ہے۔ پورا عذاب قیامت میں ہوگا۔ اسی طرح اسے کلاس کے لوگوں کے لئے قبر میں کچھ راحت بھی ہے۔ پوری راحت قیامت کو ملے گی۔

مولانا عبدالسلام شیخ الحدیث دھلوی — اہلحدیث دہلی۔ ۱۵ جون ۱۹۵۱ء

سوال: کیا کتاب اور شریعت ایک ہی چیز کے دو نام ہیں؟

جواب: کتاب کے دو معنی ہیں۔ ایک آسمانی وحی جو الہامی لفظ میں انبیائے کرام پر نازل ہوتی تھی۔ جیسے قرآن۔ توراۃ وغیرہ اس کے علاوہ انبیاء کے قلب پر مضمون القا ہوتا تھا جسے وہ اپنے لفظوں میں بیان کرتے تھے۔ اسی کو حدیث انبیاء کہتے ہیں ان معنی سے کتاب خاص ہے اور شریعت عام ہے جو دونوں کو شامل ہے دوسرے معنی کتاب کے ہیں شریعت الٰہیہ جو دونوں حصوں کو شامل ہے۔ ان معنی سے کتاب اور شریعت ایک ہی چیز ہے۔

۱۰ شعبان ۱۳۶۱ھ

تشریح: یہی سنتِ نبوی کا مفہوم ہے۔ حضرت علامہ سید سلیمان ندوی سیرت نبوی ج ۴ ص ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پھر لکھتے ہیں ۔
کتاب اصولی احکام ہیں ۔ اور سنت ان اصولی احکام کی عملی تشریح اور بیان ہے ۔ کتاب براہ راست وحی الٰہی کا نتیجہ اور سنت ملکہ نبوی ہے ۔ کتاب بلفظ وحی ہے اور سنت بالمعنی پیغمبر کی وحی اور ملکہ نبوت دونوں کے احکام واجب الاتباع ہیں ؛ "وحی اور ملکہ نبوت" پر ایک علمی مقالہ اہل حدیث ۲ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ میں دیکھئے ۔

سوال : ہمارا لین دین ہندؤوں سے ہے ۔ کسی وجہ سے فریقین میں جھگڑا ہو گیا ہے اور لین دین بند ہو گیا ۔ ہر فریق کے پاس جتنی رقم رہ گئی ہے اس نے روک لی ہے تو کیا روز محشر ہندو کی رقم کا معاوضہ مسلمانوں سے دلایا جائے گا ۔

جواب : ہندو اس ملک ہندوستان کے مسلمانوں کے ساتھ معاہد ہیں ۔ حربی نہیں ہیں ۔ معاہد کا حکم مسلمان کا حکم ہے ۔ اللہ اعلم

۱۴ رجمادی الآخر ۱۳۶۲ھ

سوال : برقع اوڑھ کر مسلمان عورتوں کو سینما اور ناٹک کے تھیٹروں میں جاکر سینما اور ناٹک جائز ہے یا نہیں اور بعض عورتیں ہندو عورتوں کا لباس پہن کر سینما میں جایا کرتی ہیں ۔ ایسی عورتوں کے بارے میں خدا اور رسول کا کیا حکم ہے ؟

جواب : سینما دیکھنا عورتوں کا ہو یا مردوں کا ناجائز ہے ۔ فواحش ہے اس سے بہت سی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں ۔ ہندوانہ لباس پہن کر جانا ڈبل گناہ ہے ۔ واللہ اعلم

۷ رجمادی الآخر ۱۳۶۵ھ

سوال : اس جگہ کے لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ تصور نہیں کرتے ۔ قرآن و حدیث سے ان کے سایہ کا ثبوت دو ۔

جواب : یہ بات یوں ہی بے ثبوت مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا ۔ جو کوئی بیان کرے ۔ اس سے اس کا ثبوت طلب کیجئے ۔ اگر مل جائے تو ہمیں بھی اطلاع دیجئے اللہ اعلم

۱۱ر نومبر ۱۹۳۸ء ۱۷ر رمضان ۱۳۵۷ھ

سوال : ۱۷ر رمضان کے پرچے میں نمبر ۱۶ اگر درج کر دیں تو تنقید کی توقع ہے ۔ جو میرے واسطے مفید ہے وھو ھذا ولم یکن له صلی اللہ علیه وسلم ظل فی شمس ولا قمر لانه کان نورا ۔ مروی ابن الجوزی عن ابن عباس انه لم یکن للنبی صلی اللہ علیه وسلم ظل ولم یقم مع الشمس الا غلب ضوؤه الشمس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرح زرقانی علی المواہب صفحہ ۲۲۰ قال عثمان ان اللہ اوقع آیۃ ولولا ذ سمعتموہ اسی طرح تذکرۃ الموتیٰ قاضی ثناء اللہ پانی پتی صفحہ ۳۰ پر لکھا ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔

المجیب ابو عبد الغنی فیض پوری

جواب: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مسلم ہے اور بشریت کے لئے جسم لابدی اور جسم کو سایہ ضروری ہے۔ جب تک اس کے خلاف کوئی معتبر ثبوت نہ ہو۔ یہ تسلیم نہیں کیا جا سکتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ نہ تھا۔ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا جسد اطہر احادیث سے ثابت ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ "ثم افاض علی سائر جسدہ" کہ آپ نے اپنے سارے جسم مبارک پر پانی ڈالا۔ اس حدیث سے جسم اطہر کا ثبوت ہوا۔ اور جسد کا سایہ ہونا ضروری ہے۔ سائل نے جو اقوال نقل کئے ہیں وہ بے دلیل ہیں۔ اور ایسے اقوال حجت شرعیہ نہیں ہیں۔ امام ابن جوزی ہوں۔ یا صاحب مدارک ان کے اقوال حجت موجبہ نہیں ہیں۔

اہل حدیث ۲۲ دسمبر ۱۹۳۸ء

سوال: زید کا دعویٰ ہے کہ کوئی شخص ہندو ہو یا عیسائی سکھ ہو یا یہودی۔ غرض کسی مذہب کا آدمی ہو اور اپنے مذہب پر پختہ رہے۔ نماز نہ پڑھے۔ روزہ نہ رکھے۔ غرض کہ اسلام کی کوئی بات بھی نہ مانتا ہو۔ مگر اتنا کہہ دے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سچے نبی ہیں تو اس کی نجات لازمی ہے۔ نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ نجات کے لئے نہیں ہے۔ بلکہ درجات کے لئے ہیں۔ کیا یہ عقیدہ از روئے قرآن و حدیث صحیح ہے۔

عبد الحکیم

جواب: عقیدہ ۱ و ۲ صحیح نہیں۔ توحید باری والے امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کی تصدیق کے بعد اسلام کے کسی حکم کا بھی انکار کرنے والا کافر ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔ بُنِيَ الْإِسْلَامُ عَلَى خَمْسٍ شَهَادَةِ أَنْ لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا رَسُولُ اللَّهِ وَإِقَامِ الصَّلَوٰةِ وَإِيتَاءِ الزَّكَوٰةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ (بخاری و مسلم) یعنی اسلام کی بناء پانچ چیزوں پر ہے۔ خدا کی وحدانیت کی شہادت اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی۔ نماز پڑھنا۔ زکوٰۃ دینا۔ حج کرنا۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

اہل حدیث ۸ نومبر ۱۹۳۸ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوہریرہؓ کو حکم دیا کہ جاؤ لوگوں میں اعلان کردو کہ جس شخص نے لا الٰہ الا اللہ کہا۔ جنت میں داخل ہوگیا۔ تو بعد حضرت عمرؓ کے کہنے کے آپ نے حضرت ابوہریرہؓ کو منع کردیا۔ اب سائل کا مطلب یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رائے سے حکم دیا تھا یا وحی الٰہی کے ذریعہ سے؟

جواب: نبی کوئی حکم شرعی اپنی رائے سے نہیں دیتا۔ یہ حکم بھی وحی الٰہی سے تھا۔ قرآن پاک میں ارشاد ہے: وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (نبی اپنی خواہش سے نہیں بولتے دینی امور میں وہ جو بھی کہتے ہیں۔ سب اللہ کی طرف سے وحی کی جاتی ہے)

۱۸ / نومبر ۱۹۳۸ء

سوال: جغرافیہ دان جو بیان کرتے ہیں کہ زمین سورج کے گرد گھومتی ہے۔ آیا اس کی بابت قرآن شریف و حدیث میں ذکر ہے۔

محمد شریف

جواب: آیت قرآنیہ وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُھَا جَامِدَۃً وَّھِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ (دیکھنے والے تو پہاڑوں کو جامد دیکھ رہا ہے) (ایک دن آنے والا ہے کہ یہ پہاڑ) بادلوں کے مثال اڑیں گے) کی ایک تفسیر یہ بھی مضارع حال اور مستقبل دونوں زمانوں کو شامل ہے۔

۱۰ / شعبان ۱۳۶۴ھ

تشریح رشرفیہ) اگر زمین سورج کے گرد گھومتی تو پھر سورج ہمارے سر پہ دکھائی نہ دیتا۔ واذ لیس فلیس:

تعاقب اہل حدیث ۱۰ شعبان ۱۳۶۴ھ جواب میں بیان کیا گیا ہے کہ زمین حول الشمس گھومتی ہے۔ اس کی دلیل آیت قرآنیہ وَتَرَی الْجِبَالَ تَحْسَبُھَا جَامِدَۃً وَّھِیَ تَمُرُّ مَرَّ السَّحَابِ بیان کی گئی ہے۔ زمین گھومتی ہے۔ یا آسمان یہ بحث حکماء کا ہے۔ فیثا غورث اور بطلیموس دو یونانی حکماء کے درمیان اختلاف ہے کہ زمین گھومتی ہے یا آسمان۔ ایک زمین گھومنے کے قائل ہیں۔ دوسرا آسمان جس قول کی تائید پہ ہدایت الحکمت والا نے لکھا ہے۔ ان الفلک یتحرک علی الاستدارۃ دائما۔ قانون قدرت الٰہی سے دونوں قول کے خلاف نعرہ احتجاج بلند کرتا ہوا بابانگ دہل پکارتا ہے۔ وَالشَّمْسُ تَجْرِیْ لِمُسْتَقَرٍّ لَّھَا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ذٰلِكَ تَقْدِيْرُ الْعَزِيْزِ الْعَلِيْمِ ۝ لَا الشَّمْسُ يَنْبَغِيْ لَهَا اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ وَلَا الَّيْلُ سَابِقُ النَّهَارِ ۔ كُلٌّ فِيْ فَلَكٍ يَّسْبَحُوْنَ ۝ جس سے معلوم ہوا کہ چاند سورج اپنے محور میں متحرک ہیں۔ بندہ کے خیال میں زمین یا آسمان کے متحرک ہونے کا ثبوت قرآن کریم سے نہیں ملتا۔ آیۃ تری الجبال میں احوال قیامت کا بیان ہے۔ خیال کی صورت اول بیان کی گئی ہے۔ وتکون الجبال کالعھن المنفوش جب کہ جبال کی حالت عہن منفوش کی طرح ہو جائے گی تو وہی تمر مر السحاب کا ہونا اظہر من الشمس ہے۔ علاوہ بریں مسور و دور ایک چیز نہیں۔ دونوں علیحدہ علیحدہ شئے ہے۔ جبال کی جمادات۔ ثقالت وضخامت کے باوجود ہول قیامت کی وجہ سے سحاب کی صورت پہ فضائے آسمان پر نظر آنے کا بیان ہے۔ فطرت الٰہی یا قانون قدرت کا کرشمہ کا بیان مقصود بالذات نہیں۔ واللہ اعلم

الراقم عبد السلام بنگالی۔ بگوروی

اہلحدیث اس امر میں بحث کا مدار یہ ہے کہ تَرَى الْجِبَالَ تَحْسَبُهَا جَامِدَةً میں تری کا صیغہ جو فعل مضارع ہے یا بمعنی حال۔ حضرات مترجمین دونوں طرف گئے ہیں۔ امام غزالیؒ جیسے باریک بین بزرگوں نے اس امر کی تصریح کی ہوئی ہے کہ علوم جدیدہ میں جن امور کا انکشاف ہو اور قرآن شریف سے اس کا تائیدی اشارہ ملتا ہو۔ تو انکار نہیں کرنا چاہیئے۔ میرا بھی یہی مسلک ہے۔

یکم رمضان ۱۳۵۵ھ

سوال: یہاں چند اہل حدیث اور حنفی شافعی اس بات پر متفق ہیں۔ کہ خدا آسمانوں پر عرش پر ہے اس کا علم و قدرت سارے جہان میں موجود ہے۔ جیسا کہ سلف صالحین عقیدہ رکھتے ہیں۔ مگر ایک مولوی صاحب نے یہاں آکر بیان کیا ہے۔ کہ خدا ہر جگہ اپنے علم اور وجود سے موجود ہے۔ اس کو ایک جگہ یعنی عرش پر ٹھہرانا غلط عقیدہ ہے اور دلیل سے علی کل شیئ محیط۔ نَحْنُ اَقْرَبُ اِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ اور دوسری دلیلوں سے دلیل دے کر اللہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے کر کے کہہ دیا۔ اب یہاں کے لوگوں میں کھلبلی پڑ گئی ہے۔ جواب سے مطلع فرمائیں۔

محمد علی کاڈوکی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: محدثین نے صاف لکھا ہے کہ جو لفظ خدا کی صفات کے متعلق آئے ہیں ان کو بلا تاویل رکھنا چاہیے۔ اَمِرُّوْهَا كَمَا وَرَدَتْ (ترمذی وغیرہ) قرآن شریف میں استویٰ علی العرش بھی ہے اور هُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَفِي الْاَرْضِ بھی ہے۔ دونوں کو بجائے خود رکھنا چاہیے۔ امام شوکانی رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ عقیدۃ السلف میں اس کا ذکر مفصل لکھا ہے۔ ملاحظہ ہو۔ رہا اختلاف سو یہ مدت سے چلا آرہا ہے۔ اس میں منازعت یا مناقشت کرنی منع ہے كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا۔ (۱۳ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ)

ایک تعاقب کا جواب

اخبار اہل حدیث مورخہ ۱۳ ربیع الاول ۱۳۶۴ھ میں مسئلہ عقیدۃ استواء علی العرش کی بابت لکھا گیا تھا۔ کہ قرآن شریف میں استواء علی العرش بھی ہے اور هُوَ اللّٰهُ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ بھی ہے۔ دونوں کو بجائے خود رکھنا چاہیے۔ اس پر مدراس کے اخبار رفیق نے اس عقیدہ کو خلاف اہل حدیث سمجھ کر تعاقب کیا ہے۔ واضح ہو کہ یہ مضمون میں نے امام شوکانی رحمہ اللہ کے عقیدۃ السلف سے لیا ہے۔ آپ تکلیف کر کے اس کو ملاحظہ فرمالیں۔ (۱۳ شوال ۱۳۶۵ھ)

سوال: استویٰ علی العرش میں اہل السنت والجماعت کا کیا عقیدہ ہے اور معتزلی کا کیا؟

جواب: اس امر میں اہل سنت کے دو فریق ہیں مفوضین و ماولین۔ خاکسار کا مسلک تفویض کا ہے۔ حضرت شاہ صاحب حجۃ اللہ البالغہ میں غیر کی قسم میں فرماتے ہیں۔ وَ اتفقوا على اثبات الاستواء على العرش والوجه والضحك على الجملة ثم اختلفوا فقال قوم انما المراد معان مناسبة فالاستواء هو الاستيلاء والوجه الذات رطواها قوم على غيرها وقالوا لا ندرى ماذا اريد بهذه الكلمات وهذا القسم لست استصح ترفع احدى الفرقتين على صاحبتها بانها على السنة صنا مطبوعہ مصر۔ علماء نے اثبات استواء علی العرش پر اور وجہ اور ضحک پر اجمالاً تو اتفاق کیا ہے۔ لیکن تفسیر میں مختلف ہوئے ہیں کسی نے تو کہا کہ ان سے ظاہر کے سوا ان کے مناسب معانی مراد ہیں۔ پس استواء سے مراد استیلاء (غلبہ ہے) اور وجہ سے مراد ذات ہے اور بعض نے ان کو بحال خود (غیر متکیف) چھوڑ دیا اور کہا کہ ہم نہیں جانتے کہ ان کلمات سے کیا مراد ہے۔ اس قسم (غیر منطوق) کی نسبت میں کسی فریق کو دوسرے پر تحقیک طور پر ترجیح نہیں دے سکتا کہ فلاں گروہ اس امر میں سنت پر ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح کتاب الاسماء والصفات میں امام بیہقی استاد ابو منصور سے نقل کرتے ہیں۔
وفیما کتب الی الاستاذ ابو منصور بن ابی ایوب ان کثیرا من متاخری اصحابنا ذھبوا الی ان الاستواء ھو القھر والغلبۃ ومعناہ ان الرحمن غلب العرش وقھرہ (ص۲۹۳) کہ انہوں نے جو تحریر میری طرف لکھی اس میں یہ بھی لکھا تھا کہ ہمارے متاخرین اصحاب میں سے بہت سے اس طرف گئے ہیں کہ استواء سے مراد غلبہ ہے اور اس آیت کے یہ معنی ہیں کہ رحمٰن نے عرش پر تصرف کیا۔ اور اس پر اپنا حکم چلایا" باقی رہا سائل صاحب کا یہ سوال کہ اس امر میں معتزلی کا کیا عقیدہ ہے۔ سو اس کی نسبت معروض ہے کہ ہر شخص اپنے عقیدے کو خوب بیان کر سکتا ہے۔ دوسرے کی اسے کیا پڑی۔ اس لئے کسی معتزلی سے دریافت کریں ؎

ما اہلحدیثیم دغا را نہ شناسیم

علم کلام میں ایک طوفان بے تمیزی برپا ہوگیا ہے کہ منطوق اور غیر منطوق امور میں فرق نہ کر کے علماء کے فہم و استنباط کی بناء پر بھی مذاہب مدوّن ہو گئے ہیں ہر ایک نے اپنے فہم کو سنت قرار دیا ہے اور دوسرے کے قیاس کو الحاد و زندقہ حالانکہ اہل سنت ہونے کے یہ معنی تھے کہ امور منصوصہ میں سنّت کے خلاف اعتقاد نہ رکھیں اور غیر منصوصہ امور پر مذہبی تفریق کی بنا نہ رکھیں۔ کیونکہ جس امر کی تفصیل اور چگونگی صاحب شریعت سے ثابت نہیں۔ اس امر میں علماء میں اختلاف پڑے اور ضرور ہے کہ پڑے تو بوجہ اس کے ایک کا فہم دوسرے پر حجت نہیں کوئی فریق دوسرے کو الزام نہیں دے سکتا۔ اسی طرح استواء علی العرش تو بے شک ثابت ہے لیکن اس کی کیفیت ماثور نہیں ہے۔ تو اب الزام کیسا۔ یہی امر حضرت شاہ صاحب پر جنہوں نے اس امر پر تنبیہ کی۔ اب علماء کا کام ہے کہ اسے معقول پاکر قبول کریں یا اس سے بہتر لائیں۔ تمت۔ والحمد للہ۔

خاکسار محمد ابراہیم سیالکوٹی (۸ / دسمبر ۱۹۱۴ء)

صفات کے متعلق عقیدہ سلف از قلم حضرت العلامہ مولانا مفتی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

محدثین اور سلف صالحین سب کا عقیدہ صفات کے متعلق تفویض تھا۔ یعنی یہ عقیدہ رکھنا کہ اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خدائی صفات کے متعلق جو جو الفاظ فرمائے ہیں۔ ان کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان ہی لفظوں میں ماننا اور ان کی کسی قسم کی تاویل نہ کرنا۔ چنانچہ امام ترمذیؒ لکھتے ہیں۔

والمذهب فی هذا عند اهل العلم من الائمة مثل سفیان الثوری و مالك بن انس وسفیان بن عیینة وابن المبارك ووكیع وغیرهم انهم رووا هذه الاشیاء وقالوا نروی هذه الاحادیث ونومن بها ولا یقال كیف وهذا الذی اختاره اهل الحدیث ان یرووا هذه الاشیاء كما جاءت ویؤمن بها ولا تفسر ولا یتوهم ولا یقال كیف وهذا امر اهل العلم الذی اختاروه وذهبوا الیه (ترمذی جلد ۲۔ صك)

اہل علم (مثل سفیان ثوری۔ امام مالک۔ سفیان بن عیینہ۔ ابن المبارک وغیرہ کے نزدیک یہی مذہب معتبر ہے کہ وہ روایات صفات کو روایت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ حدیثیں نقل کی جائیں اور ہم ایمان لائیں۔ اور کیفیت نہ بتلائیں۔ یہی مذہب ہے جو محدثین نے پسند کیا ہے کہ ان روایات کو نقل کرتے ہیں۔ جیسی یہ آئی ہیں اور ایمان لایا جاتا ہے اور ان کی تفسیر نہیں کی جاتی اور نہ وہم کیا جاتا ہے۔ اور نہ کیفیت بتلائی جاتی ہے۔ یہی مذہب ہے جو اہل علم نے اختیار کیا ہے اور اسی کو پسند کیا ہے۔

امام بیہقیؒ لکھتے ہیں:۔

فاما الاستواء فالمتقدمون من اصحابنا رضی الله عنهم كانوا لا یفسرونه ولا یتكلمون فیه كنحو مذهبهم فی امثال ذلك، سمعت سفیان ابن عیینة كل ما وصف الله تعالیٰ من نفسه فی كتابه فتفسیره تلاوته والسكوت علیه۔ (كتاب الاسماء والصفات صل۲۹۱)

" ہمارے متقدمین سلف استویٰ علی العرش کی تفسیر نہ کرتے تھے۔ اور نہ اس میں کلام کرتے تھے۔ جیسے وہ اس کی مثل اور صفات میں بھی نہیں کرتے تھے۔ امام سفیان بن عیینہ کہتے تھے۔ جس لفظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اپنی تعریف کی ہے اس کی تفسیر صرف اس کا پڑھنا اور خاموش رہنا ہے "

امام شوکانیؒ لکھتے ہیں:۔

وكما نقول هذا فی الاستواء والكون فی تلك الجهة فكنا نقول فی مثل قوله تعالیٰ وهو معكم اینما كنتم وقوله سبحانه وما یكون من نجوی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ثلاثة الا هو رابعهم ولا خمسة الا هو سادسهم وفی نحو ان الله مع الصابرين وان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون۔ الى ما يشابه ذلك ويماثله ويقاربه ويضارعه فنقول فی مثل هذه الايات هكذا جاء فی القرآن ان الله سبحانه مع هولاء ولا نتكلف بتاويل ذلك كما يتكلف غيرنا بان المراد بهذا الكون والمعية هو كون العلم ومعيته فان هذا شعبة من شعب التاويل تخالف مذاهب السلف وتباين ما كان عليه الصحابة وتابعوهم رضوان الله عليهم اجمعين واذا انتهيت الى السلامة فی ذالك فلا تجاوز (التحف ملخصاً)

جیسا ہم استواء اور جہت فوق کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں۔ ویسا ہی ان اقوال خداوندی (ھو معکم وغیرہ) کی نسبت اعتقاد رکھتے ہیں۔ قرآن شریف میں ایسا ہی آیا ہے کہ خدا تعالیٰ ان لوگوں کے ساتھ ہے۔ ہم اس کی "تاویل علم کے ساتھ یا نصرت کے ساتھ کرنے میں تکلف نہیں کرتے۔ جیسا کہ اور لوگ تکلف کرتے یعنی وہ کہتے ہیں کہ ساتھ ہونے سے اس کا علم مراد ہے کیونکہ یہ بھی تاویل کی ایک شاخ ہے۔ جو مذہب صحابہؓ و تابعین وغیرہ سلف کے مخالف ہے۔ جب تو حد سلامت کو پہنچے تو اس سے آگے نہ بڑھیو!!

نواب صدیق حسن خان مرحوم لکھتے ہیں۔

فی احاديث الصفات مذهبان احدهما الايمان والتسليم لما جاء فی آيات الصفات واحاديثها ووجوب الاعتقاد بظاهرها كما جاءت واحالة علمها الى الله تعالىٰ مع تنزيه سبحانه عن التشبيه والتمثيل والتحريف والتبديل والتعطيل وهو قول سلف هذا الامة وائمتها۔ (تفسیر فتح البیان جلد اول مصری ص۲۷)

احادیث صفات کے متعلق دو مذہب ہیں۔ ایک یہ کہ جیسی وہ آئی ہیں۔ ویسی ہی مانی جائیں اور ان پر اعتقاد رکھا جائے اور ان کا علم خدا کے سپرد کیا جائے۔ نہ خدا کو کسی سے تشبیہ دی جائے۔ نہ تمثیل۔ اور نہ کلام کی تحریف یا تبدیل کی جائے۔ یہی سلف صالحین اور ائمہ اسلام کا مذہب تھا۔"

کہاں تک مزید حوالجات دیئے جائیں۔ سلف صالحین۔ محدثین اور غیر محدثین سب کا قریباً

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہی مذہب تھا۔

(اللّٰہ اعلم بذاتہٖ و صفاتہٖ) خدا ہی اپنی ذات و صفات کو خوب جانتا ہے۔

کتاب الاسماء والصفات وغیرہ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت عرصہ بعد علماء میں ایک گروہ پیدا ہوا۔ جو صفات میں تاویل کرنے لگا۔ بعض نے کسی صفت کی تاویل کی۔ بعض نے کسی کی مثلاً بعض نے کہا آیت اِسْتَوٰی عَلَى الْعَرْشِ تاویل پذیر ہے۔ بعض نے کہا ھو معکم کی تاویل ہے۔ یہاں سے دو شاخیں متکلمین کی پیدا ہوئیں۔ پھر جس جس کو جو جو تاویل پسند آئی۔ وہ اُدھر کو ہولیا۔ مگر متبعان سلف اپنے پہلے عقیدے پر ثابت قدم رہے۔ کہ جو لفظ خدا اور رسولؐ نے اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات کی بابت فرمایا ہے اس کو بلا تاویل ہم مانتے ہیں خاکسار راقم آثم کا ذاتی اعتقاد یہی ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کی کسی صفت کی تاویل یا تحریف کی ضرورت نہیں۔ وہ ویسا ہی ہے۔ جو اس نے اور اس کے رسولؐ نے خود بتلایا ہے جیسے قرب و معیت اس کے بے تاویل ہیں۔ استوار علی العرش بھی بے تاویل ہے۔

چنانچہ امام شوکانی رحمہ کی منقولہ بالا عبارت اس مدعا میں صاف ہے کہ سلف صالحین کسی صفت میں تاویل یا کیفیت نہیں بتلاتے تھے۔ قرب و معیت۔ ید۔ وجہ۔ اور استواء علی العرش بلا تاویل اور بلا کیف جانتے اور بتلاتے تھے

۲۷ رجولائی ۱۹۱۷ء

دیگر: میرا اعتقاد بھی یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنی ذات اور صفات کو جانتا ہے یہی معنی تفویض کے ہیں۔ مگر میدان مناظرہ میں جہاں پر مخالفوں کے سامنے تفویض کافی نہیں ہوتی۔ اور دوسرا مسلک (تاویل) بھی اہل علم بلکہ بعض محدثین سے منقول ہے۔ اس لئے وہاں تاویل کیا کرتا ہوں۔ اس فرق کو جو لوگ نہیں جانتے۔ وہ مجھ پر ناراضگی کا اظہار۔ بلکہ طرح طرح کی چہ میگوئیاں کرتے ہیں۔ جن سب کے جواب میں اسی قدر کافی ہے ؎

قاضی ار با ما نشیند بر فشاند دست را　　محتسب گر می خورد معذور دارد مست را

ابو الوفاء ۱۸ دسمبر ۱۹۱۷ء

نوٹ: حضرت مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی نے جو اوپر تفصیلی بیان دیا تھا۔ مولانا مرحوم کی یہ تحریر اسی بیان سے متعلق ہے۔ فقط۔ راز

فیصلہ[۱] | آیت استویٰ کی تفسیر کی بابت فیصلہ ہوا کہ مصنف تفسیر (تفسیر القرآن بالقرآن) نے آیت

[۱] حضرت مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ جب حج بیت اللہ کو تشریف لے گئے۔ تو آپ کے مخالفین نے آپ کی طرف منسوبہ عقائد دربار سلطانی میں پیش کیے۔ سلطان نے علماء نجد کی ایک جماعت کے سامنے فریقین کے بیان سن کر فیصلہ دیا جس کی تفصیلات ۸ جنوری ۱۹۲۷ء کے اہل حدیث میں ملاحظہ فرمایئے۔ فقط۔ محمد داؤد راز

www.KitaboSunnat.com

استوی کی تفسیر جو بطرز فریق متکلمین کی ہے۔ وہ ترک کر کے موافق سلف صالح کے تفویض الی اللہ کر دے۔ فریق مدعی اپنا مطبوعہ فتوی اربعین جلا دے۔ میں نے اس فیصلہ کو علی الراس والعین رکھ کر تفسیر طبع ثانی میں عمل کر دیا۔ ناظرین تفسیر طبع دوم کا صفحہ ۱۲ ملاحظہ فرمائیں۔ ۲۵ اگست ۱۹۲۳ء

ادارہ اخبار توحید امرتسر کی طرف سے جلالۃ الملک کے اس فرمان کے مطابق ہم اعلان کرتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے استوی علی العرش اور دوسری آیاتِ صفات کی تاویل سے رجوع کرنے اور مذہب سلف اختیار کرنے میں قابل تعریف رویہ کا ثبوت پیش کیا ہے۔ ہم تہ دل سے اس کا خیر مقدم کرتے ہیں اور اس پر اپنی دلی خوشی کا اظہار کرتے ہیں اور اس کو ان کے علم و فضل کے کمال سے تعبیر کرتے ہیں۔ **اخبار توحید امرتسر ۸ جمادی الاول ۱۳۴۲ھ**

بنام حضرت مولانا محمد صاحب ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی

www.KitaboSunnat.com

فاضل اڈیٹر صاحب "محمدی" السلام علیکم۔ آپ نے اخبار محمدی ۱۵ فروری ۱۹۳۹ء میں صفات باری تعالیٰ کے متعلق اپنا عقیدہ تفویض لکھا ہے۔ میں اس کی تائید کرتا ہوں۔ میں بھی صفات باری تعالیٰ میں وہی عقیدہ رکھتا ہوں جو سلف صالح نے کہا ہے۔ اَمِرُّوْهَا كَمَا وَرَدَتْ بلا كَيْفَ (ترمذی) پس آپ میری طرف سے یہ چند سطور درج اخبار کر کے مشکور فرمائیں۔

ثناء اللہ از امرتسر ، اخبار محمدی دہلی یکم مارچ ۱۹۳۹ء

مبارکبادی از مولانا عبدالجلیل صاحب سامرودی

خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ مولانا موصوف (مولانا ثناء اللہ صاحب) نے بذریعہ پرچہ محمدی یکم مارچ ۱۹۳۹ء اعلان کرا دیا ہے کہ میں بھی صفات باری تعالیٰ میں وہی اعتقاد رکھتا ہوں جو سلف صالح نے کہا ہے۔ اَمِرُّوْهَا كَمَا وَرَدَتْ بلا کیف (ترمذی) ہم تہ دل سے مولانا کو مذہب سلف صالحین کے اعتصام پر مبارکباد دیتے ہیں۔

محمد عبدالجلیل سامرودی۔ ۱۷ محرم الحرام ۱۳۵۸ھ — **اخبار محمدی یکم اپریل ۱۹۳۹ء**

سوال: اَلَّذِيْ مَرَّ عَلٰى قَرْيَةٍ خود سو سال مرا رہا۔ یعنی پوری صدی تک اس کی میت پڑی رہی اور کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوئی۔ اسی دوران میں اس کا گدھا تو ہڈیوں کا ڈھانچہ رہ گیا۔ مگر اُنْظُرْ اِلٰى طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ وہ جوں کا

www.KitaboSunnat.com

ترن رہا۔ یہ کہانی خلاف عقل اور بچوں کا بہلاوہ معلوم ہوتی ہے۔ (بی۔ اے اکبر)

جواب: بچوں کا بہلاوہ تو نہیں۔ قرآنی منصوصات میں آپ کو اگر ظاہری الفاظ پر اطمینان نہیں ہے تو سرسید احمد خان مرحوم کی تاویل ہی مان لیجئے جو اس کو خواب کا قصہ بتاتے ہیں۔ یا کسی اور صاحب سے دریافت کرلیں۔ اللہ اعلم۔ (اہل حدیث ۱۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

سوال: رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں بعض صحابہ نے دجال کو ایک جزیرے میں زنجیروں سے جکڑا ہوا دیکھا۔ وہ جزیرہ کون سا ہے۔ اب تو دنیا کا کونا کونا معلوم ہوچکا ہے۔ اور کیا یاجوج ماجوج اور دجال اکٹھے ہی خروج کریں گے یا علیحدہ علیحدہ اور یہ نسل انسانی ہے یا جن بھوت؟

جواب: پوری دنیا کی تلاش ابھی تک نہیں ہوئی مَا يَعْلَمُ جُنُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ (یاجوج وماجوج) حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں نکلیں گے اور ان ہی کے زمانہ میں مریں گے۔ دجال بھی ان ہی کے ہاتھ سے قتل ہوگا۔ یہ قومیں نسل انسانی سے ہیں حدیثوں میں ایسا ہی آیا ہے۔ (۱۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

سوال: قرآن میں ہدہد پرندے کی لمبی چوڑی تقریر درج ہے جس میں توحید باری تعالیٰ اور تردید شرک میں زبردست دلائل دئے گئے ہیں۔ کیا پرندے بھی ان امور کو سمجھ سکتے ہیں۔ تو پھر مقدس مقامات کو ناپاک کیوں کردیتے ہیں۔ یا صرف اسی زمانہ کے پرندے ٹرینڈ تھے۔ مگر اب محض جانور ہیں۔ اگر وہ بقول قادیانیوں کے آدمی تھا۔ تو اس کا ثبوت درکار ہے۔ قرآن کے الفاظ سے تو نہیں نکلتا کہ وہ آدمی تھا۔ (سائل مذکور)

جواب: ہدہد ایک خاص پرند کا نام ہے جو اردو میں ٹھوک بجھیا اور پنجابی میں چکی راہا، حضرت سلیمان علیہ السلام کی صحبت سے باشعور ہوگیا تھا جیسے اصحاب کہف سے کتا اور یہ پرند اپنی اصلی حالت پر ہیں۔ یہ خصوصیت اس میں امتیازی تھی۔ (۱۲ اکتوبر ۱۹۴۵ء)

تشریح: کائنات کی ہر چیز اپنی اپنی حیثیت کے مطابق كُلٌّ قَدْ عَلِمَ صَلَاتَهُ وَتَسْبِيحَهُ (قرآن مجید) کے ماتحت معرفت الٰہی وخالق کائنات کو جاننے کا شعور رکھتی ہے

---

[1] اس وسوسہ کا جواب خود قرآن نے اسی مقام پر ان لفظوں میں دے دیا ہے۔ إِنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔ فقط (محمد داؤد راز)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور عُلِّمْنَا مَنْطِقَ الطَّیْرِ کے ماتحت حضرت سلیمان علیہ السلام کو بارگاہِ احدیت سے یہ علم ملا تھا۔ کہ وہ پرندوں کی بولیاں سمجھ جاتے تھے۔ ان قرآنی نظریات کے ماتحت ہدہد اور سلیمان علیہ السلام کا مکالمہ بعید از عقل نہیں۔ وَاللّٰهُ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ۔ (۲ آف)

سوال: زید کہتا ہے کہ تصویر کا اتارنا اور رکھنا جائز ہے۔ بشرطیکہ تصویر کی پشت پر ہاتھ پھرایا نہ جائے۔ جائز ہے ایسی تصویر جو آج ہر جگہ فوٹو نظر آرہی ہے۔ اتار لینا جائز ہے۔ بکر بحوالہ قرآن و حدیث کہتا ہے۔ اسلام میں خواہ کیسی ہی تصویر ہو! جاندار کی اتارنا اور تصویر کا مکان میں رکھنا جائز نہیں بلکہ مطلقاً حرام اور ممنوع ہے۔ زید بحوالہ قرآن و حدیث ایک نظیر پیش کرتا ہے۔ کہ شریعت میں تاکیدی امر ہونے پر بھی ہمارے پیشوا۔ بڑے بڑے علمائے دین۔ جیسے کہ شوکت علی صاحب مولانا ابوالکلام آزاد۔ مولانا محمد علی صاحب اور خواجہ حسن نظامی صاحب وغیرہ وغیرہ۔ کیوں اپنی تصویر لیتے ہیں۔ کیا ان کو خدا کا خوف نہیں۔ یا اُن کے لئے جائز ہے۔ ہمارے لئے ممنوع ہے۔

جواب: اول تو یہ قاعدہ ہے کہ خدا اور رسول کے حکم کے خلاف کسی کا قول و فعل سند تو کیا قابل قبول بھی نہیں۔ مولانا آزاد نے تصویر کی اجازت سے خود رجوع کیا ہوا ہے (دیکھو دیباچہ تذکرہ) دوسرے اور تیسرے صاحب علمائے دین نہیں ہیں۔ اخبارات میں عزت کے طور پر اُن کو مولانا لکھتے ہیں خواجہ حسن نظامی کی کوئی تحریر اجازت کی ہم نے نہیں دیکھی۔ اگر انہوں نے بھی اجازت دی ہے۔ تو یہ اجازت ان کی ویسی ہی ہوگی۔ جو سجدۂ پیر کی بابت انہوں نے دے رکھی ہے۔ اس لئے شریعت میں سوائے نبی علیہ السلام کے کسی کا قول و فعل سند نہیں۔ اللہ اعلم

۱۷ جمادی الثانی ۱۳۴۴ھ

شرفیہ صحیح بخاری، مسلم کی حدیث ہے۔ کہ یہود و نصاریٰ قبروں پر تصویریں بناتے بنواتے تھے۔ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اولئك شرار الخلق۔ انتہی۔ مشکوٰۃ۔ تصویریں بنانے، رواج دینے والے مخلوق میں شریر ہیں۔ اور دوسری حدیث مرفوع میں ہے۔ من رضی عمل قوم کان شریک من عمل به اخرجه ابو یعلی وغیرہ۔ ہدایہ صفحہ ۲۶۵ پس تصویر بنانا۔ رکھنا پسند کرنا شرار الخلق بننا ہے۔

ابوسعید شرف الدین۔ دہلوی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال : بخدمت جناب مولانا مولوی ابوالوفا ثناء اللہ صاحب امرتسری
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
واضح ہو کہ آپ نے جو معجزوں کا انکار اپنی تفسیر میں کیا ہے اور خود آپ ہی اپنی تصنیف میں لکھتے ہیں۔ کہ میں نے اس روش کو اختیار کیا ہے تفسیر لکھنے میں جس کو امام جوزیؒ اور امام سیوطیؒ نے اختیار کیا ہے۔ کہ امام جوزیؒ اور امام سیوطیؒ نے آیت سے آیت کی تفسیر کی۔ تو میں نے بھی انہیں کی روش کو اختیار کیا ہے۔ تو کیا (نعوذ باللہ) امام جوزیؒ اور امام سیوطیؒ نے آیت سے آیت کی تفسیر کر کے کسی معجزہ کا بھی انکار کیا ہے۔ لہٰذا آپ بذریعہ اخبار اہل حدیث کے مطلع فرمائیں۔

جواب : میں معجزات کا منکر نہیں۔ میں نے اپنی دونوں تفسیروں (اردو اور عربی) میں خاص کر "ترکِ اسلام" میں جو آریوں کے جواب میں ہے۔ معجزات کا کافی ثبوت دیا ہے ملاحظہ ہو! معجزات موسوی اور عیسوی۔ تفسیر عربی کے صفحات ۱۳، ۱۵، ۵۷، ۵۸ وغیرہ تفسیر ثنائی اردو میں تو سرسید کے ہر انکار پر تعاقب کیا ہے۔ میرے مخالفوں کا مجھ پر یہ ویسا ہی اتہام ہے۔ جیسا جماعت اہل حدیث پر تھا کہ یہ لوگ معجزات اور کرامات کے منکر ہیں نہیں معلوم جو لوگ کسی پر ناجائز اتہام لگاتے ہیں۔ وہ خدا کو کیا جواب دیں گے۔
ہاں میں اگر کسی واقعہ سے منکر ہوں۔ تو اپنے خیال میں۔ اس کے عدم ثبوت کی وجہ سے ہوں۔ نہ اس لئے کہ میں معجزے کا منکر ہوں۔ اس کی مثال بعینہ یہ ہے۔ جس طرح اہل حدیث حضرت پیر صاحب کی اس کرامت کے منکر ہیں کہ بارہ برس کے بعد ڈوبی کشتی نکالی۔ نہ اس لئے کہ یہ کرامت اولیاء اللہ کے منکر ہیں۔ بلکہ اس لئے کہ اس کا ثبوت نہیں محض ماتحتِ قدرت ہونے سے وقوعہ پر اعتقاد نہیں ہو سکتا۔ ہاں تفسیر کے متعلق میرا دعویٰ ہے کہ میں نے وہی اصول مدنظر رکھے ہیں۔ جو سلف صالحین کے مدنظر تھے۔ جن کا ثبوت میری کتاب تقلید شخصی اور سلفی سے مل سکتا ہے۔ (۱۶ رجب المرجب ۱۳۴۲ھ)

سوال : کلام اللہ میں جو معجزے نبیوں سے صادر ہوئے ہیں۔ ان کو آپ حقیقت مانتے ہیں یا مجاز پر حمل کرتے ہیں۔ جیسے ابراہیم علیہ السلام سے جانوروں کا بلانا۔ اور داؤد علیہ السلام سے لوہے کا موم ہونا اور عیسیٰ علیہ السلام سے مردوں کا زندہ ہونا۔

جواب : معجزات کیا قرآنیہ اور کیا حدیثیہ سب حقیقی ہوئے ہیں جب تک حقیقتاً قلب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماہیت نہ ہو۔ معجزہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ ہاں کسی خاص امر کے معجزے ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہو سکتا ہے۔ سو اس کی بنا اس بات پر نہیں ہے کہ فریق ثانی مطلقاً معجزہ سے منکر ہے بلکہ اس میں خاص امر کی صورت اعجازی کے ثبوت میں اختلاف ہوتا ہے۔ سو اس کا کوئی حرج نہیں۔ دیکھو نکہ جو لوگ امر معجزے کے سرے سے منکر ہیں وہ کسی معجزہ کو بھی نہیں مانتے اور ان کے انکار کی بنا اس بات پر ہے کہ کوئی شے بغیر علت کے موجود نہیں ہو سکتی۔ اور علت تامہ بشرائطہا موجود ہو تو معلول کا تخلف نہیں ہو سکتا۔ لیکن ہمارے نزدیک علت و معلول کا سلسلہ سب کچھ خدائے قادر کے ہاتھ میں ہے۔ وہی علت بناتا ہے وہی معلول کو موجود کرتا ہے۔ وہ کسی چیز کا محتاج نہیں لا موثر الا اللہ الصمد۔ ہر چیز اس کے کلمۂ کن کے ماتحت ہے۔ ؎

کسی موجود سے ایجاد کرنا نام رکھتا ہے
مگر لوح عدم پر نقش کرنا کام رکھتا ہے (منہ)

طیور ابراہیم علیہ السلام کی نسبت خاکسار کی تحقیق یہ ہے کہ وہ حقیقتاً زندہ کر کے دکھائے گئے تھے۔ لیکن قرآن شریف کے الفاظ میں اس کا فیصلہ قطعی نہیں۔ فہم و استنباط و استدلال کے دخل سے خالی نہیں۔ اس لئے فریق ثانی اگر یہ کہے کہ زندہ جانوروں کو بلا کر سمجھایا گیا تھا کہ جس طرح یہ جانور تم سے مانوس ہو کر تمہارے بلانے سے دوڑے چلے آتے ہیں۔ اسی طرح مردے ہمارے حکم سے جی اٹھیں گے۔ تو یہ بعید نہیں۔ کیونکہ محسوسات سے معقولات کی تفہیم قرآن و حدیث میں بکثرت وارد ہے۔ چنانچہ صحیح بخاری شریف میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سوال کیف یاتیك الوحی کے جواب میں فرمایا تھا کہ احیانا یاتینی مثل صلصلة الجرس۔ تو یہ گھنگرو کی آواز سے تشبیہ محض تفہیم کے لئے تھی۔ کہ سائل اس سے آشنا تھا۔ ورنہ وحی کی حقیقت دیگر ہے۔ اس طرح ہو سکتا ہے کہ سوال کیف تحیی الموتیٰ کے جواب میں ایسی معروف صورت بتلائی جائے۔ جس سے سائل معتاد ہے۔ کیونکہ انتقال ذہن کا فائدہ اس سے بھی ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کے لئے صرف فصرھن الیک وارد ہے۔ جس کی دو قراءتیں ہیں۔ اول بضم صاد جو معروف و متواتر ہے۔ اور اس کے معنی مائل کرنے اور سدھانے کے ہیں۔ دوسری بکسر الصاد جس کے معنی قطع کرنے کے ہیں (تفسیر معالم) پس جس نے صرف سدھانا مراد لیا۔ اس نے قراءت متواترہ کی بنا پر کہا اور جس نے قطع کرنا وغیرہ مراد لیا اس نے دوسری قراءت کی بنا پر کہا۔ لہذا کسی فریق

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر الزام نہیں۔ تفسیر جلالین میں بھی اس کے معنی اٰمَنُوْا بِهِنَّ کے لکھے ہیں۔ اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب نے بھی یہ ترجمہ کیا ہے۔ "پس ملا ان کو" قرارت متواترہ کی رُو سے استدلالی طور پر سمجھایا گیا۔ اور دوسری قرارت کی رُو سے عیانی طور پر دکھایا گیا۔ قَالَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔ ہاں اگر یہ امر حدیث میں علی التعیین وارد ہو جاتا تو کوئی گنجائش باقی نہ رہتی۔ لیکن کوئی حدیث مرفوع اس باب میں ثابت نہیں ہوئی۔ اور جو امور قرآن و حدیث میں منطوق نہ ہوں اور علماء کے فہم و استنباط وغیرہ کے نتائج ہوں۔ یا ان کی بنا غیر مرفوع روایات پر ہو۔ ان میں علماء مختلف ہو جائیں تو ایک دوسرے پر الزام نہیں آسکتا۔ جیسا کہ حجۃ اللہ البالغہ کی عبارت[1] میں اِسْتَوٰى کے سوال کے جواب میں گذر چکا۔ فتدبر۔ اسی طرح داؤد علیہ السلام کے ہاتھ میں لوہے کا موم ہو جانا قرآن مجید میں مذکور نہیں۔ صرف اَلَنَّا کا لفظ ہے۔ جس کے معنی نرم کرنے کے ہیں اور نہ حدیث مرفوع میں مذکور ہے۔ لہٰذا فریق ثانی کا انکار اس وجہ سے نہیں کہ وہ ایک پیغمبر برحق کے ہاتھ میں لوہے کا موم ہونا ممکن نہیں جانتا۔ بلکہ اس وجہ سے ہے کہ اس کا ثبوت قرآن و حدیث میں نہیں پایا گیا۔ اگرچہ خاکسار کی تحقیق میں اس لوہے کا نرم ہونا بھی اعجازی صورت میں تھا۔ لیکن چونکہ اس کی بناء استدلال اور رعایت قواعد و اصول پر ہے۔ لہٰذا منطوق نہ ہونے کے سبب دوسرے فریق کو الزام نہیں دے سکتا۔ باقی رہے معجزات عیسویہ وہ تو سب کے سب حقیقی ہیں۔ ان میں تاویل کی گنجائش نہیں۔ نہ لفظاً نہ عقلاً۔ کیونکہ وہ سب ثبوت رسالت میں پیش کئے گئے ہیں۔ اور ثبوت رسالت میں بعد از دعوئی رسالت وہ امر پیش ہو سکتا ہے جس سے دوسرے پر حجت پوری ہو سکے اور ما سوا رسول کے دوسرے میں موجود نہ ہو۔ اور ظاہر ہے کہ یہ سب امر مجازی صورت میں انبیاء وغیر انبیاء میں برابر پائے جاتے ہیں۔ پس ان کے سوائے حقیقت کے اور کوئی صورت جائز نہیں۔

خاکسار محمد ابراہیم سیالکوٹی۔ ۱۸ دسمبر ۱۹۱۵ء

مسئلہ خلق قرآن کے متعلق

مسئلہ خلق قرآن کے متعلق میرے عنایت فرما کچھ لکھتے رہتے ہیں۔ لہٰذا میں اعلان کرتا ہوں۔ کہ مسئلہ ہذا میں۔ میں وہی عقیدہ رکھتا ہوں۔ جو امام بخاریؒ کا ہے

ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری

[1] یہ عبارت آپ صفحہ ۲۰۰ پر ملاحظہ فرما سکتے ہیں:۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

از مولانا محمد صاحب مرحوم	خدا آپ کو جزائے خیر دے۔ اور آپ کی عزت و وقعت دوبالا کرے

(محمدی ۱۵ اپریل ۱۹۲۹ء)

تشریح: باب ما جاء فی تخلیق السمٰوات والارض وغیرھا من الخلائق وھو فعل الرب وامرہ فالرب بصفاته وفعله وامرہ وکلامه ھو الخالق المکون غیر مخلوق .... وما کان بفعله وامرہ وتخلیقه وتکوینه فھو مفعول مخلوق مکون۔ (بخاری شریف جلد دوم ص۱۱۱)

مقصد امام المحدیث رحمۃ اللہ علیہ کا یہ ہے۔ کہ آسمان و زمین اور جملہ خلائق اللہ تعالیٰ کے فعل اور امر سے عالم تکوین میں آئی اس لئے یہ سب کچھ مخلوق قرار پائے۔ پس رب تعالیٰ اپنی صفات اپنے فعل اپنے امر اور اپنے کلام کی رو سے خالق ہے۔ غیر مخلوق پس جس طرح وہ خود غیر مخلوق ہے۔ اسی طرح اس کی صفات بھی غیر مخلوق ہیں۔ اور امر و کلام اس کی صفات ہیں۔ لہٰذا یہ غیر مخلوق ہیں اور تخلیق و تکوین کے نتائج میں جو کچھ عالم کون میں ہے وہ مخلوق ہے۔ پس بقول علامہ ابن حجرؒ شارح بخاری۔ ان ذاته وصفاته غیر مخلوقة والقرآن صفة له ھو غیر مخلوق (حوالہ مذکور کا حاشیہ) بے شک اللہ تعالیٰ کی ذات جس طرح غیر مخلوق ہے۔ اسی طرح اس کی جملہ صفات بھی غیر مخلوق ہیں اور قرآن مجید بھی اس کی صفات میں سے ہے۔ لہٰذا یہ غیر مخلوق ہے یہ عقیدہ ہے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا جس کی طرف مولانا مرحوم نے اشارہ فرمایا ہے۔

(از مولانا ظفر عالم صاحب میرٹھی صدر مدرس دار الحدیث مالیگاؤں)

حضرت شاہ سید محمد شریف صاحب گھڑیالوی رحمۃ اللہ علیہ کی یادگار

شاہ صاحب مرحوم کو روپڑی امرتسری نزاع کا بہت صدمہ تھا۔ انہوں نے مجھے اس غرض سے دہلی بھیجا تھا کہ میں علماء اہل حدیث دہلی سے مولانا ثناء اللہ صاحب کی بابت فتویٰ لاؤں۔ وہ فتوی میں لایا۔ مگر شاہ صاحب جلدی فوت ہو گئے۔ اس لئے ان کی خواہش کو پورا کرنے کے لئے فتویٰ مذکور بھی بذریعہ اشتہار شائع کر کے ناظرین سے حضرت ممدوح کے لئے ترقی درجات کی دعا چاہتا ہوں۔

(خادم حافظ عبد الرحمٰن زمیندار از گھڑیالہ ضلع لاہور)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتویٰ علمائے دہلی

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے اہل حدیث اس مسئلہ میں ایک بزرگ کی طبیعت بہت دنوں سے علیل تھی اور حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری بیمار پرسی کے لئے آئے۔ اور اس کے بعد ایک اور حافظ[1] صاحب تشریف لائے۔ اس حافظ صاحب نے اس بزرگ کو یہ کہا۔ کہ تم نے مولوی ثناء اللہ صاحب کو کیوں آنے دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہاں سے تمہاری خاص دوستی ہے۔ بزرگ کو ان صاحب نے یہ بھی کہا کہ تم مولوی ثناء اللہ صاحب سے دوستی نہ رکھو۔ کیونکہ وہ بے دین آدمی ہے اور ان صاحب نے اس بزرگ سے یہ بھی کہا کہ تم خود اپنے ہاتھ سے لکھ دو کہ مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری مشرک و بیدین ہے اب علمائے اہل حدیث سے پوچھتا ہوں کہ اس مسئلہ کے بارے میں آپ لوگوں کا کیا خیال ہے۔؟

الجواب: حافظ صاحب مذکور کا مولوی ثناء اللہ صاحب امرتسری کو مشرک، بیدین کہنا یا بتلانا بالکل قول باطل ہے جو حسد یا لاعلمی پر مبنی ہے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب عالم دین موحد اہل حدیث ہیں۔ عالم دین کو بیدین کہنا خود بے دینی ہے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب نے قرآن مجید کی خدمت کی۔ آریوں، عیسائیوں وغیرہ غیر مسلموں کو دندان شکن جواب دئے۔ جنھوں نے قرآن مجید اور خود رسول اللہ صلعم پر سخت حملے کئے۔ لاجواب کر دیا۔ ان بے دینی کا فتویٰ دینے والوں سے کچھ بھی نہ ہوا۔ اہل بدعت کو بھی مولانا ثناء اللہ صاحب نے جواب دے کر ساکت کر دیا۔ الغرض حتی الامکان مولانا نے دین کی کافی خدمت کی ہے اور کر رہے ہیں۔ اور ان صاحبان کے پاس سوا کفر کی ٹکسال کے اور کیا رکھا ہے۔ مگر کفر بھی مسلموں موحدوں کے سلئے ڈھالتے ہیں۔ ملحدین کفار کے لئے نہیں۔ یہ سب حسد یا لاعلمی یا خود غرضی ہے اور کچھ نہیں۔ ہاں شاید ان صاحب کا مولانا ثناء اللہ صاحب پر اعتراض ہو۔ کہ ان کی تفسیر یا اور کسی تحریر میں کچھ غلطیاں ہیں تو جواب یہ ہے کہ کتاب و سنت صحیحہ کے سوا کوئی تفسیر کسی کی بھی یا اور کوئی تحریر غلطی سے خالی نہیں۔ پھر مولانا کی کیا تخصیص ہے۔ سب پر ہاتھ صاف کریں۔ میں نے مولانا کی تفسیر اور تحریروں کو دیکھا ہے۔ ان میں کوئی ایسی غلطی نہیں جو مولانا کو اہل حدیث سے خارج کرنے کی

---

[1] غالباً مولانا مولوی حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی مراد ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موجب ہو۔ جیسے اور تفسیریں ہیں۔ ایسے ہی ان کی تفسیر بھی ہے۔ اور بزرگ[1] مرحوم نے جو کام کیا ہے وہ قابل تحسین ہے۔ اہل اسلام اور خصوصاً اہل حدیث کو ان حافظ صاحب کی طرف بالکل توجہ نہ کرنی چاہیے۔ اس لئے کہ وہ بالکل راہ راست سے منحرف ہو کر ایسے فتوے دیتے ہیں۔ ان کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو اور اُن سب کو معاف فرمائے۔ صراط مستقیم پر قائم رکھے آمین

الراقم ابو سعید محمد شرف الدین ناظم مدرسہ سعیدیہ پل بنگش دہلی

(۲)

حافظ عبدالرحمن صاحب گھڑیالوی نے دریافت فرمایا ہے کہ آپ حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب کو کافر یا بدعتی سمجھتے ہیں یا اہل حدیث ؟ جواباً گذارش ہے کہ میں حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب سے بعض مسائل میں اختلاف رکھتے ہوئے بھی آپ کو شیخ الاسلام معدن العلوم والفنون رئیس المناظرین۔ علمبردار مذہب اہل حدیث مانتا ہوں۔ آپ کے اہل حدیث ہونے میں کیا شک ہے۔ بلکہ آپ کے فیوض علمیہ و کمالات باطنیہ سے ہزار دل بندگان خدا اہل حدیث ہو چکے ہیں۔ آپ کا مرتبہ معاصرین میں ممتاز ہے۔ آپ کی تصانیف کو علمائے ہندوستان اپنے لئے مایۂ ناز سمجھتے ہیں۔ اعدائے اسلام کے لئے آپ تمام علماء کی طرف سے فرض کفایہ بنے ہوئے ہیں۔ اس دور کفر و الحاد میں سیحیوں و آریوں و دیگر مخالفین و اعداء دین کا آپ نے ناطقہ بند کر رکھا ہے۔ آپ کے علم و فضل کا غلغلہ چہار دانگ عالم میں بلند ہے۔ میری قلم آپ کے مناقب لکھنے میں یقیناً قاصر ہے ؎

بحر مواج آپ معارف و معانی ہیں جن کا ثانی نہیں وہ سبع مثانی ہیں

خاکسار محمد یونس۔ مدرس مدرسہ حضرت میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ پھاٹک حبش خان دہلی

(۳)

بلاشبہ حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری موحد اہل حدیث ہیں۔ ان کی تصانیف میں مجھ کو کوئی ایسی تحریر نہیں ملی۔ جس سے اُن کا مشرک اور بیدین ہونا ثابت ہو۔ جو لوگ ان کو مشرک یا بیدین کہتے ہیں۔ جہل و حسد کی وجہ سے کہتے ہیں۔ حضرت مولانا ممدوح کی دینی، علمی خدمات جماعت اہل حدیث کے لئے باعث فخر ہیں۔ اعاد اللہ برکاتہ علی المسلمین و متعہم بطول حیاتہ۔

عبیداللہ الرحمانی مدرس دارالحدیث رحمانیہ دہلی

[1] حضرت شاہ گھڑیالوی مرحوم مراد ہیں۔ ۔ س ۔ آ ۔ ز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۴) میرے خیال میں تو حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری متع اللہ المسلمین بطول بقائہ کے متعلق متبع سنت اہل حدیث ہونے پر بحث کرنا ایسا ہی ہے جیسے شیعوں کے مقابلے میں حضرات شیخین سیدنا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے ایمان پر اور بدعتی مبتدعین کے مقابلہ میں شہید ملت حضرت مولانا اسماعیل رحمۃ اللہ علیہ کے اسلام پر بحث کرنا۔ جس طرح ان بزرگوں کا اسلام اپنے بے شمار براہین کے باوجود بعض معاندین حاسدین اور شپرہ چشم غرض پرستوں کے نزدیک مشکوک ہے۔ ورنہ مولانا کی تحریروں میں میرے نزدیک کوئی بھی ایسی تحریر شائع نہیں جس کو جمہور سلف کے خلاف کہا جائے۔ یا ان کی وجہ سے ان پر شرک و بے دینی کا فتویٰ لگایا جائے محض اپنے جاہل مریدوں میں اپنی پیریت برقرار رکھنے کے لیے فضول غوغا آرائی ہے اور کچھ نہیں۔ مسلمانوں کو ایسے فتنے انگیز مولویوں کے دام فریب میں آکر راہ عمل سے انحراف نہ کرنا چاہیئے۔

نذیر احمد اعظمی رحمانی مدرس مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی

(۵)

حضرت مولانا ثناء اللہ صاحب مشہور معروف عالم جماعت اہل حدیث کے ہیں۔ ان کو بے دین و مشرک کہنا بعید از عقل و نقل ہے۔ اور کوتاہ نظری پر مبنی ہے۔ مولانا ثناء اللہ صاحب پکے موحد، دین دار عالم و فاضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم مسلمانوں کو پھوٹ کی وبا سے محفوظ رکھے۔ جو ذرہ ذرہ بات پر کفر کا فتویٰ لگاتے ہیں۔ اور فتویٰ لگانے سے خود کافر ہو جاتے ہیں۔

الٰہی بخش مدرس مدرسہ دار الہدیٰ [illegible] دہلی

(۶)

الاجوبۃ کلہا صحیحۃ

تقریظ احمد ایڈیٹر اخبار محمدی دہلی

میری درخواست ہے کہ ناظرین حضرت شاہ صاحب مرحوم کے حق میں مغفرت اور ترقی درجات کی دعا کریں۔[1]

المشتہر

خاکسار (حافظ) عبد الرحمٰن زمیندار گھریالہ ضلع لاہور۔ خادم حضرت شاہ صاحب مرحوم

(۴ اکتوبر [illegible]ء)

اہل حدیث امرتسر ۱۱ اکتوبر [illegible]ء

[1] اللھم اغفر لہ وارحمہ واکرم نزلہ ووسع مدخلہ آمین۔ ورحمنا اللہ جمیعا قلنا آمینا۔ (محمد داؤد راز)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: مٹھائی وغیرہ سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں۔ کیا ائمہ اربعہ نے ایسا کیا ہے؟

جواب: یہ طریقہ بدعت ہے کسی امام کا قول یا مذہب نہیں ہے۔ (اہل حدیث ج ۲ ص ۱۷)

تشریح: از قلم حضرت مولانا عبدالسلام صاحب (مولوی فاضل) بستوی مصنف تصانیف کثیرہ

سوال: (۱) کیا حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے وقت میں کسی کی نیاز یا فاتحہ دی تھی یا دلائی تھی؟

سوال: (۲) آج کل جو ہندوستان میں عام طور سے بڑے بڑے پیر صاحب۔ نظام الدین اولیاءؒ۔ یا خواجہ معین الدینؒ اجمیری کے نام پر نیاز یا فاتحہ کرتے ہیں۔ اس کھانے کو فقیر اور مساکین کے علاوہ بڑے امراء ورؤسا بھی بہ شوق کھایا کرتے ہیں۔ کیا اس قسم کے کھانے عوام کے لئے جائز ہیں یا ناجائز؟

سوال: (۳) اگر نیاز یا فاتحہ نہ بھی کی جائے۔ صرف بزرگانِ دین کے نام سے کھانا پکایا جائے تو اس کھانے کو فقراء و مساکین کے علاوہ اور لوگ بھی کھا سکتے ہیں کہ نہیں براہِ کرم تینوں باتوں کے جواب میں فقہ کا حوالہ بھی دیں۔

جواب: (۱) نہیں (۲) ناجائز ہے۔

(۳) دن۔ تاریخ اور رسموں کی پابندی کے بغیر جائز ہے۔ اور صرف فقراء و مساکین کا حق ہے۔ اب ان کا مفصل جواب سنیئے:۔

(۱) شاہ ولی اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ وصیت نامہ میں لکھتے ہیں۔ از بدعاتِ شنیعہ ما مردم اسراف است۔ در ماتم یا در سوم چہلم و ششماہی و فاتحہ رسالینہ و ایں ہمہ را در قرون اولٰی وجود نہ بود مصلحت آنست کہ غیر تعزیہ وارثانِ میت تا سہ روز و طعام ایشاں یک شبان و روز رسمے نہ باشد۔ یعنی۔ جو بدترین بدعتیں ہم میں جاری ہیں۔ ان میں ماتم کی فضول خرچی اور تیجہ و چالیسواں و ششماہی و فاتحہ و برسی ہے۔ خیر القرون میں ان تمام بدعتوں کا نام و نشان بھی نہ تھا۔ صرف تین روز تک میت کے وارثوں کی تسکین و تسلی و ہمدردی اور غمخواری اور ایک دن رات تک انہیں تیار کھانا بھیجنے کے سوا اور سب رسموں کو ترک کر دینا چاہیے۔

(۲) امام سندھی مدنی حاشیہ ابن ماجہ میں لکھتے ہیں۔

قد ذکر کثیر من الفقہاء ان الضیافۃ من اھل المیت قلب المعقول لان الضیافۃ حقہا للسرور لا للحزن۔ یعنی۔ اکثر فقہاء نے یہ لکھا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ میت والے دعوت کریں۔ یہ تو بالکل الٹی بات ہے اور خلافِ عقل ہے۔ ضیافت خوشی کے موقع پر ہوتی ہے۔ نہ کہ غم کے موقع پر۔

(۳) حنفیہ کے سرتاج امام ابن الہمام فتح القدیر میں لکھتے ہیں۔

یکرہ اتخاذ الضیافۃ من اھل المیت لانہ شرع فی السرور لا فی الشرور وھی بدعۃ مستقبحۃ۔ یعنی۔ اہل میت کی طرف سے دعوتوں کا ہونا مکروہ ہے کیونکہ مشروع تو یہ ہے کہ خوشی کے وقت دعوتیں کی جائیں نہ کہ غمی کے وقت۔ پس مصیبت کے وقت۔ یعنی میت کے بعد یہ دعوتیں سب کی سب بدترین بدعت ہے۔

(۴) مولانا عبدالحی حنفی لکھنوی مجموعہ فتاویٰ میں فاتحہ مروجہ کے طریقہ کی نسبت لکھتے ہیں

" اس کی اصل شرع میں نہیں ہے۔ اور سوائے ہندوستان کے کسی ملک میں مروج نہیں۔

(۵) مجموعہ فتاویٰ جلد سوم میں مروجہ فاتحہ کی نسبت لکھتے ہیں۔

" ایں طور مخصوص نہ در زمانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بود۔ و نہ در زمانِ خلفاء بلکہ وجود آں در قرونِ ثلاثہ کہ مشہود لہا بالخیرات منقول نہ شدہ یعنی مروجہ فاتحہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا خلفاء اربعہؓ کے یا صحابہؓ اور تابعینؒ کے زمانہ میں نہ تھی۔ تیجے کی نسبت اسی کتاب میں لکھتے ہیں۔ در شریعتِ محمدیہ ثابت نیست۔ اسلام میں یہ ثابت نہیں۔

(۶) خلاصہ میں ہے لا یباح اتخاذ الضیافۃ عند ثلاثۃ ایام ..... یعنی تیجہ کرنا درست نہیں۔

(۷) فتاویٰ بزازیہ میں ہے۔ یکرہ اتخاذ الطعام فی الیوم الاول والثانی والثالث وبعد الاسبوع۔

یعنی۔ میت کے بعد پہلے، دوسرے اور تیسرے دن اور ہفتہ کے بعد دعوت کرنی مکروہ ہے۔

(۸) ملّا آفندی حنفی رسالہ ردّ بدعات میں لکھتے ہیں۔

والاجتماع علی المقبرۃ فی الیوم الثالث وتقسیم الورد الطیب والثمار وغیرھا ثمہ والاطعام فی الایام المخصوصات کالثالث والخامس والتاسع والعاشر والعشرین والاربعین والشھر السادس۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی - جو خلاف شرع باتیں ہمارے زمانہ میں ہو رہی ہیں - ان میں یہ بھی ہیں کہ قبر پر تیسرے روز جمع ہونا - اور خوشبو پھل وغیرہ تقسیم کرنا - اور خاص خاص دنوں میں کھانا کھلانا - جیسے تیسرے، پانچویں - نویں - دسویں ، بیسویں - چالیسویں دن اور چھ ماہ کے بعد -

(۹) شیخ عبد الحق دہلوی " مدارج النبوۃ " میں لکھتے ہیں " عادت نہ بود کہ برائے میت جمع شوند و قرآن خوانند ختمات خوانند - نہ بر سر گور نہ غیر آں و ایں مجموع بدعت است - یعنی قبرستان میں یا میت کے گھر پر یا کسی اور جگہ لوگوں کو جمع ہو کر قرآن خوانی ختم کرنے کی سلف صالحین میں عادت نہ تھی -

(۱۰) شیخ علی متقی " رسالہ ردِ بدعات " میں لکھتے ہیں - الاجتماع للقراءۃ بالقرآن علی المیت بالتخصیص فی المقبر والمسجد او البیت بدعۃ مذمومۃ -

یعنی میت پر قرآن پڑھنے کے لئے قبرستان یا مسجد یا گھر میں لوگوں کا اجتماع بدترین بدعت ہے -

(۱۱) حنفی مذہب فقہ کی معتبر کتاب جامع البرکات اور کشف الغطاء میں ہے - آنچہ بنوز سالے یا ششماہی یا چہل روز درین دیار طعام پزند و بخشش کنند آں را بجاجی گویند چیزے داخل اعتبار نیست - بہتر آنست کہ نخورند،

یعنی جو کھانا ان اطراف میں برسی ششماہی اور چہلم میں پکا کر کھلاتے ہیں - اس میں کوئی بھلائی نہیں بلکہ اسے کھانا بھی نہ چاہیے -

(۱۲) مائۃ مسائل جو مولانا شاہ اسحاق صاحب حنفی نے ۱۲۴۵ھ میں خاندان تیموریہ کے بعض اراکین کے سوالات کے جواب میں تحریر فرمائی ہے - جس کا اردو ترجمہ امداد المسائل بھی خود حنفیوں کے نامور مولوی صاحب مولانا عبد الحی صاحب نے کیا ہے اس کے صفحہ ۳۳ پر لکھا ہے ، - شریعت سے چالیسویں کی فاتحہ کے لئے دن مقرر کرنا ثابت نہیں - بلکہ چہلم وغیرہ میں کھانے کا انتظام بھی اچھا نہیں سمجھا گیا (۱۳) اسی کتاب کے صفحہ ۸۶ پر ہے - روٹیوں پر فاتحہ دینا - جیسا کہ مروج ہے - کسی حدیث اور مجتہدین کی کسی روایت سے ثابت نہیں - (۱۴) اسی کتاب کے صفحہ ۸ پر لکھتے ہیں - فاتحہ مروجہ کی کچھ بھی اصلیت نہیں - اس لئے کہ یہ امور جو لوگوں میں رائج ہیں - وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہؓ اور تابعین رحمہم اللہ سے منقول نہیں -

(۱۵) حنفی مذہب فقہ کی کتاب عالمگیری میں ہے - قراءۃ الکافرون الی الآخر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مع الجمع مکروهة لانها بدعة لم ینقل ذلک عن الصحابة .....
یعنی سورہ قل یاایها الکٰفرون سے آخر تک لوگوں کا جمع ہو کر پڑھنا مکروہ ہے
اس لئے کہ یہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے منقول نہیں۔

(۱۶) فقہ حنفیہ کی کتاب نصاب الاحتساب میں ہے۔ قرأة الکافرون الی الاٰخر مع الجمع مکروهة لانه بدعة لم ینقل ذلک عن الصحابة والتابعین۔ یعنی سورۂ قل یا سے آخر تک مجمع کر کے پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ یہ بدعت ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے منقول نہیں۔

(۱۷) ہدایہ میں ہے کہ صبح صادق کے بعد دو سنتوں کے علاوہ اور کچھ پڑھنا مکروہ ہے اس لئے کہ باوجود حرص کے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دو سنتوں کے علاوہ اور کچھ نہیں پڑھا۔ اور اسی طرح عیدگاہ میں عید کی نماز سے پہلے نفل پڑھنے کو منع کرتے ہوئے یہی دلیل وارد کی ہے۔ کتاب الحج میں صحابہ رضی اللہ عنہم کے فعل کی نقل نہ ہونے کو دلیل بنا کر مسئلہ ثابت کیا ہے اور ۱۵ اور ۱۶ کی دلیل میں آپ پڑھ آئے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے منقول نہ ہونے کو کراہیت کی دلیل میں پیش کیا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ کسی فعل شرعی کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ سے منقول نہ ہونا اس فعل کے مکروہ اور بدعت ہونے کی دلیل ہے پس مروجہ فاتحہ اور رسوم چہلم وغیرہ بھی بوجہ عدم ثبوت از رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدعت و مکروہ ہو گا۔

(۱۸) مولانا شاہ اسحاق صاحب رحمہ اللہ کی کتاب مائۃ مسائل کے ترجمہ اردو امداد السائل ص ۱۱۹ میں ہے۔ کھانے کی چیزوں شیرینی وغیرہ پر فاتحہ دلانا ان راتوں میں یعنی معراج کی رات شب جمعہ شب برات، شب قدر وغیرہ میں احادیث اور کتب معتبرہ کی روایات سے ثابت نہیں اور احادیث صحیحہ مرفوعہ متصل الاسناد سے ارواح کا ان راتوں میں آنا بھی ثابت نہیں۔

خواجہ حسن نظامی صاحب دہلوی سوئم اور چہلم کے عنوان سے اپنے رسالہ "درویش" مجریہ یکم جون ۱۹۲۳ء میں لکھتے ہیں۔ لوگ کہتے ہیں۔ مر گئے مردود جن کی فاتحہ نہ درود۔ میں کہتا ہوں۔ فاتحہ درود کرنے والوں کو مرنے والوں کے ایصال ثواب سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ وہ تو محض اپنی ناموری کے لئے سوئم اور چہلم کی رسمیں ادا کرتے ہیں۔ سوئم چہلم دسویں، بیسویں کا رواج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے ثابت نہیں ہے۔ یہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سب رسمیں مسلمانوں نے ہندوؤں سے سیکھی ہیں یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا عبدالباری صاحب مرحوم لکھنوی نے وصیت فرمائی تھی۔ کہ ان کا سوئم چہلم نہ ہو۔ جیسے حیدرا باد والے زیارت کہتے ہیں۔ قبر میں میرے اعمال میرے ساتھ جائیں گے۔ میں کسی کا محتاج مرنا نہیں چاہتا۔ جو خرچ سوئم اور چہلم میں ہوتا ہے وہ میں اپنی زندگی میں نیک کاموں کے لئے کروں گا۔ تاکہ میں اپنے والوں کا محتاج نہ رہوں۔ پس ہر مسلمان مرد و عورت کے لئے لازم ہے کہ سوئم چہلم کی رسم ترک کر دے اور جو نیکی کرنی ہو۔ اپنی زندگی میں کرے۔ زندگی میں جو نیک کام کیا جاتا ہے اس کا ثواب بہت زیادہ ہوتا ہے۔ مرنے کے بعد سوئم چہلم چونکہ نام و نمود کے لئے کئے جاتے ہیں۔ اور ہندوؤں کی دیکھا دیکھی اس کا رواج ہوا ہے اس واسطے بجائے ثواب کے الٹا عذاب مردے کی روح کو ہوگا۔

(۱۹) شامی میں ایک لمبی بحث کر کے ان تمام افعال کی نسبت فیصلہ لکھا ہے کہ فَلَا شَكَّ فِي حُرْمَتِهٖ وَبُطْلَانِ الْوَصِيَّةِ بِهٖ یعنی یہ تمام کام بے شک و شبہ حرام محض ہیں۔ اور اگر مرنے والے نے ان کاموں کی وصیت کی ہو۔ اس کی وصیت بھی یقیناً باطل اور بے کار ہے۔

(۲۰) ردالمختار جو حنفی مذہب کی چوٹی کی کتاب ہے۔ اس میں تحریر ہے وما یصنع فی بلاد العجم من فرش البسط والقیام علی القوارع الطریق من اقبح القبائح۔ یعنی ہندوستان وغیرہ میں جو بد رسم ہے کہ میت کے بعد راستوں پر دریال وغیرہ بچھا کر بیٹھتے ہیں۔ یہ بہت بری رسم ہے۔

(۲۱) صاحب قاموس مجدالدینؒ فیروزآبادی سفرالسعادت میں لکھتے ہیں۔

وعادت نبود کہ برائے میت جمع شوند۔ قرآن خوانند و ختمات کنند نہ بر گور نہ غیر آں مکان و ایں بدعت است۔ و مکروہ۔ یعنی سلف صالحین میں یہ دستور نہ تھا کہ قبر پر یا کسی اور جگہ جمع ہو کر کسی مردے کے لئے قرآن خوانی کریں یا ختم پڑھیں۔

(۲۲) حنفی مذہب کی بہت ہی معتبر کتاب خانیہ میں ہے۔ اوصٰی بان یتخذ الطعام بعد موتہ للناس ثلثۃ ایام فالوصیۃ باطلۃ۔

لہ بدعت پسند حضرات کے لئے کیا اس بیان میں کچھ عبرت ہے؟ کیا فرماتے ہیں حضرات؟ خواجہ حسن نظامی دہلوی کے بارے میں؟ (راف)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی اگر مرنے والا وصیت بھی کر جائے کہ میری موت کے بعد آنے جانے والوں کو تین دن کھلاتے پلاتے رہنا۔ تو یہ وصیت بھی باطل ہے۔ وارثوں کے لئے اس کو پورا کرنا جائز نہیں۔

(۲۳) تذکرہ قرطبی میں ہے قال احمد بن حنبل ھو من فعل الجاھلیۃ۔ یعنی جن کے ہاں میت ہوگئی ہو وہ لوگوں کی دعوت کریں یہ فعل اسلام سے پہلے کے جاہلوں کا ہے۔

(۲۴) اسی کتاب میں ہے الطعام الذی یصنعہ اھل المیت فیجتمع علیہ النساء والرجال فھو قوم لاخلاق لھم فی الدین۔ یعنی جس گھر میں کوئی مر گیا ہو وہ کھانا پکائیں۔ یہ کام ان لوگوں کا ہے۔ جن کا دین اسلام میں کوئی حصہ نہ ہو۔

(۲۵) تلخیص السنن میں ہے ان ھذا الاجتماع الخ یعنی میت کے مخصوص مقررہ دنوں میں جمع ہونا مطلقاً ثابت نہیں۔ بلکہ ایسا کرنے والے گویا سلف رح پر صحابہ رضی پر۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بلکہ خدا پر طعنہ کرنے والے ہیں۔ کہ امر دین اور میت کے نفع کی چیز ان سب کو تو معلوم نہ ہوئی۔ اور اس کے کرنے والوں نے معلوم کرلی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

(اہلحدیث دہلی ۱۵ مئی ۱۹۱۵ء) **عبدالسلام بستوی**

سوال: یہ اعتقاد رکھنا کہ وصال کے بعد اولیاء اللہ اپنی کرامت دکھا سکتے ہیں (شرک ہے یا نہیں)۔ اگر شرک ہے۔ تو منصور کی لاش سے انا الحق کی صدا کیوں کر آتی تھی؟ مجدد الف ثانی نے اپنی تربت سے یہ جواب (کدام مرزا شیفتہ ما) کیوں کر دیا۔ قصہ اس کا یوں ہے کہ کوئی بزرگ مجدد الف ثانی کی زیارت کو گئے تھے۔ وقت چلنے کے ان سے مرزا مظہر جان جاناں نے اپنا سلام کہلا بھیجا۔ جب فاتحہ سے فارغ ہوکر ان کا اسلام ان کو پہنچایا۔ تو تربت سے یہ آواز آئی تھی جو اوپر مذکور ہوئی۔

جواب: ایسے اعتقاد کا ثبوت قرآن و حدیث میں نہیں۔ منصور اور مجدد صاحب کا قصہ بھی کسی صحیح روایات سے نہیں آیا۔ مریدوں کی خوش اعتقادی ہے۔

(۲۳ رجب المرجب ۱۳۳۱ھ)

شرفیہ: یہ قصہ سراسر جھوٹا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ یَّدْعُوْ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمَنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَنْ لَّا یَسْتَجِیْبُ لَہٗ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ وَھُمْ عَنْ دُعَآئِھِمْ غَافِلُوْنَ (پ ۲۰-ع ۱) وقال ایضا فانک لا تسمع الموتی (پ ۲۱-ع ۴) - نیز جب قبر سے آواز آئی تھی تو پیغام رساں سے یہ کیوں نہ کہا۔ کہ حضرت میں نے تو آپ کو مُردہ جان کر فاتحہ پڑھی میں نے غلطی کی کہ آپ زندہ ہیں۔ آپ کو مردہ تصور کیا۔ معاف فرمایئے۔ اور قبر سے باہر تشریف لایئے۔ چھپے ہوئے کاہے کو ہیں۔ باہر آکر لوگوں کو تبلیغ سے فائدہ پہنچایئے۔

ابو سعید شرف الدین دہلوی

سوال: کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اختیار ہے کہ اپنے صفات میں ظہور کرے۔ اور خدا کی صفات اسمائیہ آثار میں جلوہ گر ہوں۔ کیا یہ درست ہے۔ اگر ہے تو دلیل قرآن شریف اور حدیث نبوی سے تحریر فرمائی جائے۔

جواب: اللہ تعالیٰ کے ظہور کرنے سے مراد اگر یہ ہے کہ اس کی صفات کا اثر مخلوق میں پایا جائے۔ مثلاً قدرت کا اثر مقدور میں۔ اور خالق کا اثر مخلوق میں تو ٹھیک ہے چنانچہ یہ دیکھ ہی رہے ہیں۔ اور قرآن مجید صاف بتا رہا ہے - وَاللّٰہُ خَلَقَکُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ ۔ اور اگر اس سے یہ مراد ہے کہ وہ خود جلوہ گر ہو۔ جیسا عیسائیوں کا حضرت مسیح کے نسبت اور ہندوؤں کا اپنے بزرگوں کی نسبت جن کو وہ اوتار کہتے ہیں عقیدہ ہے - تو یہ عقیدہ قرآن مجید و حدیث شریف۔ بلکہ جملہ اہل اسلام کے خلاف ہے اللہ اعلم -

۳۰ رجب المرجب ۱۳۴۲ھ

سوال: حدیثوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ۔ شَفَاعَتِیْ لِاَھْلِ الْکَبَائِرِ مِنْ اُمَّتِیْ - اور حضورؐ نے فرمایا ہے۔ بعض لوگ میری امت سے ایک جماعت کے لوگوں میں شفاعت کریں گے۔ بعض ان میں سے وہ شخص ہے کہ ایک قبیلہ کی شفاعت کرے گا۔ یہاں تک کہ تمام امت جنت میں داخل ہو گی۔ الفاظ حدیث شریف یہ ہیں۔

عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ قال ان من امتی من یشفع للقبیلۃ (الحدیث) (ترمذی باب صفۃ القیمۃ)

لہٰذا آپ بذریعہ اخبار اہل حدیث ان احادیث کے تحقیق و مفہوم معنی سے مطلع فرمائیں

جواب: ایک شفاعت کبریٰ ہو گی۔ جو عام امت کے لئے ہو گی۔ جس کے بابت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد ہے۔ وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى۔ دوسری شفاعت اسی تفصیل سے بلکہ اس سے بھی زیادہ مفصل ہوگی جس میں کچا۔ گرا ہوا بچہ بھی ماں باپ کی شفاعت کرے گا یہاں تک کہ سب سے اخیر خدائے تعالیٰ فرمائے گا کہ سب نے شفاعت کرلی ہے لَمْ يَبْقَ إِلَّا أَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ۔ اب تو ارحم الراحمین (خدا) ہی باقی رہ گیا۔ وہ رحمت کے دونوں ہاتھوں سے دوزخیوں کو نکال دے گا۔ یہاں تک کہ سب امت بہشت میں داخل ہوجائے گی۔ ان پچھلے لوگوں کا نام ہوگا عُتَقَاءُ اللهِ۔[1] (۲ شعبان المعظم ۱۳۴۲ھ)

سوال: خطبہ۔ جمعہ۔ یا وعظ میں آنحضرت رسولِ کائنات کا نام نامی۔ اسم گرامی سن کر درود بھیجتے ہیں۔ اور درمیان اذان کے بھی جواب کے ساتھ درود پڑھتے ہیں۔ آیا از روئے شریعت یہ امور جائز ہیں۔ یا نہیں۔

جواب: حدیث شریف میں آیا ہے۔ جب میرا نام (آنحضرت) سنو تو درود پڑھو۔ اس حدیث پر تعمیل کرنے کو درود پڑھیں تو جائز بلکہ کار ثواب ہے۔ (۲۵ ذی قعدہ ۱۳۴۲ھ)

شرفیہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نامی و اسم گرامی کا جب ذکر ہو تو درود شریف پڑھنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب ہے۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رغم انف رجل ذکرت عندہ فلم یصل علی (الحدیث اخرجہ الترمذی وقال حسن غریب کذا فی تنقیح الرواۃ ص۱۷۵ ج۱۔ ھذا عن ابی ھریرۃ واخرجہ ایضا الطبرانی عن کعب بن عجرۃ وفیہ قال جبرئیل رغم انف امرئ ذکرت عندہ فلم یصل علیک فقلت آمین رجالہ ثقات کما قال العراقی واخرجہ ایضا الطبرانی عن جابر بلفظ قال جبرئیل شقی من ذکرت عندہ فلم یصل علیک فقلت آمین انتھی کذا فی نیل الاوطار ص۲۷۴ ج۲۔

مقصد ان روایات کا یہ ہے کہ آپ کے نام نامی کو سن کر آپ پر درود شریف پڑھنا بہت ہی ضروری ہے جو اس میں کوتاہی کرے وہ بخیلوں کا بخیل ہے۔ درود شریف بہتر وہی ہے جو نماز میں پڑھا جاتا ہے۔ مختصر پڑھنا ہو تو صلی اللہ علیہ وسلم ہی پڑھ دیا جائے۔

ابو سعید شرف الدین دہلوی

---

[1] یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ کے آزاد کردہ بندے۔ اللھم اعتقنا من النار آمین۔ (راز)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: جو شخص جماعت اہل حدیث کو گمراہ اور جہنمی قرار دیتا ہے اور علمائے اہل حدیث کے پیچھے نماز ناجائز قرار دیتا ہے۔ ایسے شخص پر منجانب قرآن و احادیث نبویہؐ کوئی حرف اطلاق ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اور ایسے شخص کے خلف نماز ہوتی ہے یا نہیں الخ

سائل ابو الطیب محمد فرید کوٹی

جواب: ایسے شخص کی وہی سزا ہے جو حدیث میں آئی ہے۔ کہ جو شخص کسی کو کافر یا فاسق کہے اور وہ اصل میں نہ ہو۔ تو وہ الفاظ اس پر لوٹ پڑتے ہیں۔ لیکن ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہیئے۔ اگر نماز پڑھا رہا ہو تو اقتدا جائز ہے۔ صحیح بخاری میں باب امامۃ المفتون و المبتدع ملاحظہ ہو۔

۵ر نومبر ۱۹۳۶ء

سوال: ایک شخص کا عقیدہ کہ قرآن مجید کے موجودہ تیس پاروں میں کوئی منسوخ الحکم آیت نہیں ہے۔ اور وہ شخص قائلین نسخ کو ضال یا گمراہ بھی نہیں کہتا ہے اور ایک دوسرا شخص قرآن مجید کی بعض آیات کو بعض آیات سے منسوخ الحکم قرار دیتا ہے۔ اور نسخ قرآن کے نہ ماننے والے کو گمراہ اور ضال کہتا ہے۔ ان دونوں میں کون حق پر ہے۔

ابو سعید عبد الرحمٰن فرید کوٹی

جواب: کسی آیت مخصوصہ کو منسوخ کہنا منصوص امر نہیں ہے۔ بلکہ مفسر یا مترجم کا اپنا فہم ہے۔ جو عند التعارض اس کو پیش آتا ہے اس لئے ممکن ہے جو تعارض کی وجہ سے ایک مفسر کسی آیت کو منسوخ کہے دوسرا اس تعارض کو اور طرح سے رفع کرے۔ شاہ ولی اللہ دہلوی نے فوز الکبیر میں اس کے متعلق کافی روشنی ڈالی ہے۔ کوئی عالم صحیح معنی میں قرآن کی آیت منسوخہ میں تطبیق دے سکے۔ اور وہ تطبیق کسی دوسری آیت یا حدیث کے خلاف نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ بلکہ فعل ممدوح ہے۔ اس لئے نسخ کے بارے میں اتنا تشدد کرنا اچھا نہیں ہے[1]۔ اللہ اعلم

۵ر نومبر ۱۹۳۶ء

سوال: حَتّٰٓى اِذَا بَلَغَ مَغْرِبَ الشَّمْسِ وَجَدَهَا تَغْرُبُ فِیْ عَیْنٍ حَمِئَةٍ وَّ وَجَدَ عِنْدَهَا قَوْمًا الخ تا مِّنْ دُوْنِهَا سِتْرًا (پ ۱۶۔ سورہ کہف ع ۱۱)۔ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ ذو القرنین نے سورج کو بیچ چشمے کیچڑ کے ڈوبتا پایا۔ اگر یہ

---

[1] اسباب نسخ کی تفصیلات کے لیے حجۃ اللہ البالغہ ج ۱ ص ۱۲۳ ملاحظہ فرمائیے۔ محمد داود راز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بات صحیح ہے تو جس وقت سورج کیچڑ کے چشمے میں ڈوبتا ہے۔ اس وقت تمام دُنیا میں رات ہونی چاہیئے تھی۔ مگر ادھر جغرافیہ دان کہتے ہیں کہ جس وقت دُنیا کے ایک حصّہ میں دن ہوتا ہے دوسرے حصے میں رات ہوتی ہے۔ براہِ مہربانی بہت جلد اپنے جواب سے ہمیں یہ بات ذہن نشین فرمائیے۔

جواب: وَجَدَ کے معنی "گمان کیا" بھی آتے ہیں۔ علم نحو میں وَجَدَ افعال قلوب میں لکھا ہے۔ افعال قلوب یہ ہیں ؎

خلت باشد باعلمت پس حسبت بازعمت پس ظننت بارایت پس وجدت بے خطا

اس شعر میں افعال قلوب شمار کئے گئے ہیں۔ یعنی وہ افعال جو دل سے تعلق رکھتے ہیں پس معنی یہ ہیں کہ ذوالقرنین نے سورج کو غروب ہوتے ہوئے دلدل میں ڈوبتا سمجھا۔ ذوالقرنین سے کیا مخصوص ہے۔ اب بھی سمندر کے کنارے سے غروب کے وقت کوئی نظر کر کے دیکھے تو یہی سمجھے گا کہ سورج سمندر میں ڈوب گیا۔ ایسا ہی ذوالقرنین نے گمان کیا۔

۴؍ مارچ ۱۹۳۲ء

سوال: فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ دیکھا میں نے چند ایسے لوگوں کو جن کے منہ میں خون بھرا ہوا ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ نیز فرمایا کہ جہنم میں زیادہ تر عورتوں کو دیکھا۔ اب سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ حشر کے دن تمام مخلوق سے حساب وکتاب لینے کے بعد اپنے اپنے اعمال کے مطابق دوزخ یا جنت میں بھیجے گا۔ تو یہ لوگ جن کو آپ نے معراج میں دیکھا تھا۔ کون تھے جو ابھی سے دوزخ میں بھیجے گئے اور اپنے بداعمال کا نتیجہ بھگت رہے ہیں۔ نیز اگر دوزخ میں گنہگار ہیں تو جنت میں بس نیک لوگ بھیجے گئے ہوں گے جو ابھی تک وہاں آرام سے بسر کرتے ہوں گے۔

جواب: جس روز آنحضرتﷺ نے دیکھا۔ اس سے پہلے جو لوگ ایسے گذر چکے تھے۔ ان کو دیکھا تھا۔ بعض اکابر (مثل شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ قدس سرہ) عالم مثال کے قائل ہیں۔ ان کے نزدیک عالم مثال میں ہر چیز کی تمثال ہے۔ وہ بعینہٖ اصل کی طرح ہے۔ آنحضرتﷺ نے اس تمثال کو دیکھا تھا۔ اس کی حکایت فرمائی ہے جو اصل کے حکم میں ہے۔ اللہ اعلم۔

۱۱؍ مارچ ۱۹۳۲ء

سوال: ارہاص معجزہ کرامت معرفت۔ استدراج وغیرہ کا مفہوم ایک ہی ہے یا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الگ الگ حقیقت اوّل معجزہ جو دلیل نبوت کہا جاتا ہے اور جس سے خاص انبیا علیہم السلام ممتاز ہیں یہ اور یہ شخص جس کی معاشرت ٹھیک اور اس سے استدراج صادر ہو۔ ان کے مفہوم اور وقعت حقیقی میں آیا کچھ فرق ہے؟

جواب: ارہاص استدراج وغیرہ مشق کے نتیجے ہیں معجزہ مشق کا نتیجہ نہیں۔ بلکہ وہبی طریق سے فوری ہو جاتا ہے یہاں تک کہ جس نبیؑ کی معرفت معجزہ ہوتا ہے۔ اس کو ایک منٹ بلکہ سکنڈ بھر بھی پہلے خبر نہیں ہوتی اور کرامت تو ماتحتی نبوت کا نتیجہ ہے۔ اسی لئے علماء کلام کہتے ہیں کہ ولی کی کرامت درحقیقت اس نبیؑ کا معجزہ ہوتی ہے۔ جس نبی کا وہ تابع ہے۔

۲۹ر نومبر ۱۸ء

سوال: سیرت النعمان کے صفحہ ۱۱۱ میں ۷۳ فرقوں والی حدیث کو بناوٹی حدیث بتلایا ہے یہ حدیث صحیح ہے یا بناوٹی۔

جواب: حدیث ۷۳ فرقوں والی صحیح نہیں ہے۔ مگر بناوٹی بھی نہیں ہے کیونکہ بناوٹی موضوع کو کہتے ہیں۔ البتہ ضعیف ہے۔

یکم محرم الحرام ۱۳۶۵ھ

۷۳ فرقوں والی حدیث کو امام احمد و ترمذی و ابوداؤد و حاکم نے مستدرک میں روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اس کو حسن غریب کہا ہے۔ ایک راوی ترمذی کی سند میں مختلف فیہ ہے۔ بعض نے اس میں کلام کیا ہے۔ قال الامام البخاری یقوی امرہ ووثقہ۔ ایضا یحییٰ بن سعید القطان وحسنہ احمد والحاکم حسن۔ (تنقیح الرواۃ ج ۱ ص ۴۲)

حدیث بالا کے ماتحت فرقہ ناجیہ کی تشریح[1]

از قلم حضرت مولانا ابو تمیم محمد ابراہیم صاحب میر سیالکوٹی

حضرات! "فرقہ ناجیہ" کا تصور و خیال ایک حدیث شریف سے اٹھتا ہے۔ جس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہو جائے گی، ایک فرقہ کے سوائے دیگر سب دوزخ میں جائیں گے"۔

اس ایک فرقہ کے قائم رکھنے میں حکمت خداوندی یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم کی ساری امت گمراہ نہ ہو جائے اور دین محمدیؐ محرف نہ ہو جائے۔ نیز یہ کہ اس فرقہ حقہ سے دوسروں پر حجت پوری ہوتی رہے۔ چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب حجۃ اللہ میں فرماتے ہیں:۔

---

[1] حضرت مولانا نے یہ تقریر جلسہ سالانہ مدرسہ دار الحدیث رحمانیہ دہلی منعقدہ ۲۶/۲۷ دسمبر ۱۹۳۱ء فرمائی تھی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"فَاِنَّ لِلّٰہِ طَائِفَۃً مِّنْ عِبَادِہٖ لَا یَضُرُّھُمْ مَنْ خَذَلَھُمْ حُجَّۃُ اللّٰہِ فِی الْاَرْضِ"
(حجۃ اللہ مصری جلد اوّل صفحہ ۱۵۳)

"یعنی خدا تعالیٰ کے بندوں میں سے ایک گروہ ہے جن کو جو شخص ان کا ساتھ چھوڑ دے کچھ بھی ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ اور وہ زمین میں خدا کی حجت ہیں"
اگلے دین اسی سبب سے محرف ہو گئے کہ اختلاف کے وقت ان میں کوئی فرقہ بھی سنن انبیاء پہ قائم نہ رہا تھا۔ یہ امر اس شخص پر بہت آسان ہے۔ جو تاریخ یہود و نصاریٰ اور ان کی کتابوں کا مطالعہ گہری نظر سے کرے۔ اور ان کے باہمی اختلافات کو فکر صائب سے سوچے۔
یہ ایک فرقہ کون سا ہوگا؟ جن لوگوں کی آنکھ پر تحزب و تشنیع کی پٹی بندھی ہے۔ وہ حقیقت کو نہ دیکھتے ہوئے یہی زعم کریں گے کہ بس وہ فرقہ ہمارا ہی ہے۔ باقی سب فی النار والسقر۔ جیسا کہ اگلی امتوں کے اختلاف کی نسبت ان کے مزعومات کا ذکر کیا۔
فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَھُمْ بَیْنَھُمْ زُبُرًا کُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَیْھِمْ فَرِحُوْنَ۔
(مومنون پ ۱۸)

"یعنی انبیاء علیہم السلام کے بعد ان کی امتوں نے دین (واحد) کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور ہر فرقہ اپنے عندیہ پہ نازاں ہو رہا ہے" لیکن قربان جائیں اس رسول پاک صلعم کے کہ آپ نے اس فرقہ ناجیہ کی حقیقت پر کوئی پردہ نہیں رہنے دیا۔ اور اس کی تعیین کے لیے ہمیں بھول بھلیوں میں نہیں چھوڑ گئے کہ ہر کوئی اپنے مزعومات و تخیلات و توہمات پر ڈینگیں مار سکے۔ چنانچہ حدیث مذکور الفوق کا تتمہ یوں ہے کہ
" صحابہؓ نے عرض کیا حضرت! وہ فرقہ کون سا ہوگا؟ آپ نے فرمایا۔ مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ۔ یعنی جو اس طریقے پر ہوں گے جس پہ میں ہوں اور تم میرے اصحاب ہو" پیارے بھائیو! حدیث کے پہلے ٹکڑے یعنی اختلاف امت اور مختلف فرقے بن جانے کی تصدیق واقعات نے کر دی۔ اور اب اس کے لیے کسی حالت منتظرہ کا انتظار باقی نہیں ہے۔ تو کیا دوسرا ٹکڑا تعیین مصداق کے سوا ہی رہے گا، یہ ہرگز نہیں ہو سکتا کہ مخبر صادق کی خبر کی ایک جزو تو درست اترے اور دوسری میں ہم ڈانوا ڈول رہیں۔ اب تعصب کی پٹی کھول کر "مَآ اَنَا عَلَیْہِ وَاَصْحَابِیْ" کے مطابق ہر فرقے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مسائل (اصولی و فروعی) کو دیکھ لیا جائے۔ جس کے عقائد اور عملیات سنت رسول اللہ صلعم کے مطابق، اور تعامل صحابہؓ کے موافق ہوں، اُسے حق پر جانتے ہوئے اس میں شامل ہو جائیے۔ بس اللہ اللہ خیر سلا۔ نہ اس میں آپ کو کوئی تردد ہوگا نہ ہونا چاہیے۔

اس حقیقت کو مکدر کرنے کے لئے قرآن و حدیث کے نصوص میں بہت کچھ کھینچ تان کی گئی ہے۔ اور طرح طرح کی تاویلات بلکہ تحریفات سے کوشش کی گئی ہے کہ اپنے مزعومات کو قرآن و حدیث سے ماخوذ بنایا جائے۔ لیکن حضرات! میں یہ مضمون ایک ایسے طریق پر بیان کرتا ہوں۔ جس میں اپنے اپنے خیال کی پیچ نہیں ہے اور وہ فرقہ بندی کی قید سے آزاد ہے حقیقتِ مطلوبہ کو نمایاں کرنے کے لئے ایک امر کی وضاحت ضروری ہے۔ جس پر اس کی بنیاد ہے۔ وہ یہ کہ صحیح بخاری میں حضرت مغیرہؓ سے اور صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ اور ثوبانؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا "میری امت کا ایک گروہ ہمیشہ رہے گا جو حق پر ہو کر لڑتا رہے گا۔ حتیٰ کہ خدا کا حکم آجائے۔ اور وہ اسی حالت معنونہ پر ہوگا"۔

اس وقت میرا استدلال حدیث کے لفظ "لا تزال" (ہمیشہ رہے گا) سے ہے کہ آنحضرت صلعم اپنی امت میں سے ایک جماعت کے ہر زمانے میں قائم رہنے کی بشارت سناتے ہیں۔ اس بنا پر ہم کو تاریخی طور پر دیکھنا چاہیے کہ کس فرقے کا وجود بلحاظ عقائد و عملیات کے ہر زمانے میں پایا جاتا رہا ہے! یا یہ کہ کسی کی روش کے آثار حوادث کی پامالی سے کسی زمانہ میں بھی نہیں مٹ سکے۔ سو معلوم ہو کہ حضرت عثمانؓ کی خلافت کے آخری سال میں ایک یہودی الاصل شخص عبداللہ بن سبا نے آپ کے برخلاف سیاسی ایجی ٹیشن شروع کی۔ جس سے سبائی دو جماعتیں بن گئیں۔ اور اس کا انجام حضرت عثمانؓ کی شہادت سے ہوا آپ کے بعد حضرت علیؓ خلیفہ ہوئے اور سبائی ان کے ساتھ ہوگئے۔ عثمانی حضرت عثمانؓ کے خون کا انتقام لینے کے لئے ان کے بالمقابل کھڑے ہو گئے اور باقاعدہ صف آرائی سے جنگ شروع ہو گئی۔ جنگ صفین میں اس بات پر لڑائی ختم گئی کہ ایک منصف حضرت علیؓ کی طرف سے اور ایک حضرت معاویہؓ کی طرف سے مقرر ہو۔ جو کچھ وہ دونوں فیصلہ کریں۔ طرفین منظور کر لیں۔ سبائی صلح نہیں چاہتے تھے ایک بہانے سے کہ حضرت علیؓ نے ایک انسان کو حکم مانا ہے۔ اور خدا کو چھوڑ کر انسان کو حکم ماننا شرک ہے کوئی بارہ ہزار سبائی حضرت علیؓ کی طاعت سے خارج ہوگئے۔ اور ان کا نام خارجی ہوا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرفدار تھے ان کے مقابلہ ان کا نام شیعہ علی رضی اللہ عنہ یعنی حضرت علی کی جماعت پڑا۔ اس فتنہ عظیم کے وقت ایک بڑی جماعت غیر جانب دار رہی۔ اور انھوں نے کسی طرف بھی حصہ نہ لیا۔ اس لیے کہ آنحضرت صلعم نے ایسے موقع پر فتنے میں حصہ نہ لینے کی بات حکم دیا تھا۔ رفتہ رفتہ اس سیاسی فتنے نے مذہبی صورت اختلاف پکڑ لی۔ اور ہر طرح کی عملی اور اعتقادی بدعات شروع ہوگئیں۔

جس طرح ایک کثیر جماعت نے سیاسی فتنے میں حصہ نہیں لیا تھا۔ اور ہر طرح سے فتنے سے بچتے رہے تھے۔ اسی طرح ان بدعات کے وقت بھی ایک بھاری جماعت طرز اول اندطرز قدیم پر قائم رہی۔

یعنی آنحضرت صلعم کے عہد میں اور اس فتنے سے پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم کے وقت میں دین کی جو حالت تھی اس پر قائم رہی۔ اور ان کا نام اہل سنت ہوا۔ اہل سنت ان اہل بدعت کی (بدعی) روایات کی قبولیت سے پرہیز کرتے رہے۔ چنانچہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ تابعی کا قول ہے فَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ السُّنَّةِ فَيُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ وَيُنْظَرُ إِلَى أَهْلِ الْبِدَعِ فَلَا يُؤْخَذُ حَدِيثُهُمْ (مقدمہ صحیح مسلم) اس قول سے معلوم ہوا کہ امام محمد بن سیرین کے وقت تک ایک گروہ کا نام اہل سنت پڑ چکا تھا۔ جن کی روایات قابل اعتبار سمجھی جاتی تھیں۔ امام محمد بن سیرین تابعی ہیں۔ اپنے وقت کے امام تھے ۳۳ھ میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی خلافت میں پیدا ہوئے۔ بڑے بڑے مشہور صحابہ رضی اللہ عنہم سے روایت لی۔ مثلاً حضرت ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ، حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ۔ حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ۔ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ (نواسہ آنحضرت صلعم) وغیرہم۔ رضی اللہ عنہم اجمعین۔ آپ کی وفات ستتر سال کی عمر میں ۹ شوال ۱۱۰ھ کو ہوئی۔ اس سے صاف ثابت ہے کہ اہل سنت نام پہلی صدی ہجری ہی میں پڑ چکا تھا۔ اور یہ جو کہا جاتا ہے کہ اہل سنت کا مذہب مذاہب اربعہ (حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی) میں منحصر ہے۔ اور جو کوئی ان چاروں کی تقلید سے خارج ہو۔ وہ اہل سنت سے خارج ہے، صریحاً غلط ہے۔ کیونکہ پہلی صدی ہجری میں ان مذاہب اربعہ کا وجود وکذائی ہرگز موجود نہیں تھا۔ کیونکہ حنفی امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی طرف منسوب ہیں۔ آپ سنہ ۸۰ھ میں کوفہ میں پیدا ہوئے۔ اور سنہ ۱۵۰ھ میں بغداد میں قید خانہ میں ظلماً زہر سے شہید کیے گئے۔ اور مالکی امام مالکؒ کی طرف منسوب ہیں۔ اور آپ سنہ ۹۳ھ میں مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے اور اسی پاک زمین میں سنہ ۱۷۹ھ میں فوت ہوئے اور شافعی امام محمد بن ادریس شافعیؒ کی طرف منسوب ہیں، اور آپ سنہ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور سنہ ۲۰۴ھ میں مصر میں فوت ہوئے۔ اور حنبلی امام احمد بن حنبلؒ کی طرف منسوب ہیں۔ آپ سنہ ۱۶۴ھ میں بغداد میں پیدا ہوئے۔ اور بغداد ہی میں سنہ ۲۴۱ھ میں فوت ہوئے۔ چنانچہ ہم ناظرین کی سہولت اور یکبارگی نظر دیکھنے کے لئے ان کی ولادت اور وفات کی تواریخ ایک نقشہ میں لکھ دیتے ہیں۔

نقشہ تواریخ ولادت و وفات حضرات ائمہ اربعہ رحمۃ اللہ علیہم

نمبر شمار	نام امام	تاریخ ولادت	تاریخ وفات
۱	ابوحنیفہؒ	سنہ ۸۰ھ	سنہ ۱۵۰ھ
۲	امام مالکؒ	سنہ ۹۳ھ	سنہ ۱۷۹ھ
۳	امام شافعیؒ	سنہ ۱۵۰ھ	سنہ ۲۰۴ھ
	امام احمدؒ	سنہ ۱۶۴ھ	سنہ ۲۴۱ھ

اس تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ پہلی صدی ہجری میں مذاہب اربعہ کا وجود ہی نہیں تھا تو ان کی تقلید کہاں تھی؟ کہ جو شخص ان کی تقلید سے خارج ہے وہ اہل سنت سے خارج ہے۔ اس کے معنی یہ ہیں کہ معاذ اللہ صحابہ و تابعین اہل سنت نہیں تھے۔ یہ کیسی غلط اور بے معنی بات ہے کہ ائمہ اہل سنت اہل سنت تھے۔ کیونکہ اہل سنت نام تو ان ائمہ اربعہؒ سے پیشتر ہی مشہور و مروج ہو چکا ہے۔ اب نفی کے کیا معنی؟

نیز یہ کہ صحیح بخاری میں حضرت عمران بن حصینؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا: خَيْرُ أُمَّتِي قَرْنِي ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ ثُمَّ الَّذِينَ يَلُونَهُمْ قَالَ عِمْرَانُ فَلَا أَدْرِي أَذَكَرَ بَعْدَ قَرْنِهِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلَاثًا۔ (الحدیث)

یعنی آنحضرتؐ نے فرمایا کہ میری امت میں سے میرا زمانہ سب سے بہتر ہے۔ پھر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ لوگ جو اُن سے ملیں گے۔ یعنی ان کے بعد ہوں گے پھر وہ جو اُن سے ملیں گے حضرت عمران بن صحابی کہتے ہیں کہ مجھے یاد نہیں رہا کہ آنحضرت ؐ نے اپنے زمانہ کے ذکر کے بعد دو دفعہ (دو زمانوں کا) ذکر کیا، یا تین دفعہ "! اس حدیث سے معلوم ہوا کہ صحابہ و تابعین و اتباع تابعین بہترین امت ہیں اور انہی کو قرون ثلاثہ کہتے ہیں۔ اور چونکہ آنحضرت ؐ نے ان کی خیریت کی شہادت دی ہے۔ اس لئے انہیں مشہود لہا بالخیر کہتے ہیں۔

ان تین زمانوں کی حدیں بھی سُن لیجیے۔

پیارے بجائیو! میں پھر عاجزی سے کہتا ہوں۔ کہ میں کوئی بھی بات اپنی طرف سے بنا کر نہیں کہتا۔ جو کچھ کہتا ہوں صحیح صحیح کتابی حوالہ سے کہتا ہوں۔ اور خدا کے فضل سے وہ بات ہوتی بھی حق اور درست اور مطابق واقعہ اور عقل و دین میں مقبول ہے) واللہ الموفق۔

(۱) آنحضرت صلعم کا زمانہ سنہ ۱۱ھ تک رہا۔ یعنی آنحضرت صلعم کی وفات سنہ ۱۱ھ میں ہوئی

(۲) صحابہؓ کا زمانہ سنہ ۱۱۰ھ تک رہا۔ کیونکہ آخری صحابی ابو طفیل سنہ ۱۱۰ھ میں فوت ہوئے

(۳) تابعینؒ کا زمانہ سنہ ۱۸۰ھ تک رہا۔ اور

(۴) اتباع تابعین کا زمانہ سنہ ۲۲۰ھ تک رہا۔

نوٹ: ان زمانوں کی مذکورہ بالا تحدید فتح الباری (ج ۱۴ صفحہ ۳۵۳) اور تدریب الراوی (صفحہ ۲۰۹ و ۲۱۵) میں مذکور ہے۔ اس سے بھی معلوم ہو سکتا ہے کہ قرونِ خیار کی میعاد سنہ ۱۸۰ھ تک یا زیادہ سے زیادہ سنہ ۲۲۰ھ تک ہے۔ اور ہر چہار مذہب کی تقلید اس میعاد تک نہیں تھی۔ کیونکہ چوتھے امام احمدؒ کی وفات سنہ ۲۴۱ھ میں ہوئی۔ اور یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ امام احمدؒ کی تقلید ان کی زندگی میں واجب جانی جاتی تھی۔ پس جس طریق پر قرونِ ثلاثہ مشہود لہا بالخیر گذرے۔ وہی طریقہ حق اور موجب نجات ہے۔

اور وہ کیا تھا؟ بغیر اینچ پیچ اور کھینچ تان کے اور بغیر کسی خاص شخص کی تقلید کے قرآن و حدیث پر عمل کرنا۔ چنانچہ حضرت شاہ صاحب فرماتے ہیں۔

اِعْلَمْ اَنَّ النَّاسَ کَانُوْا قَبْلَ الْمِائَۃِ الرَّابِعَۃِ غَیْرَ مُجْمِعِیْنَ عَلَی التَّقْلِیْدِ الْخَالِصِ لِمَذْھَبٍ وَّاحِدٍ بِعَیْنِہٖ۔

(حجۃ اللہ مطبوعہ مصر جلد اوّل صفحہ ۱۵۲)

" اس بات کو جانے رکھو کہ (امتِ محمدیہ کے) لوگ چوتھی صدی (ہجری) سے پیشتر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعینہٖ کسی خاص مذہب کی تقلید پر جمع نہیں تھے۔"

ان تاریخی حوالوں کے بعد یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جماعت اہل حدیث کو اہل سنت کا مصداق قرار دینا میرا اپنا اختراع و ایجاد نہیں ہے۔ بلکہ ائمہ محدثین انہی کو قرار دیتے آئے ہیں۔ چنانچہ امام ترمذیؒ حضرت قرہ بن ایاسؓ صحابی کی حدیث نقل کر کے لکھتے ہیں۔ قال محمد بن اسماعیل (البخاری) قال علی بن المدینی هم اصحٰب الحدیث (ترمذی جلد ۲ ص۴۲) امام بخاریؒ نے کہا کہ (میرے استاد) علی بن مدینی نے کہا کہ وہ اصحاب حدیث ہیں"

اسی طرح حافظ ابن حجرؒ حضرت مغیرہؓ والی حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ اَخْرَجَ الْحَاكِمُ فِي عُلُوْمِ الْحَدِيْثِ بِسَنَدٍ صَحِيْحٍ عَنْ اَحْمَدَ اِنْ لَّمْ يَكُوْنُوْا اَهْلَ الْحَدِيْثِ فَلَا اَدْرِيْ مَنْ هُمْ۔" امام حاکم نے اپنی کتاب علوم الحدیث میں امام احمد سے بسند صحیح نقل کیا کہ آپ نے فرمایا اگر اس سے مراد اہل حدیث نہیں تو پھر میں نہیں جانتا کہ کون لوگ مراد ہیں"

اور حضرت پیران پیر صاحبؒ فرقہ ناجیہ کے ذکر میں فرماتے ہیں کہ ان کا نام تو بس اصحاب الحدیث اور اہل سنت ہی ہے۔ (غنیۃ ص۲۱۲ مترجم فارسی)

اسی طرح امام ابن حزم قرطبی فرماتے ہیں:- وَاَهْلُ السُّنَّةِ الَّذِيْنَ نَذْكُرُهُمْ اَهْلُ الْحَقِّ وَمَنْ وَّرَاۤءَهُمْ فَاَهْلُ الْبَاطِلِ فَاِنَّهُمُ الصَّحَابَةُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَكُلُّ مَنْ سَلَكَ نَهْجَهُمْ مِنْ خِيَارِ التَّابِعِيْنَ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ ثُمَّ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ۔ وَمَنِ اتَّبَعَهُمْ مِنَ الْفُقَهَاۤءِ جِيْلًا فَجِيْلًا۔ اِلٰى يَوْمِنَا هٰذَا وَمَنِ اقْتَدٰى بِهِمْ مِنَ الْعَوَامِ فِيْ شَرْقِ الْاَرْضِ وَغَرْبِهَا رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ (کتاب الفصل جلد ۲ ص۱۱۳)

" اور اہل سنت جن کو ہم اہل حق کے نام سے یاد کریں گے۔ اور ان کے سوا کو اہل باطل کہیں گے۔ پس تحقیق وہ "اہل سنت"، تو صحابہؓ ہیں۔ اور نیک تابعین میں سے ہر وہ جو ان کے طریق کی پیروی کرے۔ پھر ان کے بعد اصحاب حدیث ہیں اور ہمارے اس زمانہ تک جس قدر فقہاء یکے بعد دیگرے جو بھی ان کے پیرو ہوئے۔ دنیا کے مشرق و مغرب تک وہ سب عوام بھی جنہوں نے ان کی پیروی کی۔ ان سب پر خدا کی رحمت ہو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس حوالہ سے معلوم ہوگیا کہ لقب اہل سنت کے پورے مستحق اہل حدیث ہی ہیں۔ اور انہی کی بابت آنحضرت صلعم کلی نجات کی بشارت سنا رہے ہیں۔ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ۔

دفع دخل بعض لوگ کہا کرتے ہیں کہ جماعت اہل حدیث تھوڑے عرصہ سے قائم ہوئی ہے۔ یہ بات بالکل غلط اور تاریخی ناواقفیت کی وجہ سے ہے۔ ہم فقہ کی ایک معتبر اور مشہور کتاب کے حوالہ سے ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ جماعت اہل حدیث خدا کے فضل سے قدیمی گروہ ہے۔ بلکہ ہر چار مذاہب کے قائم ہونے سے بھی پہلے کی ہے۔ چنانچہ شامی شرح درِّ مختار میں ہے۔

حکی ان رجلا من اصحاب ابی حنیفۃ خطب الی رجل من اصحاب الحدیث ابنتہ فی عہد ابی بکر الجوزجانی فابی الا ان یترک مذہبا فیقر خلف الامام ویرفع یدیہ عند الانحناء ونحو ذالک فاجابہ فزوجہ (شامی جلد ۳ ص۲۹۳)

"روایت ہے کہ قاضی ابو بکر جوزجانی رح کے عہد میں ایک حنفی نے ایک اہل حدیث سے اس کی بیٹی کا رشتہ مانگا تو اس (اہل حدیث) نے انکار کر دیا۔ مگر اس صورت میں کہ وہ (حنفی اپنا) مذہب چھوڑ دے۔ اور امام کے پیچھے (سورہ فاتحہ) پڑھا کرے اور رکوع جاتے وقت رفع یدین بھی کیا کرے مثل اس کے (اہل حدیث کے دوسرے کام بھی کیا کرے پس اس (حنفی) نے اس بات کو منظور کر لیا تو اس (اہل حدیث) نے اپنی لڑکی اس کے نکاح میں دے دی۔"

اب قاضی ابو بکر جوزجانی کا زمانہ دیکھنا چاہیے کہ کونسا زمانہ ہے؟ آپ تیسری صدی کے قاضی ہیں۔ اور ابو سلیمان رح کے شاگرد ہیں۔ اور وہ بلا واسطہ امام محمدؒ کے شاگرد تھے (الفوائد البہیہ ص۱۲)

اس حوالہ سے صاف ظاہر ہے کہ تیسری صدی میں بھی مستقل ایک گروہ موجود تھا۔ جن کو لوگ اصحاب الحدیث یا اہل حدیث پکارتے تھے۔ اور ان کے امتیازی مسائل میں سے قرأت خلف الامام۔ اور رکوع جاتے وقت رفع یدین بھی تھے۔

کیا اس زمانہ میں بھی انہی مسائل کی وجہ سے اہل حدیث سے عداوت نہیں کی جاتی۔ جس کے جواب میں ہماری طرف سے صرف یہی مظلومانہ آواز ہے ؎

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

مکش بہ تیغِ ستم والہانِ سنت را   نکردہ اند بجز پاسِ حق گناہِ دگر

ھٰذَا وَاللّٰہُ الْھَادِیْ وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ اَجْمَعِیْنَ اِلٰی یَوْمِ الدِّیْنِ۔

نیاز مند درگاہ کریم محمد ابراہیم میر سیالکوٹی (اہل حدیث امرتسر ۲۷ رمضان ۱۳۵۰ھ)

سوال: عامل بالحدیث جو کہ تقلید شخصی کا قائل نہیں جس کے اعتقاد کا مدار فقط حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ہو اور وہ خود کو ائمہ اربعہ رحمہم اللہ میں سے کسی ایک کی جانب ملسوب نہیں کرتا۔ بلکہ خود کو اہلِ حدیث کہلاتا ہے۔ کیا یہ بدعت نہیں اور اس سے ایک نیا فرقہ اسلام میں پیدا نہیں ہوتا۔ خدائے پاک نے ہم کو قرآن مجید میں مسلم اور مسلمان کے پیارے لقب سے یاد کیا ہے اتنا بس نہیں؟ کیا خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم تابعین یا تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ میں سے کسی نے اپنے کو اہل حدیث کہلایا ہے۔ پھر یہ کیسے جائز ہو سکتا ہے۔

جواب: اہل حدیث میں جو لفظ حدیث ہے۔ اس کا مضاف الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پس معنی اس لقب کے یہ ہیں کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنے والے یہی معنی مسلم کے ہیں۔ دیگر فرقوں کی نسبتیں اس طرف نہیں۔ آپ خود دیکھ لیں۔ حنفی اور شافعی کے کیا معنی ہیں۔ ان بزرگوں کی طرف منسوب ہیں۔ اس لئے یہ لقب ایک جدید فرقہ پیدا کرتے ہیں۔ اہل حدیث کا لقب جدید فرقہ پیدا نہیں کرتا۔ رہا یہ سوال کہ یہ لقب پہلے نہ تھا۔ اب کیوں رکھا گیا؟ اس کا جواب یہ کہ اسلام میں جب مذاہب مختلف ہوئے۔ تو ایک فریق اس وقت بھی ایسا تھا۔ جس کا یہی دعویٰ تھا کہ ہم مذہبی امور میں کسی اور کی ہدایت نہ سنیں گے۔ نہ عمل کریں گے۔ بلکہ خاص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم بصورت قرآن و حدیث ہماری نصب العین رہے گی۔ چونکہ قرآن مجید امت میں مشترک تھا اور حدیث ہی مابہ الامتیاز چیز تھی۔ اس لئے اس گروہ کا نام اصحاب الحدیث یا اہل حدیث مشہور ہو گیا پس یہ اہل حدیث عملی امتیازی لقب ہے مسلمان مذہبی لقب ہے درحقیقت دونوں کا مصداق ایک ہے۔

۱۱ جمادی الثانی ۱۳۲۵ھ

تشریح: یہ نام مرفوع حدیث اور صحابہ کرام سے ثابت ہے۔ عن انس قال قال

www.KitaboSunnat.com

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

النبی صلی اللہ علیہ وسلم اذا کان یوم القیامۃ یجیئ اصحاب الحدیث و معھم المحابر فیقول اللہ لہم انتم اصحاب الحدیث الی قولہ انطلقوا الی الجنۃ اخرجہ الطبرانی (القول البدیع للسخاوی ص۱۸۹)۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ کو اہلحدیث کہا۔ (دیکھو اصابہ ج ۲ ص۲۰۶ تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص۲۹)

حضرت عبد اللہ بن عباسؓ کو بھی اہل حدیث کہا گیا۔ دیکھو تاریخ بغداد ج ۴ ص۲۲۷ و ج ۹ ص۱۵۴)

حضرت ابو سعید خدری نے فرمایا۔ انتم خلوفنا و اھل الحدیث بعدنا (کتاب الشرف للخطیب ص۱۲)

امام شعبی تابعیؒ جنہوں نے ۵سو صحابہؓ کو دیکھا اور ۴۸ صحابیوں سے حدیثیں پڑھیں تھیں۔ وہ کہتے ہیں۔ کہ تمام صحابہ اہل حدیث تھے (تذکرۃ الحفاظ ج ۱ ص۷۴) حدیث مرفوع لا یزال طائفۃ من امتی منصورین لا یضرھم من خذلھم (الخ) جس طائفہ حقہ کی بابت حضورؐ نے پیشگوئی فرمائی ہے۔ ابن مدینی جو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے استاد ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے اصحاب الحدیث مراد ہیں۔ رواہ الترمذی وقال حدیث حسن صحیح مشکوٰۃ ج۲ ص۵۸۴۔

ایک ضروری سوال

ایک مخلص دوست نے سوال کیا کہ اہل حدیث اہل حدیث کیوں کہلاتے ہیں۔ چونکہ سوال وجواب عام ناظرین اور جماعت اہل حدیث سے تعلق رکھتے ہیں اس لئے درج اخبار کئے جاتے ہیں۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"مولانا! دام فیوضکم: السلام علیکم:۔ آپ کا اور مولانا ابراہیم صاحب سیالکوٹی وغیرہم کا دعوٰی ہے کہ ہم اہل حدیث ہیں۔

اہل حدیث کون تھے

اس ہیچمدان کے خیال میں اہل حدیث وہ لوگ تھے۔ جو کہ کسی خاص مجتہد کی تقلید نہیں کرتے تھے بلکہ مسئلہ کو پہلے قرآن مجید، حدیث شریف۔ صحابہ کرامؓ کے عمل سے تلاش کرتے۔ پھر مجتہدین کی عرق ریزی سے فائدہ اٹھاتے۔ پھر اپنا دماغ خرچ کرتے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نوٹ:۔ اصل مذہب بھی یہی ہے۔ احقر بھی اسی کو قابل عمل یقین کرتا ہے۔

کیا وہ اہل حدیث کہلائیے؟ میرے خیال میں اس درجے کے علماء نے اپنے آپ کو اس نام سے بالکل نہیں گردانا بلکہ دوسرے علماء نے واسطے شناخت ان کا نام ایسا رکھ دیا۔ کیونکہ حنفی، مالکی، شافعی، حنبلی کے مقابلہ ان کا نام اہل حدیث رکھا۔ انہوں نے اپنے نام کے ساتھ یہ لفظ بالکل نہیں لگایا۔

کیا عامی لوگ بھی اہل حدیث کہلا سکتے ہیں جوہری وہ ہے۔ جو کہ ہر ایک قسم کے جوہر سے پوری مہارت رکھتا ہو۔ ہر فرد جوہری نہیں ہے۔ مولوی وہ ہے جو کہ علوم شرعیہ عربی فارسی سے واقف ہو۔ ہر آدمی مولوی نہیں کہلا سکتا۔ بالکل اسی طرح اہل حدیث وہ ہے جو کہ مذکورہ تعریف پر پورا اترے جس کو قرآن مجید پڑھنا نہیں آتا۔ یا بالکل ان پڑھ ہے۔ وہ اہل حدیث کس طرح ہو سکتا ہے

آج کل کے اہل حدیث ان پڑھ یا معمولی لیاقت کے آدمی کیا ہیں؟ حضرت مولانا آپ معاف فرمائیں گے اگر احقر آپ کے پیروؤں کو آپ کا مقلد کہے۔ جو کہ دراصل صحیح ہے۔ کیا وجہ۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ میں قرآن مجید کو نہیں جانتا۔ اور نہ ہی حدیث شریف کو۔ لہذا میرے لئے ضروری ہے۔ کہ میں آپ کے علم پر بھروسہ کروں اور آپ سے فتوے طلب کر کے اس کے مطابق عمل کروں۔ بس اسی کو مقلد کہتے ہیں۔ لہذا اس بات سے بخوبی ثابت ہے کہ عامی لوگ مقلد ہوتے ہیں۔ خواہ آپ کے یا مولوی ابراہیم صاحب کے یا اپنے شہر کے قاضی کے۔

کیا آپ کا مقلد اچھا ہے یا ائمہ اربعہ کا؟ میرے خیال میں ائمہ اربعہ کا مقلد آپ کے مقلد سے اچھا ہے۔ کیونکہ وہ عالم بے بدل فاضل اجل تھے۔ ان کے علم میں اور تقوی میں کسی کو کلام نہیں انہوں نے اپنی زندگیاں فی سبیل اللہ خرچ کر دیں۔ اور اپنے مرشد کامل و پیر اکمل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے لئے فقہ تدوین کی اور نہایت جانفشانی و دیانتداری اور ہر طرح کی مصیبت جھیلنے سے ہر ایک مسئلہ کی بال کی کھال نکالی اور کتابیں تصنیف کیں۔ تاکہ عامہ مسلمین ان کی تصنیفات سے مستفید ہو ویں۔ اور جو کچھ کیا۔ فی سبیل اللہ کیا اور آپ بھی ان ہی بزرگوں کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خوشہ چین ہیں۔

نتیجہ: لہٰذا صاف ثابت ہے کہ عامہ مسلمین کا مقلد ہونا ضروری ہے۔ اور ائمہ اربعہ کا مقلد موجودہ عالموں کے مقلدوں سے اچھا اور افضل ہے۔

مذاہب خمسہ: مذاہب اربعہ لکھا جاتا تھا تو کہا جاتا تھا کہ ان چاروں اماموں کے مقلدین نے اہل سنت والجماعت کو چار ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا ہے۔ اور یہ تقسیم نہایت ہی بری ہے۔ وغیرہ وغیرہ۔ لیکن جب سے ایک گروہ نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم اہل حدیث ہیں۔ اور ہم ہی اصل مسلمان ہیں۔ اُس سے ہمارے پانچ گروہ ہو گئے ہیں حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی، اہل حدیث۔ اس قسم کے الزام میں جیسے کہ ایک حنفی پر تشنیع کی جا سکتی ہے۔ بالکل اتنی ہی کا اہل حدیث بھی مستحق ہے۔ سر مو فرق نہیں ہے۔ لہٰذا بالکل واضح ہو گیا کہ مذکورہ بالا پانچ گروہوں میں شامل ہونے والا اہل سنت والجماعت کو پانچ حصوں میں تقسیم کرنے والا ہے۔

ہم کو کیا کہلانا چاہیے؟ اس بات میں ہم کو کسی اور شخص۔ عالم۔ مجتہد۔ بادشاہ۔ امیر کی تابعداری نہیں کرنی چاہیے بموجب اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ ط اب دُنیا کی ساری کتابوں کو الگ کر دیجیے کہ قرآن کریم ہمارا نام کیا رکھتا ہے۔ آئیے قرآن مجید کو کھول لیجیے اور پڑھیے۔ (۱) وَنَزَّلْنَا عَلَیْکَ الْکِتٰبَ تِبْیَانًا لِّکُلِّ شَیْءٍ وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً وَّبُشْرٰی لِلْمُسْلِمِیْنَ۔ (۱۴-۱۶) (۲) قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَبِذٰلِکَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِیْنَ (۶-۲۰) (۳) فَاِنْ تَوَلَّیْتُمْ فَمَا سَاَلْتُکُمْ مِّنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہِ وَاُمِرْتُ اَنْ اَکُوْنَ مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ (۱۰-۷) (۴) وَجَاھِدُوْا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ھُوَ اجْتَبٰکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰھِیْمَ ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ مِنْ قَبْلُ وَفِیْ ھٰذَا لِیَکُوْنَ الرَّسُوْلُ شَھِیْدًا عَلَیْکُمْ (۲۲-۷)

قرآن مجید میں شاید پچاس دفعہ مسلمین کا لفظ آیا ہے۔ اگر زیادہ فہرست دوں تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جہت لیس ہو جاوے گی۔ در خانہ اگر کسی ہست۔ یک حرف بس است۔ مولانا! آپ عالم فاضل ہیں۔ بلکہ باریک بین ہیں۔ میرے خیال میں یہ بھی ایک ٹھوکر ہے۔ جو کہ ہم نے کھائی ہے۔ اور فرقہ فرقہ مبارک اسلام کو کر دیا ہے۔ کوئی اہل حدیث ہے کوئی حنفی کوئی حنبلی وغیرہ وغیرہ۔

نتیجہ ہم کو مسلمان کہلانا چاہیے اور شرع میں مقدم قرآن مجید۔ پھر حدیث شریف پھر صحابہ کرام کے اقوال و افعال۔ پھر ائمہ مجتہدین کی محنت اور جانفشانی کی قدر کرنی چاہیے اور دعا مانگنی چاہیے۔ توفنی مسلما والحقنی بالصالحین۔ آمین۔ والسلام

احقر العباد غلام حسین کلرک محکمہ نہر

اہل حدیث

کچھ شک نہیں کہ اسلام ہاں سچا مذہب اسلام وہی ہے۔ جس کی تعلیم حضور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو دی۔ اور اپنے سامنے عمل کرتے اس کو دیکھا۔ وہ کیا تھا۔ قرآن اور سنت نبی علیہ السلام اصل دین بس یہی دو ہیں۔ اور بس۔ ان ہی دو کی وجہ سے ہمارا نام مسلمان تھا۔ یعنی تا بعد از آج اگر اس صورت اور شکل کو دیکھنا ہو کہ اسلام جو کچھ حضور علیہ السلام سکھا گئے تھے کہاں ہے تو اس کی پہچان صاف ہے۔ کہ ہر ایک فرقہ کے انتسابات کو دیکھا جائے کہ وہ کس کس طرف اپنے آپ کو منسوب کرتا ہے۔ یعنی جو فرقہ اسلام کی ماہیت میں ایسے کچھ اجزاء داخل کرتا ہے۔ جن کا دخول نہ حضور کے حکم سے ہوا نہ حضور کے زمانہ میں تھا تو سمجھا جائے گا۔ کہ وہ فرقہ اسلام میں بوجہ چند باتیں اضافہ کرنے کے جدید ہے اور جو فرقہ اپنے اندر کسی زائد بات کو یہاں تک کہ اپنی نسبت کو بھی داخل نہیں کرتا۔ وہی اسلام کا نمونہ اور وہی قدیم ہے۔ آج جس فرقہ کا نام اہل حدیث ہے اس کا دعویٰ ہے

اصل دین آمد کلام اللہ معظم داشتن   پس حدیث مصطفےٰ برجاں مسلم داشتن

یہ فرقہ نہ تو اپنی نسبت کسی غیر کی طرف کرتا ہے نہ کرنا جائز جانتا ہے۔ اس فرقہ کا نام اہل حدیث بھی اسی بنا پر ہے کہ یہ لوگ سوائے قرآن و حدیث کے کسی اور کلام کو حجت شرعی نہیں جانتے۔ ہاں یہ بات میں صاف لفظوں میں کہتا ہوں کہ اس فرقہ کا نام جو اہل حدیث بولا جاتا ہے۔ یہ نام مسلمان کی طرح مذہبی اسم یا لقب نہیں۔ بلکہ عملی طریق کا اظہار ہے۔ اس سے کوئی شخص اگر قرآن و حدیث پر عمل کرے اور اپنی نسبت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی مذہب کی طرف نہ کرے۔ تو گو وہ اہل حدیث نہ کہلائے تاہم وہ اہل حدیث کی اصطلاح میں اہل حدیث ہے۔ گو وہ اپنا نام مسلمان ظاہر کرے اور مسلمان کے سوا کوئی دوسرا نام اپنے اوپر بولنا پسند نہ کرے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اہل حدیث مذہبی نام نہیں۔ مذہبی نام صرف مسلمان ہے اور یہ نام علمی ہے۔ اس کی مثال بالکل یہ ہے کہ ایک شخص جس کا والدین نے "ابراہیم" رکھا ہے۔ اُس کو علمی زندگی کے لحاظ سے اس کو "مولوی ابراہیم" کہا جاتا ہے اگر وہ اپنے دستخطوں میں صرف ابراہیم لکھے تو بھی وہ "مولوی ابراہیم" ہے۔

عام و خاص میں کیا فرق ہے؟

ردالمختار میں شامی نے لکھا ہے۔ حنفی وہ ہے جسے مذہب حنفی میں بصیرت اور واقفی ہو۔ جس کو مذہب سے واقفی نہیں۔ اس کا اپنے آپ کو حنفی یا شافعی کہنا ایسا ہے۔ جیسے وہ اپنے آپ کو نحوی یا منطقی کہنے لگے۔ (جلد ۳ مصری صفحہ ۱۹۶) ۔ اس تعریف سے ثابت ہوتا ہے کہ تمام ہندوستان میں حنفیوں کی تعداد ہزار پانسو سے زائد نہ ہوگی۔ کیونکہ ایسے لوگ جو مذہب حنفی میں براہِ راست بصیرت رکھتے ہوں۔ اسی قدر ہوں گے۔ اَللّٰہُ اَعْلَمُ۔

تو کیا ہمارے حنفی بھائیوں کو یہ شمار منظور ہے۔ ہرگز نہیں۔ بلکہ وہ تو اپنی شمار کروڑوں تک پہنچاتے ہیں کیونکر؟ اس طرح کہ حنفی کی تعریف ان کے نزدیک ایک تو یہ ہے جو علامہ شامی نے کی ہے۔ اس کو اصطلاح خاص میں رکھ کر ایک اور اصطلاح بیان کرتے ہیں۔ حنفی وہ ہے جو امام ابو حنیفہ رح کی فقہ کا تابع ہو۔ عام اس سے کہ اپنی واقفیت سے ہو یا کسی دوسرے کے بتلانے سے ہو۔ (بہت خوب) یہی اصطلاح اہل حدیث کے متعلق ہے۔ ایک تو وہ اصطلاح ہے جو آپ نے لکھی ہے۔ جو قرآن و حدیث کے واقف پر اطلاق پاتی ہے۔ دوسری اصطلاح یہ ہے کہ جو محض قرآن و حدیث کی تابعداری اپنے نفس پر واجب جان کر عمل کرتا ہو۔ عام اس سے کہ وہ قرآن و حدیث کا خود واقف ہو یا کسی کے بتلانے سے واقف ہوا ہو۔ ان معنی سے وہ عام لوگ بھی جو آج کل اہل حدیث کہلاتے ہیں۔ اہل حدیث ہیں جیسے کہ آج کل عوام حنفی ہیں۔ اسی اصطلاح کو ہم اور ذرا وسیع کریں تو مسلمان پر بھی اس کا اجرا ہوتا ہے۔ مسلمان وہ ہے جو مذہب اسلام میں براہِ راست واقفی حاصل کر کے اس کا تابعدار ہو۔ ان معنی سے مسلمانوں کی تعداد جتنی ہو گی "عیاں را چہ بیاں" دوسرے معنی مسلمان کے یہ ہیں۔ کہ جو شخص اسلام کا تابعدار ہو۔ عام اس سے کہ خود واقف ہو۔ یا کسی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے بتلانے سے واقف ہوا ہو۔
رہا یہ مسئلہ کہ ائمہ اربعہ کے مقلد آج کل کے اہل حدیث سے جو علماء کو پوچھ کر عمل کرتے ہیں اچھے ہیں قابل غور ہے کسی کی اچھائی اور برائی کا علم تو اللہ کو ہے۔ مگر قواعد علمیہ سے جو معلوم ہو سکتا ہے یہ ہے کہ اصل مقصود حضور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت ہے یہی معیار ہے اچھائی اور برائی کا۔ پس اس اصول سے معلوم کرنا آسان ہے۔ کہ مقلدین کو اس منزل تک پہنچنے میں کتنے وسائط طے کرنے پڑتے ہیں۔ اور اہل حدیث کو کتنے۔ کچھ شک نہیں۔ آج کل کا مقلد آج کل کے علماء کو پوچھے گا۔ ایک مرحلہ یہ ہوا پوچھے گا تو یہ کہ ہمارے امام نے اس مسئلہ کی بابت کیا ارشاد فرمایا ہے۔ تاکہ ہم اس کی پیروی کر کے اطاعت رسول کی منزل پر پہنچیں۔ یہ دو مرحلے ہیں۔ اہل حدیث کو حضور نبوی میں پہنچنے کے لئے صرف ایک مرحلہ ہے۔ یعنی اپنے زمانہ کے عالم کو پوچھ کر عمل کر لینا۔ تبلائیے بلحاظ بعد و قرب مسافت کون اچھا ہے۔ ہاں یہ خیال آپ کا کہ ائمہ اربعہ موجودہ علماء سے ہر بات میں افضل تھے۔ واجب الایمان اور قابل تسلیم امر ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ موجودہ زمانہ کا مقلد براہ راست تو ائمہ اربعہ سے نہیں پوچھ سکتا۔ آخر وہ اپنے زمانہ کے کسی عالم سے پوچھے گا۔ کہ کیا موجودہ زمانہ کے مقلد عالم کی نسبت بھی یہی خیال کرنا چاہیئے۔ کہ اہل حدیث عالم سے ہر بات میں افضل ہے۔ جہاں تک میرا خیال ہے آپ بھی اس کے قائل نہ ہوں گے۔
مختصر یہ کہ اہل حدیث نہ کوئی نیا فرقہ ہے نہ اس کا نام (اہل حدیث) کوئی مذہبی اسم ہے بلکہ طریق عمل کا نام ہے۔ جو حسب ضرورت رکھا گیا۔ اس فرقہ کے عامی آدمی بھی اپنے خیال اور اعتقاد (اتباع قرآن و حدیث) کی رو سے اہل حدیث ہیں کوئی شخص قرآن و حدیث پر عمل کر کے اہل حدیث نہ کہلائے تو خدا کے ہاں اس کو کوئی مؤاخذہ نہ ہو گا۔ اس لئے میں آپ کی دعا میں شریک ہونے کو کہتا ہوں:۔

اَللّٰهُمَّ مَنْ اَحْيَيْتَهٗ مِنَّا فَاَحْيِهٖ عَلَى الْاِسْلَامِ وَالسُّنَّةِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهٗ مِنَّا فَتَوَفَّهٗ عَلَى الْاِيْمَانِ۔ اَللّٰهُمَّ اَلْحِقْنَا بِاَهْلِ الْاِسْلَامِ وَالْاِيْقَانِ ۔ اٰمِين۔

(اہل حدیث ۱۸ ستمبر ۱۹۱۴ء)

مزید تشریح از مولانا ابو مسعود خان صاحب قمر بنارسی۔ پروفیسر جندوسی کالج

جس طرح ہمیں قرآن شریف نے مسلم کہا ہے اسی طرح یہود و نصاریٰ وغیرہ لگے دین والو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو بھی مسلم کا خطاب دیا گیا ہے۔ نصرانیوں کے اولین گروہ یعنی حواریوں کا مقولہ قرآن شریف میں ہے۔ وَاشْهَدْ بِاَنَّا مُسْلِمُوْنَ۔ یعنی گواہ رہو کہ ہم مسلمان ہیں۔ لیکن ان مسلمانوں کو پھر خود قرآن فرماتا ہے۔ وَلْيَحْكُمْ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰهُ۔ یعنی اہل انجیل کو خدا کی نازل کردہ وحی کے مطابق ہی احکام جاری کرنے چاہئیں۔

ان دونوں آیتوں سے روز روشن کی طرح ثابت ہے کہ مسلمان اپنی کتاب کی طرف بھی منسوب ہو سکتے ہیں۔ عیسائیوں کا مسلم ہونا پھر ان کا اہل انجیل ہونا قرآنی لفظوں سے ثابت ہے ان کی کتاب کا نام انجیل تھا۔ ہماری کتاب کا نام خود کتاب ہی میں "حدیث" رکھا گیا ہے۔ ارشاد ہے فَبِاَيِّ حَدِيْثٍ بَعْدَهٗ يُؤْمِنُوْنَ۔ دوسری جگہ ارشاد ہے۔ اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ الخ اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ارشاد ہے۔ اِذْ اَسَرَّ النَّبِيُّ اِلٰى بَعْضِ اَزْوَاجِهٖ حَدِيْثًا۔ مختصر یہ کہ قرآن و فرمان سنت رسول کا نام حدیث ہے اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ نَضَّرَ اللّٰهُ امْرَأً سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا الخ۔ یعنی خدا تعالیٰ اسے تروتازہ رکھے جو میری حدیث کو سن کر یاد کرکے دوسروں کو پہنچائے۔ پس ان دونوں کے ماننے والوں اور ان پر عمل کرنے والوں کو اہل حدیث کہتے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔

عَنْ اَنَسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ جَاءَ اَصْحَابُ الْحَدِيْثِ مَا بَيْنَ يَدَيِ اللّٰهِ وَمَعَهُمُ الْمَحَابِرُ فَيَقُوْلُ اللّٰهُ اَنْتُمْ اَصْحٰبُ الْحَدِيْثِ كُنْتُمْ تُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اُدْخُلُوا الْجَنَّةَ۔ (تاریخ خطیب بغدادی ص۳ و صواعق الٰہیہ وجواهر الاصول) ۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ جب قیامت کا دن آئے گا۔ اہل حدیث جناب باری کی خدمت میں پیش ہوں گے اور ان کے بکثرت درود لکھنے پڑھنے کی وجہ سے ان سے خدا فرمائے گا کہ تم جنت میں چلے جاؤ۔

حضرت امام خطیب بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے شرف اصحاب الحدیث کے ص۲۱ پر ایک روایت بیان کی ہے کہ:

عَنْ اَبِيْ سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ اَنَّهٗ كَانَ اِذَا رَاَى الشَّبَابَ قَالَ مَرْحَبًا لِوَصِيَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَنْ نُوَسِّعَ لَكُمْ فِي الْمَجْلِسِ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَاَنْ نُفْهِمَكُمُ الْحَدِيثَ فَاِنَّكُمْ خُلُوفُنَا وَاَهْلُ الْحَدِيثِ بَعْدَنَا - یعنی حضرت ابی سعید خدری صحابی رضی اللہ عنہ، جب نوجوانان طالب علم حدیث کو دیکھتے تو فرماتے تمہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت مبارک ہو۔ ہمیں اللہ کے پیغمبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دے رکھا ہے کہ ہم تمہارے لئے اپنی مجلسوں میں کشادگی کریں اور حدیثیں سمجھائیں۔ تم ہمارے لئے ہو۔ اور ہمارے بعد تم ہی اہل حدیث ہو۔ اس سے ثابت ہوا کہ صحابہ کرام بھی اپنے کو اہل حدیث ہی کہتے تھے۔ تذکرۃ الحفاظ میں امام شعبیؒ جو پانچ سو صحابہ رضؓ کے شاگرد تھے۔ ایک موقع پر فرماتے ہیں :- لَوِ اسْتَقْبَلْتُ مِنْ اَمْرِیْ مَا اسْتَدْبَرْتُ مَا حَدَّثْتُ اِلَّا مَا اَجْمَعَ عَلَیْهِ اَهْلُ الْحَدِیْثِ - یعنی اگر مجھے پہلے سے یہ نتیجہ معلوم ہوتا ...... تو میں صرف وہی حدیثیں بیان کرتا۔ جن پر اہل حدیث یعنی صحابہؓ کا اجماع ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ تابعین (رضی اللہ عنہم) بھی صحابیوں کو اہل حدیث ہی جانتے۔ اور کہتے تھے۔ نیز کتاب حدائق الحنفیہ مطبوعہ نول کشور صـ۱۳۲ ملاحظہ کیجئے۔ تو معلوم ہوا کہ حضرت سفیان بن عیینہ اور خود حضرت امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہما بھی اپنے آپ کو اہل حدیث ہی کہا کرتے تھے۔

مندرجہ بالا سے صاف ثابت ہو گیا کہ اہل حدیث نام عملی اور منسوب الی النبی ہے اور خدا و رسول خدا سے ثابت ہے اور جملہ اصحاب و تابعین رضی اللہ عنہم اجمعین اپنے کو اہل حدیث ہی کہا کرتے تھے۔ پس ہم کو بھی اپنے کو اہل حدیث ہی کہنا چاہیئے۔

حنفی، شافعی وغیرہ منسوب الی الامتی ہے۔ اس لئے محبان رسول کو رسول ہی کی طرف منسوب ہونا چاہیئے لاغیر۔

بلبل ہمیں کہ قافیہ گل شود بس است

عاجز ابو سعود خالق قمر بنارسی بسعید منزل شہر بنارس۔ المرقوم ۳۱ جون ۱۹۱۸ء

اہل حدیث امرتسر ۲۰ رجب ۱۳۳۶ھ

مولانا عبد العلی بحر العلوم نے شرح مسلم الثبوت میں لکھا ہے۔ وقیل لا یجب الاستمرار ویصح الانتقال وھذا ھو الحق الذی ینبغی ان یؤمن بہ ویعتقد علیہ لکن ینبغی ان لا یکون الانتقال للتلھی فان التلھی حرام قطعاً

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فی التمذھب کان او غیرہ اذلا واجب الا ما اوجبہ اللہ تعالیٰ والحکم لہ ولم یوجب علی احد ان یتمذھب بمذھب رجل من الامۃ فایجابہ تشریع جدید (فتاوی نذیریہ ج اصلا) ۔ خلاصہ اس عبارت کا یہ کہ مذاہب مروجہ میں سے کسی ایک ہی مذہب کو اپنے اوپر لازم کرنا شرعا کوئی چیز نہیں ہے۔ بلکہ دلیل حق معلوم ہو جانے پر) ایک مذہب سے دوسرے مذہب کی طرف منتقل ہو جانا صحیح ہے لیکن یہ انتقال محض لہو ولعب کے طور پر نہ ہونا چاہیئے۔ (اس طرح کہ نفسانی خواہش کے لیے کسی صحیح دلیل کو چھوڑ کر کوئی اس کے خلاف ضعیف دلیل پا دیں اور اس کے پیچھے لگ جاویں) ایسا کرنا قطعاً حرام ہے۔ مذہب کے بارے میں لہو ولعب یا دیگر امور میں بہر حال حرام ہے۔ اور واجب صرف وہی چیز ہے جس کو اللہ نے واجب کیا ہے الغرض یہ ایک حقیقت ہے کہ امت میں کسی آدمی کے مذہب کو لازم پکڑنا اللہ نے ہرگز واجب قرار نہیں دیا۔ ایسا خیال اپنی طرف سے ایک نئی شریعت گھڑنا ہے۔

طوالع الانوار میں ہے وجوب تقلید مجتہد معین لاحجۃ علیہ لامن جھۃ الشریعۃ ولا من جھۃ العقل کما ذکرہ الشیخ ابن الھمام من الحنفیۃ فی فتح القدیر وفی کتابہ المسمّٰی بتحریر الاصول (محمد داؤد راز)

حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی اور اہل حدیث مولانا عبدالحی لکھنوی کا فتویٰ دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ اکابرین علمائے احناف کو جماعت اہل حدیث سے کسی قسم کا اختلاف نہ تھا تعصب اور عناد تو کیا ہے خود۔ چنانچہ ذیل میں مولانا ئے ممدوح و موصوف کا فتویٰ نقل کر کے ہدیۂ ناظرین کرتا ہوں تاکہ موجودہ احناف کا تعصب اور عناد جو جماعت اہل حدیث سے ہے دور ہو۔

یہ فتویٰ ۱۲؍ جنوری ۱۸۸۸ء کا ہے۔ شاید احناف کے لیے موجب عبرت ہو سکے وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ:۔

سوالات وجوابات متعلقہ مقدمہ آرہ جو بذریعہ وکیل عدالت بذا سوالات بتاریخ ۱۲ر جنوری ۱۸۸۸ء میں آیا تھا۔ حضرت مولانا استاذنا الحافظ الحاج ابوالحسنات محمد عبدالحی صاحب قبلہ نے جواب اس کا تحریر فرمایا تھا۔

سوال نمبر ۱:۔ مسلمان ہونے کے لیے ایک مذہب حنفی شافعی وغیرہ ہونا خدا و رسول نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرط کیا ہے یا نہیں۔ اور پیغمبر صاحب اور اصحاب اور اماموں کے وقت میں لوگ حنفی یا شافعی وغیرہ کہلاتے تھے یا نہیں۔ اور اماموں نے اپنی اپنی تقلید کرنے کو کہا ہے یا نہیں۔ اور پیغمبر صاحب کے بعد کئی سو برس تک مسلمان لوگ تقلید ایک امام خاص کی نہیں کرتے تھے اور وہ مسلمان غیر مقلد اصحاب اور تابعین اچھے سچے مسلمان تھے یا ان کے بعد کے مقلدین حنفی شافعی کہلانے والے۔ حدیث اور قرآن کے عامل سے ناراض ہونے والے اچھے ہیں۔ اور پیغمبر صاحب نے صحابہ اور تابعین غیر مقلد لوگ کے زمانہ کو اچھا کہا ہے یا نہیں۔ اور اس کے بعد کے زمانہ میں جھوٹ اور گناہ پھیلنے کی خبر دی ہے یا نہیں۔ قوی دلیل بیان کیجئے۔

جواب سوال نمبر ۱۔ نام میرا مولوی عبد الحی ابن مولوی عبد الحلیم صاحب ساکن فرنگی محل عمر تخمیناً ۳۲ سال بقول صالح بیان کرتا ہوں۔ حنفی وغیرہ ہونا ہونا مسلمانی میں شرط نہیں کیا گیا ہے۔ اور پیغمبر صاحب اور اصحاب اور امام کے وقت میں حنفی شافعی وغیرہ سے مسلمان موسوم نہ تھے۔ اماموں نے اپنے قول کی تقلید کی اجازت دی ہے۔ اس حالت میں جب خلاف قرآن و حدیث نہ ہو۔ مسلمان زمانہ اصحاب اور تابعین کے اچھے تھے۔ ان لوگوں سے جو عامل متدین قرآن و حدیث سے ناراض ہیں۔ اور پیغمبر صاحب نے زمانہ صحابہ تابعین اور تبع تابعین کو اچھا کہا ہے۔ اور پچھلے زمانہ میں جھوٹ اور گناہ پھیلنے کی خبر دی ہے۔

سوال نمبر ۲۔ اگر کسی ایک امام کا مقلد بادشاہ ہو۔ یا کوئی اور مسجد بنا دے۔ تو وہ مسجد بنانے والے کی ملکیت میں باقی رہتی ہے یا نہیں۔ اور ہر مسجد میں ہر مسلمان اپنے طور مشروع پر مستحق نماز پڑھنے کا بیک وقت و بیک جماعت ہے یا نہیں؟

جواب نمبر ۲۔ مسجد بنانے والے کی ملکیت نہیں رہتی۔ اور اس میں سب مسلمان بطور شرع نماز ادا کر سکتے ہیں اور ایک وقت اور ایک جماعت سے پڑھ سکتے ہیں۔ مگر ایک ساعت میں ایک ہی مسجد میں دو جماعت نہیں پڑھ سکتے۔

سوال نمبر ۳۔ جو شخص بموجب قرآن و حدیث کے نماز ادا کرے۔ اور مسئلوں میں مقلد ایک امام خاص کا نہ ہو۔ اور سب اماموں کو برابر حق جان کر جس کا مسئلہ موافق حدیث کے سمجھے عمل کرے تو وہ مسلمان سنت جماعت ہے یا نہیں؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب نمبر ۳ - ایسا شخص مسلمان سنت جماعت ہے ۔ بشرطیکہ قابلیت قرآن و حدیث سمجھنے کی رکھتا ہو ۔ اور تخریب دین اس کو منظور نہ ہو ۔

سوال نمبر ۴ - آمین بالجہر کہنا نماز میں پیغمبر اسلام کا قول اور فعل ہے یا نہیں ۔ اور یہ اسلام کی بات ہے یا کفر کی ۔ اور حنفی کتابوں سے اور صحیح صحیح حدیثوں سے ثابت ہے یا نہیں ۔ اور مسلمانوں کا فعل ہے یا نہیں ؟

جواب نمبر ۴ - آمین بالجہر کہنا پیغمبر صاحب کا فعل ہے ۔ اور یہ اسلام کی بات ہے اور صحیح حدیث سے ثابت ہے ۔ اور حنفی بھی اس مضمون کو لکھتے ہیں ۔ مگر اختلاف ہے اور بہت سے مسلمانان قدیم کا یہ فعل ہے ۔

سوال نمبر ۵ - حنفیوں کی کس کتاب میں آمین بالجہر کہنے والے کے یا اس کے ساتھ کے نماز پڑھنے والوں کی نماز کا ٹوٹنا اور کسی اور قسم کا حرج اور نقصان ہونا اس کے امام نے لکھا ہے یا نہیں ؟

جواب نمبر ۵ - آمین بالجہر کہنے سے کہنے والے یا اس کے ساتھیوں کی نماز کا ٹوٹنا یا نقصان ہونا اور پہنچنا کسی کتاب معتبر حنفی میں نہیں لکھا ہے ۔

سوال نمبر ۶ - آمین بالجہر سے ناراض ہونا مسلمان کا فعل ہے یا یہودیوں کا ۔ حدیث سے کیا ثابت ہے ۔ اور کسی امام یا عالم کے قول سے قرآن اور حدیث پر عمل نہ کرنے والا اور جو شخص پیغمبر صاحب کے حکم کو معیوب سمجھ کر خود عمل نہ کرے اور عمل کرنے والے کو برا جانے وہ از روئے قرآن و حدیث کون ہے ؟

جواب نمبر ۶ - با وصف علم اس امر کے کہ آمین بالجہر کہنا فعل نبوی ہے ۔ اس سے ناراض ہونا مسلمان کا کام نہیں ہے ۔ اور حدیث کا حال اوپر بیان ہو چکا ہے ۔ اور جو قول امام کا یا کسی عالم کا یقیناً خلاف قرآن اور حدیث کے ہو ۔ اس پر عمل کرنا اور قرآن و حدیث کو چھوڑ دینا مسلمان کا فعل نہیں ہے ۔ اور جو شخص پیغمبر صاحب کے حکم کو باوجود اس بات کے کہ یہ حکم نبوی ہے ۔ معیوب سمجھے وہ شخص مسلمان نہیں ہے اور عاملوں کو برا جاننا درست نہیں ہے ۔

سوال نمبر ۷ - امور مذہبی میں رفتہ رفتہ آمد قدیم رسم و رواج کو دخل ہے یا نہیں ۔ اگر ہے تو زور سے آمین کہنے والا مسلمان ۔ آہستہ آمین کہنے والے حنفیوں کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں ؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب نمبر۷۔ امور واحکام مذہبی میں رسم ورواج کو دخل نہیں۔ اور زور سے آمین کہنے والا اگر منظور اس کو اتباع شریعت ہو اور فساد منظور نہ ہو تو حنفیوں کے ساتھ نماز پڑھ سکتا ہے۔

سوال نمبر۸۔ اگر کسی کو کوئی شخص مسجد میں نماز پڑھنے سے یا اور کسی طرح سے یا والیٰ سے روکے تو روکنے والے کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں بڑا ظالم اور اس کے واسطے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عذاب سخت کا حکم کیا ہے یا نہیں؟

جواب نمبر۸۔ جو شخص کسی کو مسجد میں نماز پڑھنے سے یا با والیٰ سے بغیر وجہ شرعی کے روکے اس کو اللہ تعالیٰ نے ظالم کہا ہے۔ اور عذاب سخت کا موعود ہے۔

سوال نمبر۹۔ کسی حاکم کا یہ حکم کہ مسلمان لوگ مسجد میں اندر نماز کے آمین بالجہر نہ کہیں، دست اندازی امور مذہبی میں ہے یا نہیں۔ اور آمین بالجہر کہنے والوں کو اس حکم امتناعی سے نقصان دینی ہے یا نہیں۔ اور مسجد میں اذن عام واسطے ہر مسلمان کے اپنے طور پر ہے یا نہیں۔؟

جواب نمبر۹۔ آمین بالجہر کو منع کرنا امور مذہبی میں دست اندازی ہے اور آمین بالجہر کہنے والوں کا نقصان دینی ہے اور مسجد میں ہر مسلمان کے واسطے بطور شرعی نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔

ابو الحسنات محمد عبد الحی عفی عنہ لکھنوی

(نقل مطابق اصل از فتاوی مولانا عبد الحی صفحہ ۱۰۴ تا ۱۰۶)

اہل حدیث امرتسر ص۱۲ ۸ ذی الحجہ ۱۳۵۶ھ

ہندوستان میں مسلک عمل بالحدیث تاریخ کی روشنی میں

(از قلم حضرت مولانا حکیم عبد الشکور صاحب ناظم دار العلوم شکراوہ ضلع گوڑگاؤں)

بہت سے بھولے بھٹکے عوام اور جعلی مولویوں کا گروہ یہ کہتا رہتا ہے کہ مسلک اہل حدیث ایک نو پیدا شدہ مذہب ہے۔ جو ابھی ماضی قریب میں پیدا ہوا تھا۔ جس کے جوابات ہمیشہ ہمارے جماعت کے عالم قدیم اسلامی لٹریچر سے دیتے رہتے ہیں۔ اس کی اس قدر تکرار کی گئی ہے۔ اور اتنی کتابیں اس مضمون پر لکھی گئی ہیں کہ ہم ان کی تعداد کا اپنے ذہن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں تصور بھی نہیں لا سکتے مگر پھر بھی کہیں نہ کہیں سے کوئی نہ کوئی پیر اور مولوی بول ہی پڑتے ہیں۔ اور اس پرانے جھوٹ کا اعادہ کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے آج کی صحبت میں پھر ہم اس پر کچھ لکھنا چاہتے ہیں۔ اور ایسے لوگوں سے اللہ کا واسطہ دے کر باادب درخواست کرتے ہیں کہ جن کو مسند علم پر بیٹھ کر جماعت اہل حدیث اور علمائے محدثین پر ہمیشہ غلط اور پُر فریب الزامات لگانے کی عادت ہو چکی ہے۔ کہ وہ اللہ سے ڈریں۔ اور یوم الحساب کا تصور کریں کہ جب بارگاہ الٰہی میں جھوٹے اور پُر فریب الزامات کے مقدمات پیش ہوں گے اور عاملین بالحدیث اور علمائے محدثین بارگاہ الٰہی میں یہ فریاد کریں گے۔ کہ اے ہمارے پاک مولا ان ہمارے بھائیوں نے ہمارے سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحیح طریقہ پر عمل کرنے کی وجہ سے ہم پر جھوٹے الزامات لگائے بہتان بازیاں کی تھیں۔ اور صرف تیرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں پر عمل کرنے والوں کو یہ دستار علم دین باندھنے والے گمراہ، وہابی ذین کہا کرتے۔ اور اپنے رائے و قیاس والے معمولات و محدثات کو عوام میں پھیلانے کے لئے لمبی لمبی تقریریں کیا کرتے تھے۔ اور مسند تعلیم پر بیٹھ کر اپنی پُرپیچ تاویلوں اور لطیفوں اور حیلہ جوئیوں سے حدیثوں کو رد کر دیتے تھے اور اپنے احبار و رہبان کے مذاہب کو رواج دینے کے لئے ایڑی سے چوٹی تک کا زور لگایا کرتے تھے۔ آج جبکہ پریس و طباعت کی آسانیوں۔ سلسلہ رسل و رسائل کی سہولتوں۔ اور دیگر آمد و رفت کے ذرائع نے پونے چودہ سو سالہ اسلامی لٹریچر کو جمع کر دیا ہے۔ کوئی بات اندھیرے میں نہیں رہی۔ بلکہ نقلی اور عقلی علوم جو اب تک نوشتوں کی شکل میں ملتے تھے قطعی طور پر اب سارے کے سارے انسان کے سامنے آچکے ہیں۔ ہم نہیں جانتے کہ ایسا کہنے والے اور غلط الزام لگانے والے کیونکر ایسی جرأتیں کرتے رہتے ہیں اور حقائق پر پردہ ڈالنے کی کس لئے اس قسم کی بدعنوانیاں اور غلط بیانیاں کرتے رہتے ہیں۔ کیا اب بھی ان کو یہ توقع ہے کہ وہ غلطی خوردہ اور فریب خوردہ لوگوں کو اپنا کر عوام کو اس کی دعوت دیتے چلے جائیں گے۔ اور پھر اس کو اُن سے منوا لیں گے۔ ایک دانشمند اور ذی علم انسان کا تو یہ کام نہیں ہو سکتا کہ وہ ایسی جرأت کرے۔ بلکہ ہر ذی ہوش انسان اس بات کو بخوبی سمجھ سکتا ہے کہ آج تاریخ کا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ریسرچ ہو رہا ہے۔ اور قدیم تاریخ کا کھوج لگایا جا رہا ہے۔ جملہ پیروایانِ مذاہب اپنے مذہبوں کی تحقیقات کر رہے ہیں۔ اور اپنے اسلاف کے غلط معتقدات و محدثات کو چھوڑ کر اپنے مذاہب کے صحیح حقائق کو تلاش کر رہے ہیں۔ پیر پرستیاں امام پرستیاں شخص پرستیاں اور پوپ پرستیاں، ختم ہو رہی ہیں۔ اور عنقریب مذاہب کی ان غلطیوں کا راز فاش ہو جائے گا۔ جن کی وجہ سے اسلام کے ستر دو بہتر ٹکڑے بنے اور قرآن حدیث کے تکے بوٹیاں کی گئیں۔ اور قرآن کریم کا یہ فرمان صحیح ہوا۔ وَجَعَلُوا الْقُرْآنَ عِضِينَ۔

بھلا یہ کہیں ٹھکانے لگتی بات ہے کہ جو جماعت اپنے منہ سے ہر وقت اور ہر موقع پر خیر الحدیث کتاب اللہ وخیر الھدی ھدی محمد صلی اللہ علیہ وسلم وشر الامور محدثاتها وکل محدثة بدعة وکل بدعة ضلالة وکل ضلالة فی النار نکالتی ہو اور اس پر اس کا عمل بھی ہو؟ تو وہ جماعت کیونکر نو پیدا شدہ خیال کی جا سکتی ہے۔ کیا یہ نعرہ آج کسی عامل بالحدیث نے وضع کیا ہے۔

بڑے ہی شرم کی بات ہے کہ جس جماعت کا عمل کتاب و سنت پر ہو۔ اس کو نو پیدا شدہ بتلایا جائے اور جو مذاہب کتاب اللہ کے نزول و تکمیل دین سے صدیوں بعد وضع کیے جائیں۔ اور ان کی نسبتیں صدیوں بعد کے امتیوں سے جوڑی جائیں ان کو اصلی و قدیم بتایا جاوے۔ فیا للعجب ثم العجب۔

کیا یہ حقیقت نہیں کہ امام ابو حنیفہ ؒ کا مذہب دوسری صدی میں ان کے شاگردوں نے مدون کیا۔ اور صدہا علماء اور فقہاء کے رائے قیاس اس میں شامل کئے گئے پھر اس کی سند کا بھی کوئی التزام نہیں کیا گیا۔ جس کی وجہ سے اس میں صدہا عالموں نے اپنی رائے، قیاس اور فتووں کو شامل کر دیا۔ اس کو تو صحیح اسلام قرار دیا جاوے اور جس مذہب کا ڈھانچہ کتاب اللہ اور حدیث صحیح سے تیار کیا گیا ہو۔ جس کی صحت اور سند کا التزام اس قدر حزم و احتیاط اور صحیح نقل کے ساتھ کیا گیا ہو۔ کہ اس سے زیادہ صحت اور سند کا التزام آج تک انسانی دنیا نہ کر سکی ہو۔ اس کو نیا، جعلی اور بناوٹی مذہب قرار دیا جاوے۔ اَللّٰهُمَّ اشْفِ صُدُورَ الْعٰلِمِينَ الْمُنْصِفِينَ۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس مقام پر ہم نواب محسن الملک سید مہدی علی خان بہادر مرحوم کی مشہور کتاب تاریخ تقلید اور عمل بالحدیث سے تھوڑا سا نقل کرتے ہیں۔ جو عمل بالحدیث اور جدید مذاہب کے حقائق پر روشنی ڈالنے کے لئے کافی ہے۔ وہو ہذا۔

مذاہب اربعہ کے رواج اور ترک اجتہاد کا سبب

تبع تابعین کے زمانہ میں حدیث و فقہ کی تعلیم و تعلم کی صورت تو وہی تھی۔ جو تابعین کی تھی لیکن اس وقت میں بسبب کثرت مسلمانوں کے اور شروع ہونے جھگڑے اور فساد کے اور جاہل ہونے خلفاء وقت کے اور شائع ہونے جھوٹ اور اختراع کے اور واقع ہونے اختلاف کے خدا نے لوگوں کو مسائل کے جمع کرنے اور اصول و قواعد کے منضبط کرنے اور ارکان و آداب و عبادت کی تشریح کرنے اور اجتہاد اور استنباط اور استخراج کے قاعدے ترتیب دینے پر راغب کیا۔ اس وقت کے نیک اور پاک لوگوں کو حدیث و فقہ کی تدوین کا شوق دیا۔ چنانچہ دوسری صدی کے اوسط سے جس شہر میں جو نامی اور عالم تھا۔ ان میں بعض بعض نے حدیث کی تالیف اور تدوین پر کمر باندھی اور مسائل کا جمع کرنا شروع کیا۔ چنانچہ مکہ میں ابن جریج اور ابن عیینہ نے اور مدینہ میں امام مالک رح اور محمد بن عبد الرحمان، ابن ابی ذئب رح نے اور کوفہ میں ثوری نے اور بصرہ میں ربیع ابن صبیح نے اول اول حدیث میں تالیف کی اور امام ابوحنیفہ رح اور امام مالک رح نے فقہ کی تدوین شروع کی۔ سب سے پہلے حنفی مذہب کی بنیاد پڑی۔ اس لئے امام ابوحنیفہ رح کو خدا نے اجتہاد اور استنباط مسائل اور استخراج فروعات کی ایک خاص قسم کی استعداد دی تھی اور وہ زہد و ورع میں بھی کامل تھے۔ پس انہوں نے اپنے شہر کے امام و فقیہ ابراہیم نخعی کی احادیث و اقوال اور روایات پر اپنے مذہب کی بنیاد قائم کی۔ اور انہیں کے اصول پر استخراج کر کے جزئیات مسائل کا شروع کیا۔ چنانچہ یہ امر بخوبی اس شخص پر ظاہر ہے۔ جس نے امام محمد کی کتاب الآثار اور جامع عبد الرزاق '' اور مصنف ابی بکر ابن شیبہ رح کو دیکھا ہے۔ اور پھر ابراہیم نخعی کے اقوال کو امام ابوحنیفہ رح کے مذاہب سے ملایا ہے۔ غرض جب امام ابوحنیفہ رح نے اس طور پر فقہ کی تدوین شروع کی۔ تب لوگوں نے ان کی طرف رغبت کی۔ اور ان کے اصول و فروع کو پسند کر کے ان سے سیکھا۔ اور فقہائے کوفہ نے ان سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اجتہاد کو قبول اور اُن کے استخراجی مسائل پر عمل کیا۔ اور جب قاضی ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ سے دو شاگرد ان کے ہو گئے۔ تب پہلے شاگرد کی امارت اور قضاء کے سبب سے اور دوسرے شاگرد کے علم اور تالیف کی برکت سے امام کا مذہب سارے عراق اور خراسان ماوراء النہر میں پھیل گیا۔

حنفی مذہب کے بعد بنیاد مالکی مذہب کی پڑی۔ امام مالکؒ حدیث اور فقہ و زہد و تقویٰ میں بہت مشہور تھے۔ اُن کو احادیث نبوی بہت سی یاد تھیں اور روات کے ضعف و ثقوت سے بھی بخوبی واقف تھے۔ چنانچہ انہوں نے نہایت عمدہ اور صحیح اور جامع کتاب حدیث کی لکھی۔ جس کا نام "موطا" ہے۔ اس کی مقبولیت اعلیٰ درجہ پر پہنچی اور ہزاروں آدمیوں نے امام مالکؒ سے حاصل کی۔ پس امام مالکؒ کی اس کتاب کی برکت سے ایسا فائدہ لوگوں نے پایا۔ کہ جس کا کچھ بیان نہیں ہو سکتا۔ پس جہاں جہاں ان کے اصحاب اور شاگرد پہنچے۔ ان کی کتاب کو لوگوں نے دیکھا۔ اور ان کے مذہب پر عمل کرنا شروع کیا۔ پھر تو اُنؒ کے بعد ان کے شاگردوں نے ان کے مذہب کے اصول اور دلائل کو ترتیب دیا۔ اور اُن کی کتاب کے خلاصے کیے۔ ان کے کلام اور فتووں کی شرح کی۔ جہاں تک کہ آغاز ان کا بھی ایک جدا مذہب قرار پایا اور نواحِ مغرب کی طرف جہاں ان کے تلامذہ زیادہ ہوئے۔ مالکی مذہب پھیل گیا۔

اُن دونوں مذاہب کی بنیاد پڑ چکی تھی۔ کہ امام شافعی پیدا ہوئے۔ انہوں نے دونوں مذہبوں کے اصول و فروع کو دیکھ کر اور ان کے کلیات و جزئیات پر نظر کر کے ان باتوں کو جو ان مذہبوں میں ناقص تھیں۔ پورا کیا اور نئے طور سے اصول و قواعد کو ترتیب دیا۔ امام شافعیؒ نے سب سے اول ایک کتاب اصول کی تالیف کی۔ اور اس میں احادیث مختلف کے جمع کرنے کے قاعدے مرتب کیے۔ ۔ ۔ ۔ اور احادیث مرسل اور منقطع پر استناد کرنے کا بغیر پائے جانے کے اس کی شرائط کا التزام ترک کیا۔ انتہیٰ کلامہ

یہ تو تھا مذہب اور تقلید کے متعلق ہمارے زمانے کے مؤرخ کا بیان۔ اب ذرا ایک پرانی تاریخ کا بیان بھی ملاحظہ کیجیے۔ ۵۳۷ھ میں عیسیٰ بن ملک نامی ایک بادشاہ بڑی سلطنت والا ابو حنیفہؒ کے مذہب پر تھا اور پرلے درجہ کا متعصب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھا کتاب "مسعودی" اس کو تمام یاد تھی۔ لوگوں کو حنفی مذہب اختیار کرنے کی ترغیب دیتا تھا۔ اور کہتا تھا۔ کہ سب کے سب امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہی کے اقوال پر عمل کرو۔ صاحبین یعنی ان کے شاگردوں کے اقوال پر بھی عمل نہ کرو۔ اور اس کے حکم کے بموجب فقیہوں نے ایک ایسی کتاب اس کو بنا دی تھی۔ کہ جس میں بجز اقوال ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے اور کسی کا بھی حکم نہ تھا۔ اس کو بھی اس نے یاد کر لیا تھا۔ اور بسبب تعصب اپنے مذہب کے جس قدر شافعی مذہب والے اس ملک میں تھے سب کو قتل کر ڈالا تھا۔ انتہی ملخصا

("تاریخ ابن خلکان")

حضرت حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا معتبر بیان بھی ملاحظہ فرمایئے۔

آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

إعْلَمْ أن الناس كان قبل المائة الرابعة غير مجمعين على التقليد الخالص لمذهب واحد بعينه۔

ترجمہ: تم اس بات کا یقین کر لو کہ مسلمان چوتھی صدی سے پہلے کسی خاص مذہب کی تقلید پر متفق نہ تھے)۔ مختصر ان حوالہ جات سے یہ بات بخوبی روشن ہوتی ہے کہ مذاہب اربعہ کا رواج کب ہوا اور کس طرح ہوا۔ اب ذرا مسلک عمل بالحدیث کی دردناک داستان ملاحظہ ہو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں آپ نے مسلمانوں کے دلوں اور دماغوں میں یہ سمو دیا تھا کہ میں دو چیزیں تمہارے لیے چھوڑ کر جاؤں گا۔ کتاب اللہ و سنت۔ چنانچہ فرمایا:

تَرَكْتُ فِيكُمْ أَمْرَيْنِ كِتَابُ اللهِ وَسُنَّتِي۔ اور قرآن مجید کا یہ حکم ہر مسلمان سن چکا تھا۔ کہ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ اس پر تمام مسلمان اور صحابہؓ عمل پیرا تھے۔ اور مسائل دینی میں صرف کتاب اللہ و سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حجت سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ ہمارے زمانے کے مشہور مؤرخ مولانا اکبر شاہ خان صاحب اپنی کتاب قول حق میں تحریر فرماتے ہیں جو احقاق حق اور اظہار صداقت کے لیے مرحوم نے تصنیف فرمائی تھی۔ گذشتہ صدی میں اگرچہ دوسرے علوم اور قرآن مجید کے سوا دوسری کتابوں کے لکھنے اور پڑھنے کی طرف مسلمان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

متوجہ ہو چکے تھے۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثوں کے متعلق ابھی تک یہی دستور چلا آتا تھا۔ کہ تابعی اور تبع تابعی احادیث کو اپنے حافظے میں محفوظ رکھتے اور زبانی ہی اپنے شاگردوں کو یاد کراتے اور لوگوں کو سناتے تھے۔ اجتہادی مسائل میں علماء کے فتوے مختلف ہو جاتے تھے۔ یہ اختلاف کبھی تو حدیثوں کے مطالب مختلف ہونے کی وجہ سے ہوتا۔ یعنی ایک عالم ایک حدیث کو اپنے فتوے کی بنیاد قرار دیتا اور دوسرا عالم دوسری حدیث کو اختیار کرتا۔ اس قسم کا اختلاف صحابہ کرام کے زمانہ سے موجود تھا۔ اور اس کو مسلمانوں کے لئے رحمت بتایا گیا تھا۔ مسلمان اس کو رحمت سمجھتے بھی تھے۔ ایک دوسرے پر نہ معترض ہوتا اور نہ اس کو خاطی اور گنہگار خیال کرتا۔ کبھی یہ اختلاف ایک ہی حدیث سے دو قسم کے مطالب اخذ کرنے پر واقع ہوتا تھا۔ مثلاً ایک عالم نے ایک نتیجہ اخذ کیا اور دوسرے نے دوسرا نتیجہ نکالا۔ اس طرح دو مختلف فتوے صادر ہوئے۔ کہ یہ اختلاف بھی اسی پہلی قسم کا اختلاف اور مسلمانوں کے لئے رحمت تھا۔ کبھی اختلاف کی وجہ یہ ہوتی کہ ایک عالم کو ایک حدیث پہنچی تو اس نے اس حدیث کے موافق فتویٰ دیا۔ اور دوسرے عالم کو وہ حدیث نہیں پہنچی۔ اس نے اپنے اجتہاد کی بنیاد پر فتویٰ صادر کر دیا۔ یہ اختلاف بھی مسلمانوں کے لئے رحمت اور اذیت کا موجب تھا۔ کیونکہ جو شخص حدیث کی غیر موجودگی میں رائے قیاس سے کوئی فتویٰ دیتا۔ تو یہ شرط لگاتا۔ کہ اگر حدیث مل جائے تو میرا فتویٰ چھوڑ دینا اور حدیث پر عمل کرنا۔ فتویٰ دیتے وقت مذکورہ شرط کا لگانا اس لئے ضروری سمجھا جاتا تھا۔ کہ ان لوگوں کو معلوم تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ احادیث جو صحابہ کرام کے ذریعہ روایت ہو کر لوگوں کو پہنچی ہیں وہ ساری کی ساری ایک جگہ مجتمع نہیں ہیں۔ بلکہ مختلف شہروں اور مختلف عالموں تک پہنچ چکی ہیں۔ اور دوسرے شہروں میں جانے اور دوسرے عالموں سے ملاقات کرنے سے واقفیت بڑھتی رہتی ہے۔ کہ مدینہ دمشق قاہرہ کوفہ بصرہ وغیرہ صحابہ کرام کے بھی قیام گاہ رہے ہیں۔ اور ان مقامات میں ان کے شاگرد یعنی تابعی لوگ اور تابعین کے شاگرد تبع تابعین موجود تھے۔ جن جن صحابیوں کے شاگرد جن جن شہروں میں زیادہ موجود تھے۔ ان شہروں میں ان صحابیوں کی روایت کردہ احادیث لوگوں کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

زیادہ یاد تھیں اور انھیں احادیث کا زیادہ چرچا تھا۔ اور اُن ہی صحابیوں یا اُن کے شاگردوں کے اجتہادی مسائل زیادہ مروّج تھے۔ اور انہیں پر قیاس کر کے نئے نئے اجتہاد بھی کئے جاتے تھے۔ اور اس دوسری قسم کے تمام مسائل فرعی ہوتے تھے باوجود اس اختلاف کے کوئی تفریق اور کوئی گروہ بندی نہ تھی۔ مدینہ والے۔ مکہ والوں کو۔ کوفہ والے بصرہ والوں کو کسی الگ مذہب کا متبع اور دوسرے فرقہ کا پیرو نہیں سمجھتے تھے۔ بلکہ وہ لوگ اختلاف کے اس ناگریز سبب سے واقف تھے ایک کے ذریعہ دوسرا اپنی واقفیت کو وسیع کرنا چاہتا تھا۔ اور سب کا ایک ہی اسلام تھا۔ جس کے عقائد نہایت صاف اور سادہ۔ اور اعمال نہایت آسان تھے۔ دماغ کو پریشان کرنے والی موشگافیاں اور پیچیدگیاں اعمال وعقائد میں مطلق نہ تھیں۔ ان کا قبلہ قرآن مجید اور اس کے بعد احادیث نبوی اور آثار صحابہ تھے۔ کتاب وسنت کے سوا وہ لوگ اسلام کے لئے اور کسی چیز کو ضروری اور لازمی نہ سمجھتے تھے۔

(۱۵ اپریل ۵۲ء)

خواجہ حسن نظامی دہلوی کے سوالات علمائے اہل حدیث سے

خواجہ صاحب دہلوی نے مختلف فرقوں سے چند سوال کئے ہیں۔ مثلاً شیعوں سے، قادیانیوں سے اور علمائے اہل حدیث سے خواجہ صاحب نے جو سوالات کئے ہیں اہل حدیث کی طرف سے ان کے جوابات خواجہ صاحب کو غالباً معلوم ہوں گے۔ چونکہ مذہب اہل حدیث اور اسلام دو مترادف لفظ ہیں اس لئے جواب سے پہلے ہماری گذارش تو یہی ہے ؎

نئے لوگوں کی کیجئے آزمائش ضرورت کیا ہمارے امتحاں کی

بہرحال خواجہ صاحب کے سوالات مع جوابات درج ذیل ہیں۔

سوال (۱)۔ کیا فرماتے ہیں جماعت اہل حدیث کے علماء اس مسئلہ میں کہ جو مسلمان آیات قرآنی اور احادیث نبوی پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر چاروں اماموں میں سے کسی ایک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امام کی تقلید ان کے ایمان میں کوئی فتور پیدا کرتی ہے یا نہیں؟

(منادی دہلی ص۳ ۔ ۸ جنوری ۱۹۴۱؁ء)

جواب (۱): اس سوال کا جواب شمس العلماء مولانا سید نذیر حسین صاحب دہلوی۔ المعروف میاں صاحب نے اپنی کتاب "معیار الحق" میں دیا ہوا ہے۔ مرحوم نے مسئلہ تقلید شخصی کو چند قسموں میں تقسیم کیا ہے۔ ان میں سے ایک قسم مباح بتائی ہے۔ یعنی اس پر کوئی گناہ مرتب نہیں ہو سکتا۔ وہ یہ ہے کہ مقلد کسی ایک امام کو محقق سمجھ کر ہمیشہ اسی کی بات مانتا رہے۔ مگر اس تعیین کو شرعی حکم نہ سمجھے۔ بلکہ ایسے مقلد کو اگر اپنے امام کے قول کے خلاف کوئی حدیث معلوم ہو جائے تو فوراً اس کی طرف رجوع کرے۔ اپنے امام کی بات پر اصرار نہ کرے۔ مرحوم نے دوسری قسم کو حرام بتایا ہے۔ یہ وہ تقلید ہے جس میں مقلد اس تعیین کو حکم شرعی سمجھے۔

اس فتوے میں میاں صاحب مرحوم متفرد نہیں ہیں۔ بلکہ فقہاء حنفیہ بھی اس کے قائل ہیں۔ رد المحتار شامی شرح در مختار میں بالتصریح مذکور ہے۔ لَيْسَ عَلَى الْإِنْسَانِ الْتِزَامُ مَذْهَبٍ مُعَيَّنٍ۔ (شامی مطبوعہ مصر جلد ۱ ص۵۳)

بس اس سوال کا جواب تقلید کرنے والوں کی نیت پر موقوف ہے

دوسرا سوال: جو مسلمان اہل حدیث کے عقائد اور اعمال سے الگ ہیں۔ اور کسی امام کی تقلید میں اس طرح ارکان اسلام کو ادا کرتے ہیں جن میں جماعت اہل حدیث کے عقائد اور اعمال کے مقابلہ میں کچھ فروعی فرق اور اختلاف معلوم ہوتا ہے۔ تو ایسے مقلد مسلمانوں سے مزاحمت کرنا ضروری ہے یا نہیں۔ ایسی حالت میں کہ وہ مقلد مسلمان غیر مقلد مسلمانوں کے عقائد اور اعمال کے خلاف کچھ نہ کہتا ہو۔ (منادی تاریخ مذکور)

جواب نمبر ۲: اس کا جواب بھی پہلے سوال کے جواب میں آگیا ہے۔ تقلید کرنے والا پہلی دو قسموں میں سے جس قسم میں داخل ہو گا۔ ویسا ہی حکم اس پر لگے گا۔ فقہاء حنفیہ نے تقلید شخصی کے متعلق صاف لکھا ہے۔ کہ "کوئی شخص کسی ایک امام کی تقلید اپنے اوپر لازم کرلے تو بھی یہ لازم نہیں ہوتی" (رد المحتار مصری جلد ۳ ص۱۹۰)

تیسرا سوال: کیا علمائے اہل حدیث سیاسی معاملات میں اپنے عقائد کے اختلافات کو محدود رکھنا اور دوسرے فرقوں کے مسلمانوں سے متحد ہو جانا جائز سمجھتے ہیں یا نہیں؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(منادی دہلی۔ تاریخ مذکور)

جواب نمبر۳۔ بے شک جائز سمجھتے ہیں۔ کیونکہ علماء اہل حدیث از روئے علم منطق جانتے ہیں کہ انواع متمایزہ اپنی جنس اور جنس الاجناس میں ضرور شریک ہوتی ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ **الانسان والفرس والبقر ما ھم** کے جواب میں حیوان آتا ہے۔

اگر آپ چاہیں گے تو ہم ان علمائے اہل حدیث کے نام بتا دیں گے جو اس وقت بھی ہندوستان کی سیاسیات میں بلا تکلف شریک ہیں۔

خواجہ صاحب! ہم آپ کے سوالات سے فارغ ہو گئے ہیں۔ اب ہمارا بھی ایک سوال حل کر دیجئے اگر آپ اسے حل کر دیں گے تو ہم آپ کے بہت مشکور ہوں گے۔ پس توجہ سے سنیے!

آپ جو اپنی تحریر میں جملہ ھو الکل لکھا کرتے ہیں اس کے کیا معنی ہیں؟ اس میں تو شک نہیں کہ ھو کی ضمیر اللہ کی طرف راجع ہے اور الکل سے مراد کل کائنات ہے پس ہمارا سوال یہ ہے کہ یہ کل افرادی ہے یا مجموعی۔ افرادی ہونے کی حالت میں کائنات میں سے ہر شے اس ھو کی جو مبتدا ہے خبر بنے گی۔ اس صورت میں اس کے معنی ہوں گے **ھو کل شیئ** جو بحکم عکس القضیہ یوں بولا جائے گا۔ **کل شیئ ھو۔** مثلاً انسان، چڑیا، کوا، طوطا، مینا وغیرہ میں سے ہر ایک اللہ کا مصداق ہوگا۔ یعنی اللہ انسان ہے۔ چڑیا ہے۔ طوطا ہے اور مینا ہے۔

اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس قول کے قائل کے نزدیک ہر ایک جانور طوطا۔ مینا وغیرہ الٰہ (معبود) ٹھہرے گا۔ کیونکہ یہ ھو (مبتدا) کی خبر ہے۔ کل کو مجموعی کہنے کی صورت میں یہ ترجمہ ہوگا۔ کہ کل کائنات کا مجموعہ مل کر معبود ہے۔ جس میں اس قول کا قائل بھی داخل ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے۔ کہ معبودیت میں وہ بھی حصہ دار ہے۔ آپ خود ہی فرمائیے کہ ان دونوں تشریحوں میں سے آپ کی مراد کون سی تشریح ہے۔ یا ان کے علاوہ اور کوئی تشریح مراد ہے۔ ہم سے پوچھیں تو ہم اپنا عقیدہ مولانا روم رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں پیش کئے دیتے ہیں۔ جو فرماتے ہیں ؎

اے برون از وہم و قال و قیل من — خاک بر فرق من و تمثیل من

اس مضمون کو آپ کے دہلوی شاعر مرزا غالب مرحوم نے یوں ادا کیا ہے ؎

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے پرے سرحدِ ادراک سے اپنا معبود ~~مسجود~~ قبلہ کو اہلِ نظر قبلہ نما کہتے ہیں
(۲، محرم سنہ ۱۳۶۱ھ)

تشریح مزید از قلم حضرت العلامہ مولانا مفتی ابو الوفاء ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

آج اسلامی دنیا سے ایک گونج دار آواز آ رہی ہے۔ کہ مسلمانوں کو فرقہ بندی نے تباہ کر دیا مگر یہ نہیں بتایا جاتا کہ فرقہ بندی کیا چیز ہے اور اس کی ابتدا کب سے ہوئی ہے۔ کچھ شک نہیں کہ زمانۂ رسالت اور عہدِ خلافت میں اسلام ایک ہی شکل میں تھا مسائل میں اختلاف تھا۔ باوجود اس کے فرقہ بندی نہ تھی۔ جس کسی کو ضرورت پیش آتی۔ وہ اپنے ہاں کے جس عالم سے چاہتا مسئلہ پوچھ لیتا۔ شیخ ابن الہمام رئیس الحنفیہ کا قول ردالمختار شامی میں ایسا ہی منقول ہے۔ (مصری جلد سوم ص۱۹۶)

اتفاق حسنہ سے رسالہ برہان" دہلی بابت جولائی ۱۹۴۵ء میری نظر سے گذرا۔ تو اس میں یہ مضمون بالفاظ ذیل ملا۔ مولوی مناظر احسن صاحب حیدر آباد سے لکھتے ہیں کہ عہد صحابہ ہی سے مسلمان ان امور میں مختلف ہوتے رہے۔ لیکن نہ اس اختلاف کو انہوں نے چنداں اہمیت دی، اور یہ تو کبھی ہوا ہی نہیں کہ محض اس اختلاف کی وجہ سے مسلمانوں کے کسی گروہ کو دوسرے طبقہ سے جدا کیا گیا ہو بلکہ اس اختلاف میں افادے کے نت نئے پہلو مختلف زمانوں میں مسلمان جو پیدا کرتے رہے ان کی ایک حد تک تفصیل سنائی جا چکی ہے۔ (برہان دہلی بابت ماہ جولائی ۱۹۴۵ء ص۶)

اہلِ حدیث اس کے ساتھ ہی حضرت حجۃ اللہ شاہ ولی اللہ قدس سرہٗ کا بیان ملایا جائے تو بات واضح ہو جاتی ہے کہ فرقہ بندی ارباب تقلید نے پیدا کی ہے۔ حضرت ممدوح حجۃ اللہ میں فرماتے ہیں۔ تین سو سال تک فرقہ بندی بشکل تقلید نہیں تھی۔ چوتھی صدی کے شروع میں اس کی ابتدا ہوئی۔ **انا للہ!**

نتیجہ صاف ہے کہ مسائل میں اختلاف ہونے سے فرقہ بندی نہیں ہوتی۔ ہاں فرقہ بندی یہ ہے کہ کہا جائے۔ کہ یہ ہمارا مذہب ہے۔ اور وہ شافعیؒ کا اور وہ مالکؒ کا۔ یہاں تک کہ طریق استدلال بھی جدا جدا بتایا جائے۔ چنانچہ صاحب توضیح نے حنفی مقلد کا طریق استدلال یوں بتایا ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هذا ما ادّى اليه رأى ابى حنيفة وكل ما ادّى اليه رأى ابى حنيفة فهو عندى صحيح۔ یعنی۔ یہ مسئلہ ابو حنیفہؒ کی رائے ہے اور جو ابو حنیفہؒ کی رائے ہے وہ میرے نزدیک صحیح ہے۔

یہی حق شافعیوں کو دیا گیا ہے۔ هذا رأى الشافعى وكل رأى الشافعى فهو عندى صحيح۔

اس فرقہ بندی کی مثال؟ منطقی اصطلاح میں یوں سمجھنی چاہیئے کہ ہر صنف کو نوع بتایا جائے۔ جیسا یہ غلط ہے۔ ویسا ہی فرقہ بندی بھی غلط ہے۔ مولانا حالی مرحوم نے ایک بندہ اس کے متعلق یوں لکھا ہے ؎

سدا اہلِ تحقیق سے دل میں بل ہے حدیثوں پہ چلنے میں دین کا خلل ہے
فتاووں پہ بالکل مدارِ عمل ہے ہر اک رائے قرآں کا نعم البدل ہے۔
کتاب اور سنت کا ہے نام باقی
خدا اور نبیؐ سے نہیں کام باقی

(۲۶ رجب المرجب ۱۳۶۵ھ)

تقلید اور اقتدا اس عنوان سے اخبار "سچ" لکھنؤ میں ایک سلسلہ مضمون نکلا ہے فاضل مضمون نگار (مولانا مناظر احسن استاد جامعہ عثمانیہ حیدر آباد دکن) کا نام دیکھ کر ہم نے اس مضمون کو بغور دیکھا۔ گمان تھا کہ فاضل موصوف مسئلہ تقلید کو اپنے علم و فضل سے کماحقہ منقح کر کے ناظرین کو مستفید فرمائیں گے۔ مگر سارا مضمون دیکھ کر ہماری تشنگی بحال رہی۔ کیوں؟

اس لئے کہ بحکم (وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا) مسئلہ تقلید کی تنقیح اور تحقیق کرنے والے کا فرض ہوتا ہے کہ پہلے تقلید کی تعریف کرے۔ پھر اس کی تقسیم پھر اس کا حکم ہونا چاہیئے۔ سلسلۂ مذکورہ کو ہم نے اس سے خالی پایا بلکہ مولانا موصوف ان سب مراتب سے آگے جا کر ایک فقرہ لکھ گئے۔ جس کی وجہ سے ہمیں یہ نوٹ لکھنا پڑا۔ ورنہ ہم اس پر توجہ نہ کرتے۔ مولانا فرماتے ہیں۔

"سچ ہے کہ ائمہ اسلام اصول میں نہیں۔ بلکہ بہت دور کے بعض فروعی مسائل

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں باہم کچھ اختلاف ضرور رکھتے ہیں۔ لیکن ان اختلافات کو تم اتنی اہمیت کیوں دیتے ہو۔ اختلاف جس سے تفرق پیدا ہوتا ہو۔ قابلِ ملامت ہے۔ ہم سے کہا گیا ہے۔ وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِن بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ "اور نہ ہو جانا ان لوگوں کے مانند جو بکھر گئے اور مختلف ہوئے کھلی باتوں کے آ جانے کے بعد" لیکن کون کہہ سکتا ہے کہ حنفیت و شافعیت کے اختلاف نے باہم مسلمانوں کو جدا کیا۔ حنفیوں نے ہمیشہ شافعیوں سے تعلیم حاصل کی۔ شافعیوں نے بسا اوقات حنفیوں کے ہاتھ پر بیعت کی، مرید ہوئے اور دیکھو! عرب میں، عجم میں، مصر میں، مراکو میں، کیا مالکیوں نے حنفی امام کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھیں؟ کتنے حنفی تھے جن کو شافعی غزالیؒ نے صوفی بنایا۔ اور کتنے شافعی تھے جو حنبلی شیخ الشیوخ قطب الاسلام گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے توسل سے فلاح و فوز کی بلندیوں تک پہنچے۔ (۸ اگست ۱۴ء)

اہلحدیث:۔ اس دعویٰ کی تحقیق کے لئے ائمہ اصول کے اقوال سامنے رکھ کر پوچھیں گے کہ خدا را انصاف!

تقلید کی جامع مانع تعریف یہ ہے کہ۔ التقليد اخذ قول من غير معرفة دليله (متن جمع الجوامع للسبکی) یعنی کسی غیر نبی کا قول بغیر اس کی دلیل پہچاننے کے قبول کرنا تقلید ہے۔ اس کا نتیجہ شارح الفاظ میں یوں ہے۔ واخذ قول الغير مع معرفة دليله اجتهاد وافق اجتهاد القائل۔ (شرح جمع الجوامع جلد ۲ صفحہ ۲۵۱) یعنی کسی غیر نبی کی بات کو اس کی دلیل کے ساتھ قبول کرنا تقلید نہیں بلکہ اجتہاد ہے۔"

فاضل مضمون نگار حیدر آباد میں رہتے ہیں۔ اس لئے تعریفِ تقلید میں حیدر آباد کے ایک بزرگ کا قول ہم نقل کرتے ہیں۔

"تقلید کے معنی یہ ہیں کہ کسی شخص کو معتبر سمجھ کر اس کے فعل و قول کی پیروی بغیر طلب دلیل کی جائے۔" (حقیقۃ الفقہ مصنفہ مولانا انوار اللہ مرحوم حیدر آبادی حصہ دوم ص۲)

اس تعریف کے بعد تقلید کی تقسیم۔ تقلید مطلق یہ ہے کہ بغیر تعیین کسی عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کیا جائے۔ جو اہل حدیث کا مذہب ہے۔ تقلید شخصی یہ ہے کہ خاص ائمہ اربعہ میں سے ایک امام کی بات مانی جائے۔ جو مقلدین کا مذہب ہے۔ یہ ہے تعریف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور تقسیم۔ اب سوال یہ ہے کہ تقلید کا حکم کیا ہے۔ اصحاب تقلید کہتے ہیں کہ تقلید فرض واجب ہے۔ اس پر غور طلب امر یہ ہے کہ جس صورت میں تقلید کی تعریف میں عدم معرفت دلیل" داخل ہے اور ان کے نزدیک دلیل نام ہے قرآن و حدیث اجماع اور قیاس کا تو اس صورت میں تقلید کے فرض واجب ہونے کا صاف نتیجہ ہے کہ مقلد کو بوقت تقلید قرآن و حدیث وغیرہ کا پڑھنا حرام ہے۔ کیونکہ اس تقلید کی فرضیت میں نقص آتا ہے۔ یا للعجب۔ خیر یہ تو ہے تقلید کی تعریف تقسیم اور حکم پر بحث۔ اب ہم فاضل مضمون نگار کے مقولہ پر متوجہ ہوتے ہیں۔ آپ نے لکھا ہے کہ

ائمہ اسلام اصول میں مختلف نہیں تھے" حالانکہ علماء اصول کی تصریحات اس کے خلاف ہیں۔ علامہ تاج الدین سبکی لکھتے ہیں

فان ابا یوسف و محمدا یخالفان اصول صاحبہما　　"یعنی صاحبین امام صاحب رح کے اصول میں مخالف تھے۔"

(طبقات سبکی ج ا ص ۲۴۳)

مولانا عبدالحی رح لکھتے ہیں

فان مخالفتہما لامامہما فی الاصول غیر قلیلۃ حتی قال الامام الغزالی فی المنخول انہما خالفا ابا حنیفۃ فی ثلثی مذہبہ (مقدمہ شرح وقایہ)　　"یعنی امام ابو یوسف اور محمد کی امام صاحب سے اصول میں مخالفت بہت زیادہ ہے یہاں تک کہ امام غزالی نے لکھا ہے کہ یہ دونوں صاحب امام صاحب کے مذہب سے دو ثلث مخالف ہے۔"

قاضی دبوسی نے کتاب "تاسیس النظر" میں ان کی اصول کی تفصیل درج ہے۔ جن میں شاگرد اپنے استاد معظم کے مخالف تھے۔ اس کے سوا وہ اصول بھی لکھے ہیں جن میں ائمہ اربعہ باہمی مخالف ہیں۔

نوٹ: اس بحث کی تفصیل ہمارے رسالہ "تقلید شخصی اور سلفی" میں ملتی ہے۔ اب ہم یہ بتانا چاہتے ہیں کہ فاضل مضمون نگار نے جو حنفیت اور شافعیت وغیرہ کو موجب تفرق ہونا تسلیم نہیں کیا۔ ہماری دلی تمنا ہے کہ موجب تفرق نہ ہو۔ مگر علماء اصول کی تصریحات اس کے خلاف ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاضل موصوف سے مخفی نہ ہوگا کہ جن دو فریقوں میں حجت شرعیہ اور طریق استدلال الگ الگ ہو توان میں فرق لازمی ہے۔ ذرا تفصیل سے سنیئے!

علم اصول کی مستند کتاب توضیح کے مصنف صدر الشریعہ حنفی مقلد کی دلیل اور طرز استدلال بتاتے ہیں۔ ھذا عندی صحیح لانہ ادی الیہ رای ابی حنیفۃ فھو عندی صحیح۔ (توضیح تعریف علم الفقہ)۔

یعنی حنفی مقلد کی دلیل یوں ہونی چاہیئے کہ:۔

"یہ قول ابوحنیفہؒ کا ہے اور جو قول ابوحنیفہؒ ہے وہ میرے نزدیک صحیح ہے"۔

ٹھیک اسی طرح شافعیہ کا اصول ہے اور ہونا چاہیئے کہ:۔

"یہ قول شافعیؒ کا ہے۔ اور جو قول شافعی کا ہے میرے نزدیک وہی صحیح ہے"۔....

علیٰ ہذا دوسرے مقلدین کا ۔ فرمایئے جب ہر فریق کے نزدیک اس کے امام کی بانسبت داخل فی الدلیل ہے تو تفریق ہوئی یا وحدت۔

منطقی اصطلاح میں اس کی مثال یوں ہے کہ جنس فصول مختلفہ سے مل کر انواع مختلفہ بنتی ہے۔ اور انواع مختلفہ قسیم ہیں جو یقیناً الگ الگ ہیں۔

اسی طرح دلیل (قرآن اور حدیث) کی حجیت میں جب امام کا فہم داخل ہے۔ تو قرآن اور حدیث بمنزلہ جنس کے ہوئے۔ جو فہم ابوحنیفہؒ اور فہم شافعیؒ وغیرہ سے مل کر انواع بنتے ہیں پس تفریق لازم۔

اسی کا نتیجہ ہوا کہ کعبہ شریف جیسے واحد مرکزی مقام میں چار مصلے بنائے گئے۔ جس کا اثر یہ ہوا کہ ایک گروہ کے جماعت کراتے ہوئے دوسرا اور دوسرے کے کراتے ہوئے تیسرا اور تیسرے کے کراتے ہوئے چوتھا گروہ بیٹھا رہتا تھا۔ حتیٰ کہ کسی عارف خدا کو کہنا پڑا ؎

دین حق را چار مذہب ساختند رخنہ در دین نبی انداختند

خدا جزائے خیر دے جلالۃ الملک ابن سعود (ایدہ اللہ بنصرہ) کو جن کی حکمت عملی سے چار مصلوں کی بجائے ایک ہی جماعت ہوگئی۔ فللہ الحمد۔

(اہل حدیث امرتسر۔ صفحہ ۱۲ رجمادی الاول ۱۳۵۱ھ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام و فضلائے انام و فقہائے عظام اس مسئلہ میں کہ چار مصلوں کا ایجاد کرنا قرآن شریف و احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا ائمہ اربعہ سے ثبوت ہے یا نہیں۔ بینوا بیانا شافیا توجروا عند اللہ اجرا عظیما۔

الجواب: چار مصلے قائم کرنا خود ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں۔ نہ اُن کے زمانہ میں قائم ہوئے ہیں۔ بلکہ اُن کے زمانہ سے بہت دنوں بعد ایک بادشاہ نے قائم کردیے ہیں۔ اس میں یہ خرابی تو ظاہر ہے کہ جماعت ہو رہی ہے اور دوسرے مصلے کے لوگ بیٹھے ہیں جماعت اولیٰ میں شریک نہیں ہوتے۔ اسی طرح ان میں اور بھی خرابیاں ہیں۔ بس یہ فعل دلائل شرعیت سے ثابت نہیں ہے بلکہ اس کے خلاف ہے حرمین شریفین کی وہ باتیں جن میں کوئی ممانعت شرعی موجود ہو۔ قابل حجت اور استدلال نہیں اور خود مذہب اربعہ کے محققین نے ان مصلوں کو ناجائز فرمایا ہے۔

واللہ اعلم واتم واحکم

کتبہ محمد کفایت اللہ عفا عنہ
مدرس مدرسہ امینیہ دہلی و سکرٹری جمعیت علماء ہند

الجواب صحیح الجواب صواب	بندہ محمد یامین، مدرسہ امینیہ
بندہ ضیاء الحق عفی عنہ دہلی (مرحوم ہتمم) مدرس مدرسہ امینیہ دہلی	

الجواب صحیح والمجیب العلام نجیح الجواب صحیح	
احقر الزمن محمد مہدی حسن غفرلہ	سید لطیف مدرسہ امینیہ دہلی شہری مسجد مدرس مدرسہ فتحپوری رحال وارد ذاندھیر ضلع سورت اہلی

الجواب صحیح	جواب صحیح ہے
بندہ عبد العزیز عفی عنہ، مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی	مظہر الحسن مدرس مدرسہ فتحپوری دہلی

اخبار محمدی بابت پندرہ ستمبر ۱۹۲۷ء
جلد ۲ ع ۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ایک علمی سوال

مولوی محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم دیوبند نے جلسہ احناف منعقدہ ضلع الٰہ آباد میں خطبہ صدارت پڑھا۔ خطبہ میں ساری توجہ مسئلہ تقلید پر مبذول رکھی۔ اور جلسہ امرتسر میں بھی منتظمین نے تقلید کا عنوان داخل کیا ہے۔ اسی لئے میرے دل میں خیال آیا کہ اسی جلسہ میں دیوبندی علماء کی خدمت میں ایک سوال پیش کر کے حل کراؤں۔ امید ہے کہ علماء ممدوحین اس سوال کو علمی مذاکرہ سمجھ کر تحریری جواب سے خورسند فرمائیں گے۔

تقلید۔ آپ حضرات سے مخفی نہیں کہ علماء اصول کی اصطلاح میں نفس مسائل شرعیہ کا جاننا علم نہیں بلکہ کتاب و سنت کی روشنی میں دلائل کے ساتھ جاننا علم ہے۔ ان مدعیان کی مثال قدوری اور ہدایہ ہے۔ تقلید کی تعریف میں امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ (التقلید ھو قبول قول بلا حجۃ) کتاب المستصفی مصری ج ۲ ص ۳۸۷۔

صاحب مسلم الثبوت لکھتے ہیں۔ (التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجۃ (مسلم ص ۲۸۹)

علامہ ابن حاجب مصنف کافیہ فرماتے ہیں۔ (فالتقلید العمل بقول غیرک من غیر حجۃ (مختصر ابن حاجب ج ۲ ص ۳۰۵)

جمع الجوامع میں تقلید کی تعریف میں یوں مرقوم ہے۔ (التقلید اخذ القول من غیر معرفۃ دلیلہ۔ (جمع الجوامع لابن السبکی ج ۲ ص ۲۵۱)

نور الانوار میں تقلید کی تعریف یوں ہے۔ التقلید اتباع الرجل غیرہ فیما سمعہ بقولہ او فی فعلہ علیٰ زعم انہ محقق بلا نظر فی الدلیل (حاشیہ نور الانوار ط ۲۱۲ مطبع انوار محمدی لکھنؤ)

ان سب تعریفات کا مفہوم مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم نے یوں ادا کیا ہے۔ تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلا دے گا۔ اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا۔ (الاقتصاد ص ۱)

حضرات! آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ تقلید کی تعریف میں بالاتفاق دلیل کی عدم معرفت داخل ہے۔ گویا وہ فصل مقوم ہے جس کے بغیر تقلید کی ماہیت متقرر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہو سکتی پس جو شخص مسائل دینیہ کو دلیل کے ساتھ جانتا ہو نہ صرف جانتا ہو۔ بلکہ تعلیم دیتا ہو۔ بلکہ ان کو حق ثابت کرنے کے لیے ہر وقت مستعد رہتا ہو۔ جیسے آپ حضرات کی ذوات مبارکہ ہیں۔ ایسے شخص کے علم و فضل پر تقلید کی تعریف کیونکر صادق آسکتی ہے۔ اور اس کو مقلد کیونکر کہا جا سکتا ہے اس کے متعلق بھی علمائے اصول کا فیصلہ پیش کرتا ہوں شرح جمع الجوامع میں تقلید کی تعریف پر جو امر متفرع کیا گیا ہے۔ وہ قابل غور ہے۔ فرماتے ہیں:

اخذ قول الغير مع معرفة دليله اجتهاد وافق اجتهاد القائل (ج ۲ ص ۳۵۱) یعنی کسی مجتہد کے مسئلہ کو دلیل کے ساتھ صحیح سمجھنا اجتہاد ہے جو مجتہد اول کے موافق واقع ہوا ہے۔ تقلید کی تعریف اور تشریح کے بعد میں آپ حضرات کی علمی حیثیت کا ذکر کرتا ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ آپ لوگ مسائل دینیہ کو بالدلیل جانتے ہیں..... ایسا جانتے ہیں کہ نہ صرف طلباء کو سمجھانے کی قدرت رکھتے ہیں۔ بلکہ ان کو عالم بالدلیل بناتے ہیں۔ تو کیا آپ حضرات کی علمی حیثیت کو ملحوظ رکھ کر آپ کو مقلد کہا جائے یا غیر؟ یہ ایک سوال ہے۔ جس کے لیے میں نے آپ حضرات کو متوجہ کیا ہے۔ میں اپنا عندیہ عرض کئے دیتا ہوں کہ کسی شخص کو مقلد کہنا اس کے عالم ہونے کی نفی کے برابر ہے۔ اس لیے آپ حضرات کو مقلد کہنے کے علاوہ تعریفات مذکورہ کے مجھے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ سخت مانع ہوئے ہیں۔ گویا وہ فرماتے ہیں کہ دیوبندی علماء چونکہ مسائل کو دلیل کے ساتھ جانتے ہیں۔ اس لئے ان کو مقلد نہ کہو۔ کیونکہ (ليس ذالك التقليد طريقا الى العلم لا فى الاصول ولا فى الفروع حوالہ مذکور) تقلید علم کا درجہ نہیں ہے۔ اور نہ علم کا ہے۔ بلکہ جہالت کا درجہ ہے۔ یہی معنی ہیں علماء اصول کے اس قول کے۔

إِنَّمَا التَّقْلِيدُ وَظِيفَةُ الْجَاهِلِ.

پس آپ حضرات ان اصولی حوالجات کے ماتحت اعلان فرمائیں کہ آپ کو مقلد کہیں یا غیر۔ بَيِّنُوا تُوجَرُوا۔

پس اس امر کا فیصلہ کہ آپ مقلد ہیں یا غیر۔ آپ حضرات کے جواب پر موقوف ہے۔

نوٹ:۔ اس مضمون میں میں نے بوجہ خاص خطاب حضرات دیوبندیہ سے کیا ہے۔ مگر دراصل یہ خطاب جملہ ان علماء کو ہے جو مسائل دینیہ کو دلیل کے ساتھ جانتے ہوں۔ خواہ وہ دہلی کے ہوں یا لکھنؤ کے۔ دہلی کے ہوں یا لاہور کے۔ پنجاب کے ہوں یا ہندوستان کے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سندھ کے ہوں یا بنگال کے۔ عرب کے ہوں یا عجم کے سب میرے مخاطب ہیں۔ وہ علماء اصول کی تصریحات ملحوظ رکھ کر اپنے لیے جو نام تجویز فرمائیں۔ ہم اسی کو قبول کر لیں گے۔ اس سے زیادہ طول دینا نہیں چاہیئے۔ کیونکہ استاد غالب مرحوم کہتے ہیں ؎

نہ دے نامے کو اتنا طول غالبؔ مختصر لکھدے
کہ حسرت سنج ہوں عرض ستم ہائے جدائی کا

خادم العلماء ابو الوفاء ثناء اللہ امرتسری۔ ۳۰ ستمبر ۱۹۴۶ء

علمی سوال کا جواب الجواب
متعلق تقلید علماء

علماءِ سلف میں علمی مذاکرات ہوا کرتے تھے جن کو وہ موجب ترقی سمجھتے تھے۔ مگر آج ہماری حالت اس کے برخلاف ہے جونہی کوئی علمی سوال ہمارے سامنے پیش آتا ہے۔ اس کو سائل کی بدنیتی پر محمول کر کے ہم اعلانِ جنگ کر دیتے ہیں یہ طریقہ علماءِ سلف کا پسندیدہ نہیں ہے۔

اہل حدیث مورخہ ۵ دسمبر ۱۹۴۶ء میں ناظرین کی نظر سے ایک علمی سوال گذرا ہوگا جو مسئلہ تقلید کے متعلق تھا۔ اس کا خلاصہ یہ ہے کہ تقلید اپنی جامع مانع تعریف کے لحاظ سے علماءِ مقلدین پر صادق نہیں آتی۔ پھر وہ مقلد کیوں کہلاتے ہیں۔ سوال کی عبارت نہایت شیریں تھی اور مضمون بالکل صاف تھا۔ اس کا جواب جمعیت الاحناف مئونا تھ بھنجن ضلع اعظم گڑھ کی طرف سے دیا گیا۔ جن صاحب نے یہ جواب لکھا ہے۔ ہم ان کو جانتے ہیں۔ اس لیے اُن کو مخاطب کر کے کہتے ہیں۔ ؎

چھپ نہ تو ہم سے کہ او ماہ جبیں دیکھ لیا

ناظرین اس اشتہار کا جواب الجواب پڑھیں:۔

امرتسر کے جلسۂ احناف منعقدہ ۵ دسمبر ۱۹۴۶ء کے موقع پر میں نے ایک اشتہار کے ذریعے ارباب تقلید سے ایک علمی سوال کیا تھا۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تقلید کی تعریف جو علماءِ اصول نے کی ہے وہ ان علماء پر صادق نہیں آتی جو خدا کے فضل سے علمی استعداد اتنی رکھتے ہیں کہ مسائل فقہیہ کو دلائل کے ساتھ جانتے ہیں۔ جتنے اقوال تقلید کی تعریف میں میں نے نقل کیے تھے۔ ان کا ترجمہ اور مطلب بھی میں نے اپنے الفاظ میں نہیں بیان کیا تھا۔ بلکہ مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم کے لفظوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں بتایا تھا۔ جو یہ ہیں۔

تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلائے گا۔ اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا۔ (الاقتصاد صلا)

اس اشتہار سے میری غرض یہ تھی کہ میں معزز علماءِ تقلید کو ان کے علم کی حیثیت سے اطلاع دوں کہ آپ مقلد کے درجہ میں کیوں بیٹھے ہیں جو ادنیٰ درجہ ہے۔ آپ اعلیٰ درجہ میں بیٹھئے۔ جس کا ٹکٹ آپ کے ہاتھ میں ہے۔ اس کی واضح مثال یہ ہے کہ کوئی مسافر جس کے پاس اول یا دوم درجہ کا ٹکٹ ہو۔ وہ تھرڈ کلاس (تیسرے درجہ) میں بیٹھ جائے۔ تو اس کو کہا جائے گا کہ آپ اپنے ٹکٹ کی عزت کیجیے۔

میری یہ غرض نہ تھی کہ جماعت مقلدین کی کسی خاص شخص کی توہین کی جائے۔ مگر افسوس ہے کہ علماءِ مقلدین نے میری منشاء بلکہ روش کے بھی خلاف سخت توہین آمیز الفاظ میں ایک اشتہار دیا ہے جو مئو ضلع اعظم گڑھ سے ۱۶ مارچ سنہ رواں کو میرے پاس پہنچا ہے۔ جس میں میری نسبت بہت سے الفاظ ایسے لکھے ہیں جن سے ان کا غیظ و غضب نمایاں معلوم ہوتا ہے۔ لیکن میں اُن کے جواب میں اپنے مسلک کو نہیں چھوڑ سکتا۔ بقول ؎

مجھے تو ہے منظور مجنوں کو لیلیٰ نظر اپنی اپنی پسند اپنی اپنی

اس لئے میں ان الفاظ کو نہ نقل کرتا ہوں۔ اور نہ جواب دیتا ہوں۔ جواب مذکور کا خلاصہ یہ ہے کہ مجیب نے میری منقولہ تعریفات تقلید کو صحیح مان کر لکھا ہے۔ کہ دلیل کی پوری معرفت ہدایہ وغیرہ پڑھنے سے نہیں ہوتی۔ کیونکہ معرفت دلیل اس کو کہتے ہیں کہ دلیل کو پورے طور پر جاننا بالالفاظ دیگر یہ جاننا کہ اس کا معارض کوئی نہیں۔ اور یہ منسوخ بھی نہیں وغیرہ۔ ایسا جاننا مجتہد کا خلاصہ ہے۔ میں کہتا ہوں کہ مجیب نے جو کچھ لکھا ہے بالکل صحیح ہے مگر مجیب صاحب نے یہ خیال نہیں فرمایا کہ جن علماء کی نسبت میرا سوال ہے وہ تو دلیل کی معرفت تامہ رکھتے ہیں۔ اب میں مجبوراً چند علماء کے اسماءِ گرامی بطور مثال پیش کر کے پوچھتا ہوں کہ کیا۔ مولانا رشید احمد گنگوہی مرحوم، مولانا انور شاہ دیوبندی مرحوم، مولانا محمود الحسن مرحوم۔ مولانا حسین احمد سلمہ، مولانا اشرف علی مرحوم، مولانا احمد رضا بریلوی مرحوم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(مجدد مائۃ حاضرہ) وغیرہ اکابر علماء حنفیہ کو بھی دلیل کی معرفت تامہ حاصل تھی یا نہ تھی ہو اللہ مجھے اس کی نفی کرتے ہوئے جھجک محسوس ہوتی ہے۔ کیونکہ میں ایسا خیال کرنا ان بزرگوں کی ہتک سمجھتا ہوں۔ کیا ہی لطف ہے کہ درسوں میں تصنیفوں میں زور شور سے اپنے مسائل کو مدلل بیان کریں۔ اور فریق مخالف (اہل حدیث ہوں یا شافعیہ، مالکیہ ہوں یا حنبلیہ اشعریہ ہوں یا ماتریدیہ) کے دلائل کی تردید اور اپنی تائید پورے طور پر کریں۔ جس سے معلوم ہوا کہ یہ حضرات جو کچھ کہتے اور لکھتے ہیں علیٰ وجہ البصیرت کہتے اور لکھتے ہیں چنانچہ مجیب صاحب خود مانتے ہیں کہ

علماء دیوبند اور دیگر علماء مقلدین حدیث کا درس دیتے ہیں اور علل حدیث و رجال پر نہایت محققانہ و عالمانہ گفتگو کرتے ہیں! (اشتہار مذکور)

پھر معلوم نہیں کہ مجیب صاحب ہماری تائید کرتے ہیں یا تردید۔ مختصر یہ ہے کہ ہماری دلیل کے دو مقدمے ہیں۔ اوّل یہ کہ آج کل کے اکابر علماء حنفیہ دلائل شرعیہ کی معرفت تامہ رکھتے ہیں۔ دوسرا مقدمہ یہ ہے کہ جس صاحب کو دلیل کی معرفت تامہ حاصل ہو وہ مقلد نہیں ہے۔ مجیب صاحب کے جواب سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو دونوں مقدمے مسلم ہیں۔ اور ہر ایک طالب علم جانتا ہے۔ کہ جس دلیل کے دونوں مقدمے (صغریٰ کبریٰ) مسلم ہوں۔ نتیجہ بھی مسلم ہوتا ہے۔ اس لئے مقام شکر ہے کہ ہمارا اور ہمارے مجیب کا دعویٰ کی صحت پر اتفاق ہو گیا۔

شکر اللہ کہ میان من او صلح فتاد حوریاں رقص کناں ساغر شکرانہ زدند

مقلد کے بعد دوسرا مرحلہ مجتہد کا ہے پہلے اشتہار میں ہم نے اپنا سوال محض تقلید اور مقلد پر منحصر رکھا تھا۔ اب مجیب کی تحریک سے ہم مجتہد کا بھی ذکر کرتے ہیں۔ خدا جانے ان حضرات نے مجتہد کا رتبہ کیا سمجھا ہوا ہے۔ کتب اصول فقہ سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ دلالات اربعہ (عبارت النص، اشارت النص، اقتضاء النص، دلالت النص) سے کام لینا مجتہد کا کام ہے (نور الانوار ص۱۲ مطبوعہ انوار احمدی لکھنؤ) پس مجتہد وہ ہے جو ان دلالات اربعہ سے استدلال کر سکے۔

ہمارا خیال ہی نہیں۔ بلکہ یہ امر واقع ہے کہ ہندوستان کے اکابر علماء مقلدین دلالات اربعہ سے استدلال کر سکتے ہیں بلکہ کرتے ہیں۔ یہ ان پر خدا کا فضل اور علمی نعمت ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مقلد کہلانے سے اس نعمت کی ناقدری لازم آتی ہے۔ اس بات کا ان کو اختیار ہے کہ خدا کی نعمت کی قدر کریں یا ناقدری ؎

من نگویم کہ ایں مکن آں کن
مصلحت بیں و کار آساں کن

دفع خلل

کسی اہل علم سے مخفی نہیں ہے کہ ہر علم کی معرفت اس علم کے ائمہ کے اقوال سے ہوتی ہے۔ علم صرف اور نحو کے مسائل علماء صرف اور علماء نحو سے ماخوذ ہیں۔ علم لغت کی تحقیق علماء لغت سے ہوتی ہے۔ اس کا نام تقلید رکھ کر تقلید مذہبی کو ثابت کرنا تار عنکبوت سے زیادہ ضعیف ہے۔ پس مجیب کے سوال مندرجہ اشتہار کا جواب مختصر یہ ہے کہ بقول آپ کے جہلا و علی وجہ البصیرت علوم شرعیہ کا درس دینے ہیں۔ وہ مقلد نہیں ہیں۔ بلکہ میں تو ان کو باصطلاح علم اصول مجتہد کہنا بھی جائز سمجھتا ہوں۔ ہاں آپ کو اختیار ہے کہ فسٹ و سیکنڈ کلاس (اعلیٰ و دوم درجوں) کا تمغہ رکھنے والوں کو تھرڈ کلاس (تیسرے درجہ) میں بٹھلائیں۔ میں آپ کو اس سے منع نہیں کر سکتا۔ ہاں میں اپنا عندیہ ان لفظوں میں عرض کر دوں گا ؎

گر بہ سر کشتہ خود باز نہ شینی
نازت بکشم کہ ناز نینی

"خادم العلماء ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری" - ۲۴؍ مارچ ۱۹۵۰ء

تنقید بر تقلید

اجلاس جلسہ احناف منگواتہ ضلع الہ آباد میں خطبہ صدارت مولوی محمد طیب صاحب دیوبندی نے پڑھا۔ قریباً سارے خطبہ میں آپ نے مسئلہ تقلید ہی کا ذکر کیا۔ پھر اس مضمون کو اتنی اہمیت دی کہ رسالہ دارالعلوم دیوبند کے خاص نمبر میں اس کو جگہ دی گئی اس لیے فریق ثانی نے بھی بغرض تحقیق "ایک علمی سوال" کے عنوان سے اشتہار شائع کیا۔ جو ۵ دسمبر ۱۹۳۸ء کو جلسۂ احناف امرتسر میں تقسیم ہوا۔ اور اسی تاریخ کے اہل حدیث میں بھی درج کیا گیا۔ سوال اس بناء پر تھا کہ علم معقول میں یہ بات مصرح ملتی ہے کہ ہر تعریف کے لیے ضروری ہے کہ وہ دو اوصاف (جامع و مانع) سے موصوف ہو۔ اس لیے ہم نے تقلید کی تعریف علماء اصول کے لفظوں میں بتائی تھی اور امام غزالی سے لے کر مولانا اشرف علی تھانوی رحمہم اللہ تک اقوال نقل کیے تھے۔ ساری تعریفوں کا خلاصہ مولانا اشرف علی تھانوی مرحوم کے لفظوں میں یہ بتایا تھا کہ

تقلید کہتے ہیں۔ کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق

www.KitaboSunnat.com

بتلائے گا۔ اور اس سے دلیل کی تحقیق ذکر نا۔ (الاقتصاد ص)

بات تو مختصر تھی کہ تقلید کی تعریف جامع مانع ہونی چاہیے۔ برادران احناف بوجود عالم معلم علی وجہ البصیرت مصنف ہونے کے اور معرفت تامہ رکھنے کے مقلد کہلاتے ہیں اس سے تقلید کی تعریف مانع نہیں رہتی۔ ایسے حضرات کو چاہیے کہ تقلید کی تعریف پر غائر نظر ڈال کر اپنے کو اس سے علیحدہ رکھیں۔ اس معقول سوال کے جواب میں ایک اشتہار جمعیت الاحناف مئو ضلع اعظم گڑھ کی طرف سے نکلا۔ جو تردید کی بجائے ہمارے سوال کی تائید میں تھا۔ کیونکہ اس میں لکھا تھا کہ

علماء دیوبند جو ہر سال دورۂ حدیث پڑھاتے ہیں اور رجال حدیث و رجال پر نہایت محققانہ و عالمانہ گفتگو کرتے ہیں۔ اسی طرح ہندوستان کے اور بہت سے علماء ہیں جو اپنی تصانیف میں بہت خوبی سے بحث کرتے ہیں۔

اہل دانش کے نزدیک اس اعتراف سے ہمارا خیال مزید قوت پا گیا کہ جو حضرات اتنی قابلیت رکھتے ہیں۔ ان پر تقلید کی تعریف صادق نہیں آتی۔ مگر بغرض مزید توضیح ہم نے ایک مضمون بعنوان "جواب الجواب" اہل حدیث مؤرخہ ۲۴ / مارچ سنہ رواں میں اور بذریعہ اشتہار مؤرخہ ۱۰ / مارچ (سنہ رواں) کو شائع کیا۔ جو ناظرین کے ملاحظہ سے گذرا ہو گا۔ اس کے جواب میں پھر ایک دوسرا اشتہار جمعیت الاحناف مئو نے (بے تاریخ) شائع کیا۔ جو ۱۳ / مارچ سنہ رواں کو بذریعہ ڈاک ہمیں ملا۔ اس جواب میں بحث کو اصل مرکز سے دور لے جانے کی کوشش کی گئی ہے۔ جو آداب محققین سے بعید ہے۔ اس لئے میں بحث کو مرکز پر لا کر گفتگو کرتا ہوں۔ پس ناظرین اور سامعین غور سے پڑھیں اور سنیں:۔

خدا جزائے خیر دے علماء اصول کو جنہوں نے تقلید کی جامع مانع تعریف کرنے کے علاوہ مقلد کے استدلال کا تراز و ایسے صاف الفاظ میں پیش کیا ہے۔ جو ہمارے اور ہمارے مخاطبوں کے درمیان فیصلہ کن ہیں۔ پس ہمارے مخاطب نظر انصاف سے دیکھیں اور سماع قبول سے سنیں۔ علم اصول میں توضیح چوٹی کی کتاب ہے۔ اس میں مقلد کا طریق استدلال یوں لکھا ہے کہ:۔

هذا رای ابی حنیفة وکلما ادی الیه رای ابی حنیفة فهو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عندی صحیح۔"

یعنی مقلد کا استدلال یوں ہے "کہ یہ مسئلہ امام ابوحنیفہؒ کی رائے ہے اور امام ابوحنیفہ کی جو رائے ہو۔ وہ میرے نزدیک صحیح ہے۔"

برادران احناف کیا آپ کا طرز استدلال یہی ہے۔ کیا شیعہ کے سامنے مسئلہ خلافت کے ثبوت میں آپ اس طرزِ عمل پر قناعت کر سکتے ہیں۔ ہاں اہل حدیث اور شوافع وغیرہ کے مقابلہ میں مسئلہ فاتحہ خلف الامام کے متعلق اتنا ہی کہنا کافی جانتے ہیں کہ فاتحہ خلف الامام نہ پڑھنا امام ابوحنیفہؒ کی رائے ہے۔ اس لئے یہی مسئلہ صحیح ہے۔ واللہ مجھے یقین ہے کہ آپ ہرگز ایسا نہیں کرتے اور نہ کر سکیں گے کیونکہ ایسا کرنا آپ کے نزدیک بھی بجوئے نیرزد[1] کا مصداق ہے۔ بلکہ اس سے آگے چل کر آیات اور احادیث سے استدلال کریں گے۔ اب میں پوچھتا ہوں کہ وہ استدلال آپ کا علیٰ وجہ البصیرت اور معرفت تامہ کے ساتھ ہوگا یا بے بصیرت اور معرفت ناقصہ کے ساتھ۔ بس یہ ایک سوال ہے جس کے متعلق آپ لوگوں کے ضمیر سے میری اپیل ہے۔

خدا بھلا کرے مولوی خیر محمد صاحب جالندھری کا جنھوں نے باوجود دیوبندی مقلد ہونے کے مسئلہ تقلید کا بہت سا حصہ صاف کر دیا۔ آپ اپنے رسالہ خیر التنقید میں لکھتے ہیں۔ کہ قرآن و حدیث کی نصوص میں تقلید نہیں ہے۔ تقلید صرف مسائلِ استنباطیہ میں ہے۔

اس بناء پر میں جملہ علماء احناف سے پوچھا کرتا ہوں۔ آپ نماز میں جو ارکان ادا کرتے ہیں یہ آپ کے نزدیک منصوص ہیں یا نہیں؟ مثلاً قیام رکوع سجود اور قعدہ وغیرہ۔ منفرد حالت میں فاتحہ کا پڑھنا، مقتدی ہونے کی صورت میں نہ پڑھنا۔ کیا یہ سب افعال منصوص نہیں ہیں؟ اسی طرح دیگر ارکان سب منصوص ہیں۔ پھر بتائیے کہ ارکان اسلام کے ادا کرنے میں آپ مقلد ہوئے یا محقق؟

بس یہ ایک سوال ہے جو قابلِ غور ہے۔ باوجود اس کے اگر آپ مقلد ہی کہلانا چاہتے ہیں تو ہمارا اس میں کوئی نقصان نہیں۔ البتہ اس سے دو خرابیاں لازم آئیں گی۔ ایک یہ کہ تقلید کی تعریف مانع نہ رہے گی۔ دوسری یہ کہ آپ کا مخاطب آپ کا میدانِ کلام تنگ

---

[1] جو برابر قدر نہیں رکھتا۔ ۱۲ منہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرنے کو کہہ سکتا ہے۔ کہ آپ بحیثیت مقلد پیش ہوتے ہیں تو صرف اپنے امام کا قول پیش کیجئے استدلال بالنص نہ کیجئے۔ بس یہ ہے مدارِ گفتگو اور یہ ہے مرکز بحث۔

ناظرین کرام! حضرات مقلدین کی تصنیفات ملاحظہ کیجئے۔ کہ ہر مسئلہ پر نصوص پیش کرتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ نصوص ان کے مدعا کو مثبت ہوں یا نہ ہوں۔ حضرات دیوبند نے کتب حدیث کی جو شروح لکھی ہیں ان پر سرسری نظر ڈال کر دیکھئے تو عیاں معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ مصنف جو کچھ لکھتا ہے۔ بڑی بصیرت اور معرفت کے ساتھ لکھتا ہے۔ مگر جب پوچھا جائے کہ مجیب صاحب کہتے ہیں کہ ان کو معرفت تامہ حاصل نہیں۔ کیا خوب! ہم بہت خوش ہو کر اپنا سوال واپس لے لیں گے۔ اگر حضرات مقلدین یہ اعلان شائع کر دیں کہ ہم نے اپنی تصنیفات میں جو کچھ لکھا ہے۔ یا ہم درس میں جو جہلات کی تفہیم میں جو کچھ کہتے ہیں۔ سب بے بصیرت اور بے معرفت کہتے ہیں۔ اس وقت ہم صرف یہ عرض کریں گے۔ کہ آپ نے غور فرمایا ہے کہ ضروریہ مطلقہ کی نقیض ممکنہ عامہ ہوتی ہے۔ اور یہ منطقی قاعدہ آپ کی جملہ تحقیقات علمیہ کے متزلزل کرنے کو کافی ہوگا۔

باقی رہی بحث مجتہد کی۔ اس کے لئے محاذ قائم کرنا ابھی ہمارا مقصود نہیں۔ وقت آنے پر اس بحث کے لئے بھی ہم تیار ہیں۔ ہم علمائے احناف کی تصریحات سے دکھائیں گے کہ اجتہاد کا منصب رسالت کی طرح وہبی نہیں ہے۔ بلکہ کسبی ہے اور یہ کبھی بند نہیں ہوا۔ بلکہ برابر جاری چلا آیا ہے۔ بعض بازاری لوگوں نے امام بخاریؒ جیسے مجتہد کو بھی مقلد لکھ دیا ہے۔ تو یہ ان کی خوش فہمی اور خوش اعتقادی ہے۔

مجیب نے دوسرے اشتہار میں یہ بھی سوال کیا ہے۔ کہ تم علمائے دیوبند میں سے مولانا حسین احمد صاحب سے پوچھو کہ وہ معرفت تامہ رکھتے ہیں یا نہیں؟

مجیب نے اس سوال کو مدارِ فیصلہ قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں۔ مولانا حسین احمد دیوبندی (نجاہ اللہ من تہذیب الفرنگ) کو پوچھنے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ آپ نے ان کو درس دیتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ اگر نہیں دیکھا تو جب رہا ہو کر آئیں گے۔ تو آپ دیکھ لیجئے گا۔ وہ اپنے مذہب کا اثبات اور فریق مخالف کا ابطال معرفت تامہ سے کرتے ہیں۔ یا معرفتِ ناقصہ سے؟ اچھا اسے جانے دیجئے۔ میں دو عادل گواہ پیش

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کرتا ہوں۔ مولانا انور شاہ مرحوم کی درسی نوٹ دو کتابوں کی شکل میں شائع ہوئے ہیں۔ ترمذی کے حواشی عرف الشذی اور بخاری کے حواشی فیض الباری کے نام شائع ہوئے ہیں۔ یہ کتابیں بڑے فخر و مباہات کے ساتھ مصر میں چھپوائی گئی ہیں۔ ان دونوں کتابوں کو دیکھیے۔ قرآن کے ورس کی حقیقت معلوم ہو جائے گی۔ کہ مرحوم کس طرح اپنے مسائل کو معرفت تامہ کے ساتھ مدلل بیان کرتے ہیں۔ ہاں اس سوال کا جواب میرے ذمہ نہیں ہے۔ کہ علماء دیوبند وغیرہم باوجود معرفت تامہ رکھنے کے مقلد کیوں کہلاتے ہیں۔ میں کہوں گا یہ ان کی تواضع ہے۔ یا پرانا دستور ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ ان کا طریق عمل کیا ہے۔ اگر ان کا طریق عمل مثل صاحب توضیح وغیرہم کے قول سے استدلال ہے۔ تو بے شک مقلد ہیں۔ اگر اس سے بڑھ کر نصوص کے ساتھ استدلال ہے تو آپ ہی ان کا نام تجویز کیجیے۔

اطلاع ہماری یہ گفتگو سردست محض تقلید کی جامع مانع تعریف پر ہے۔ ابھی مسائل فرعیہ پر نہیں ہے۔ مشتہرین نے مولانا حسین احمد صاحب سے دریافت کرنے کو لکھا ہے۔ اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم مئو ہی کی جماعت احناف کو مخاطب کر کے پوچھتے ہیں کہ وہ اپنا حلفیہ بیان شائع کریں کہ ہمارے علماء کو مسائل شرعیہ کی معرفت تامہ نہیں ہے۔ اس وقت ہم بڑی خوشی سے مندرجہ ذیل شعر ان کی نذر کریں گے ؎

ہوا ہے مدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہ کنعاں کا

۵ ربیع الثانی [illegible]

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند دینی سوال

ہمارے پاس یہ سوال عیسائی کالج لاہور کے پروفیسر یوسف خان نے بھیجے ہیں جو مع جواب درج ذیل ہیں۔

جناب ایڈیٹر صاحب "اہل حدیث" سلام :-
براہ کرم مفصلہ ذیل سوالات کے جوابات مختصر یا مفصل جیسی رائے ہو جلد عنایت فرما کر شکر گذاری کا موقع دیجئے گا۔ یہ سوالات محض احقاق اور حقیقت پسندی کی خاطر کئے گئے ہیں۔ تاکہ مختلف مذاہب کا موازنہ کیا جا سکے۔ آپ کی ذات سے یقین ہے کہ مجھے واقعی امداد سے محروم نہ فرمائیں گے۔

سوال نمبر ۱۔ "وہ طریقہ کیا ہے جس کے ذریعہ سے ایک شخص آپ کے مذہب میں داخل ہو سکتا ہے؟"

جواب نمبر ۱۔ صرف کلمہ شریف لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ معنی سمجھ کر بالیقین پڑھ لینے سے داخل اسلام ہو جاتا ہے۔

سوال نمبر ۲۔ آپ کا مذہب اختیار کرنے کے بعد کیا اس شخص میں کوئی فوری تبدیلی ہو جاتی ہے؟

جواب نمبر ۲۔ احکام اسلام کی پابندی اپنے اوپر لازمی جاننے تو صحیح معنی سے شائستگی یعنی خدا خوفی پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر پہلے ہے تو اس میں ترقی ہو جاتی ہے۔ قرآن مجید میں اس کا ثبوت یوں ملتا ہے۔ وَالَّذِیْنَ اهْتَدَوْا زَادَهُمْ هُدًى وَّاٰتٰىهُمْ تَقْوٰىهُمْ (پ ۲۶۔ ع ۶) یعنی جو لوگ ایمان میں ہدایت یاب ہوئے۔ خدا ان کو ہدایت زیادہ دیتا ہے۔ اور ان کو تقویٰ نصیب کرتا ہے۔

سوال نمبر ۳۔ کن احکام کی پابندی اس شخص پر عائد ہوتی ہے۔ تاکہ وہ راسخ العقیدہ مومن بنا رہے؟

جواب نمبر ۳۔ قرآن مجید میں اس کی تفصیل کئی جگہ آئی ہے۔ ان میں سے ایک مقام کی فہرست درج ذیل ہے:۔
وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۭ اِمَّا يَبْلُغَنَّ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عِنْدَكَ الْكِبَرَ أَحَدُهُمَا أَوْ كِلَاهُمَا فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا
وَقُلْ لَهُمَا قَوْلًا كَرِيمًا ○ وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ
وَقُلْ رَبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا ○ رَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَا فِي
نُفُوسِكُمْ إِنْ تَكُونُوا صَالِحِينَ فَإِنَّهُ كَانَ لِلْأَوَّابِينَ غَفُورًا ○
وَآتِ ذَا الْقُرْبَىٰ حَقَّهُ وَالْمِسْكِينَ وَابْنَ السَّبِيلِ وَلَا تُبَذِّرْ
تَبْذِيرًا ○ إِنَّ الْمُبَذِّرِينَ كَانُوا إِخْوَانَ الشَّيَاطِينِ وَكَانَ الشَّيْطَانُ
لِرَبِّهِ كَفُورًا ○ وَإِمَّا تُعْرِضَنَّ عَنْهُمُ ابْتِغَاءَ رَحْمَةٍ مِنْ رَبِّكَ
تَرْجُوهَا فَقُلْ لَهُمْ قَوْلًا مَيْسُورًا ○ وَلَا تَجْعَلْ يَدَكَ مَغْلُولَةً
إِلَىٰ عُنُقِكَ وَلَا تَبْسُطْهَا كُلَّ الْبَسْطِ فَتَقْعُدَ مَلُومًا مَحْسُورًا ○
إِنَّ رَبَّكَ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَقْدِرُ إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ
خَبِيرًا بَصِيرًا ○ وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ
نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْئًا كَبِيرًا ○ وَلَا تَقْرَبُوا
الزِّنَىٰ إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا ○ وَلَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ
الَّتِي حَرَّمَ اللَّهُ إِلَّا بِالْحَقِّ وَمَنْ قُتِلَ مَظْلُومًا فَقَدْ جَعَلْنَا
لِوَلِيِّهِ سُلْطَانًا فَلَا يُسْرِفْ فِي الْقَتْلِ إِنَّهُ كَانَ مَنْصُورًا ○
وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ حَتَّىٰ يَبْلُغَ أَشُدَّهُ
وَأَوْفُوا بِالْعَهْدِ إِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْئُولًا ○ وَأَوْفُوا الْكَيْلَ إِذَا
كِلْتُمْ وَزِنُوا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيمِ ذَٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ
تَأْوِيلًا ○ وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ إِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ
وَالْفُؤَادَ كُلُّ أُولَٰئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُولًا ○ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ
مَرَحًا إِنَّكَ لَنْ تَخْرِقَ الْأَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُولًا ○
كُلُّ ذَٰلِكَ كَانَ سَيِّئُهُ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوهًا ○ ذَٰلِكَ مِمَّا
أَوْحَىٰ إِلَيْكَ رَبُّكَ مِنَ الْحِكْمَةِ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللَّهِ إِلَٰهًا آخَرَ
فَتُلْقَىٰ فِي جَهَنَّمَ مَلُومًا مَدْحُورًا ○ (پ ۱۵ - ع ۳)

"یعنی تمہارے پروردگار نے قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ میرے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ماں باپ سے سلوک کرو۔ اگر اُن میں سے ایک یا دونوں تمہاری موجودگی میں بڑھاپے کو پہنچیں تو خدمت کرتے ہوئے ان کے سامنے ہائے بھی نہ کہو۔ اور ان کے سامنے نرمی سے جھکے رہو۔ اور اُن کے حق میں دُعا کرتے رہو کہ اے ہمارے پروردگار، ان پر رحم کر جیسا انہوں نے مجھ کو چھوٹی عمر میں پرورش کیا بُسنو! اگر تم نیک اور فرمانبردار رہوگے۔ تو تمہارا پروردگار بھی نیک بندوں کے حق میں بخشنے والا مہربان ہے۔ (ان حقوقِ خداوندی اور آبائی کے علاوہ پھر سُنو! کہ) قرابتداروں اور مسکینوں اور مسافروں کے حقوق ادا کیا کرو۔ یعنی حسب مقدور اُن سے سلوک کیا کرو اور فضول خرچی مت کیا کرو۔ کیونکہ فضول خرچ شیطانوں کے بھائی ہوتے ہیں اور شیطان تو خدا سے منکر ہے۔ اور اگر کسی بھلائی کی امید پر جس کی تم آئندہ کو توقع رکھتے ہو۔ رشتہ داروں سے سردست سلوک نہ کر سکو تو ان کو نہایت آسان اور نرم بات کہا کرو۔ جس سے اُن کی دل شکنی نہ ہو۔ اور تمہاری معذرت ظاہر ہو۔ اور اپنا ہاتھ خرچ کرنے سے نہ تو بالکل بند کر لیا کرو، کہ کوڑی بھی نہ خرچ کرو اور نہ بالکل فراخ دستی ہی اختیار کرو۔ کہ جو ہاتھ لگا سو اڑایا۔ ایسا کرنے سے تم خود شرمندہ اور لاچار ہو جاؤگے (سُنو! یہ نہ سمجھو کہ تمہارا پروردگار جو تم کو خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے وہ کوئی محتاج ہے بلکہ) تمہارا پروردگار ہی جس کو چاہتا ہے فراخ رزق دیتا ہے۔ اور جس کو چاہتا ہے۔ تنگ کر دیتا ہے (سب قبضہ اسی کا ہے) تحقیق وہ اپنے بندوں کے حال پر خبردار اور بینا ہے۔ (ان احکام کے علاوہ تمدنی احکام سُنو! کہ) اپنی اولاد کو بھوک کے خوف سے جان سے نہ مارا کرو۔ ہم ہی اُن کو اور تم کو رزق دیتے ہیں۔ بیشک ان کا قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔ زنا کے قریب بھی نہ جانا۔ تحقیق وہ بے حیائی اور بدکاری کی راہ ہے۔ اور کسی نفس کو ناحق قتل نہ کیا کرو۔ جو کوئی مظلوم مارا جائے۔ ہم نے اس کے والیوں کو حق دلایا ہے۔ پس وہ بھی قتل کرنے میں جلدی نہ کیا کریں۔ کچھ شک نہیں کہ سرکار کی طرف سے ان کی حمایت کی جائے گی۔ اور یتیم کے مال کے نزدیک بھی مت جایا کرو۔ ہاتھ سے چھونا بھی تم کو جائز نہیں۔ ہاں جس طریق سے ان کو فائدہ ہو (مثلاً ان کے مال کو تجارت میں لگا کر نفع حاصل کرو) جب تک وہ جوان ہو۔ یہی حکم ہے اور عہد و پیمان کو پورا کیا کرو بیشک عہد سے سوال ہوگا۔ کہ پورا کیوں نہ کیا۔ اور جب ناپ تول کرنے لگو تو پورا کرو۔ اور سیدھی ترازو سے تولا کرو۔ یہ تمہارے حق میں خدا کے نزدیک بہتر ہے اور دنیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں بھی اس کا انجام اچھا ہے۔ (کہ دکان کی نیک نامی ہونے سے فائدہ پہنچتا ہے) اور جس بات کی تم کو خبر نہ ہو۔ اس کے پیچھے مت پڑا کرو (کہ خواہ مخواہ بے دیکھے بھالے اُٹھنے سنائے کشیدہ خاطر ہو جاؤ) بیشک کان اور آنکھ اور دل ان میں سے ہر ایک سے سوال ہوگا کہ ان کو کہاں کہاں استعمال کیا۔ اور زمین پر متکبرانہ وضع اختیار نہ کرو۔ کہیں تم زمین کو نہیں پھاڑ سکو گے یا لمبے ہو کر پہاڑ پر نہیں چڑھ جاؤ گے (سنو!) یہ تمام کام تمہارے پروردگار کے نزدیک بُرے ہیں (پس ان سے بچتے رہو)۔ اے پیغمبر! یہ دانائی کی باتیں ہیں۔ جو تیرے پروردگار نے تیری طرف الہام کیں۔ پس ان پر عمل کیا کرو اور خدا کے ساتھ شریک نہ بناؤ۔ ورنہ شرمندہ اور ذلیل ہو کر تو جہنم میں ڈالا جائے گا۔

اس فہرست کے شروع میں جو عبادت کا حکم ہے۔ اس کی تفصیل بھی کئی ایک جگہ مذکور ہے کہ نماز، روزہ وغیرہ کیا کرو۔

نوٹ:۔ اس سوال کے متعلق ہمارے دو مستقل رسالے قابل دید ہیں۔ "الفرقان العظیم" اور "تعلیم القرآن"۔

سوال نمبر ۴۔ مومنانہ زندگی بسر کرنے کا نتیجہ کیا ہوگا۔

جواب نمبر ۴۔ مومنانہ زندگی کا نتیجہ دنیا اور آخرت میں پاک زندگی ملتی ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ (پ ۱۴۔ ع ۱۹) "یعنی جو کوئی ایمانداری کی حالت میں نیک کام کرے۔ مرد ہو یا عورت ہم (خدا) اس کو پاک زندگی بخشتے ہیں۔ اور ان کو بہت اچھا بدلہ دیتے ہیں"

سوال نمبر ۵۔ "مومنانہ زندگی کا کوئی معیار آپ کی کتاب میں پیش کیا گیا ہے؟ اس معیار تک پہنچنے کے لئے آپ کی کتاب اس شخص کو کیا طاقت عطا کرتی ہے"؟

جواب نمبر ۵۔ اس سوال کا مطلب میں یہ سمجھا ہوں کہ "مومنانہ زندگی حاصل کرنے کا زینہ یا کورس کیا ہے" اور مومنانہ زندگی حاصل ہونے کے بعد مومن کی پہچان کیا ہے۔ اس کا جواب قرآن مجید کے کئی ایک مقامات سے ملتا ہے۔ مگر بغرض اختصار ہم ایک ہی نقل کرتے ہیں۔ ارشاد ہے:۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنْفِقُونَ ۝ أُولَٰئِكَ هُمُ الْمُؤْمِنُونَ حَقًّا ۚ لَهُمْ دَرَجَاتٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ وَمَغْفِرَةٌ وَرِزْقٌ كَرِيمٌ ۝ (پ ۹ - ع ۱۵)

اس آیت میں تین مضمون بیان ہوئے ہیں۔ تینوں سوال ہذا سے تعلق رکھتے ہیں پہلے نمبر میں مومنانہ زندگی کا معیار بتایا ہے۔ دوسرے میں کورس یا زینہ کا بیان ہے۔ تیسرے میں نتیجہ کا بیان ہے۔ اب سنئے اس آیت کا ترجمہ۔ ارشاد ہے۔

(۱) کچھ شک نہیں ایماندار وہ لوگ ہیں۔ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اُن کے دل کانپ جاتے ہیں۔ اور جب ان کو خدائی احکام سنائے جاتے ہیں تو ان کا ایمان بڑھتا ہے اور وہ اپنے پروردگار پر بھروسہ کیا کرتے ہیں۔

(۲) یعنی یہ وہ لوگ ہیں جو نماز ادا کرتے رہتے ہیں اور ہمارے دیئے ہوئے میں سے تھوڑا بہت نیک کاموں میں خرچ کیا کرتے ہیں۔ یہی پکے مومن ہیں۔

(۳) خدا کے نزدیک ان کے بہت درجے ہیں اور بخشش ہے اور عزت کی روزی۔

پس یہ تینوں نمبر سوال کے دونوں جزوں کے علاوہ تیسرے فائدے (بیان نتیجہ) پر حاوی ہیں۔ فالحمد للہ۔ یکم مئی ۲۵ء

سوال: کسی کے ماں باپ تمام عمر شرک و بدعت میں مرے ہوں۔ اور نہ اس بارے میں توبہ ہی کی ہو۔ بظاہر تو یوں ہو۔ باطن کی خدا جانے۔ ایسے شخص کی اولاد اُن ماں باپ کے واسطے دعا مانگ سکتی ہے یا نہیں؟ اور نماز میں درود اور تشہد کے بعد دُعا اللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِي وَلِوَالِدَيَّ مانگ سکتا ہے یا نہیں؟ اگر دعا اُن کے واسطے مانگ سکتا ہو جب تو اچھا ہے اور جو گنہگار ہونے کا ڈر ہو (اس) بارے میں کون دُعا یا کن لفظوں میں ہے۔ جس سے کہ گنہگار ہونے کا خوف نہ رہے اور اولاد کا حق ادا ہو۔

جواب: قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِينَ آمَنُوا أَنْ يَسْتَغْفِرُوا لِلْمُشْرِكِينَ وَلَوْ كَانُوا أُولِي قُرْبَىٰ (مسلمانوں کو جائز نہیں کہ مشرکوں کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق میں دعائے بخشش مانگیں چاہے وہ قریبی ہوں پس جس ماں باپ کی بابت علم ہو کہ وہ مشرک تھے۔ ان کے حق میں تو یہی حکم ہے۔ اگر زیادہ شفقت غالب آئے تو یوں دعا کریں "خداوندا۔ میرے باپ تیرے علم میں بخشش کے اہل ہیں تو ان کو بخش دے"۔

۲۲ ذی قعدہ ۱۳۳۹ھ

ایک پادری کے چند سوال؟!

مجھ احقر سے اور ایک پادری مشن سے حضرت محمد رسول اللہ کے بارے میں گفتگو ہوئی تو اس نے مجھ سے یہ سوال کیے جو لغرض جواب ارسال ہیں۔

مرسلہ امین الدین خریدار اہل حدیث ۵۱۹۵ سکندرہ راؤ

سوال ۱:۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ تک ایک ہی خاندان ہے اور اسی میں انبیاء گذرے ہیں ہم ان سب کو مانتے ہیں۔ چونکہ حضرت محمد صاحب اس خاندان سے نہیں ہیں اس لیے ہم ان کو نبی نہیں مانتے۔

جواب ۱: اس کا کچھ ثبوت ہے کہ سارے انبیاء ایک ہی خاندان سے گذرے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے إِن مِّنْ أُمَّةٍ إِلَّا خَلَا فِيهَا نَذِيرٌ۔ ہر ایک قوم میں کوئی نہ کوئی رسول گذرا ہے۔ پھر ہم یہ کیونکر مان لیں کہ ایک ہی خاندان میں سب گذرے ہیں بفرض محال ثابت ہو جائے کہ ایک ہی خاندان کے گذرے ہیں تو اس سے یہ کیونکر ثابت ہوگا کہ دوسرے خاندان کے نبیوں کو ماننا ضروری نہیں۔ اس ممانعت کے لیے کوئی حکم ہے؟ ہو تو دکھایئے ورنہ غلط دعویٰ کرنے سے شرمایئے۔

سوال ۲:۔ یہ جو امت محمدیہ کا یہ قول ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر ہوئے ہیں یہ بات بالکل غلط ہے اور اگر غلط نہیں ہے تو آپ ہم کو کل پیغمبروں کے نام بنام فہرست دیجئے۔

جواب ۲: ہم بھی اس روایت کو صحیح نہیں مانتے۔ بلکہ ہمارا اعتقاد ہے کہ ہم نبیوں اور رسولوں کی تعداد صحیح نہیں جانتے قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ مِنْهُم مَّن قَصَصْنَا عَلَيْكَ وَمِنْهُم مَّن لَّمْ نَقْصُصْ عَلَيْكَ۔ یعنی بعض رسول ہم نے تمہیں بتائے ہیں اور بعض نہیں بتائے۔

سوال ۳:۔ جس خاندان میں حضرت محمد صاحب پیدا ہوئے ہیں ان سے قبل اس خاندان میں کوئی اور نبی پیدا ہوا تھا؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب ۳ :۔ اس خاندان کے جد امجد حضرت اسمٰعیل نبی تھے۔ قرآن مجید میں مذکور ہے وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ وَكَانَ نَبِيًّا۔ یعنی اسمٰعیل بڑا راستباز نبی تھا۔ بائبل سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اسمٰعیل حضرت ابراہیم علیہ السلام کا موعود فرزند تھا۔ (پیدائش بائبل)

سوال ۴ :۔ یہ ہے۔ اس کی وجہ کیا ہے۔ حضرت محمدؐ صاحب زمین عرب میں پیدا ہوئے حالانکہ جتنے انبیاء گذرے ہیں کل زمین کنعان میں پیدا ہوئے۔

جواب ۴ :۔ ہمارا اعتقاد تو یہ ہے کہ انبیاء ہماری دنیا میں پیدا ہوئے۔ یہاں تک کہ ہندوستان میں بھی پیدا ہوئے۔ لہٰذا ہم پر یہ سوال وارد نہیں ہو سکتا۔

سوال ۵ :۔ اس بات کا ہم کو کافی طور پر پکی اور مستند روایات کا پتہ بتلایئے کہ قیام دنیا کب سے ہے؟

جواب ۵ :۔ دنیا کی ابتدا اور ابتدا سے آج تک کتنی مدت ہوئی ہے اس کا علم ہم کو نہیں۔ قرآن و حدیث میں اس کا ذکر صاف لفظوں میں نہیں ملتا جو کوئی کہتا ہے اس کا خیالی اعتقاد ہے دگر ہیچ۔ آپ کے پاس کوئی ثبوت ہو تو پیش کیجئے (۴ شعبان ۱۳۴۸ھ)

حالاتِ بائبل[1] بقلم حضرت مولانا محمد ابو القاسم صاحب سیف بنارسی

بائبل :۔ انبیائے بنی اسرائیل پر جس قدر کتب سماویہ نازل ہوئیں ان کو علمائے مسیحی نے لقب بائبل (بمعنی کتاب) دے کر دو حصوں میں تقسیم کیا ہے (۱) عہد عتیق یعنی حضرت مسیح کے قبل جتنی کتابیں انبیاء بنی اسرائیل پر اتریں۔ (۲) عہد جدید یعنی اناجیل اربعہ کے ساتھ حواریوں کے اعمال خطوط اور مکاشفات پہلے عہد عتیق کا حال ملاحظہ ہو۔

عہد عتیق | مروج عہد عتیق میں ۳۹ کتابیں ہیں لیکن علمائے یہود نے ان کو ۲۴ کتابوں میں شمار کر کے تین حصوں میں منقسم کیا ہے۔ (۱) توراۃ جس کو قانون بھی کہتے ہیں اس میں پانچ کتابیں ہیں تکوین۔ خروج۔ احبار۔ اعداد۔ استثناء (۲) نبیم ان میں یوشع۔ قضاۃ سموئیل اول و دوم۔ ملوک اول و دوم۔ یشعیاہ۔ یرمیا۔ حزقیل اور بارہ چھوٹے بڑے پیغمبر

---

[1] کتب عیسائیت کی معلومات کے پیش نظر یہ مضمون یہاں درج کیا گیا ہے۔ محمد داؤد راز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شامل ہیں (۳) بتیم۔ ان میں زبور۔ امثال سلیمان۔ ایوب۔ دعوت۔ نوحہ یرمیاہ۔ واعظ استیر دانیال۔ عزرا۔ نحمیاہ۔ ایام اوّل و دوم ہیں۔

معدوم صحیفے | موجودہ مجموعہ عہد عتیق کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بہت سی کتب سماوی معدوم اور لاپتہ ہو گئیں صرف ان کا حوالہ عہد عتیق میں باقی رہ گیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو (۱) عہد نامہ موسیٰ لاپتہ ہے۔ حوالہ اس کا خروج ۲۴/۷ میں ہے (۲) جنگ نامہ خداوند۔ حوالہ اعدادی ۲۱/۱۴ (۳) کتاب بشیر۔ حوالہ یوشع ۱۰/۱۳ (۴) کتاب ناتن نبی واحید و مکاشفات یعدو کاہن۔ حوالہ ایام دوم ۹/۲۹ (۵) کتاب یاہو بن حنانی۔ حوالہ ایام دوم ۲۰/۳۴ (۶) کتاب اشعیا بن عموص۔ حوالہ ایام دوم ۲۶/۲۲ (۷) امثال و نغمات سلیمان و کتاب خواص نباتات و حیوانات و کتاب اعمال سلیمان حوالہ ملوک اوّل ۴/۳۲-۳۳ و ۱۱/۴۱ (ماخوذ از تاریخ صحف سماوی) پروفیسر نواب علی۔

اسباب تباہی کتب سماوی | یہود کی کتب سماوی کی بربادی کا سب سے بڑا سبب وہ ہولناک حوادث ہیں جو حضرت سلیمان کے بعد پے در پے واقع ہوئے۔ آپ کی وفات کے بعد اسباط بنی اسرائیل میں تفرقہ پڑ گیا۔ اور ان کی دو جداگانہ سلطنتیں جو ایک دوسرے کی رقیب تھی قائم ہو گئیں۔ دو اسباط یعنی یہود اور بنیامین نے رجبعام بن سلیمان کی اطاعت کی لیکن دس اسباط بغاوت کر کے علیحدہ ہو گئے اور بجانب شمال سماریہ کو اپنا دار السلطنت قرار دیا۔ عبادت الٰہی کے ساتھ سونے کے بچھڑوں کی بھی پرستش کرنے لگے (ملوک اوّل ۱۲/۲۸) آخر ۷۲۱ قبل مسیح میں اسٹریلیا والوں نے اس سلطنت کو تباہ کیا اور بنی اسرائیل کو نینوا پکڑ لے گئے۔ اس طور سے دس اسباط فنا ہو گئے۔ یا بت پرست قوموں میں جذب ہو کر یہودیت سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ ہو گئے۔ دوسری سلطنت کو بھی ۵۸۶ ق م میں بخت نصر تاجدار بابل نے برباد کر دیا۔ اور بیت المقدس کو مع تورات و تبرکات کے جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔

۵۳۲ ق م عزرا اور نحمیاہ کی کوششوں سے بیت المقدس کی تکمیل ہوئی۔ عزرا نے توراۃ یعنی سلسلہ اوّل کی پانچ کتابوں کو مؤرخانہ حیثیت سے قلم بند کیا۔ نحمیاہ نے دوسرے سلسلہ نبیم کی کتابوں کو مع زبور جمع کیا (کتاب مقابیان دوم ۲/۱۳) دو سو برس کے بعد یونانیوں کی فتوحات کا سیلاب آیا۔ انطاکیہ کے یونانی بادشاہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انٹوبنس نے بیت المقدس میں یونانی دیوتا زئیس کا مندر بنا دیا اور توراۃ وغیرہ کی تلاوت بند کر دی۔ یہود کے شعائر کی ممانعت کر دی۔ پھر تمام مقدس صحیفوں کو جلوا دیا۔ یہ کتب مقدسہ کی دوسری بار تباہی ہوئی۔ پھر یہودا مقابی نے شاہ انطاکیہ کو شکست دی بیت المقدس کو پاک صاف کیا اور مقدس صحیفے محض اپنی یاد سے جمع کیے۔ ساتھ ہی تیسرے سلسلہ کتبیہ کا بھی اضافہ کر دیا۔ اب رومیوں کی تلوار چمکی۔ ۷۰ء میں ٹائٹس رومی نے بیت المقدس کو فتح کر کے ہیکل سلیمانی کو مسمار کر دیا۔ اور مقدس صحیفوں کو بطور یادگار فتح کے روم لے گیا۔ (ملخص)

اہل حدیث امرتسر ص ۹ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ

سوال:۔ کیا قرآن پاک اور حدیث شریف دونوں کا ماننا ضروری ہے یا صرف قرآن پاک کافی ہے۔ جونسا شق اختیار کیا جائے مدلل قرآنیہ سے ہو یعنی دلیل قرآن پاک کی آیت ہو اور بس۔

محمد سلیم از پٹنہ

جواب:۔ دونوں کا ماننا ضروری ہے۔ قرآن کی آیت ہے:۔ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَن يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ۔ (پ ۱۸ ع ۱۳)

اہل حدیث ۴ مئی ۱۹۳۴ء

حدیث کی شرعی حیثیت

از جناب امین افغانی صاحب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بابرکت زمانہ سے لے کر پچھلی صدی تک کے تمام مسلمان اس بات پر متفق رہے ہیں کہ قرآن کریم کے بعد احادیث نبوی مسلمانوں کے لیے رشد و ہدایت کا منبع اور خیر و برکت کا سرچشمہ ہیں۔ لیکن جہاں اس صدی میں بعض لوگوں نے مذہب کے دوسرے مسائل کو ملیا میٹ کرنے کی کوشش کی ہے۔ وہاں ایک گروہ اس قسم کا بھی پیدا ہوا ہے جس نے اعلان کیا ہے کہ احادیث نبوی کو مذہبی حیثیت سے کوئی اہمیت حاصل نہیں ہے اس لیے کہ خود قرآن کریم ہر مذہبی امر کو کافی وضاحت سے بیان کرتا ہے۔ اور وہ مسلمانوں کی رہنمائی کرنے میں کسی معاون کسی مددگار اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریک کا محتاج نہیں۔ یہ زعم فاسد ان لوگوں کے دل ودماغ پر اس طرح مسلط ہو چکا ہے کہ ان کے نزدیک احادیث نبویہ پر عمل کرنا اور آنحضرت کے بتائے ہوئے دستور العمل پر چلنا راہِ حق سے بھٹک جانے اور اسلام کی روشن تعلیمات سے دُور پڑ جانے کے مترادف ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ کھلے بندوں احادیث نبویہ کی تردید کرتے اور رہزنا جائز طریقہ سے اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ مسلمانوں کے ہاتھ سے آنحضرت کا دامن چھڑا لیں۔

وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر انہوں نے اس قلعہ کو سر کر لیا تو پھر مسلمان من مانی تاویلوں کے گورکھ دھندے میں پھنس کر قرآن مجید کو خود بخود چھوڑ بیٹھیں گے اور ایک دفعہ پھر ہندوستان کی زمین توحید کے نور سے خالی ہو جائے گی اور مادر وطن کے سپوت متحدہ قومیت کے خواب کی تعبیر اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں گے۔

يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۔

انکار حدیث کی اصل وجہ

میں نے اس فرقہ کے ذمہ دار حضرات سے اس بارہ میں گفتگو کی ہے اور گھنٹوں ان کے ساتھ بیٹھ کر یہ سمجھنے کی کوشش کرتا رہا ہوں کہ ان لوگوں کا نظریہ کیا ہے۔ اور چاہتے کیا ہیں اصل بات جو میں نے سمجھی ہے وہ یہ ہے کہ یہ لوگ مذہبی پابندیوں اور شرعی قیود سے تنگ آ گئے ہیں اور ان احکام کو ماننے کے لئے تیار نہیں جو بہ تفصیل تمام احادیث میں مذکور ہیں۔ اس لئے چاہتے ہیں کہ کسی طرح اسلام کی چلتی گاڑی کا ایک پہیہ (احادیث) توڑ دیں۔ دوسرا پہیہ خود بخود بیکار ہو جائے گا۔ اور اپنے منصوبے میں کامیاب ہو کر آزادی سے زندگی کے دن بسر کریں گے۔

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ ۔

ایک مبصر کی رائے

ایک دفعہ میں ایک کیمبرج کے ایک مشہور فاضل سے گفتگو کر رہا تھا۔ مرزا صاحب کی نبوت کا تذکرہ شروع ہوا تو اس فاضل نے کہا کہ نبوت کا دعویٰ کرنے سے مرزا صاحب کا مقصد دراصل یہ تھا کہ وہ خود نبی بن کر نبوت کی اہمیت لوگوں کی نظر میں گھٹا دیں۔ اس طرح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آہستہ آہستہ خود مذہب کی اہمیت گھٹ جائے گی اور فلسفیانہ مذاہب دہریت و زندقہ کے لیے رستہ کھل جائے گا۔ لیکن مرزا صاحب نے اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے جو رستہ اختیار کیا وہ عاقبت اندیشی پر مبنی نہیں تھا۔ اس لیے ان کو کامیابی نہیں ہوئی۔ مسلمانوں نے فوراً ان کو جماعت سے الگ کر دیا اور اس کے متبعین ایک حقیر سی اقلیت بن کر رہ گئے۔ چال صاحب (امام اہل قرآن) نے نفسیات کے اس مسئلہ پر اچھی طرح غور کیا ہے اور وہ سمجھتے ہیں کہ جماعت کے عقائد دیر میں اور تدریجی طور پر بدلتے ہیں اس لئے جب انہوں نے دیکھا ہے کہ اب لوگ فقہ کی بندش سے تقریباً آزاد ہو گئے ہیں تو انہوں نے احادیث پر نکتہ چینی شروع کر دی ہے اور جب کچھ دنوں میں یہ مرحلہ بھی طے ہو جائے گا تو وہ جمع و تدوین قرآن میں رخنے نکالنے شروع کر دیں گے اور جب تک لوگوں کو اس عیاری کا پتہ نہ چلے گا وہ عوام اور نئے تعلیم یافتہ طبقہ کے دل ودماغ کو اتنا مسموم کر چکے ہوں گے کہ اس کا تدارک کسی سے بھی نہ ہو سکے گا ﴿يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ وَمَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَھُمْ وَمَا يَشْعُرُوْنَ﴾۔

جماعت اہل قرآن ناظرین غالباً یہ سمجھتے ہوں گے کہ اہل قرآن کسی خاص جماعت کا نام ہے جن کا مذہبی نظریہ ایک ہے اور وہ کسی خاص عقیدے کو ثابت کرنے کی کوشش میں لگے ہوئے ہیں پہلے میرا بھی یہ خیال تھا۔ لیکن معلوم ہوا کہ حقیقت ایسی نہیں ہے ان میں کا ہر ایک شخص خود امام اور مجتہد ہے اس کو کسی دوسرے کی تقلید کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تقلید نام ہے پابندی کا۔ اور اسی پابندی سے بھاگنے کے لئے تو یہ سارا کھیل کھیلا گیا ہے۔ اس لئے یہ لوگ ایک دوسرے کی بالکل نہیں سنتے۔ ہر شخص قرآن مجید کو جس طرح سمجھتا ہے اسی طرح اس پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی کوئی خاص جماعت موجود نہیں ہے۔ ﴿تَحْسَبُھُمْ جَمِيْعًا وَّقُلُوْبُھُمْ شَتّٰى ۭ ذٰلِكَ بِاَنَّھُمْ قَوْمٌ لَّا يَعْقِلُوْنَ﴾۔

انکار حدیث یہی وجہ ہے کہ انکار حدیث کے بارے میں بھی ان کا نظریہ ایک نہیں ہے۔ بعض تو سرے سے حدیث کو قابل استدلال ہی نہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھتے۔ بعض صرف اس کو تاریخی حیثیت دیتے ہیں اور بعض کہتے ہیں کہ اصولاً حدیث سے مذہبی مسائل کے بارے میں استناد درست ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ احادیث کی تدوین بہت بعد میں ہوئی ہے۔ اس لیے ہم کسی حدیث کے متعلق وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ وہ آنحضرت کی فرمودہ ہے گویا وہ لوگ چند ایک ضعیف یا موضوع روایتوں کی وجہ سے احادیث کے تمام ذخیرے کو نظر انداز کرتے ہیں۔ كَبُرَتْ كَلِمَةً تَخْرُجُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ

اگر ہم ان میں سے ہر ایک نظریہ کی الگ الگ تردید شروع کر دیں تو بحث لمبی ہو جائے گی اور غالباً اس کا یہ نتیجہ بھی کچھ نہیں نکلے گا۔ اس لیے ہم ذیل میں ان لوگوں کے باہمی اختلافات سے قطع نظر کر کے صرف عام مسلمانوں کے فائدے کے لئے حدیث کی مذہبی حیثیت کو پیش کرتے ہیں۔

ضرورت حدیث ازروئے قرآن

(۱) قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی کتاب ہے جو حضرت جبریل کی وساطت سے آنحضرت پر تیئیس سال کے عرصہ میں نازل ہوئی۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا اس کتاب کے متعلق آنحضرت کی حیثیت صرف ایک چٹھی رساں کی تھی جس کا کام مکتوب کے مضمون سے واقفیت حاصل کیے بغیر اس کو مکتوب الیہ تک پہنچانا ہوتا ہے۔ یا یہ کتاب آپ پر اس لئے نازل ہوئی تھی کہ آپ اسے دوسروں کو سنائیں، پڑھائیں اور سمجھائیں۔ ظاہر ہے کہ آپ حامل قرآن ہونے کے ساتھ معلم قرآن بھی تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ إِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيَاتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ

بیشک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ نے بڑا ہی احسان کیا جو ان میں ان ہی کی قوم کا ایک رسول بھیجا وہ ان کو خدا کی آیتیں سناتا ہے اور ان کو پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب اور علم سکھاتا ہے۔

اس آیۃ میں بتایا گیا ہے کہ آنحضرت کا منصب یہ ہے کہ آپ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی نازل کی ہوئی آیتیں سنائیں اور ان کو قرآن کی باقاعدہ تعلیم دیتے وقت آپ یقیناً آیات کی تشریح اور توضیح کے لیے اپنی طرف سے کچھ ارشاد فرمائیں گے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کسی مجمل آیت کی تفصیل بیان فرمائیں گے۔ کسی عام حکم کی تخصیص کریں گے کسی مطلق کی تقیید کریں گے۔ کسی عمل کا مفصل طریقہ بتائیں گے۔ اور وہ ارشادات فہم قرآن کے لئے نہایت ضروری اور قابل قدر ماخذ ہوں گے۔ آپ کے انہی ارشادات کو ہم حدیث کہتے ہیں۔ اور ان کو اس وجہ سے مذہب کا دوسرا رکن سمجھتے ہیں کہ ان کے ذریعے قرآن کریم کی مختصر آیتوں کی تفسیر ہوتی ہے اور مسلمان زید و عمر کی من گھڑت تاویلوں سے بچ کر آنحضرت کے دامن سے وابستہ رہتے ہیں۔

(تنبیہ) یاد رہے کہ جو شخص اس آیت پر ایمان رکھتا ہے اور آنحضرت کو معلم قرآن تسلیم کرتا ہے وہ کسی طرح احادیث کی مذہبی اہمیت کا انکار نہیں کر سکتا۔

(۲) اس امر پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ ہمارا تعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صرف اسی قدر نہیں ہے کہ آپ حامل قرآن تھے۔ بلکہ اگر ہم مسلمان کامل بننا چاہیں تو ہمیں اپنی دنیوی زندگی کے ہر شعبہ میں آپ کی پیروی کرنی پڑے گی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔"

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا۔

اس آیت میں اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو نصیحت کی ہے کہ وہ اخلاق طرز معاشرت ملکی معاملات اور قلبی اعمال وغیرہ سب میں آنحضرتؐ کے اقوال و اعمال کی پیروی کریں۔ آنحضرت کے اقوال و اعمال کا یہ بیش بہا ذخیرہ مسلمانوں کو کہاں سے ملے گا؟ آپ کی زندگی کے مفصل حالات کہاں سے دستیاب ہوں گے۔ اس کا جواب صرف یہ ہے کہ کتب حدیث سے اس لئے ہم کہتے ہیں کہ قرآن کریم کی اس آیت پر ایمان لانے والے لوگ مجبور ہیں کہ احادیث نبویہ پر عمل کریں اور ان کو مشعل راہ بنا کر منزل مقصود تک رسائی حاصل کریں۔

(۳) قرآن کریم ایک جامع کتاب ہے اور اپنی جامعیت کی وجہ سے تشریح اور توضیح طلب ہے وہ توضیح آنحضرت فرمائیں یا کوئی اور۔ مگر اس میں کوئی شبہ نہیں کہ قرآن توضیح اور بیان کا محتاج ہے۔ چنانچہ قرآن کریم کی ایک آیت سے ثابت ہوتا ہے

لَا تُحَرِّكْ بِهِ لِسَانَكَ (اے نبی! تم قرآن پڑھنے میں اپنی زبان کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِتَعْجَلَ بِهٖ اِنَّ عَلَيْنَا جَمْعَهٗ وَقُرْاٰنَهٗ ۚ فَاِذَا قَرَاْنٰهُ فَاتَّبِعْ قُرْاٰنَهٗ ۚ ثُمَّ اِنَّ عَلَيْنَا بَيَانَهٗ ۔

حرکت نہ دو، تاکہ اسے جلدی یاد کرلو بے شک اس کا یاد کرا دینا اور اس کا پڑھا دینا ہمارے ذمہ ہے۔ پھر جب ہم اس کو پڑھ چکیں تو تم اس کے پڑھنے کی پیروی کرو پھر اس کا واضح کرنا ہمارے ذمہ ہے"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی قراءت، جمع، تدوین اور بیان کا خود ذمہ لیا ہے۔ اگر اس ذمہ داری کا ظہور اس طرح ہوا کہ قرآن کریم کی قراءت اور تدوین آنحضرتؐ نے فرمائی تو سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس کے مطالب کا بیان کون کرے گا۔ کیا اس کام کے لیے ہمیں کسی اور کے در پر دستک دینی پڑے گی؟ اگر نہیں تو ماننا پڑے گا کہ فہم قرآن کے لئے بیان نبویہ کو پیش نظر رکھنا نہایت ضروری ہے۔ کیونکہ آپ معلم اور مبین تھے اور آپ نے قرآن کے جو رموز بیان کئے ہیں وہ سب کتب حدیث میں موجود ہے۔ وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۔

قرآن کریم نے مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ آنحضرتؐ کی پیروی کریں اور اسی پیروی کو حب الٰہی اور نجات کی نشانی قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۔

ان سے کہہ دیجئے کہ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میری پیروی کرو تاکہ اللہ تم سے خوش ہو اور تمہارے گناہ معاف کردے۔

کیا منکرین حدیث یہ بتا سکتے ہیں کہ آنحضرتؐ کے اقوال و افعال سے انکار کرنے کے بعد بھی آپ کی پیروی کی جاسکتی ہے اور کیا اتباع کے معنے یہی ہیں کہ آپ کی ہر بات اور آپ کا ہر عمل متروک قرار دیا جائے۔

(خلاصہ) قرآن کریم میں اس قسم کی آیتیں بہت کافی ہیں۔ جن میں مسلمانوں کو اطاعت رسولؐ کا حکم دیا گیا ہے اور ان کے ساتھ یہ تخصیص نہیں ہے کہ اطاعت رسولؐ سے مراد فقط اس پر نازل شدہ آسمانی کتاب کو ماننا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ تمام دنیا کے مسلمانوں نے ہر زمانہ میں حدیث و سنت کی مذہبی قدر و قیمت کو محسوس کرکے ان کی خدمت کی ہے اور مسلمانوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو ایک روشن اور سیدھے راستہ پر ڈال کر منصب وراثت نبوت کا حق ادا کیا ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ سے لے کر اس صدی تک باوجودیکہ مسلمان بہت سے فرقوں میں منقسم ہو چکے ہیں لیکن استناد حدیث سے کسی نے بھی انکار نہیں کیا ہے۔ تمام علماء، صلحاء، مجتہدین، ائمہ، تابعین اور صحابہ کرام برابر قرآن کریم کے بعد احادیث نبویہ سے استدلال کرتے رہتے ہیں۔ بلکہ کسی سُنی، کسی شیعہ، کسی خارجی، کسی ناصبی، کسی ظاہری، کسی باطنی نے کبھی حدیث کے حجت شرعی ہونے کا انکار نہیں کیا ہے اور جن اسلاف کے متعلق یہ پروپگنڈہ کیا جا رہا ہے کہ وہ حدیث کو حجت شرعی نہیں مانتے تھے۔ یہ صرف ان لوگوں کے نفس کا دھوکہ ہے۔ ورنہ احادیث صحیحہ کا حجت شرعی ہونا ایک ایسا واضح مسئلہ ہے جس پر تمام دنیائے اسلام کا ہمیشہ اجماع رہا ہے۔

حدیث اور امت اسلامیہ

اس بنا پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ اس تیرہ سو سال کے اندر تمام دنیا میں جتنے بھی مسلمان گذرے ہیں وہ سب کے سب حدیث اور سنت کو حجت اور سند مانتے رہے اور وہ ہمیشہ قرآن مجید کی تعلیمات کو احادیث کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ اب اگر ان چند متفرق الخیال آدمیوں کی بات صحیح مان لی جائے اور کہا جائے کہ مسلمانوں نے حدیث کو حجت شرعی سمجھ کر غلطی کی ہے تو اس کے معنی یہ ہوں گے کہ آنحضرتؐ کے زمانہ سے لے کر اب تک جتنے مسلمان ہو گذرے ہیں انہوں نے اسلام کو قطعاً نہیں سمجھا ہے بلکہ نعوذ باللہ انہوں نے اسلام میں تحریف کی ہے کیونکہ انہوں نے ایک غیر متعلقہ امر کو مذہب کا جزو بنا کر وہ گناہ کیا ہے جس کا ارتکاب امم سالقہ میں احبار یہود کیا کرتے تھے۔ دین کو نہ سمجھنے یا دین میں تحریف کرنے کا یہ اعتراض اگر ما و شما تک محدود رہتا تو چنداں معیوب بات نہیں تھی۔ لیکن یہ اعتراض تو اتنا ہمہ گیر ہے کہ اس کی زد میں وہ بزرگ بھی آجاتے ہیں جو قرآن مجید کے اوّل مخاطب، آنحضرتؐ کے درس کے تربیت یافتہ اور بلا واسطہ آپ کے شاگرد تھے کیونکہ وہ حضرات برابر حدیث کو حجت شرعی مانتے اور ہمیشہ اس سے استدلال کیا کرتے تھے۔ پس اگر وہ سب اس گناہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مرتکب ہوئے ہیں اور کسی ایک کو راہِ حق معلوم کرنے کی توفیق نصیب نہیں ہوئی ہے تو ہم اس گناہ کو کارِ ثواب سمجھتے ہیں۔

انکارِ حدیث اور اسلام

اگر بالفرض یہ مان لیا جائے کہ حدیث کو شرعی حجت سمجھ کر تمام دنیا کے مسلمان ہمیشہ سے غلطی کرتے چلے آئے ہیں تو کیا اس کے معنے یہ نہ ہوں گے کہ نبی کریمؐ اپنے مشن میں سخت ناکام رہے ہیں اور آپ جس اسلام کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔ اس کو تیرہ سو سال تک کسی ایک انسان نے بھی نہیں سمجھا۔ یہاں تک کہ اسلام کا نور ایک ہندوستانی کے دل میں جلوہ گر ہوا۔ اور اس نے قرآن کے رموز و اسرار لوگوں پر ظاہر کر کے ان کو شرک اور تحریف کے گناہوں سے بچا کر راہ حق پر ڈالا۔

انکارِ حدیث اور قرآن

(۱) ظاہر ہے کہ قرآن مجید توریت کی طرح بیک وقت نازل نہیں ہوا۔ بلکہ ۲۳ سال کے عرصہ میں موقع اور ضرورت کے مطابق تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا کبھی ایک واقعہ پیش آجاتا تو اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک قطعی حکم نازل ہوجاتا۔ کبھی کوئی شخص آپ سے کوئی مسئلہ پوچھتا تو اس کا جواب حضرت جبریل لے آتے۔ سو جب تک اس واقعہ کو مفصل طور پر نہ سمجھا جائے، یا اس سوال کو پیش نظر نہ رکھا جائے قرآن کریم کا حکم ہرگز نہیں سمجھا جا سکتا۔ اس لئے قرآن کی متعلقہ آیت ان واقعات یا سوالات کے بارے میں افسرِ اعلیٰ کے آخری فیصلے کی طرح ہوتی ہے جس کا سمجھنا مقدمہ مذکورہ کی ساری مثل کو سمجھنے پر موقوف ہوتا ہے۔ اس واقعہ اور سوال کی تفصیل احادیث ہی سے مل سکتی ہے اس لئے فہم قرآن کے لئے احادیث کو پیش نظر رکھنا ناگزیر ہے۔

(۲) کبھی قرآن مجید ایک کام کا حکم دیتا ہے لیکن اس کے کرنے کا طریقہ نہیں بتاتا مثلاً ارشاد ہوتا ہے:۔ اَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ۔ (نماز پڑھو اور زکوٰۃ دو) لیکن یہ نہیں بتاتا کہ نماز کس طرح پڑھنی چاہیے۔ اس کے اوقات کیا ہیں۔ شرائط کیا ہیں۔ اور زکوٰۃ کن لوگوں سے اور کس حساب سے وصول ہونی چاہیئے۔ یہ تمام تفصیلات کتب حدیث میں ملتی ہیں۔ اس لئے کہ آنحضرتؐ کے فرائض میں سے ایک بہت بڑا فرض قرآن مجید کی تشریح اور توضیح کرنا تھا جو آپ نے بطریق احسن انجام دیا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس جب تک احادیث کو پیش نظر نہ رکھا جائے صرف ڈکشنری (لغات) کی مدد سے قرآن مجید کا مطلب سمجھا نہیں جا سکتا۔

(۳) کبھی قرآن مجید میں ایک لفظ آجاتا ہے جس کے معنی متعین کرنے کے لئے حدیث کی ضرورت ہوتی ہے۔ مثلاً قرآن نے خمر کو حرام قرار دیا ہے لیکن یہ نہیں بتایا ہے کہ خمر کسے کہتے ہیں اور اس کی کتنی مقدار حرام ہے۔ یہ تمام تفصیلات حدیث سے مل سکتی ہیں۔

(۴) قرآن مجید کی موجودہ ترتیب وہ نہیں ہے جس پر وہ نازل ہوا تھا۔ اس لیے جب اس میں ایک مسئلہ کے متعلق دو مختلف حکم دکھائی دیں تو اس وقت یہ سمجھنے کی سخت ضرورت ہوتی ہے کہ ان میں سے کونسی آیت پہلے اور کونسی بعد میں نازل ہوئی ہے۔ اور جب تک یہ معلوم نہ کیا جائے قرآن مجید سے مسئلہ نہیں نکالا جا سکتا۔ اور اس کا اصل مطلب سمجھا نہیں جا سکتا۔ اس لئے بھی فہم قرآن کے لئے حدیث کی سخت ضرورت ہے۔

(۵) ہمارا دعویٰ ہے کہ اسلام نے دنیا کے سامنے ایک نظام اخلاق، ایک نظام معاشرت، ایک نظام سیاست اور ایک نظام فکر پیش کیا ہے اور اس طرح پیش کیا ہے کہ تمام مہذب دنیا آج تک اسی سے فائدہ اٹھا رہی ہے۔ اس "نظام اسلام" کی تفصیل یقیناً قرآن مجید سے دستیاب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے اسلامی تہذیب، اسلامی تمدن اور اسلامی روح کو باقی رکھنے کے لئے حدیث کو ماننا اور ان کو قرآنی تعلیمات کا جزو سمجھنا نہایت ضروری ہے۔

ایک عرض ہمارے بعض بھائی اصولاً حدیث کو حجت مانتے ہیں۔ لیکن وہ کہتے ہیں کہ احادیث میں بعض ایسی باتیں ہیں جو خلاف قرآن، خلاف عقل اور خلاف تجربہ ہیں۔ اس لئے ہم حدیث کو حجت شرعی تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ان کی خدمت میں عرض ہے کہ واقعی بعض خود غرض اور نفس پرست لوگوں نے انحضرت کے نام سے غلط باتیں مشہور کی ہیں۔ لیکن علماء نے احادیث کی چھان بین کر کے ایسی باتوں کو بالکل غلط اور خلاف تعلیمات اسلام قرار دیا ہے۔ اور انہوں نے احادیث کو پرکھنے کے لیے تصحیح سند کے علاوہ دوسرے اصول و ضوابط بھی بتائے ہیں جن کی روشنی میں ان کی یہ مشکل حل ہو سکتی ہے اس لئے ان کو مایوس نہیں ہونا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چاہیئے۔ اور اس چھوٹے سے دھبے کے لئے سارے کپڑے کو آگ نہیں دکھانی چاہیئے۔

(اہل حدیث امرتسر ۱۰ر جنوری ۱۹۲۱ء)

ایک ضروری استفسار

بحضور علامہ مدیر اہل حدیث دام فیوضہم

السلام علیکم۔ واضح ہو کہ کئی ایک طرق ہائے باطلہ نے حدیث رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو محض اپنی کم علمی اور عدم فہمی کی وجہ سے مورد الزام و طعن بنا رکھا ہے اور یا ہر وقت کوئی نہ کوئی الزام اس شریف علم کے سر تھوپا جا رہا ہے باقی فرقہ ہا کو جانے دیجیے صرف فرقہ شیعہ ہی کو لیجیے اس کو علم حدیث سے اس قدر دوری ہے کہ خدا کی پناہ۔ کئی ایک رسالے و اخبارات حدیث کی برائی اور ہجو میں سیاہ ہو رہے ہیں۔ آج خاکسار ان کے ایک رسالے "اصلاح" کے دو اعتراض نقل کر کے آنجناب کی خدمت میں بغرض جواب بھیج رہا ہے۔ ملاحظہ ہو کہ کس قدر دریدہ دہنی سے مضمون نگار نے حدیث شریف پر بیجا حملہ کیا ہے۔

وہو ہذا۔

(۱) رسول اللہ کی چوری چنانچہ پہلی صفت چوری کرنا ہے۔ اس کی روایات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ملاحظہ ہوں۔

سنن ابوداؤد اور جامع ترمذی سے جو دونوں صحاح ستہ میں داخل ہیں۔ کتاب تلخیص الصحاح مطبوعہ لاہور جلد اوّل صـ۱۴۲ میں یہ عبارت مرقوم ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما قال نزلت ھذہ الایات وما کان للنبی ان یغل فی قطیفۃ حمراء فقدت یوم بدر فقال لبعض القوم لعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخذھا فانزل اللہ تعالیٰ ھذہ الایات (ابوداؤد و ترمذی)۔

یعنی ابن عباسؓ سے آیت مبارکہ مَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ (یعنی نبی کا یہ کام نہیں ہے کہ کوئی چیز چرا لے) کی شان نزول اس طرح مروی ہے کہ بدر کی لڑائی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں غنیمت کے مال سے ایک سرخ رنگ کی روئیدار چادر کھوئی گئی تو بعض صحابہؓ نے کہا کہ شاید رسولِ خدا صلعم نے چرائی ہو تب خدا نے یہ آیت شریفہ نازل فرمائی۔ ابوداؤد ترمذی اس کے راوی ہیں۔

www.KitaboSunnat.com

(۲) رسول اللہ کا ارادہ زنا روایت صحیح بخاری کا دوسرا حصہ یا مضمون یہ ہے کہ کوئی شخص زنا بھی کرے تو جنت میں جائے گا۔

حضرات اہل سنت نے اس میں بھی جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم کو مبتلا کر دکھانے کی کوشش کی ہے۔ چنانچہ اسی بخاری مطبوعہ مصر جلد ۳ صفحہ ۱۶۷ کتاب الطلاق میں ہے۔ (نوٹ) حدیث شریف کے صرف ترجمہ پر اکتفا کی جاتی ہے) یعنی اوزاعی کہتے ہیں کہ میں نے زہری سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں میں سے کس نے جناب رسولِ خدا سے خدا کی پناہ مانگی تھی تو زہری نے کہا مجھ سے عروہ نے بیان کیا ہے کہ اس سے حضرت عائشہ رضی نے فرمایا تھا کہ جون کی بیٹی جب حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لائی گئی اور حضرت صلعم اس سے قریب ہوئے تو اس نے حضرت کو خطاب کر کے کہا اعوذ باللہ منک (اے محمد میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں) تو حضرت نے اس سے فرمایا کہ تم نے بڑی ذات کی پناہ مانگی۔ اپنے خاندان میں واپس چلی جاؤ۔

ابو اسید رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم لوگ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ سے باہر ایک باغ کی طرف چلے جس کو شوط کہتے تھے۔ یہاں تک کہ ہم لوگ دو باغوں کے قریب پہنچے اور ان دونوں کے درمیان میں بیٹھ گئے تاکہ دونوں باغ دونوں طرف سے پردہ کا کام کریں اور ہم لوگوں کی کاروائی کسی آنے جانے والے پر ظاہر نہ ہو۔ وہاں پہنچنے پر جناب رسولِ خدا صلعم نے ہم لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ یہیں بیٹھ جاؤ۔ اور خود حضرت اندر داخل ہوئے۔ جہاں جونیہ لائی گئی تھی اور امینہ بنت النعمان بن شراحیل کے گھر میں کھجور کی شاخوں میں ایک کمرہ میں بٹھائی گئی تھی اور اس کے ساتھ اس کی دایہ حاضنہ بھی تھی۔ غرض جب آنحضرت اس جونیہ کے پاس پہنچے تو اس سے کہا مجھے اپنا نفس بخش دے۔ اس پر وہ فوراً بولی، کیا شہزادی بھی بازاری لوگوں کو اپنا نفس بخشتی ہے؟ یہ سن کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

www.KitaboSunnat.com

نے اپنا ہاتھ ادھر بڑھایا اس کے بدن پر رکھتے تھے تاکہ وہ نرم ہو جائے مگر وہ بگڑ گئی اور کہا (اعوذ باللّٰہ منک) میں تم سے خدا کی پناہ مانگتی ہوں۔ کیونکہ اس کے سوا اس مجبوری میں اور کیا کر سکتی تھی جب معاملہ ایسا پیش آ گیا تھا تو غالباً اس نے بلند آواز سے کہا ہوگا جو باہر تک گونج گئی ہوگی (کیونکہ جب وہ راضی نہیں تھی تو آہستہ کہنے کی کوئی وجہ نہ تھی) تو حضرت نے اس سے کہا تو نے بڑی پناہ مانگی پھر حضرت (مایوس ہو کر اس گھر سے نکل آئے اور مجھ سے کہا اے ابو اسید اس کو دو رازقیہ پہننے کو دے دو (جو کتان کا سپید کپڑا ہوتا ہے) اور اس کے گھر تک واپس پہنچا دو۔ انتہیٰ"

شیعہ مضمون نگار اس حدیث کے ترجمہ سے فراغت حاصل کر کے اپنا ریمارک لکھتا ہے۔

"اس روایت سے معلوم ہوا کہ وہ عورت جونیہ نہ خود سے آئی نہ اپنے اہل و عیال کی اجازت سے طلب کی گئی۔ اور یہ معاملہ اس درجہ مخفی کیا گیا کہ حضرت اپنے مخصوص اصحاب کے ساتھ مدینے سے باہر دو باغوں کے درمیان میں ٹھہرے اور کھجور کا ایک کمرہ بنایا گیا اس میں وہ رکھی گئی۔ حضرت نے اس سے اپنی خواہش ظاہر کی تو اس نے انکار کیا اس پر حضرت نے ہاتھ بڑھا کر کوشش کرنی چاہی مگر اس نے تیور بدل دیا جس پہ حضرت مجبور ہو گئے۔ جو واضح کرتا ہے کہ حضرت کی نیت اس عورت کے ساتھ کیا تھی! حالانکہ اسی صحیح بخاری کی پہلی حدیث یہ ہے "اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ" یعنی انسان کے اعمال اس کی نیت پر موقوف ہے۔ پس جب حضرت کی نیت واضح ہوگئی تو اب کیا امر باقی رہا۔ اس روایت سے ایک اور امر معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہشہائے نفسانی کے پورا کرنے میں خداوند عالم کے دوسرے احکام کی مخالفت کا بھی ذرہ برابر پرواہ نہیں کرتے تھے۔ کیونکہ یہ عورت جونیہ کسی کتاب سے معلوم نہیں ہوتا کہ مسلمان رہی ہو اس لئے کہ جو مسلمان عورت حضرت کی صحبت میں ایک منٹ بھی بیٹھ جاتی تھی وہ صحابیہ کی صفت سے متصف ہو جاتی تھی۔ پس اگر یہ عورت مسلمان ہوتی تو یہ بھی صحابیہ ہوتی حالانکہ علامہ ابن حجر عسقلانی نے اصابہ فی تمیز الصحابہ میں جن صحابی عورتوں کا نام لکھا ہے ان میں اس عورت کا نام بھی نہیں لیا گو دوسری عورتوں کے ذکر میں اس کا قصہ لکھا ہے مگر صحابیات میں اس کا ذکر نہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ عورت مسلمان نہیں تھی بلکہ مشرکہ تھی اور غالباً یہی وجہ ہے کہ جب وہ باغ میں لائی گئی اور حضرت اس کے پاس تشریف لے گئے تو اس سے یہ نہیں فرمایا کہ (انکحی ایاک ایای یا انکحی نفسک ایای) اپنا نکاح مجھ سے کر دے نہ یہ فرمایا کہ زوجی نفسک منی یعنی اپنی تزویج مجھ سے کر دے۔ بلکہ وہ لفظ فرمایا جو ناجائز طریقے پر مطلب حاصل کرنے کے لیے مشرکہ عورتوں سے کہا جاتا ہے کہ ھبی نفسک لی یعنی تو اپنا نفس مجھے بخش دے حالانکہ مشرکہ عورتوں سے تو نکاح تک کرنے کے لیے خدا نے منع فرمایا ہے چہ جائیکہ بغیر نکاح کے اس سے مطلب پورا کرنا۔ چنانچہ سورہ بقر رکوع ۱۱ میں فرماتا ہے وَلَا تَنْكِحُوا الْمُشْرِكٰتِ حَتّٰى يُؤْمِنَّ یعنی اے رسول تم اور کل مسلمان مشرکہ عورتوں سے نکاح تک نہ کرنا لیکن حضرات اہل سنت کی نہایت صحیح دینی کتاب صحیح بخاری کہتی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مشرکہ عورت سے بغیر نکاح ہی کے مطلب برآری کی کوشش کی۔ شاید اسی بارے میں کہا گیا ہے ؎ چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

(راقم ع۔ح صدر الا فاضل۔ نقل رسالہ اصلاح از ص۳۲ لغایت ص۳۹ نمبر ۱ جلد ۲۸ ء)
رقیمہ نیاز نفیر ابو نعیم عبد الرحیم متعلم جامعہ محلہ حسن خان ڈاکخانہ کوٹ سمابہ ریاست بہاولپور

اہلحدیث۔ سائل ہذا نے جس سوال نمبر ۱ کو آج شیعہ رسالہ سے نقل کر کے بڑی تڑپ سے جواب طلب کیا ہے۔ اس کا جواب اہل حدیث مورخہ ۲۴ نومبر ۱۹۲۲ء میں ہم نے دیا ہوا ہے۔ آج بھی حسب منشاء سائل دیگر جدید خریداروں کے لیے مختصر طور پر ہم بتاتے ہیں۔

جواب (۱)۔ قرآن شریف کی شہادت ہے کہ بعض بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کو کچھ ایسا الزام یا عیب لگایا جس سے ان کو تکلیف ہوئی اور خدا نے ان کو اس الزام سے پاک کیا۔ غور سے پڑھیے

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ آذَوْا مُوسَىٰ فَبَرَّأَهُ اللَّهُ مِمَّا قَالُوا ط	یعنی مسلمانو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے حضرت موسیٰ کو تکلیف دی۔ پھر خدا نے اس کو اس

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَكَانَ عِنْدَ اللّٰهِ وَجِيْهًا ط۔ الزام سے پاک کیا"

(پ ۲۲ ع ۶)

بتائیے دشمن تہمت لگائے، اور خدا اس تہمت کو دُور کرے تو یہ کوئی نقص ہے یا تعریف! یہ ہے قرآنی فیصلہ اور فرقانی اصل الاصول۔

اب سنئے! اسی طرح کسی بے ایمان منافق نے کہہ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے چادر غبن کر لی۔ خدا نے بالفاظ خود اس الزام کو دفع کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال عصمت ثابت ہوئی یا نقصان؟ کیا یہ سچ ہے کہ

گل است سعدی و در چشم دشمناں خار است

جواب (۲) :۔ اصل باعث فساد راقم مضمون کا وہ عناد ہے جو سارے ائمہ اسلام خصوصاً حضرت امام بخاری سے ان کو ہے۔ ورنہ دیانت اور صداقت سے کام لیتے تو جو روایت معترض نے صحیح بخاری کی نقل کی ہے اس میں اس اعتراض کا جواب موجود ہے تزوج النبی صلی اللہ علیہ وسلم امیمۃ بنت شراحیل فلما ادخلت علیہ بسط یدہ الیہا فکانہا کرہت ذلک فامر ابا اسید ان یجہزہا ویکسوہا ثوبین رازقیین (صحیح بخاری ص ۷۹۰)

اس روایت کے شروع میں صاف لفظوں میں ذکر ہے کہ آنحضرت اس عورت سے نکاح کر چکے تھے جب اس کے پاس گئے تو اس نے آپ کو دیکھا نہ تھا اس لئے پہچانا نہیں اس عدم پہچان میں اس نے کراہت کی حالت میں آنحضرت کو کہہ دیا۔ اعوذ باللّٰہ منک جیسے حضرت مریم نے جبرائیل کو مرد کی صورت میں دیکھ کر کہا اِنِّيْٓ اَعُوْذُ بِالرَّحْمٰنِ مِنْكَ (مریم) آنحضرت نے اس کراہت کا جواب ترک سے دیا۔ کیونکہ آپ نے سمجھا کہ جبراً اس کو رکھنا اچھا نہیں۔ حکم دیا کہ اس کو جوڑہ کپڑوں کا دے کر عزت کے ساتھ رخصت کر دو۔

ہم نے جو کہا کہ اس عورت نے عدم معرفت میں ایسا کیا۔ اس کا ثبوت ہمارے پاس یہ ہے کہ قالوا لہا اتدرین من ہذا قالت لا قالوا ہذا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم (ب ۸۴۲) لوگوں نے اس عورت کو کہا تو جانتی ہے یہ کون ہیں؟ اس نے کہا نہیں میں نہیں جانتی۔ لوگوں نے کہا یہ رسول اللہ ہیں۔ الخ"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس اس قصہ کی ساری روایات سامنے رکھ کر غور کریں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس نسبت سے جونیہ کے پاس گئے تھے جس نیت سے خاوند بیوی کے پاس جاتا ہے جو کسی مذہب میں ناجائز نہیں۔ پس ایسے رفاض معترضین کو کہدو کہ

این گناہیست کہ در شہر شما نیز کنند

۴ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ

سوال: سنا جاتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خلفائے راشدین کی خلافت کی مدت ظاہر فرمائی ہے غالباً چالیس سال چھ ماہ، اسی چالیس سال میں چھ ماہ کم تھی کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے رحلت فرمائی۔ یہ چھ ماہ کی مدت حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بن کر پوری کی اس بنا پر پانچ خلفائے راشدین ثابت ہوئے غرض صحیح کیا ہے حقیقت سے آگاہ فرمایئے۔

جواب: خلافت راشدہ علی طریق النبوت کی مدت حدیث شریف میں تیس سال آئی ہے۔ چالیس سال نہیں۔

۲۰ جولائی ۱۹۳۲ء

سوال: بعد دفن بوقت حساب کتاب قبر میں عذاب روح اور جسم دونوں کو ہے یا ایک کو۔

چودھری رحیم بخش نظام آباد

جواب: اس کی تشریح مجھے یاد نہیں اتنا ہے کہ بیقعد میت کو بٹھاتے ہیں اس سے ثابت ہوتا ہے کہ عذاب میں جسم بھی شریک ہے اس کے بعد روح جب اپنے مقام میں چلی جاتی ہے تو اس کے لائق اس کو جسم مل جاتا ہے۔ اس جسم کے ساتھ عذاب یا راحت بھوگتی ہے۔ واللہ اعلم

۲۷ جولائی ۱۹۳۲ء

سوال: عذاب قبر تا حشر جاری رہے گا یا کم و بیش۔

جواب: احادیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ عذاب میں تا قیامت مبتلا رہے گی۔ قرآن مجید میں بھی ہے وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ

۲۷ جولائی ۱۹۳۲ء

سوال: صوفیائے کرام کی اصطلاح میں سنا گیا ہے کہ فنا فی اللہ ہونے کے لئے فنا فی الشیخ، اور فنا فی الرسول ہونا ضروری ہے بغیر اس کے فنا فی اللہ ہونا ناممکن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ کیا یہ دونوں درجے صحیح اور شرعاً جائز ہیں۔ اگر نہیں تو عدم جواز کے جو دلائل ہوں ان کو واضح فرما دیجئے۔ اور اگر جائز ہیں تو ان کے دلائل۔

جواب:۔ صوفیائے کرام کی اصطلاح میں فنا فی الشیخ کے معنی ہیں شیخ کی محبت کامل اور فنا فی الرسول کے معنی ہیں کامل محبت اور اتباع رسول۔ یہاں تک کہ اپنی کوئی امنگ خلاف سنت نہ ہو جیسا حدیث شریف میں ہے لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ (یعنی کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک اس کی دلی خواہش اور امنگ میری تعلیم کے ماتحت نہ ہو) یہی مضمون مولوی روم مرحوم کی مثنوی کے اس شعر میں ہے ؎

تا ہوی تازہ است ایمان تازہ نیست کایں ہوی جز قفل آں دروازہ نیست

یعنی جب تک انسان کی اپنی خواہش زندہ ہے ایمان مردہ ہے کیونکہ یہ خواہش ایمان کے لئے بمنزلہ قفل کے ہے۔

پس محبت شیخ اور محبت رسول درحقیقت اصل مقصود تعلق باللہ اور تبتل الی اللہ کے لئے ممہد ہے تعلق بالالوہیت ہی کا نام ہے فنا فی اللہ یعنی پہلے درجہ میں مرید اپنے شیخ کو صرف استاد جانتا ہے جیسے طفل مکتب اپنے معلم کو۔ دوسرے درجے میں رسول کو بطور ہادی کے دیکھتا ہے۔ آخری درجہ میں خدا کو بحیثیت معبود کے دیکھتا ہے اس لئے اس درجہ میں نہ کوئی دوسری چیز اس کے مساوی ہو سکتی ہے۔ نہ اس سے بلند۔ اسی لئے بعض صوفیا کے منہ سے بجوش توحید یہ شعر نکل گیا ہے ؎

پنجہ در پنجہ خدا دارم من چہ پروائے مصطفےٰ دارم

یعنی الوہیت کے درجے میں میری نظر کسی طرف نہیں جا سکتی۔ کیونکہ وہاں ذات بحت اور فرد واحد ہے (جل جلالہ) اس تشریح پر تو کوئی اعتراض نہیں۔ دوسری تشریح جو آجکل کے گرا صوفی کرتے ہیں وہ سراسر محل اعتراض ہے۔ یعنی شیخ کا تصور سامنے رکھے، اس کی اتنی مشق کرے کہ جدھر نظر کرے شیخ کی شکل سامنے ہو۔ اس کے بعد رسول سے بھی یہی برتاؤ کرے۔ پھر ترقی کر کے اس درجہ پر پہنچے کہ خدا کو ہر طرف دیکھے اور اس کی زبان سے صحیح طور پر یہ مصرع نکلے ع

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے

یہ تشریح سراسر تعلیم اسلام کے خلاف ہے۔ اعاذنا اللہ منہ۔

(اہل حدیث امرتسر ص ۱۳ ۱۸ جنوری ۱۹۳۵ء)

سوال:۔ مولانا محمد اسمٰعیل شہید نے اپنی کتاب تقویت الایمان فصل پہلی فی الاجتناب عن الشرک میں لکھا ہے کہ "ہر مخلوق چھوٹا ہو یا بڑا وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے" کیا اس "ہر مخلوق" کے لفظ میں انبیاء کرام و اصحاب عظام و اولیاء ذی شان داخل ہیں یا نہیں؟ اگر داخل ہیں تو اس سے اہانت انبیاء علیہم السلام و صالحین کرام کی ثابت ہوتی ہے یا نہیں؟ اور انبیاء کرام کی اہانت کرنے والا کون ہوتا ہے؟

جواب:۔ ساری عبارت سامنے رکھی جائے تو معنے صحیح ہوتے ہیں۔ مولانا فرماتے ہیں "خدا کے ساتھ شرک کرنا ایسا ہے جیسا کسی بادشاہ کا تاج اس کی رعیت میں سے چمار کے سر پر رکھ دینا" یہ نسبت فرماتے ہیں "سب مخلوق چھوٹی اور بڑی خدا کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے" یعنی چمار بادشاہ کی شان کے سامنے بہت کم حیثیت ہے تاہم انسان ہونے کی حیثیت سے بادشاہ کے برابر ہے لیکن انسان چھوٹے اور بڑے خدا کے ساتھ ہم کفوی کی حیثیت نہیں رکھتے کیونکہ لَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔ اس کلام ہدایت التیام سے حضرات انبیاء کرام اور اولیاء عظام کی توہین یا منقصت منظور نہیں بلکہ شان خدا ارفع بتانی مقصود ہے۔ وَاَنَّهٗ تَعَالٰی جَدُّ رَبِّنَا کے یہی معنے ہیں۔

(اہل حدیث امرتسر ص ۱۳ ۹ دسمبر ۱۹۳۲ء)

سوال:۔ توسل بالموتی والاحیاء جائز ہے یا نہیں؟ اور اگر کسی شخص پر کوئی مصیبت ہو تو اللہ جل شانہ سے بحرمت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی اولیاء کے طفیل سے دعا مانگے کہ یا اللہ بحرمت فلاں میری مشکل کو آسان کر، یہ جائز ہے یا نہیں؟

جواب:۔ اس قسم کے الفاظ حدیثوں میں نہیں آئے۔ ایسا توسل نہیں سکھایا۔ ہاں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ توسل سکھایا ہے کہ دعا سے پہلے خدا کی تعریف کرو اور آنحضرت پر درود پڑھو پھر دعا کرو امید ہے قبول ہو جائے گی۔ (اہل حدیث امرتسر ص ۱۳، ۹ دسمبر ۱۹۳۴ء)

سوال: قیامت کب ہونے والی ہے اور اس کے کیا کیا آثار ہیں؟ کوئی خدا کا بندہ قیامت دیکھنے کی آرزو کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: قیامت کی تاریخ اور دن معلوم نہیں۔ آثار یہ ہیں۔ شراب نوشی۔ زنا کاری۔ جھوٹ، دغابازی وغیرہ کی کثرت۔ قیامت دیکھنے کی آرزو موت سے پوری ہو سکتی ہے اور موت کی آرزو کرنی حدیث میں منع ہے (اہل حدیث امرتسر ص ۱۱، ۴ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ)

سوال: وظیفہ شیئاً للہ کب سے ایجاد ہوا ہے اور کس نے ایجاد کیا ہے۔ کہا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کے زمانہ مبارک کے بعد ایجاد ہوا ہے۔ اس کے پڑھنے والے کو کیا گناہ ہے؟

جواب: شیئاً للہ کے معنی ہیں کوئی چیز دیجئے اللہ کے لئے یہ آواز عرب کے گداگروں کی تھی۔ جو گھروں سے باہر کھڑے ہو کر کہا کرتے تھے۔ اے گھر والو اللہ کے لئے کچھ دو۔ اس میں مخاطب گھر والے ہوتے تھے جو اس سائل کو کچھ دے سکتے تھے۔ اس صورت میں بھی بعض علماء نے ایسے کہنے والے پر کفر کا فتویٰ لگایا ہے وجہ یہ لکھی ہے کہ اس میں اللہ کے نام کی ہتک ہے (درمختار) اس کے بعد لوگوں نے فوت شدہ اولیاء اللہ کو مخاطب کر کے بطور سوال کے یہ کہنا شروع کیا۔

خُذْ بِیَدِیْ یاشاہ جیلانی ۔۔۔ اے پیر جیلانی میرا ہاتھ پکڑیئے اللہ
خُذْ بِیَدِیْ شَیْئاً لِلّٰہِ اَنْتَ نُوْرُ اَحْمَد ۔۔۔ کے لئے کچھ دیجئے۔ آپ نور احمد ہیں۔

یا یہ کہتے ہیں

شیئاً للہ چوں گدائے مستمند ۔۔۔ المدد خواہم زخواجہ نقش بند

(میں فقیر کی طرح خواجہ نقشبند کی خدمت میں عرض کرتا ہوں للہ مجھے کچھ دیجئے)

ایسا کہنے میں تین طرح سے شرک آتا ہے۔ ایک تو وہی وجہ جو گداگروں کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لئے بعض فقہاء نے بتائی ہے۔ دوسری وجہ یہ کہ فوت شدہ کو حاضر ناظر یا عالم الغیب سامع صوت (آواز سننے والا) جانتا ہے۔ تیسری وجہ یہ کہ ان کو معطی (دینے والا) سمجھتا ہے اس لئے ایسے وظیفے سے بچنا چاہیئے۔ خدا فرماتا ہے۔ فَاجْتَنِبُوا الرِّجْسَ مِنَ الْأَوْثَانِ۔ یہ خدا کی صفت خاصہ ہے۔ اَلَا هُوَ مَعْلُوْمٌ

(اہل حدیث امرتسر ص ۱۳ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ)

یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ

امرتسر میں ایک رسالہ اس نام کا شائع ہوا ہے جو ہم نے سرخی میں لکھا ہے۔ اسی کی طرف ہمارا روئے سخن ہے۔ اس رسالہ کے دیکھنے سے ہمیں خوشی ہوئی کیونکہ اس سے اختلاف کا بہت سا حصہ طے ہو گیا۔ اصل معنے اس فقرے کے یہ ہیں "اے شیخ عبد القادر اللہ کے واسطے کچھ دیجئے" مفہوم صاف ہے کہ پڑھنے والا شیخ ممدوح سے کچھ مانگتا ہے۔ اس لئے علمائے توحید اس کے پڑھنے سے منع کرتے ہیں۔ کیونکہ ایسا کرنے میں تین گناہ ہیں۔ ایک تو فوت شدہ کو پکار۔ دوم اس کو قاضی الحاجات سمجھنے کا اعتقاد۔ تیسرا اس سے مانگنا۔ یہ تینوں امور ایسے ہیں کہ نصوص قرآنیہ میں ممنوع ہیں۔ ہمارے اس دعوے کی بابت ایک ہی آیت کافی ہے۔ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ "یعنی جن لوگوں کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمہاری طرح کے بندے ہیں پس ان کو بلا لو چاہئے کہ وہ تمہاری دعا قبول کریں۔ اگر تم سچے ہو"

(پ ۹ ع ۱۴)

یہ آیت جملہ اُن لوگوں کو چیلنج ہے جو اللہ کے سوا زندہ اور مردہ بزرگوں کو پکارتے ہیں جن میں حضرت مسیح وغیرہ بھی داخل ہیں اسی لئے ان کو عباد (بندے) فرما کر مشرکوں کو ڈانٹا ہے

سچ تو یہ ہے کہ اس مضمون کی متعدد آیات سے متاثر ہو کر وظیفہ شیئاً للہ پڑھنے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

والوں نے اب نرم چال اختیار کی ہے جو اس رسالے میں درج ہے جس کے الفاظ یہ ہیں :

"جو شخص حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ علیہ کو حاضر و ناظر یا عالم الغیب یا حاجت روا مطلق سمجھ کر اس (وظیفہ شیئاً للہ) کو پڑھے تو یہ پڑھنا شرک اور کفر ہے" صث

الحمد للہ! اتنے حصے میں تو اتفاق ہوگیا۔ اب رہا دوسرا پہلو جو اس رسالے میں اختیار کیا گیا ہے وہ یہ ہے۔

" اگر بلا عقیدہ مذکورہ بالا ان کلمات کی برکت سے باذن اللہ تعالیٰ طلب فیض و حل مشکلات چاہے تو جائز ہے"! صث

اس کی مزید تشریح یوں کی ہے۔

" اگر کوئی شخص حضرت غوث پاک کی طرف متوجہ ہو کر بلا اعتقاد شرکیہ اس کلام کو پڑھے اور حضرت غوث پاک باذن اللہ تعالیٰ اس کو ہمیں امداد اس غریب کے حال پہ توجہ فرمائیں تو اللہ جل شانہ کی قدرت اور اولیاء اللہ کے خاصہ اور کرامت سے کچھ بعید نہیں" (ص۶)

اللہ اکبر! اتنا بڑا وظیفہ اور اتنا زور دار مسئلہ جس سے مسلمانوں میں اختلاف کی خلیج وسیع ہو کر کفر تک پہنچے ثبوت اس کا یہ کہ "بعید نہیں" اس کی مثال یہ ہے کہ مولوی صاحب وعظ میں فرمائیں جو شخص صبح سویرے خواجہ نظام الدین اولیا کے مزار کی زیارت کو جائے خدا کی قدرت سے بعید نہیں کہ روزانہ راستے میں روپیوں کی تھیلی پائے"

ناظرین کرام غور فرمائیں یہ بعید اور غیر بعید کا لفظ کتنا وسیع ہے اس لئے ہم اس فقرہ کے متعلق چند سوالات کرتے ہیں۔

(۱) "یا شیخ عبدالقادر" اس کی نحوی ترکیب کیا ہے۔ "شیخ" نکرہ اور عبدالقادر معرفہ۔ یہ بات علم نحو کے خلاف ہے کہ نکرہ اور معرفہ باہمی صفت موصوف ہوں۔

(۲) شیئاً منصوب کیوں ہے۔ اگر جواب ملے کہ اعط کا مفعول بہ ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تو سوال ہے کہ فعل امر یہاں کس قاعدے سے حذف کیا گیا ہے۔ ان دو سوالوں کے لاینحل ہونے سے ثابت ہوگا کہ اس وظیفہ کی تعلیم دینے والا علوم عربیہ سے واقف نہ تھا۔

(۳) یہ سوال فیصلہ کن ہے۔ غور سے سنیں۔ یہ وظیفہ کس نے سکھایا۔ خدا تعالیٰ نے یا رسول اللہ نے یا خود شیخ عبد القادرؒ نے جو صورت اختیار کریں مہربانی کر کے اس کا حوالہ دیں۔

(۴) اگر خدا یا رسولؐ یا خود شیخ نے نہیں سکھایا تو پھر کیونکر معلوم ہو سکے کہ اس پڑھنے میں برکت ہے

(۵) اگر کوئی مسلمان اس وظیفہ کو بے ثبوت جان کر نہ پڑھے بلکہ اس کے ظاہر معنے کے لحاظ سے اس کا پڑھنا گناہ سمجھے تو اس کا کیا قصور ہے۔

(۶) اس کے اصلی ترجمہ سے تو یہی مفہوم ہوتا ہے کہ پڑھنے والا پیر صاحب کو داتا جانتا اور معطی خیر سمجھتا ہے محض برکت کے لئے پڑھتے وقت اس کے اصلی ترجمے کا خیال نہ رکھے؟ یا اس کو خیال نہ آئے گا۔

(۷) عربی زبان میں رَاعِنَا اور اُنْظُرْنَا کے ایک ہی معنے ہیں (کہ ہماری طرف نظر کرو) مگر رَاعِنَا کے ایک معنی ناپسند بھی ہو سکتے ہیں۔ اس لئے قرآن مجید میں ارشاد ہوا کہ لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا تم مسلمان رَاعِنَا "مت کہا کرو بلکہ اُنْظُرْنَا کہا کرو) شیئاً للہ کے بھی دو معنے ہیں ایک شرکیہ دوسرے بقول آپ کے غیر شرکیہ۔ پھر ہم بماتحت لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا" کیوں نہ اس کو چھوڑنے کا حکم دیں۔

(۸) فقہ کی مستند کتاب رد المختار میں مرقوم ہے۔ اِذَا تَرَدَّدَ الْحُکْمُ بَیْنَ سُنَّۃٍ وَّبِدْعَۃٍ کَانَ تَرْکُ السُّنَّۃِ رَاجِحًا عَلٰی فِعْلِ الْبِدْعَۃِ۔ (مصری جلد اوّل صفحہ ۴۷۵)

ترجمہ "جب کسی امر کے سنت اور بدعت ہونے میں تردد ہو تو سنت کو چھوڑ دینا بدعت پر عمل کرنے سے اولیٰ (بہتر) ہے" یعنی کسی غیر منصوص امر میں تردد ہو کہ سنت ہے یا بدعت تو اس کو بالکلیہ چھوڑ دینا اچھا ہے۔ مثلاً رسمی میلاد

www.KitaboSunnat.com

کے متعلق کوئی شخص اگر فیصلہ نہ کر سکے، قائل فریق کے دلائل سُن کر سنت سمجھے اور غیر قائل کے دلائل سُن کر بدعت خیال کرے۔ تو اس صورت میں اس فعل کو نہ کرنا ہی اچھا ہے۔ یہ ہے اس عبارت کا مطلب۔ اس اصل الاصول کے ماتحت وظیفہ شیئاً للہ کیوں نہ چھوڑ دیا جائے۔

ناظرین کرام! جب تک یہ سوالات حل نہ ہوں، اس وظیفہ کا پڑھنا کسی طرح بھی جائز نہیں۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ قرآن مجید میں ہر قسم کے وظائف موجود ہیں، دفع امراض، قضائے حاجات، طلب امداد، مغفرت گناہ، مغفرتِ اموات، صلاحیت اولاد وغیرہ سب کے لئے دعائیں اور وظائف ملتے ہیں۔ پھر کیا ضرورت ہے کہ خدا و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات کو چھوڑ کر غیر معلوم اشخاص کی تعلیم کے پیچھے جائیں۔ ایسا کرنا خدا و رسولؐ کی بڑی ہتک ہے۔ خدا ہم کو ہر قسم کے فعلِ قبیح کے ارتکاب سے بچائے۔ بھائیو! شیخ سعدیؒ مرحوم کی نصیحت سنو! ؎

مپندار سعدیؒ کہ راہِ صفا توان رفت جز در پئے مصطفےٰ!

۴ رمضان ۱۳۵۲ھ

سوال:۔ حاضر و ناظر کے کیا معنی ہیں۔ کیا حضرت رسول کریم صلعم اور اولیائے کرام حاضر و ناظر ہیں اور کیا استحضار خیالی سے ندا آ سکتی ہے؟

جواب:۔ حاضر و ناظر کے معنی ہیں سامنے موجود۔ پس انبیاء، اولیاء کو حاضر و ناظر جاننا شرک ہے۔ کیونکہ خدا کی کسی صفت خاصہ سے کسی دوسرے کو موصوف جاننا شرک ہے[1]۔

اہل حدیث امرتسر ص ۱۳، ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ

حاضر ناظر کون ہے؟ (اَللہ جل شانہٗ) اخبارُ الفقیہ

فقہ کے نام سے موسوم ہے۔ مگر اشاعت اس فقہ کی کرتا ہے جو اسلام سے پہلے بھی عرب میں مروج تھی اور لطف یہ ہے کہ بڑی ہوشیاری سے لکھتا ہے۔ مدرسہ دیوبند وغیرہ مدارس وہابیہ سے جو طالب علم فارغ ہو کر نکلتے ہیں۔ وہ

---

[1] اس مسئلہ کی پوری بحث کیلئے مولانا عبدالرؤف صاحب رحمانی جھنڈانگری کی کتاب "حاضر و ناظر" ملاحظہ کیجئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تھیلیاں ان کے گلے میں لٹکائی جاتی ہیں۔ ایک شرک کی۔ دوسری بدعت کی۔ فارغ شدہ طالب علم گلی کوچہ میں کہتا پھرتا ہے کہ لوگو! شرک لے لو! بدعت لے لو۔

الفقیہ مورخہ ۱۴ مئی ۱۹۲۸ء ص۱۲

ہمارے خیال میں اس واقعہ کے بیان کرنے میں "الفقیہ" سے تھوڑی سی غلطی ہوئی ہے۔ وہ شرک لے لو اور بدعت لے لو نہیں کہتا بلکہ "شرک لو اور بدعت سے بچو" کہتا ہے۔ جس شخص کو ہماری بات ماننے میں تامل ہو وہ طلباءِ وہابیہ سے تحقیق اور تصدیق کر سکتا ہے۔ یہ تو اس مضمون نگار کی ایک تمہیدی غلطی ہے جسے وہ نہیں سمجھا۔ اصل مضمون اس سے بھی زیادہ غلط ہے۔

"الفقیہ" کا نامہ نگار آنحضرت علیہ السلام کو حاضر و ناظر ثابت کرنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا ہے۔ اس کی سر دفتر دلیل یہ آیت ہے:۔

يَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا

اس کے معنی کرتا ہے کہ رسول تم پر حاضر و ناظر ہو۔ پھر آن چند تفسیروں کے حوالے نقل کرتا ہے۔ جن کو اس مضمون سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ مگر ہم اس بے تعلقی کا ذکر پھر کریں گے۔ سردست جو بات ہم کو کھٹکتی ہے۔ اسے پیش کرتے ہیں۔

آیت کریمہ کے سارے الفاظ یوں ہیں:۔

كَذَٰلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا ۔ (پ۲ - ع ۱)

ترجمہ اس کا یہ ہے کہ ہم نے تم کو اعتدال والی امت (موصوفہ باوصاف حمیدہ) بنایا تاکہ تم مسلمان لوگوں پر گواہ ہو جاؤ اور رسول تم پر گواہ ہو جائے)

"الفقیہ" کے مضمون مذکورہ پر ہم نے بہت ہی غور کیا کہ اس کا فاضل نامہ نگار معطوف علیہ (لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ) کی تفسیر کیا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ مقدم ہے۔ افسوس ہے کہ اس نے اس لفظ کو چھوا تک نہیں۔ شاید اس کے قلمی قرآن مجید میں یہ لفظ مرقوم ہی نہ ہوگا۔ ورنہ ایسی بد دیانتی کوئی مسلمان نہیں کر سکتا۔ پس جو معنی معطوف علیہ کے ہیں وہی معنی معطوف کے کرنے چاہئیں۔ اگر معطوف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا) کی تفسیر سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ آنحضرت علیہ السلام ہر جگہ حاضر ناظر ہیں تو معطوف علیہ (لِّتَكُونُوا شُهَدَاءَ) کا نتیجہ بھی یہی ہونا چاہیے۔ کہ کل مسلمان ہر جگہ حاضر ناظر ہیں۔ وَهٰذَا خَلْفٌ)

نقض اجمالی جانتے ہو کیا ہوتا ہے اور اس کا ضرر مدعی کو ہوتا ہے یا سائل کو؟

الفقیہ کے قابل نامہ نگارو!

ناظرین کرام! آیت کے دونوں جملے آپ کے سامنے ہیں۔ لِتَكُونُوا اور یکون۔ دونوں کا مصدر بھی ایک ہے۔ اور دونوں کی خبریں بھی ایک ہیں۔ اس لئے ہمارا سوال ہے۔ اگر شہیدا کے معنے حاضر و ناظر کے ہیں یعنی آنحضرت علیہ السلام ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ تو حضرات ابو بکرؓ اور ابو ہریرہؓ اور انسؓ وغیرہ رضی اللہ عنہم بھی بلکہ اور بھی جتنے مسلمان باایمان گزرے ہیں۔ کیا وہ سب ہر جگہ حاضر ناظر ہیں اگر ہیں تو کیا ثبوت؟ اگر نہیں تو کیوں نہیں۔ بس آپ حضرات الفقیہ پارٹی سے اس نقض اجمالی کو اٹھوایئے اور ساتھ ہی یہ بھی کہہ دیجیے ؎

لگا رہنے دے جھگڑے کو بازو باقی ۔۔۔ رکے ہے ہاتھ ابھی ہے رگ گلو باقی

۳۰ رجمادی الآخر ۱۳۵۱ھ

سوال:۔ اگر کوئی عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم ذوق وشوق سے درود شریف پڑھے۔ کیا درود بذریعہ ملائکہ سیاحین بھیجا جاتا ہے یا خود بخود بھی پہنچتا ہے؟

جواب:۔ درود اور سلام بذریعہ ملائکہ کے پہنچائے جاتے ہیں۔ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ کے حکم سے ملائکہ مقرر ہیں۔ مجالس درود کو تلاش کرتے ہیں اور اسے آنحضرتؐ تک پہنچاتے ہیں

اہل حدیث صفحہ ۱۳ ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ

سوال:۔ بعض وظائف عربی کے علاوہ فارسی یا دیگر زبانوں میں ہوتے ہیں اور بعض میں ندائے غیر اللہ بھی ہوتی ہے۔ مثلاً

بدرگاہت پناہ آوردہ ام یا مصطفےٰ دستے ۔۔۔ بہ بحر غم گرفتارم علی مرتضےٰ دستے

زحالت از شب معراج نا نشستم بدا الہی ۔۔۔ چرا دستم نہ گیری یا علی بہر خدا دستے

جواب:۔ شیعہ میں بھی بعض لوگ اہل شرک ہیں جو حضرت علیؓ کو اسی طرح حاجت روا مشکل کشا مانتے ہیں۔ جس طرح بعض سنی حنفی حضرت پیر جیلانیؒ کو دستگیر اور حاجت روا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانتے ہیں۔ درحقیقت یہ دونوں اسلامی تعلیم سے دور ہیں۔ خدا نے قرآن مجید میں ایسی ندا غیر اللہ کو شرک قرار دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

لَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ (پ ۱۱ ع ۱۱)

اللہ کے سوا کسی شخص کو مت پکارو جو تم کو نفع دیوے نہ نقصان۔ اگر تو نے ایسا کیا تو تو ظالموں سے ہو جائے گا

یہ آیت صاف اور صریح لفظوں میں غیر اللہ کو بغرض قضاء حاجت پکارنا ظلم بتا رہی ہے۔ اور ظلم شرک ہے۔ شیخ عطار مرحوم نے کیا اچھا فرمایا ہے ؎

غیر حق را ہر کہ خواند اے پسر　　　کیست در دنیا ازو گمراہ تر

(اہل حدیث امرتسر ص ۱۲، ۲۴ نومبر ۱۹۳۳ء)

لطیف واقعہ میں ایک دفعہ کسی مذہبی مقدمہ کی پیروی کے لیے ضلع اجمیر میں گیا وہاں مولوی معین الدین مرحوم مدرس مدرسہ عثمانیہ اجمیر سے ملاقات ہوئی۔ مرحوم حنفی مذہب کے ذی علم بزرگ تھے۔ اثناء گفتگو میں فرمایا۔ میں ان لوگوں کو جو مزار خواجہ معین الدین پر آتے ہیں کہا کرتا ہوں کہ تم مشرک نہیں ہو جو تمہیں مشرک کہتا ہے وہ غلط کہتا ہے۔ کیونکہ مشرک اس کو کہتے ہیں جو خدا سے مانگے اور غیر خدا سے بھی مانگے۔ تمہیں تو خدا سے واسطہ ہی نہیں۔ تم جو مانگتے ہو خواجہ غریب نواز سے مانگتے ہو اس لئے تم مشرک نہیں ہو۔ میں نے کہا خوب آپ کی ہجو ملیح بھی اس شعر کے مصداق ہے ؎

واعظ شہر کہ مردم ملکش می خوانند　　　قول ما نیز ہمیں است کہ او مردم نیست

ملاحظہ فرمایئے ان لوگوں کی حالت یہاں تک پہنچ چکی ہے۔ کہ وہ مشرک نہیں بلکہ دہری ہیں۔ اس پر قادیانی نبی اور ان کے اتباع کہتے ہیں کہ ہم تبلیغ اسلام کرتے ہیں جس پر بیساختہ منہ سے نکلتا ہے ؎

گر مسلمانی ہمیں است کہ ایشاں دارند　　　وائے گر از پس امروز بود فردائے

(اہل حدیث امرتسر ص ۵، ۲۷ جولائی ۱۹۴۵ء)

سوال: جو شخص تمام علمائے دین کو یہ کہے کہ سب علماؤں پر لعنت ہے تو ایسے شخص

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پر خدا و رسول کا کیا حکم ہے؟

جواب:۔ حدیث شریف میں ہے جو کسی پر ناحق لعنت کرتا ہے وہ لعنت لوٹ کر اس پر پڑتی ہے۔

(اہل حدیث امرتسر ص ۱۳ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۸ء)

سوال:۔ کیا اولیائے کرام سے وساطت جائز ہے؟ اور وساطت کے کیا معنے ہیں اور کیا اولیائے کرام سے براہ راست خطاب کر کے حاجت براری کرانا جائز ہے یا ناجائز؟ اولیائے کرام جب وفات پا چکے ہیں تو حاجت براری کیسے کر سکتے ہیں؟

جواب:۔ وسیلہ کے معنے سفارش کے ہیں۔ زندہ بزرگ سے کہنا کہ آپ دعا کریں کہ خدا میرے حال پر رحم کرے۔ یہ جائز ہے۔ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ط

دوسرا وسیلہ ہے کہ مردگان کو مخاطب کر کے کہے اے پیر میرے لئے دعا کیجیے یہ ناجائز ہے کیونکہ وہ اس کی آواز کو سنتے نہیں وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ۔ براہ راست صلحاء امت سے حاجت براری کی دعا کرنا کسی طرح جائز نہیں نہ زندوں سے نہ مردوں سے۔ ارشادِ خداوندی ہے۔ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ (ان لوگوں کو ذرا بھی اختیار نہیں) اسی لئے فرمایا۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔

(اہل حدیث امرتسر ص ۱۳ ۲۸ اپریل ۱۹۳۳ء)

سوال:۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اعلم الاولین والاخرین ہیں؟ اور کن کن غیب کی باتوں سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے واقف نہیں فرمایا؟

جواب: خدا کی ذات اور صفات کی معرفت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ حاصل تھی یہی معنی ہیں اس حدیث کے اوتیت علم الاولین والآخرین۔

جو اخبارِ غیب قرآن و حدیث میں آئی ہیں وہی معلوم ہیں۔ ان کے سوا سب غیر معلوم لَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَآءَ۔ اللہ اعلم۔

(اہل حدیث امرتسر ص ۱۳ ۲۸ اپریل ۱۹۳۳ء)

سوال:۔ فَنَظَرَ نَظْرَةً فِي النُّجُوْمِ فَقَالَ اِنِّيْ سَقِيْمٌ۔ تفسیروں سے معلوم ہوتا ہے نہ میلہ جانے کے عذر پر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ستاروں میں نظر کر کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

إِنِّي سَقِيمٌ کہا۔ میلہ تو دن کو ہوتا ہے اور ستارے غائب۔ اگر مراد علم نجوم سے ہو تو یہ ممنوع ہے۔ نہ اس وقت ایجاد ہوا ہوگا۔ مطلب اس آیت کا کیا ہے۔ **شیخ قاسم علی لدھیانوی**

جواب: بعض میلے رات کے اوقات میں بھی ہوتے ہیں۔ جیسے لاہور میں میلہ چراغاں اور آپ کے لدھیانہ میں میلہ روشنی اسی طرح کا میلہ ان مشرکوں کا ہوگا۔ آیت مرقومہ میں دو فعل آئے ہیں ایک نَظَرَ دوسرے قَالَ۔ ف محض تعقیب کے لئے ہے یعنی دوسرا فعل پہلے سے پیچھے واقع ہوا ہے جیسے حدیث شریف میں آیا ہے۔ قاء فتوضاء یعنی قے کی اور وضو کیا۔ پس مطلب آیت کا یہ ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے آسمان کی طرف نظر کی اس کے بعد کہا میں بیمار رہوں۔ ان دو فعلوں میں علت و معلول کا تعلق نہیں۔ بلکہ محض تعاقب ہے۔ **۲۱ دسمبر ۱۹۳۴ء**

حدیث ابراہیمی پر اعتراض اور جواب

از حضرت العلام مولانا ثناء اللہ صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

حدیث شریف میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بابت ایک حقیقت کا اظہار کیا ہے۔ اس پر بہت سے منکرین حدیث بلکہ بعض قائلین حدیث بھی اعتراض کرتے ہیں۔ جماعت مرزائیہ نے تو آج کل اس حدیث کو اپنا سہارا بنا رکھا ہے۔ اس لئے آج ہم اس مشکل کو اپنے ناقص علم کے مطابق حل کرتے ہیں۔ انشاء اللہ!

حدیث شریف مذکورہ کے الفاظ یہ ہیں۔

عن ابی هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم يكذب ابراهيم عليه الصلوة والسلام الا ثلاث كذبات۔

(ترجمہ) حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم ؑ نے کبھی جھوٹ نہیں بولا مگر تین جھوٹ (بخاری شریف صفحہ ۴۷۳)

معترضین اس حدیث پر دو طرح اعتراض کرتے ہیں۔ ایک اس طرح کہ نبی کی شان نہیں کہ جھوٹ بولے۔ دوسرا اس طرح کہ قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو صدیق کہا گیا ہے اور حدیث شریف میں ان کی تین جھوٹ بیان ہوئے ہیں۔ اس لئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ حدیث قرآن کے مخالف اور ناقابل قبول ہے۔ مرزائی اس حدیث سے یہ فائدہ بھی لینا چاہتے ہیں کہ ایک دو، تین جھوٹوں کے باوجود حضرت ابراہیم علیہ السلام نبی صدیق رہے۔ تو مرزا صاحب کے اگر چند جھوٹ ثابت ہو جائیں تو ان کی نبوت میں کیا خرابی لازم آتی ہے؟ پس ان سب اعتراضوں کے جوابات غور سے سنئے۔ اصل اصول ایسے امور سمجھنے کا وہ حدیث ہے۔ جس کے الفاظ یہ ہیں۔ انما الاعمال بالنیات۔ یعنی اعمال کا شرعی وجود نیتوں سے ہے۔ جیسی نیت ویسا پھل۔ مناسب ہے کہ اصل مقصد سے پہلے ایک حدیث بطور مثال پیش کردوں۔ اس مثالی حدیث میں غلط گوئی کی اجازت لے کر صحابہ کی ایک جماعت کار خاص کو جاتی ہے۔ اور کامیاب ہو کر دربار رسالت میں رپورٹ کرتی ہے۔ وہ حدیث یہ ہے۔

قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من لكعب ابن الاشرف فانه قد اذی الله ورسوله فقام محمد بن مسلمة فقال یا رسول الله اتحب ان اقتله قال نعم فاذن لی ان اقول شیئا قال قل فاتاه محمد بن مسلمة فقال ان هذا الرجل (محمدا) قد سالنا صدقة وانه قد عنانا وانی اتیتك استسلفك قال وایضا لتملنه قال انا قد اتبعناه فلا نحب ان ندعه حتی ننظر الی ای شیئ یصیر شانه فقال ائذن لی ان اشم راسك قال فلما استمکن منه قال دونکم فقتلوه ثم اتوا النبی صلی الله علیه وسلم فاخبروه (بخاری ص۵۷۶)

ترجمہ۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہے کوئی جو کعب بن اشرف سے بدلہ لے۔ اس نے اللہ اور رسول کو ایذا دی ہے۔ یعنی بغاوت پھیلا رکھی ہے۔ یہ سن کر محمد بن مسلمہ رضؓ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ میں اس کو قتل کردوں۔ فرمایا ہاں۔ اس نے عرض کیا تو پھر مجھے اجازت دیجئے۔ کہ میں آپ کے حق میں کچھ نامناسب الفاظ اس کے سامنے کہہ دوں۔ فرمایا کہہ دینا۔ پس محمد بن مسلمہ رضؓ نے کعب کے پاس آ کر کہا۔ کہ اس شخص

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(محمدﷺ) نے ہم سے بار بار صدقہ مانگ کر ہم کو تنگ کر رکھا ہے۔ میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ مجھ کو کچھ قرض دیں۔ اس نے کہا آئندہ وہ اتنا مانگے گا کہ تم اس سے تنگ ہو جاؤ گے۔ محمد بن مسلمہ نے کہا اب تو ہم اس کے پیچھے ہو لئے کہ دیکھیں اس کا کیا انجام ہوتا ہے؟ اس گفتگو کے بعد محمد بن مسلمہ نے کعب کو کہا۔ کیا آپ مجھے اجازت دیں گے کہ آپ کے سر کے بالوں سے خوشبو سونگھوں۔ اس نے کہا ہاں پس اس نے اس کے سر کو سونگھا اور اپنے ساتھ والوں کو سونگھایا۔ پھر کہا ایک دفعہ اور اجازت دیجئے جب اس نے اجازت دے دی تو اچھی طرح سے اس کے سر کو پکڑ لیا اور ساتھیوں کو آواز دی کہ پکڑ لو۔ پس انہوں نے اس کو قتل کر کے دربار رسالت میں اطلاع دی۔

ناظرین:۔ اس حدیث میں صحابہؓ نے کعب کے سامنے بحق رسالت جو کچھ کہا وہ قطعاً نادرست ہے۔ بلکہ ایمان کے سراسر خلاف ہے۔ مگر کیا کوئی کہے گا کہ واقعی انہوں نے ایمان کے خلاف کام کیا۔ نہیں تو کیوں نہیں؟ اس لئے کہ دینی مقصد کے لئے اجازت لے کر یہ کام کیا۔ اس واقعہ کو یاد رکھ کر سنئے۔

(۱) قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب بت توڑ دیئے تو ان کو ماخوذ کر کے پنچوں کے سامنے لایا گیا اور سوال ہوا کہ تو نے یہ کام کیا۔ تو انہوں نے جواب دیا۔

بَلْ فَعَلَهُ كَبِيرُهُمْ هٰذَا فَاسْئَلُوهُمْ اِنْ كَانُوا يَنْطِقُونَ ط

میں نے نہیں بلکہ ان کے اس بڑے بت نے ایسا کیا ہے اگر یہ بول سکتے ہیں تو ان سے پوچھ لو۔

اس کلام میں فعل کا فاعل بڑے بت کو بنایا ہے۔ مگر حقیقت یہ نہیں۔ نہ بڑے بت نے دوسرے بتوں کو توڑا نہ مشورہ دیا یا حکم دیا (۲) چونکہ کفار حضرت ابراہیمؑ کو بت خانہ کی طرف لے جانا چاہتے تھے۔ اس لئے انہوں نے بطور معذرت کہا "اِنِّیْ سَقِیْمٌ" (میں بیمار ہوں) بقرینہ مقام بیماری سے مراد وہ بیماری ہونی چاہیئے جو چلنے پھرنے سے مانع ہو۔ چونکہ آپ کی حالت ایسی نہ تھی۔ لہٰذا کلام غلط ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(۳) تیسری بات حدیث میں یہ آئی کہ ایک ظالم حاکم کے سامنے بغرض حفاظت اپنی منکوحہ (بیوی) کو اخت (بہن) کہہ کر بچالیا۔ یہ ہیں وہ تین جملے جن میں سے دو تو قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے۔

ان سارے واقعات کے متعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کا کلام حدیث میں یوں منقول ہے۔

انی کذبت ثلاث کذبات — میں نے تین دفعہ جھوٹ کہا۔

مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی حدیث میں بغرض بریت فرمایا۔

ما منها کذبة إلا ما حل بها عن دين الله. (متفق علیہ)

یعنی یہ تینوں جھوٹ ایسے تھے کہ ان کی وجہ سے حضرت ابراہیم علیہ السلام دینی مواخذہ سے نکل گئے ! لہ الحمد!

مطلب اس کا یہ ہے کہ دینی کام میں جو ان پر تکلیف آئی تھی۔ ایسا کرنے سے اس تکلیف سے آپ بچ گئے۔ اس لفظ میں پیغمبر علیہ السلام نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس طرح جھوٹ کے مواخذہ سے بری ظاہر فرمادیا۔ جس طرح کہ محمد بن مسلمہؓ قاتل کعب بن اشرف کو باوجود اس کے کہ وہ بالکذب ہونے کے کذب سے بچالیا۔ پس جس طرح محمد بن مسلمہ کا کذب باوجود وقوع پذیر ہونے کے اہل معرفت کے مقولہ سب صحابی ثقہ ہیں کے خلاف نہیں۔ اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام باوجود ان تین واقعات کے "صدیقاً نبیاً" ہیں۔ لاشک فیہ للمۃ ہاں مرزا صاحب قادیانی کے کذبات ایسے نہیں وہ تو اپنے دعوے کے اثبات کے لئے بطور دلیل کے لاتے ہیں جو وقوع پذیر نہیں ہوتے تو منکرین کو دین اسلام پر اعتراض کرنے کا موقع ملتا ہے۔ پھر اس سے اس کو کیا نسبت سوائے اس کے کہ کہا جائے۔

شیر قالین دگر است و شیر نیستاں دگر است

نتیجہ: اسی لئے مرزا صاحب قادیانی نے اس حدیث پر اعتراض کرنے والوں کو بہت مکروہ الفاظ سے یاد کیا ہے (آئینہ کمالات)

اہل حدیث ۲۵ رمضان ۱۳۵۲ھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال، پلیگ، ہیضہ، جل کر، ڈوب کر مرنے، گر کر مرنے، سانپ کے کاٹنے سے مرنے تلوار یا بندوق لگ کر مرنے سے جو لوگ مرتے ہیں۔ یہ لوگ موت کے پیشتر مرتے ہیں یا ان کی عمر ہی ختم ہو جاتی ہے اور زندگی کے دن پورے ہو جاتے ہیں؟۔

جواب: قرآن مجید کی آیت صاف ہے۔ اِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ۔ یعنی جب انسانوں کا وقت آتا ہے تو اس سے ایک منٹ ایک سیکنڈ بھی ادھر ادھر نہیں ہو سکتے۔ پس ہر کوئی اپنی موت سے مرتا ہے۔

(۹ محرم ۱۳۵۰ھ)

سوال: ایک شاعر نے ایک مخمس تصنیف کر کے شائع کرایا ہے جو یہ ہے۔

احمد میں اور احد میں ہے میم کی دوئی وہ جانتے ہیں عقل میں جن کے ہے کچھ کمی
تکوین انہیں سے اصل ہے کائنات کی دانی اگر بہ معنی لولاک وا رسی

خود ہر چہ از حق است از آن محمد است

جواب: احد اور احمد میں اتنا فرق ہے جتنا ان دونوں (احد اور احمد) نے خود بتلایا ہے۔ کسی دوسرے کے بتلانے کی حاجت نہیں وہ کیا مالک اور عبد کا معراج کا موقعہ قرب کا تھا اس موقع پر بھی اس فرق کو ملحوظ رکھ کر فرمایا۔ سُبْحَانَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ۔ اس کے بعد نماز میں سب سے زیادہ قرب ہوتا ہے۔ اس میں بھی یہ ملحوظ ہے۔ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ، پھر کسی شاعر یا صوفی صافی کی بات کو کیا سنا جائے۔

(۲۳ نومبر ۱۹۳۱ء)

شرفیہ: سوال احمدؐ اور احد میں فرق نہیں یہ عقیدہ سورہ اخلاص قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ الآیۃ اور وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ۔ الآیۃ وغیرہ آیات کی صریح تکذیب ہے۔ اور آیات قرآنیہ کی تکذیب سراسر کفر ہے پس ایسا عقیدہ صریح کفر ہے۔

سوال: ایک پروفیسر کالج لاہور لکھتے ہیں کہ تلاوت کرتے وقت کچھ طعام سامنے رکھنا اور صدقہ دینا گو اس عمل کی کوئی صریح صورت سلف میں مروج نہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مگر جب علیحدہ بجائے خود ہر دو عمل مشروع ہیں تو ان دونوں کے جمع کرنے سے کون سا مانع ہے۔ اور اس ممانعت کی کوئی دلیل ہونی چاہیے۔ مع ہذا اکابر امت کے ایک جم غفیر کا ہر ایک زمانہ میں اس پر کاربند رہنا اس کے مستحسن ہونے پر دال ہے پس کیا یہ مضمون قابل قبول ہے۔

جواب: ایسے ہی خیالات کی تردید کرنے کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہوا ہے کہ دین اگر قیاس سے ہوتا تو موزے کے نیچے کی جانب مسح کیا جاتا۔ ایسے حضرات سے یہ سوال ہونا چاہیے کہ جناب کا یہ قول آیت یا حدیث یا اجماع تو نہیں ہے۔ ادلہ اربعہ میں سے چوتھی دلیل قیاس ہے۔ سو وہ مجتہد کا فعل ہے۔ آپ تو مقلد ہیں مجتہد نہیں۔ پھر آپ یہ قیاس کیوں کرتے ہیں جو آپ کا حق نہیں ہے۔ علاوہ اس کے قیاس کے لئے بہت سی شروط ہیں۔ جن کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ قرآن مجید چونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو مسلمانوں کے لئے اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ (نیک نمونہ) قرار دیتا ہے۔ اس لئے مذہبی رنگ میں جو کام بھی ہو اس نمونہ کے مطابق ہونا چاہیے۔ (۷ صفر ۱۳۴۶ھ)

شرفیہ: اسکول کے ایک پروفیسر کا قیاس کہ اگرچہ یہ بدعت سلف میں مروج نہیں۔ مگر جب الگ الگ دو چیزیں مشروع ہیں تو پھر دونوں کو جمع کرنے میں کیا حرج ہے۔ ال جناب خوب قیاس کیا نماز مشروع بلکہ فرض ہے اور رفع حاجت بیت الخلا میں مشروع ہے۔ کیا آپ ان دونوں کو یکجا جمع کریں گے۔ سکولوں میں اکثر غیر مسلم اساتذہ ہوتے ہیں اور کتے بلے گدھے وغیرہ کے قصہ پڑھائے جاتے ہیں وہ ایسے ہی قیاس کے لائق ہیں اور اکابر صالح بھی گندھے ہیں طالح بھی۔ قَالُوْا رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا (پ ۲۲ ع ۵) پروفیسر صاحب دوسری قسم کے اکابر سے استدلال کرتے ہیں۔

سوال: ہمارے ہاں کھجور یا دیگر کوئی چیزیں سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھتے ہیں اور فجر کی نماز کے بعد یا جمعہ کی نماز کے بعد پیش امام مسجد دعا کے بعد جماعت حاضر کی طرف منہ کرکے "الفاتحہ" کہتا ہے۔ یہ لفظ حاضرین سنتے ہی سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص اور درود شریف پڑھتے ہیں۔ اور ان کا ثواب جناب محمد مصطفیٰ ﷺ کی روح پاک کو بخشتے ہیں کیا یہ جائز ہے؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: سب مسلمانوں میں یہ مسلّمہ اصول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لیے اسوۂ حسنہ عمدہ نمونہ ہیں۔ اس قسم کے افعال اس نمونہ میں نہیں ملتے۔ اس لئے بدعت ہیں۔ مسلمانوں کو کسی اور دلیل کی حاجت نہیں۔ مسلمان کا فرض ہے کہ اس امر کا خیال رکھے کہ جو کام آنحضرت نے کیا ہے وہ کرے اور جو نہ کیا وہ نہ کرے۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ۔ (۷ صفر ۱۳۳۶ھ)

سوال: دور دراز کے فاصلہ سے سفر کر کے اکابر اور اولیاء اللہ کے مزاروں کی زیارت کے لئے جانا اور اس کام کو موجب حصول سعادت اور عفو گناہاں ماضی وحال جاننا کیسا ہے (عبد الرؤف بلند شہرار)

جواب: حدیث شریف میں آیا ہے۔ لَا تُشَدُّ الرِّحَالُ اِلَّا اِلٰی... الحدیث سوائے تین مساجد کے کسی مکان کی طرف بحیثیت اس کی وقعت اور عزت کے سفر نہ کیا جائے۔ یعنی مسجد الحرام، مسجد اقصیٰ، مسجد نبوی۔ (۲۷ ربیع الاول ۱۳۳۶ھ)

سوال: عشرۂ محرم میں اگر کوئی شخص سُنّی المذہب بلا تخصیص و تعیین تاریخ دلوم اہل محلہ احباب کی محفل منعقد کروا کر شہادت امام عالی مقام علیہ السلام کے صحیح صحیح حالات خود پڑھ کر سنائے۔ یا کسی دوسرے لائق آدمی سے سنوائے۔ تو یہ جائز ہو گا یا نہ؟

جواب: صحیح واقعات کا سننا کسی طرح ناجائز نہیں مگر چونکہ زمانہ ہذا میں اس فعل کی شکل بہت کچھ متغیر ہو کر بدنما ہو چکی ہے۔ اس لئے ان ایام میں کوئی مجلس اس غرض سے نہ کرنی چاہیے۔ جیسے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ لَا تَقُوْلُوْا رَاعِنَا وَقُوْلُوا انْظُرْنَا یعنی رَاعِنَا مت کہا کرو اور انْظُرْنَا کہا کرو۔ حالانکہ رَاعِنَا اور انْظُرْنَا کے معنی ایک ہی ہیں۔ مگر چونکہ رَاعِنَا یہودی بولتے اور بُرے معنی مراد لیتے تھے۔ اس لئے مسلمانوں کو اس لفظ کے استعمال کرنے سے روک دیا گیا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کام اپنی شکل سے نکل کر کسی ناجائز شکل میں آ گیا ہو اس کو بالکل بند کر دینا چاہیے۔ واقعات شہادت کا صرف علم حاصل کرنا ہو تو سوائے محرم کے بھی کر سکتے ہیں۔ پھر محرم میں ایسی مجلس کی کیا ضرورت ہے۔ عشرۂ محرم میں اہل وعیال پر فراخی کرنے کے متعلق ایک ضعیف سی روایت آئی ہے سو اس کو واقعہ شہادت سے کوئی تعلق نہیں بلکہ وہ حضرت موسیٰ کی فرعون سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خلاصی پانے کی وجہ سے بطور خوشی کے ہے۔ نہ بطور ماتم کے۔ مسلمانوں نے اس تہوار کو کچھ ایسا مرکب تیار کیا ہے کہ بظاہر تو غم دکھاتے ہیں۔ مگر کام خوشی کے کرتے ہیں۔ اس لئے متبع سنت آدمی کا فرض ہے کہ اس مہینے کی جملہ رسومات کو یک قلم روکنے کی کوشش کرے۔

(۱۱ ربیع الثانی ۱۳۵۷ھ)

شیعہ اور محرم

محرم کے کربلائی واقعات نے جس قدر شہرت حاصل کی ہے۔ دوسرے واقعات تاریخیہ اس قدر شہرت نہیں پا سکے۔ ابتدا میں تو اس شہرت کی غرض وغایت سیاست عباسیہ تھی۔ جسے بنو امیہ کو مغلوب کرنا مقصود تھا اس کے بعد اس نے فرقہ شیعہ کے ذریعہ مذہبی رنگ اختیار کر لیا۔ جس میں زمین و آسمان کے وہ قلابے ملائے گئے۔ کہ بے ساختہ الامان والحفیظ منہ سے نکلتا ہے۔ اتنے مبالغے کئے گئے ہیں کہ محققین کو تحقیق کرنے میں بڑی دقت پیش آئی۔

چنانچہ علامہ ابن خلدون واقعہ کربلا پر پہنچے تو اپنی کتاب کے دو تین صفحے خالی چھوڑ دئے...... گویا یہ کہہ کر چھوڑے کہ مجھے کوئی صحیح واقعہ نہیں ملا جس کو ملے وہ یہاں درج کرلے۔ ہندوستان میں یہ سب شور وغل ایران سے ہمایوں بادشاہ کی معرفت پہنچا۔ اس کے بعد واجد علی شاہ نے اس کو ترقی دی۔ آج جو کچھ ہو رہا ہے وہ بے شک اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ ایک دردمند مسلمان کے منہ سے بے ساختہ نکلتا ہے۔

فَلْیَبْكِ عَلَى الْاِسْلَامِ مَنْ كَانَ بَاكِيًا: تعزیہ فی نفسہ جو کچھ ہے وہ مسلمان کے دل کو دکھانے کے لئے کافی ہے۔ پھر اس کو بازاروں میں لئے پھرنا اور یوں پنجتن کے نعرے لگانا۔

"پنج نعرے پنجتنی اک نعرہ حیدری یا علی یا علی"

اس کے علاوہ ایک رسم مہندی کی ہے۔ معلوم نہیں امرتسر کے سوا اور جگہ بھی نکلتی ہے یا نہیں۔ اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ میدان کربلا میں امام قاسم کا نکاح رچایا گیا سات محرم کو اسے مہندی لگائی گئی۔ یہ یادگار بھی بشکل جلوس منائی جاتی ہے۔ چنانچہ ۲۰ دسمبر کو امرتسر میں مہندی کا جلوس نکلا۔ اور بڑے بڑے بازاروں کا گشت لگا کر گھر میں جا بیٹھے۔ اس کے بعد دسویں محرم عاشورہ کے دن بھی تعزیوں کے ساتھ بہت بڑا جلوس نکلا۔ دونوں دن خیریت سے گذر گئے خطرہ تو بہت تھا مگر پولیس کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کافی انتظام سے خطوط مل گیا۔

شیعہ سنی دوستو! کیا یہی تعلیم اسلام ہے؟ لطف یہ کہ ایسی رسوم قبیحہ کو بجائے بند کرنے کے مزید قوت دی جاتی ہے۔ اور اس کو مذہبی شکل میں یادگار بنایا جاتا ہے۔ چنانچہ اخبار شیعہ میں ایک مضمون نکلا ہے۔ جس میں مضمون نگار نے علمی جوہر دکھا کر اپنے دین و دیانت کا پورا مظاہرہ کیا ہے۔ چنانچہ وہ مضمون نمبروار درج ذیل ہے

"عقلائے زمانہ نے اس بات کا فیصلہ کر لیا ہے کہ ہر چیز جو اپنی قابل قدر خصوصیتوں کے سبب سے دنیا میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنا نام چھوڑ جائے یا ایسے کارنمایاں کر جائے جو آئندہ نسل انسانی کے لئے سبق دینے والے ہوں۔ تو وہ اس کی حقدار ہے کہ اس کی یاد ہمیشہ تازہ رکھی جائے۔ اس میں کسی مذہب و ملت کی تفریق بھی نہیں ہے۔ ایک دریا دل صاحب جود و سخا انسان اپنی خصوصی صفت کے باعث انسان کی محبت کا باعث ہوتا ہے۔ ایک سچائی پر جان دینے والا پر جگر شخص ہر انسان کی عقیدت کا مرکز بن جاتا ہے۔ ایک نیک دل خوش اخلاق آدمی کی ہر ایک تعریف کرتا ہے یہ تمام انسانی اوصاف ہیں۔ جن کا قدر دان ہر انسان ہے۔

اسی طرح غیر انسان جاندار مخلوق میں امتیازی صفات ہر شخص کی توجہ کا باعث ہو سکتے ہیں۔ مہذب اور متمدن جماعتیں یادگار قائم کرتی ہیں۔ اور یاد تازہ رکھتی ہیں۔ ان جانوروں کی بھی جو کسی اہم واقعہ میں کوئی نمایاں حیثیت رکھتے ہیں۔ مذہبی روایات میں اصحاب کہف کے کتے کا قرآن مجید تک میں ذکر موجود ہے۔ اور وہ بھی انہیں امتیازی خصوصیتوں میں شریک کیا گیا۔ جو اصحاب کہف کے لئے حاصل ہیں"

(شیعہ لاہور محرم نمبر ۱۳۲۲ھ ص ۳۳)

نقض اجمالی علم مناظرہ میں ایک اصطلاح ہے۔ جس کو نقض اجمالی کہتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ کسی مدعی کی دلیل کو بایں طریق توڑا جائے کہ فلاں جگہ متخلف ہو جاتی ہے اس لئے اس میں تقریب تام نہیں ہے۔ یہاں اس کا اجرا اس طرح ہے۔ اگر ایسی یادگاریں بنانا ضروری ہے تو کیا ائمہ اہل بیت نے بھی ایسا کیا تھا۔ مگر نہیں کیا تو ان کو عقلاء دنیا اور

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں شمار کریں گے یا نہیں۔ انھوں نے اس عقلمندی اور دینداری کو کیوں چھوڑا اور اگر نہیں چھوڑا اور اس پر عمل کیا تو اس کا ثبوت دیجئے۔ اصحاب کہف کا ذکر قرآن مجید میں ان کی تعلیمی حیثیت سے ہے کہ انہوں نے ایسا کیا ویسا کیا۔ آپ کو اس سے کون منع کرتا ہے کہ جو واقعات صحیحہ کتابوں میں درج ہیں۔ ان کو اصحاب کہف کے قصہ کی طرح غور سے پڑھیں۔ چاہے محرم کا مہینہ ہو یا رمضان کا۔ یہ تو نہ کریں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کے روضہ کی نقلیں بازاروں میں پھرائیں۔ جس کی وجہ سے ملک میں فساد ہو۔

شیعہ مصنفو! قیاس کرتے ہوئے مقیس مقیس علیہ میں مشابہت بھی تو دیکھا کرو۔ کیا قرآن کے نزول کے وقت سے آج تک مسلمانوں کے کسی طبقہ نے اصحاب کہف یا ان کے کتے کے سوانگ بھرے۔ جیسا کہ آج تعزیوں کے بھرے جاتے ہیں۔ کہتے ہوئے کچھ تو سوچا کرو کہ کیا کہتے ہو۔ آخر خدا کے سامنے جانا ہے۔ وہاں جاکر ذرہ ذرہ کا حساب دینا ہوگا۔ ایسا نہ ہو کہ اہل بیت کے سچے تابعداروں کو یہ کہنے کا موقع ملے ؎

عجب مزا ہو کہ محشر میں ہم کریں شکوہ وہ منتوں سے کہیں چپ رہو خدا کے لئے

دوسرا امر اس سے بھی عجیب تر ہے۔ چنانچہ لکھا ہے۔

"کربلا کا اہم واقعہ جو سالہ ھ میں دسویں محرم کو رونما ہوا۔ وہ اپنے نتائج کے اعتبار سے تمام دنیا کی تاریخ کا ایک اہم سبق آموز صحیفہ ہے۔ جہاں تمام انسانی صفات و خصائل کلی طور پر پیش کئے گئے۔ اور حضرت امام حسین علیہ السلام نے دم توڑتی ہوئی انسانیت کو نئے سر سے زندہ کر دیا۔ اور انسانیت کی ڈوبتی ہوئی کشتی کو ساحل مراد تک پہنچا دیا۔ اور اپنی جان دے کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے وہ نمونہ قائم کر دیا۔ جس کی پیروی ہمیشہ کے لئے معیار انسانیت رہے گی۔ پس ایسے اہم واقعہ کی یادگار قائم کرنا ہر اس صورت سے جو اس واقعہ کی یاد باقی رکھنے میں مفید ثابت ہو سکے ایک اہم انسانی فرض ہے" (حوالہ مذکور)

اہل حدیث اس موقعہ پر ہمیں کچھ زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ صرف اتنا ہی عرض کرتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے داماد عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ذوالنورین داماد رسول ﷺ اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم کے واقعات

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شہادت کیا کم اندوہگیں اور نتیجہ خیز ہیں۔ کہ ان کی یادگار نہ منائی جائے۔ ہاں امام حسین رضی اللہ عنہ کے بڑے بھائی امام حسن رضی اللہ عنہ کو بھی بے یادگار کیوں چھوڑا جائے۔ حالانکہ وہ بھی شہید ہوئے وہ کونسی مزیت ہے کہ امام حسین رضی اللہ عنہ کی یادگار تازہ رکھی گئی اور باقی سب کو بھلا دیا گیا۔ کیا اس کی بابت کوئی حدیث یا اہل بیت سے کوئی روایت آئی ہے؟:-

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ط

ہماری رائے نہ صرف ہماری بلکہ تمام اہل حجاز (مکہ مدینہ والوں) کی ابتداء سے آج تک یہی رائے ہے کہ واقعہ کربلا کو بالکل بھلا دیا جائے۔ کیونکہ زمانہ خلافت میں بھی اس کی یادگار تازہ نہیں کی گئی یہ سب تیمور بادشاہ کی ایجاد ہے اس قسم کے واقعات کی یادگار کی شکل میں دکھانا امت مسلمہ کو بدنام کرنا ہے۔

پس ہمارا یہی عقیدہ ہے کہ جتنے اصحاب اللہ کے راستے میں واصل بحق ہوئے ہیں ان کی نسبت یہی کہنا بجا ہے

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن ۔ خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

اہل حدیث۔ ۱۸ محرم ۱۳۵۱ھ

سوال: کیا روح بعد دفن کے پھر جو جسم میں داخل کی جاتی ہے۔ بعد سوال قبر کے وہ روح جسم میں رہ جاتی ہے۔ یا علیین سجیین میں داخل کی جاتی ہے۔ اگر روح قالب سے پرواز کر جاتی ہے۔ بعد سوال قبر کے تو عذاب قبر کا ہونا غلط ہوتا ہے۔ چونکہ عذاب جان کو ہے نہ کہ جسم خاکی کو ہوا اور اگر عذاب قبر کا ہونا ثابت ہے تو علیین سجیین کو روح کا جانا غلط ٹھیرتا ہے۔ بہر حال جونسی بات ہو تو قرآن و حدیث سے بدلائل مرقوم فرمائیں

ظہیر احمد

جواب:- عالم برزخ کے واقعات کی پوری کیفیت تو معلوم نہیں ہو سکتی ہاں جس قدر قرآن و حدیث پر غور کرنے سے عقل و فہم میں آسکتی ہے۔ یہ ہے کہ حساب کے وقت جسم سے روح کا کوئی خاص تعلق ہوتا ہے۔ جس کے سبب سے سوال و جواب کا احساس اس کو ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد روح جسم سے الگ ہو کر اپنے لائق مقام میں چلی جاتی ہے اور جسم خاک میں پڑا رہتا ہے۔

۵ اپریل ۱۹۱۸ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قال الامام الاعظم رحمۃ اللہ فی الفقہ الاکبر۔ واعادۃ الروح الی العبد فی قبرہ حق وقال علی القاری فی شرحہ بعد اتمام القول اعلم ان اہل الحق اتفقوا علی ان اللہ تعالیٰ یخلق فی المیت نوع حیات فی القبر قدر ما یتالم ویتلذذ انتہی

فتاوی نذیریہ جلد اول صفحہ ۴۲۴

خلاصہ اس عبارت کا یہ کہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ قبر میں بندے کے مردہ جسم میں روح کا واپس آنا حق ہے۔ ملا علی قاری کہتے ہیں کہ اہل حق کا یہ متفق علیہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ میت کے جسم میں قبر میں ایک قسم کی ایسی زندگی ضرور پیدا کر دیتا ہے جس سے وہ قبر کی لذت یا تکلیف کو محسوس کرتا ہے۔ فقط راز

اسلامی ذہن رکھنے والے عذاب قبر کو نہ صرف ممکن تسلیم کرتے ہیں۔ بلکہ اُسے بنیادی عقائد میں داخل سمجھتے ہیں۔ کئی ایک محدثین نے اپنے مجموعہ ہائے حدیث میں عذاب قبر کے باب کو ایمانیات وعقائد میں شامل کیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا ارشاد ہے۔ کہ میں نے عذاب قبر سے زیادہ سخت تر اور ہولناک منظر نہیں دیکھا۔ واقعہ یہ ہے کہ قبر آخرت کی منازل میں سے پہلی منزل ہے۔ اگر اس سے سرخروئی حاصل ہو تو اس کے بعد مراحل اس سے آسان ہیں اور اگر اس سے نجات میسر نہ آئی تو اس کے بعد کی ہر منزل دشوار تر ہے۔ الی آخرہ۔

از مولانا عبد الرحیم صاحب اشرف سندوی۔ اخبار جمہوریت بمبئی کم شوال ۱۳۸۳ھ

حدیث سے ثابت ہے کہ مردے کو قبر میں بٹھایا جاتا ہے یعاد روحہ بھی ہے بجاذاں اگرچہ روح علیحدہ ہو جاتی ہے۔ مگر جب تک جسم باقی رہتا ہے۔ ایک خاص قسم کا جسم کو روح سے تعلق رہتا ہے۔ جس سے اس کو عذاب ہوتا ہے۔ گو پوری کیفیت مصرح نہیں مگر خلاصہ انداز یہی احادیث سے معلوم ہوتا ہے۔ تفصیل حجۃ اللہ البالغہ میں ملاحظہ ہو۔

سوال:۔ عورتوں کو کسی پیر یا ولی یا والدین یا خاوند کی قبر پر بغرض زیارت جانا کیسا ہے؟

جواب:۔ حدیث میں آیا ہے کہ لَعَنَ اللّٰہُ زَائِرَاتِ الْقُبُوْرِ۔ قبروں کی زیارت کرنے والیوں پہ خدا کی لعنت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا والی روایت اس کے برخلاف

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہے۔ کیونکہ وہ اپنے گھر کے متعلق ہے۔ حجرہ جو مدفن تھا آنحضرت ﷺ کا وہ حضرت عائشہ رض کے گھر کی ایک کوٹھڑی تھی۔ عام قبرستان نہ تھا۔ اس کا حکم الگ ہے۔ دوسری حدیث میں صیغہ جمع مذکر کا ہے۔ زُوْرُوْھَا۔ اس سے وہ ممانعت اٹھ سکتی ہے۔ جو ممانعت ہیں مردوں کے متعلق تھی۔ نہ وہ ممانعت جو خاص عورتوں کے حق میں تھی۔

۲۲ ذی قعدہ ۱۳۴۶ھ

شرفیہ عورتوں کو قبروں کی زیارت کے متعلق حضور صلعم کا فرمان نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها الحديث (صحیح مسلم) اور نیز یہ بھی آپ کا فرمان صدیقہ رض کو قولی السلام على اهل الديار من المؤمنين والمسلمين الحديث (صحیح مسلم، مشکوٰۃ ص ۱۵۴ ج ۱) سے معلوم ہوتا ہے کہ عورتیں اجازت میں داخل ہو گئیں تھیں۔ قال بعض اهل العلم۔ مشکوٰۃ ص ۱۵۴ ج ۱ ہاں سفر اور جزع فزع وغیرہ افعال ممنوع ہیں۔

سوال: لفظ رعد اور برق کے کیا معنی ہیں۔ اور اصلیت کیا ہے۔ چمک اور گرج پیدا ہونے کی کیا وجہیں ہیں۔ جواب اسلامی طریق سے ہو۔

جواب: رعد اور برق بادلوں میں خدا کی قدرت سے پیدا ہو جاتے ہیں۔ ان کے پیدا ہونے کی وجہ بتلانا شرعی فتوی کا کام نہیں۔ فلاسفر بتلاتے ہیں بادلوں میں حرارت سے یہ چیزیں پیدا ہوتی ہیں۔ بعض علماء کہتے ہیں رعد ایک فرشتے کا نام ہے۔ ہو سکتا ہے دونوں معنی ہوں۔ واللہ اعلم

اہل حدیث ۱۹ صفر ۱۳۴۳ھ

شرفیہ حدیث مرفوع میں ہے۔ الرعد ملك من ملائكة الله موكل بالسحاب معه مخاريق من نار يسوق بها السحاب حيث شاء الله اخرجه الترمذى ورمز فى الجامع الصغير للسيوطى۔ اور قرآن مجید میں ہے يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهٖ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيْفَتِهٖ وَيُرْسِلُ الصَّوَاعِقَ فَيُصِيْبُ بِهَا مَنْ يَّشَآءُ وَهُمْ يُجَادِلُوْنَ فِى اللّٰهِ وَهُوَ شَدِيْدُ الْمِحَالِ ۝ (پ ۱۳۔ ع ۸)

آیت اور حدیث سے رعد اور برق کا معنی واضح ہو گیا کہ رعد فرشتہ ہے۔ اور برق اس کے کوڑے کی روشنی ہے جو آگ سے نکلتی ہے اور گرج اس کی یا اس کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کوڑے کی آواز ہے۔ اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوڑے کی آگ نکل کر بجلی بن کر کسی جگہ پہ گرتی ہے۔ وہ بھی گرج بن سکتی ہے۔

سوال: مدرسہ دار السلام عمر آباد۔ آمبور کے تعلیم یافتہ ایک مولوی صاحب مسجد گاؤ قصابان کے پیش امام ہیں۔ پیشتر آپ عقیدہ اہل حدیث پر تھے۔ اب مودودی مذہب رکھتے ہیں مذہب اہل حدیث پر آج کل سخت لے دے کرتے ہیں۔ نوکر پیشہ "تاجر اور زراعت کرنے والوں کو حرام کھانے والے اور مسلمان نہیں ہو سکتے کہتے ہیں کیا مذکورہ مودودی مولوی صاحب کا ایسا کرنا انصاف پر مبنی ہے۔ (محمد غیاث خان مدراس)

جواب: جو شخص کوئی مذہب اختیاری کرتا ہے اس کی اشاعت بھی کرتا ہے۔ آپ بھی ہمارا رسالہ "خطاب بہ مودودی"[1] سنا دیا کریں۔ باقی سارے سوالوں کا جواب قرآن مجید نے یوں دیا ہے۔ قُلْ لِّعِبَادِيْ يَقُوْلُوا الَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ (بات عمدہ طریق سے کیا کرو) جس سے فتنہ و فساد نہ ہو۔ حضرت یوسف علیہ السلام کا کافر بادشاہ کے ماتحت ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے جہاں فرمایا۔ لِيَاْخُذَ اَخَاهُ فِيْ دِيْنِ الْمَلِكِ۔ اس آیت سے کافر بادشاہ کے قانون کی ماتحتی ثابت ہوتی ہے اگر کوئی نہ مانے تو اس کی مرضی۔ اس آیت شریفہ سے حرام کہنے کا جواب بھی آجاتا ہے واللہ اعلم! (اہل حدیث جلد ۴۴ نمبر ۲۳-۲۴)

شرفیہ: مولانا۔ السلام علیکم۔ ہم سب بحمد اللہ تعالیٰ مسلمان ہیں خصوصاً اہل حدیث مگر آج کل ایک جماعت نے اپنا نام جماعت اسلامی رکھ لیا ہے اور قبر پرستوں کی طرح اسلام پر قبضہ غاصبانہ کر کے ہم کو اپنے مسلک کی تبلیغ کرتے ہیں اور کہتے ہیں ہمارے امیر مولانا مودودی نے جو کام کیا ہے وہ آج تک علماء اسلام سے نہ ہو سکا۔ آؤ ہمارا لٹریچر دیکھو جو ہمارے امیر نے لکھا ہے۔ آپ بتائیں کہ ان کا لٹریچر کیا ہے اور ہم کیا کریں بینوا۔ (عبد الخالق پاکستان)

الجواب: وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اما بعد۔ مودودی صاحب کی داستان تو بہت طویل ہے۔ خلاصہ یہ کہ ان کا لٹریچر میں نے دیکھا۔ ان کا پہلا

---

[1] اس رسالہ یعنی خطاب بہ مودودی کے ساتھ رسالہ "جماعت اسلامی کا پس منظر" بھی سنا دیا کیجئے ۱۲ منہ راز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دور اور تھا۔ اب دوسرا دور ہے۔ پہلا پچھلا آپس میں متناقض بھی ہیں۔ جس کا خلاصہ میں نے اخبار اہل حدیث سوہدرہ ۱۹۵۱ء میں ۹ قسطوں میں شائع کرایا تھا۔ وہاں ملاحظہ ہو۔ اب بھی ان کے چند نمونے بیان کرتا ہوں۔ پھر ان کی تنقید و تردید۔ پہلے دور میں لکھتے ہیں۔ اسلام ایک مکمل نظام حیات ہے مگر ان چیزوں کے حصول کا ذریعہ نہ قرآن ہے نہ تواتر۔ صرف اخبار احادی ہیں۔ تفہیمات ص۳۱ کتب احادیث صحاح ستہ وغیرہ میں اس امر میں کسی شبہ کی گنجائش نہیں۔ کہ یہ کتابیں انہیں بزرگوں کی لکھی ہوئی ہیں نہ اس میں شبہ ہے کہ ہر حدیث کی سند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچی ہے یا نہ۔ لہٰذا ان کتابوں کے ذریعے سے حدیث کا وہ علم قریب قریب یقینی طور پر ہم تک پہنچ گیا ہے خلاصہ ص۲۸۳ و ص۲۸۴ تفہیمات۔ صفر ۱۳۵۳ھ جون ۱۹۳۴ء

دوسرے دور میں لکھتے ہیں کیا ضرور کہ جس کو محدثین نے ثقہ کہا ہے وہ ایسا ہی ہو اور وہ جس کو غیر ثقہ کہا ہے وہ ایسا ہو۔ تفہیمات ص۳۲۲)۔ محدثین کا ذخیرہ قابل اعتماد نہیں۔ تفہیمات ص۲۹۵) اور یہ بھی لکھتے ہیں ممکن ہے جن کو انہوں نے متصل صحیح کہا ہے وہ ایسی نہ ہو اور جس کو منقطع معضل بتایا ہے وہ بالکل صحیح ہو۔ تفہیمات ص۳۲۳۔ یہ بھی لکھتے ہیں (حدیث رسول صلعم) سراسر ذوقی ہے اور کسی ضابطہ کے تحت نہیں تفہیمات ص۲۷۱ ذوقی یعنی وجدانی و خیالی باتیں تھیں۔ من جانب اللہ نہ تھیں۔ اسی لئے لکھتے ہیں۔

دجال کے آنے کی حدیثیں فسانے ہیں۔ ترجمان القرآن۔ ستمبر اکتوبر ۱۹۴۵ء۔ یہ بھی لکھتے ہیں۔ تاریخ سے ثابت ہو گیا۔ کہ آپ کی حدیثیں آپ کے قیاسات تھے اور صحیح نہ تھے۔ ترجمان القرآن فروری ۱۹۴۶ء

یہ بھی لکھتے ہیں۔ حدیث متواتر کی بنا بھی قیاس پر مبنی ہے۔ تفہیمات ص۲۰۱

جواب: ان اقوال کا پہلا جواب تو یہ ہے۔ ان کے پچھلے اقوال پہلے کے مناقض ہیں۔ لہٰذا اقوال متناقضہ باطل۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ ان کے پچھلے اقوال باوجود آپس میں متناقض ہونے کے قرآن مجید کے خلاف اور قرآن کی تکذیب کرتے ہیں۔ لہٰذا باطل ہیں اور قرآن کی مخالفت تکذیب کفر بھی ہے۔ اور بیان خلاف یہ ہے کہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اہل اسلام کے لئے معیار صداقت مقرر کیا ہے۔ اور اس پر محدثین نے عمل کرکے اسلام کی حفاظت وتبلیغ میں قرآن مجید کی تفسیر جو صحابہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کرکے خواہ آپ کے اقوال سے ہو۔ خواہ افعال وتقریر سے۔ اپنے شاگردوں کو بتائی۔ انھوں نے اپنے شاگردوں کو۔ علیٰ ہذا القیاس سلسلہ بہ سلسلہ۔ اسی طرح ہم تک پہنچی۔ اور صحابہؓ نے اس تفسیر یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وفیصل جات واحکامات شرعیہ مذکورہ فی القرآن کی تشریح کی۔ اس کی روایت میں رواۃ حدیث کی صداقت کو محدثین نے قرآن مجید کی آیت ذیل سے بعد تجزیہ وتحقیق معلوم کرکے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو کتب تفسیر وحدیث میں قلمبند کیا۔ اور مودودی صاحب کے یہ اقوال ان کی تکذیب کرتے ہیں۔ آیت یہ ہے۔ لَيْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّبِيّٖنَ وَاٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنَ وَابْنَ السَّبِيْلِ وَالسَّآئِلِيْنَ وَفِي الرِّقَابِ وَاَقَامَ الصَّلٰوةَ وَاٰتَى الزَّكٰوةَ وَالْمُوْفُوْنَ بِعَهْدِهِمْ اِذَا عٰهَدُوْا وَالصّٰبِرِيْنَ فِي الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِيْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُتَّقُوْنَ ○ (پ ۲ ع ۶)

نیکی اس میں منحصر نہیں کہ تم نماز میں مشرق اور مغرب کی طرف منہ کرو۔ لیکن نیکی اس کی معتبر ہے یا نیک وہ لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ اور پچھلے دن۔ یعنی آخرت اور فرشتوں اور سب نبیوں پہ ایمان لائے اور سب کو سچ مانا۔ باوجود مال کی محبت کے اپنے قرابت والوں۔ اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور دیگر سائلوں کو دیں اور گردن آزاد کرانے میں دیں۔ اور ہمیشہ نماز قائم رکھیں اور زکوٰۃ دیں۔ اور وہ لوگ نیک ہیں جو جب کسی قسم کا کسی سے وعدہ کریں تو اس کو پورا کریں۔ خصوصاً تنگ دستی اور ہر قسم کی سختی میں صبر کریں (پھر جن میں یہ صفتیں ہوں) تو وہ لوگ صادق ہیں سچے مومن مسلم ہیں، پرہیزگار ہیں۔ اور سورہ حدید میں بھی ان لوگوں کی چند صفات بیان کرکے فرمایا ہے

اُولٰٓئِكَ هُمُ الصِّدِّيْقُوْنَ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ لَهُمْ اَجْرُهُمْ وَنُوْرُهُمْ۔ (الآیۃ پ ۲۷ ع ۱۸)۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان آیتوں سے ثابت ہوا کہ ان صفات والے لوگ جب قرآن و حدیث رسول صلعم کی سیرت واحکام و عقائد شرعیہ بیان کریں۔ تو ان کی خبر اور ان کی روایۃ کو تسلیم کرنا واجب ہے فرض ہے ورنہ باوجود معیار شرعی کے ثبوت کے صادق متقی کی شرعی خبر وروایت میں حیل و حجت چون وچرا اور شکوک پیدا کرنا قرآن مجید کے مقرر کردہ معیار سے انحراف ہے جو قطعاً قرآن مجید کی تکذیب ہے۔ ورنہ ایمان والوں کی صفت تو اللہ تعالیٰ نے یہ بیان کی ہے کہ جب ان کو اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی طرف بلایا جائے تو وہ یہ کہتے ہیں ہم نے سن لیا۔ اس پر عمل کریں گے۔ ایسے ہی لوگ کامیاب ہونے والے ہیں۔ إِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِينَ إِذَا دُعُوا إِلَى اللَّهِ وَرَسُولِهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ أَنْ يَقُولُوا سَمِعْنَا وَأَطَعْنَا وَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ (پ ۱۸۔ ع ۱۳) پھر اس میں چون وچرا شکوک ایمان کے خلاف ہے اور بحکم آیت۔ إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ (پ ۱۴۔ ع ۱) مقرر ہمیں نے اس قرآن کو نازل کیا ہے۔ اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے تو حفاظت قرآن کی دونوں قسم سے ہے۔ الفاظ و عبارات کی بھی اور معانی کی بھی وہ معانی جو بحکم آیۃ۔ وَأَنْزَلْنَا إِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ ۝ (پ ۱۴۔ ع ۱۲) ہم نے قرآن آپ پر نازل کیا ہے تاکہ آپ اس نازل شدہ کو جو ان کے لئے نازل کیا ہے۔ اس کے معانی ان کو سمجھا دیں بتا دیں اور تاکہ پھر وہ اس میں غور فکر کریں۔ تدبر کریں۔ كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِنْكُمْ يَتْلُو عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُمْ مَا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ (پ ۲۔ ع ۲) ہم نے تم کو تولی کعبہ کا حکم دے کر تم پر اپنی نعمت پوری کی۔ جیسے تمہیں میں سے اپنا رسول بھیج کر اپنی نعمت پوری کی۔ کہ وہ تم کو ہماری آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور تم کو قرآن کے الفاظ و عبارات پڑھاتا ہے اور اس کے معانی بتاتا ہے اور تم کو وہ باتیں بتاتا ہے۔ جو تم نہ جانتے تھے ثابت ہوا کہ قرآن کی حفاظت کو یہ بھی لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے قرآن کے الفاظ و عبارات کی حفاظت حفاظ قرآن کے ذریعہ کرائی ہے۔ اسی طرح اس کے معانی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرحیہ بیان کر دی۔ رسول صلعم کی بھی رواۃ حدیث سے محدثین کے ذریعہ کرائی ہے۔ ورنہ کتب سابقہ کی طرح قرآن کی تحریف ہو جاتی۔ اور یہ حجت باز یہی چاہتے ہیں کہ قرآن کو اپنی عقل سے تحریف کر کے اپنا الو سیدھا کریں۔ مگر یاد رکھیں۔ يُرِيدُونَ أَن يُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَيَأْبَى اللَّهُ إِلَّا أَن يُتِمَّ نُورَهُ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ (پ۱۰۔ ع۱۱) اور بحکم قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ ... فَاتَّبِعُونِي۔ الآیۃ۔ پ۳۔ ع۱۱۔ وَأَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ پ۴۔ ع۵۔ اور فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ۝ پ۵۔ ع۶۔ رسول اللہ صلعم کے حکم آپ کے فیصلجات آپ کی بیان کردہ قرآن کی تفسیر آپ کی اطاعت آپ کا اتباع ہر مسلم کے لئے بلا چون و چرا واجب ہے۔ اس میں شک و تردد یا انکار کفر ہے۔ اور بحکم آیۃ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ پ۱۷۔ ع۷۔ وَأَرْسَلْنَاكَ لِلنَّاسِ رَسُولًا ۝ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا وَمَن يُطِعِ الرَّسُولَ فَقَدْ أَطَاعَ اللَّهَ پ۵۔ ع۸۔ آپ کی بعثت بھی عامہ تا قیام قیامت ہے۔ اور بلا وساطت آپ کی کردہ بیان۔ تفسیر قرآن بحکم آیۃ مذکورہ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ الخ بطریق مذکور ماقبل قطعاً باطل ہے مدعی کاذب ہے ورنہ رسول کو معلم و مبلغ و مبین قرآن کر کے بھیجنا۔ معاذ اللہ۔ فضول ہوگا اور یہ امر قطعاً باطل پس ثابت ہوا کہ قرآن کی تفسیر بلا بیان رسول بطریق مذکور ... باطل ہے۔ اور تفسیر و بیان رسول ہی صحیح ہے وہی اسوہ حسنہ ہے۔ لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا۔ پ۲۱۔ ع۱۹۔ مقرر تمہارے لئے رسول اللہ صلعم کی پیروی بہت اچھی ہے۔ اس کے لئے جو یوم آخرت میں اللہ تعالیٰ سے ثواب کا امیدوار ہے اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے۔ منکر حدیث رسول اسوہ حسنہ کے قائل بنتے ہیں۔ مگر یہ تو بتائیں کہ وہ اسوہ حسنہ کتب تفسیر و حدیث کے سوا کہاں ہے۔ بعد بعثت ۲۳ سالہ آپ کی زندگی کے حالات، سیرت، نماز، روزہ، حج، جہاد، نشست برخاست اہل و عیال سے آپ کا برتاؤ۔ تبلیغ شریعت لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ الآیۃ۔ اور يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ وغیرہ کا بیان کہاں ہے۔ پھر اگر کتب تفسیر و حدیث نہیں مانتے تو آپ کا دعویٰ اسلام۔ قرآن کا مطلب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو آپ بتاتے ہیں۔ کیسے معلوم ہو کہ صحیح ہے۔ اور اوروں کا غلط معیار صحت کیا ہے۔ قرآن کا مطلب آپ بھی سمجھتے ہیں اور مسلم بھی، شیعہ، خارجی وغیرہ یہود ونصاریٰ۔ آریہ، مرزائی، بہائی وغیرہ بھی۔ لغت عرب قواعد آپ کی طرح اور بھی جانتے ہیں۔ معیار صحت بتاکر اپنے معنے کو دلیل سے ثابت کریں۔ واذا لیس فلیس۔

سچ کہتا ہوں۔ بیان رسول صلعم ہی معیار صحت ہے اور ہو ہی نہیں سکتا۔ ادلہ مذکورہ بالا ملاحظہ ہوں۔ اس کے سوا آپ کچھ نہیں بتا سکتے۔ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا وَلَنْ تَفْعَلُوْا فَاتَّقُوا النَّارَ الَّتِیْ وَقُوْدُھَا النَّاسُ وَالْحِجَارَۃُ اُعِدَّتْ لِلْکٰفِرِیْنَ (پ۱۔ ع ۳)۔ اور تو بڑی بات ہے۔ یہ منکر نماز اور حج ہی کی ہیئت کذائیہ اور زکوٰۃ ہی کی تفصیل کہ کس کس مال کی زکات ہے۔ کیا کیا نصاب ہے۔ کتنی کتنی ہے۔ بتائیں۔

مودودی صاحب کا حدیث رسول صلعم کو سراسر ذوقی بتانا کہ یہ کسی ضابطہ کے تحت نہیں۔ ذوقی کے کئی ایک معنے ہیں جو صوفیہ نے کئے ہیں کہ نور عرفانی جو حق و باطل میں فارق ہو۔ وہ تو یہاں ہو نہیں سکتے کہ وہ قطعاً تحت ضابطہ اور حق ہوتے ہیں۔ اور مودودی صاحب نے آگے چل کر ان کو غلط بتایا ہے۔ لہٰذا دوسرے معنے یہاں مراد ہوں گے جو آگے آرہے ہیں۔ طبیعت کما فی المنجد خیال وغیرہ ..... اور یہ کتنی بڑی جرأت ہے یہ آیات مذکورہ بالا کے خلاف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم کو قرآن کا معلم ومبین مقرر کیا۔ اور وہ بیان بھی اللہ تعالیٰ ہی نے آپ کو بتایا۔ اور اس بیان کو اللہ تعالیٰ نے حکمت بتایا اور مودودی صاحب نے اس کو ایک امر وجدانی، طبعی، خیالی بتایا کہ جس وقت جی میں آیا کہدیا غلط ہو اس سے بحث نہیں اس کا ثبوت ان کے دوسرے قول سے ثابت ہے۔ جو کہا ہے کہ دجال کے آنے کی حدیثیں فسانے ہیں۔ تاریخ سے ثابت ہوگیا کہ آپ کے قیاسات تھے اور صحیح نہ تھے۔ انتہٰی۔ دونوں کے حوالے گذر چکے ہیں۔ ان کے اس قول سے ثابت ہوا کہ اُن کے نزدیک معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی عقل سے گھڑ گھڑ کر لوگوں کو بہلایا کرتے تھے۔ یہ تھی رسول اللہ صلعم کی حکمت عملی فسانہ کے معنی داستان ڈھکوسلہ کے بھی ہیں۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ۔ یہ ہے ان کے نزدیک محمد رسول اللہ صلعم کی شان اللہ تعالیٰ تو فرمائے۔ وَالنَّجْمِ اِذَا ھَوٰی مَا ضَلَّ صَاحِبُکُمْ وَمَا غَوٰی اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی۔ (پ۲۷۔ ع ۵)۔ کہ تمہارا رسول تبلیغ شریعت وحی جلی وخفی میں اپنی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نفسانی خواہش سے نہیں بولتا۔ جو کچھ کہتا ہے وہ منجانب اللہ کہتا ہے اور وہ حکمت ہے اور مودودی صاحب اس کو قیاسات اور فسانے اور من گھڑت بتائیں۔ پھر کیا یہ رسول اللہ صلعم کی توہین نہیں۔ کیا یہ قرآن کی تکذیب نہیں۔ کیا یہ کفر نہیں تو اور کیا ہے۔ دجال کے آنے کی حدیثیں صحیح بخاری، صحیح مسلم وغیرہ صحاح ستہ میں ہیں جن کو تمام اہل اسلام محدثین و مجتہدین و ائمہ اسلام نے صحیح تسلیم کیا ہے۔ ان حدیثوں میں زمانہ ماضی کے انبیاء علیہم کا بھی ذکر ہے۔ اور آئندہ زمانہ میں دجال کے آنے کا بھی ہے۔ اور فسانہ کے کئی معنے ہیں نا پچھلی داستان کو بھی کہتے ہیں۔ خصوصاً بے اصل جھوٹی داستان کو آئندہ کی خبر قیاس سے، حساب سے، نجوم سے، کہانت سے، جیسے نجومی رمال، جوگی پنڈت، کاہن ٹھگ وغیرہ بتایا کرتے ہیں۔ کبھی صحیح کبھی غلط۔ حدیث میں آیا ہے کہ ایک سچ میں سو جھوٹ ملا دیتے ہیں بلکہ زائد۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیختلطون فیہا اکثر من مائة کذبة۔ متفق علیہ۔ مشکوٰۃ ص ۳۹۳ ج ۲

معاذ اللہ مودودی صاحب کے نزدیک یہ صحیحین وغیرہ کی حدیثیں مسلمہ اہل الاسلام اسی قسم کی ہیں کہ ایک میں سو سے زائد جھوٹ۔ پھر دعویٰ یہ کہ میں تو سنت کو مانتا ہوں۔ سر سید احمد کو ایک سرحدی نے لکھا تھا ؎

ترک احکام رسل حکم خدا رد کردی ؛ آنچہ کافر نکند تو سید کردی

یہی موصوف پر صادق آتا ہے۔

یاد آیا مودودی صاحب نے نئی بات نہیں کہی۔ ایسا پہلے بھی ہو چکا ہے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کی تبلیغ شروع کی جس میں الفاظ و معانی دونوں ہی سچے تھے تو لوگوں نے کہا تھا۔ ان ھٰذا الا اساطیر الاولین (پ ۷ ع ۹)۔ غیاث اللغات میں فسانہ کا معنے سرگذشت و ماجرا و بمعنی حکایت بے اصل مجاز است لکھا ہے۔ اسا اساطیر کا معنی بھی المنجد میں اباطیل لکھا ہے۔ الاسطورة والاسیطرة الحدیث الذی لا اصل لہ انتہی۔ لوگوں نے کہا آپ جو کچھ کہتے ہیں یہ سب پہلوں کے جھوٹے قصے ہیں۔ اور کچھ بھی نہیں۔ اس کی تشریح دوسری آیت میں ہے ان کا یہ قول نقل کیا ہے۔ اِن ھٰذا اِلّا اختلاق۔ پ ۲۳ ع ۱۰)۔ یہ کچھ نہیں مگر اپنے جی سے بنا لیتا ہے یہ ہے مودودی صاحب اور ان کے حواریوں پیروں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا اسلام۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔ مودودی صاحب نے جو رواۃ حدیث میں کلام کیا ہے خبر واحد پر تو بتائیں کہ قرآن مجید بھی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی امت کو پڑھایا ہے۔ کیا اس میں بھی آپ کو کچھ کلام ہے کہ آپ بھی تو واحد ہی تھے۔ اور آپ خود بدولت اور ہر شخص کو اپنی نسل اور اپنے باپ کا کیا علم ہے۔ کہ میرا باپ فلاں شخص ہے کتنے آدمیوں کی شہادت سے ولدیت ثابت ہوگی۔ نکاح کے گواہ تو دو چار سینکڑوں ہو سکتے ہیں۔ مگر اس کا کیا ثبوت کہ وہ شخص اسی کے نطفہ سے پیدا ہوا۔ ماں باپ کے سوا کون جانے۔ بلکہ باپ کا علم بھی قطعی نہیں ہاں ماں کو ہو سکتا ہے۔ آپ نے لکھا ہے کہ ہم ہر راوی پر اعتماد نہ کریں گے جس طرح شاہدوں میں ہر شاہد کا اعتبار نہیں کرتے ہم قرآن کے بموجب دو عادل کی شرط لگاتے ہیں تفہیمات ص۲۷۔ یعنی کم سے کم دو راوی کی بات قبول ہے نہ ایک کی۔ مودودی صاحب آپ کو خبر نہیں۔ یہ تعدد کی شرط معاملات حقوق العباد جرائم وجنایات وحدود شرعیہ میں ہے۔ بلکہ زنا میں چار کی شرط ہے نہ کہ روایۃ حدیث و قرآن و تبلیغ شرع میں۔ آپ نے خود بھی لکھا ہے کہ قرآن مجید کا کلام الٰہی ہونا صرف ذات پاک رسالت پناہی کی خبر پر ہے۔ (تفہیمات از ص۲ تا ص۲۵) پھر آپ کی کون سی بات کا اعتبار کیا جائے۔ قال تعالیٰ وَلَا تَكُونُوا كَالَّتِي نَقَضَتْ غَزْلَهَا مِن بَعْدِ قُوَّةٍ أَنكَاثًا۔ (پ۱۴ ع۱۹)۔ آپ کی یہی مثال ہے کہ جس امر کو بناتے ہیں پھر اسی کو بگاڑ دیتے ہیں۔ اگر آپ کی بات کو صحیح تسلیم کیا جائے تو ایک استاذ ایک عالم کی تبلیغ کا اعتبار نہ کیا جائے تا وقتیکہ کم سے کم دو مبلغ دو استاذ نہ ہوں۔ ایما آیت یا ایھا الذین امنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا الآیۃ۔ پ۲۸ ع۱۹) اے ایمان والو اپنے نفسوں اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔ اس میں تبلیغ شرع اول درجہ پر ہے اور آپ کے قول پر لازم ہے اگر کوئی شخص اپنی زوجہ کو وعظ و نصیحت تبلیغ شرع کرے تو جب تک وہ اپنی زوجہ کو مسجد یا مدرسہ میں لے جا کر اپنے وعظ کی تصدیق نہ کرائے یا کسی مولوی صاحب کو گھر میں لاکر ان سے اپنے وعظ کی لفظ بلفظ تصدیق نہ کرائے۔ اس کے وعظ و نصیحت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا۔ اور اگر مسجد میں سے زوجہ مذکورہ وعظ سن کر آئے تو تاوقتیکہ دوسرا عالم اس کے وعظ کی لفظ بلفظ تصدیق نہ کرے۔ اس کے لیے وہ وعظ وہ خطبہ بیکار ہوگا۔ اور ایسے ہی تمام مقتدیوں کے لیے وہ خطبہ و وعظ قابل عمل بحیثیت شرعی نہ ہوگا۔ اس لئے کہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

موصوف سے اصل پہ دو راوی کی شرط ہے واذا فات الشرط فات المشروطہ
تو ان کے ہاں امیر جماعت اسلامی کے نزدیک علاوہ ادلہ مذکورہ کے کنتم خیر امۃ
اخرجت للناس تامرون بالمعروف وتنہون عن المنکر (الآیۃ پ ۴ ع ۲)
اور والعصر ان الانسان لفی خسر الا الذین امنوا وعملوا الصالحات
وتواصوا بالحق وتواصوا بالصبر۔ (پ ۳۰ - ع ۲۸)۔ ہر شخص کو حسب حیثیت
امر بالمعروف، نہی عن المنکر دین حق کی ایک دوسرے کو وصیت و حکم لازم ہے اور ان کے اصول پہ
اکثر حصہ تبلیغ کا بلکہ قریباً سارے ہی کا خلاف ہوگا۔ اس لئے کہ ان کی شرط کا وجود النادر کالمعدوم ہے۔
اور میں تو یہ کہتا ہوں کہ جب ان کا اصل اصول یہ ہے کہ روایت و تبلیغ شریعت قرآن اور اس کا مطلب
معنی و تفسیر بلا دو عادلوں کے معتبر نہیں۔ تو پھر مودودی صاحب کی تبلیغ آپ کی روایت آپ کی تفسیر
اس کا کیا اعتبار۔ جب تک کہ دو عالم ماہر قرآن و تفسیر قرآن ان کے مصدق نہ ہوں اور وہ مصدق
بھی ان کا مرید، ان کا ہم خیال نہ ہو۔ اس لئے کہ وہ تو ان کا شاگرد ان کی بات کہے گا۔ وہ سو ہوں
تو بھی ان کا اعتبار نہیں وہ ایک ہی کے حکم میں ہیں۔ ایسے ہی ان کی عدالت میں بھی ان کے
مریدوں کا اعتبار نہ ہوگا۔ آپ بتائیں۔ کہ آپ نے قرآن مجید اس کا مطلب کسی استاذ سے پڑھا
ہے۔ یا از خود ہی معلوم کر لیا۔ اگر صورت ثانیہ ہے۔ تو کیا وحی سے ہے یا کسی اور وجہ سے
وہ بتائیں۔ اور اگر صورت اولیٰ ہے تو کیا آپ کی شرط کے مطابق یا بلا شرط۔ مگر شرط لفظ بلفظ
ثابت کرنی ہوگی جو محال ہے۔ بات وہ منہ سے کہی ہے کہ بنائے نہ بنے ، بوجھ وہ سر پہ لیا
ہے کہ اٹھائے نہ اٹھے ، اور ہاں مودودی صاحب یہ آپ نے کیسے لکھ دیا کہ تاریخ
سے ثابت ہو گیا کہ آپ کی یہ حدیثیں آپ کے قیاسات تھے صحیح نہ تھے۔ انتہیٰ

(ترجمان القرآن فروری ۱۹۴۶ء)

کیا حدیثوں میں دجال کے آنے کی تاریخ، سنہ، سال، مہینہ، دن معین ہے۔ جو آپ نے
باوجود تاریخ مذکور کے گذرنے کے اور عدم آمد دجال کے غلطی کا حکم لگا یا۔ یا قیامت قریب
آ گئی۔ اور دجال نہ آیا۔ پھر جب یہ دونوں باتیں نہیں تو آپ نے غلط کیسے کہا۔ کیا یہ آپ کا
افترا نہیں، کذب نہیں تو اور کیا ہے۔ پس ثابت ہوا کہ احادیث رسول فسانے نہیں۔ ہاں
آپ کا یہ قول خصوصاً اور مودودی صاحب نے لکھا ہے۔ علم کا معتبر ذریعہ قرآن ہے حدیث
نہیں الخ اس لئے صحت کا اصلی معیار یہی ہونا چاہیے تفہیمات ص ۲۳۱

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں کہتا ہوں کہ آپ نے پیشتر لکھا ہے تواتر کی بنا بھی قیاس پر ہے الخ اور قیاس قطعی نہیں ہوتا۔ پھر جو ظن پر مبنی ہو وہ بھی ظنی۔ پس آپ کے اصول پر قرآن بھی قطعی نہ رہا۔ پس قرآن و حدیث دونوں کا اعتبار برابر ہو گیا۔ اور بالفرض اگر الفاظ کو قطعی تسلیم کیا جائے تو معانی پھر بھی قطعاً ظنی ہیں ان کا اعتبار نہ رہا اور بلا معنی مہمل سے ہدایت صراط مستقیم کیسے ہو سکتی ہے۔ اس سے بھی قطع نظر آپ جو معانی قرآن بیان کرتے ہیں۔ ان کا کیا ثبوت کہ صحیح ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی یہی مراد ہے۔ اگر بالفرض اس کو بھی مان لیں تو پھر آیۃ مذکور لتبین للناس ما نزل الیھم اور یعلمھم الکتاب والحکمۃ۔ الآیۃ۔ اس کا مطلب اور آپ کا ایک ہی ہے یا دو۔ اگر ایک ہے تو کیا ثبوت۔ دو ہیں تو صحیح کون سا۔ اگر امت کی عقل فہم قرآن کے لئے کافی تھی تو پھر اللہ تعالیٰ نے رسول صلعم کو معلم و مبین کیوں بنایا کیا ضرورت تھی۔ آپ کی تحریریں۔ ام لھم شرکاء شرعوا لھم من الدین ما لم یاذن بہ اللہ۔ الآیۃ۔ پ۲۵۔ ع۴ کا مصداق ہیں۔ ترک احکام رسل حکم خدا رد کر دی۔ آپ نے لکھا ہے کہ قرآن کے لئے کسی تفسیر کی ضرورت نہیں ایک اعلیٰ درجہ کا پروفیسر کافی ہے۔ جس نے قرآن کا غائر مطالعہ کیا ہو۔ تنقیحات ص۲۱۷۔ سچ ہے۔ الجنس الی الجنس یمیل آپ پروفیسر تھے۔ لہٰذا دنیائے اسلام کے علماء ربانی اساتذہ اہل کمال پابند صوم و صلوٰۃ وغیرہ سے چشم پوشی کر کے آپ کی نظر پڑی تو پروفیسروں پر پڑی جنہوں نے برطانیہ کے سکولوں میں عموماً غیر مسلم اساتذہ عیسائی سکھ سناتن دھرمی وغیرہ سے تعلیم حاصل کی۔ جن کی صحبت میں رام لچھمن دیوی داس نپولین وغیرہ کے قصے ان کی سیرت تھے۔ برائے نام بعض مسلم اساتذہ جو عموماً نہ صوم و صلوٰۃ کے پابند۔ نہ اخلاق حمیدہ نہ کتاب و سنت سے واقف صرف عربی کتب ادب یا قصص وغیرہ کے معلم کیا یہ پروفیسر قرآن کی تفسیر بیان کریں گے۔ یا رہا سہا اسلام بھی لڑکوں کا کھو دیں گے۔ یہ تمام ادلہ مذکورہ بالا لتبین للناس ما نزل الیھم۔ الآیۃ اور یعلمھم الکتاب والحکمۃ وغیرہ کی تکذیب ہے۔ اور ام لھم شرکاء شرعوا لھم من الدین ما لم یاذن بہ اللہ کا مصداق ہے۔ امیر صاحب یاد رکھئے۔ بروز قیامت یہ لڑکے کہیں گے ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا (پ۲۲۔ ع۵)

گر ہمیں مکتب است وایں ملا — کار طفلاں تمام خواہد شد

مودودی صاحب لکھتے ہیں۔ اسلامی معاشیات۔ اسلام کے اصول عمران اور حکمت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآنیہ پر جدید کتابیں لکھنا ضروری ہیں۔ اس لئے قدیم کتابیں اب درس تدریس کے لئے کار آمد نہیں
تنقیحات ص۱۷۶۔

میں کہتا ہوں اس تحریر سے پہلی بات یہ ثابت ہوئی کہ اسلامی معاشیات اسلام کے اصول عمران قرآن میں نہیں لہٰذا اس پر جدید کتابیں لکھنا ضروری ہیں۔ دوسری بات یہ کہ قرآن کی حکمت خود قرآن نے یا رسول صلعم نے بیان نہیں کی اور بالفرض کی بھی ہو تو اب وہ موجود نہیں قدیم کتب سب غلط ہیں۔ اس پر یہ نقض ہے کہ ان کے پہلے قول میں ہے کہ قرآن کے لئے کسی تفسیر کی ضرورت نہیں اور اب لکھ رہے ہیں کہ اسلامی معاشیات و اصول عمران اور حکمت قرآنیہ پر کتابیں لکھنا ضروری ہیں کہ یہ امور قرآن میں ہیں۔ نہیں تو قرآن کی تعلیم ناقص ہوئی اور آیت ذیل جو آپ کے انتقال سے دو ماہ اکیس روز پیشتر حجۃ الوداع میں عرفہ کے دن جمعہ کو نازل ہوئی۔ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا۔ (پ۶ ع۵) کہ آج کے دن میں نے تمہارے لئے دین کو کامل کر دیا (اب اس میں کسی قسم کی کمی نہیں رہی۔ اور نہ ہی اس میں زیادتی کی گنجائش ہے) اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا۔ (اس لئے کہ دین اسلام بہت بڑی نعمت ہے) اور میں نے تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا (کہ سب سے افضل ہے) اور وانزل اللہ علیک الکتاب والحکمۃ وعلمک ما لم تکن تعلم (پ۵ ع۱۴) اے نبی اللہ تعالیٰ نے آپ پر قرآن اور اس کی حکمت (معانی قرآن) نازل کئے۔ اور آپ کو وہ باتیں بتائیں جو آپ نہ جانتے تھے۔ اور لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیہم رسولا من انفسہم یتلو علیہم ایاتہ ویزکیہم ویعلمہم الکتاب والحکمۃ الآیۃ (پ۴ ع۸)۔ البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے جب ایمان والوں میں سے رسول بھیجا تو ان پر بڑا احسان کیا۔ جو وہ اس کی نازل کی ہوئی آئیں ان کو پڑھ کر سناتا ہے۔ اور ان کو (وعظ و نصیحت و اثر صحبت و عمل سے کفر و شرک و رذائل) سے پاک کرتا ہے اور ان کو قرآن پڑھاتا ہے اور اس کی حکمت اس کے معانی بتاتا ہے۔ تفسیر کرتا ہے (قول و فعل و تقریر سے) مگر قرآن میں ان کا بیان نہیں تو یہی پہلے قول کے مناقض ہے کہ قرآن کے لئے تفسیر کی ضرورت ہے۔ پہلے انکار تھا۔ نیز یہ کہ بحکم انزلنا الیک الذکر لتبین للناس ما نزل الیہم۔ الآیۃ مذکورہ بالا کے مخالف اور اس کی تکذیب ہے کہ رسول

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلعم نے قرآن کی تفسیر نہیں کی۔ لوگوں کو اس کے معنی و مطلب سے ان کو شناسا نہیں کیا تو اللہ تعالیٰ کے رسول محمد صلعم پر اعتراض ہے کہ انہوں نے قرآن پر عمل نہیں کیا اور باوجود اس کے اللہ تعالیٰ نے ان کے بے عمل اور نافرمان ہونے کے ان کی اتباع فرض کی تو یہ اللہ تعالیٰ پر بھی اعتراض ہے اور یہ کفر صریح ہے۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ رسول اللہ صلعم نے قرآن کی تفسیر تو بیان کی۔ مگر وہ کافی نہ تھی۔ یہ مراد بھی قرآن کی تکذیب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے معاذ اللہ جس کو مبین بنایا وہ قابلِ بیان نہ تھا۔ یہ بھی قرآن کی تکذیب و کفر ہے۔ اور اگر یہ مراد ہے کہ رسول صلعم نے بیان تو کیا۔ مگر وہ بیان اب دنیا میں کسی کتاب میں ثابت نہیں۔ تو یہ بھی آیت مذکورہ بالا۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ جس کی تفصیل پیشتر ہو چکی ہے کے مخالف ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے الفاظ و بیان کردہ معانی رسول صلعم کو اپنے ذمہ لیا ہے۔ لہٰذا کلام الٰہی کی تکذیب ہے اور واقع کے بھی خلاف ہے کہ اہلِ اسلام ائمہ اسلام تمام مذاہب متبعہ اثبات حدیث اور آپ کی تفسیر جو کتب تفسیر و حدیث میں مذکور ہے قائل و عامل ہیں اور یہ قول تمام امتِ محمدیہ اور سبیل المومنین کے خلاف ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین نولہ ما تولی ونصلہ جھنم وساءت مصیرا (پ ۵۔ ع ۱۴)۔

خلاصہ یہ کہ بحکم اولہ مذکورہ جب قرآن میں دین اسلام کو کامل بنا دیا گیا اور حکمت بھی بیان کی گئی۔ کمی بیشی کی جگہ نہ رہی۔ تو اب جدید کتب لکھنا اول تو فضول ہے دوم اس کے خلاف تشریع جدید ہے۔ جو کفر ہے۔ ام لھم شرکاء شرعوا لھم من الدین مالم یاذن بہ اللہ۔ پ ۲۵۔ ع ۴ کا مصداق ہے۔ پھر ان پر عمل کرنا سراسر گمراہی ہے بیدینی ہے۔ لادینی ہے۔

مودودی صاحب لکھتے ہیں۔ قرآن و سنّت سب پر مقدم ہے۔ مگر تفسیر اور حدیث کے پرانے ذخیروں سے نہیں۔ تنقیحات صـ ۱۳۳ھ

ہم بھی قائل ہیں تیری نیرنگی کے یاد رہے اور زمانے کی طرح رنگ بدلنے والے

اس لئے کہ کبھی آپ اخبار آحاد پر نظامِ حیات کا مدار مان کر ان کو صحیح مانتے ہیں۔ تفہیمات صـ ۱۳۳۔ کبھی کتب حدیث صحاح ستہ وغیرہ کو قریب قریب یقینی بتاتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ خلاصہ تفہیمات از صفحہ ۲۸۳ تا صفحہ ۲۸۴ صفر ۱۳۵۳ھ جون ۱۹۳۴ء۔ کبھی ان میں شک پیدا کرتے ہیں کہ کہا تقدم تفصیلہ اور کبھی خبر متواتر کو کہتے ہیں کہ تمام امت کا اتفاق ہے کہ وہ یقینی ہے تفہیمات صفحہ ۳۱۴ اور طبع سابع میں ہے کہ عقل بھی یہی فیصلہ کرتی ہے کہ وہ یقینی ہے۔ تفہیمات صفحہ ۲۸ کبھی کہتے ہیں کہ مشاہدہ علینی اور تجربہ حسی کے سوا دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں جو مفید یقین ہوسکتی ہو۔ تواتر کو بھی محض اس قیاس پر یقینی سمجھا جاتا ہے کہ بہت سے آدمیوں کا جھوٹ پر متفق ہونا مستبعد ہے۔ لیکن خبر متواتر کے لئے جو شرائط ہیں وہ بہت کم ایسی چیزوں میں پائی جاتی ہیں۔ جن پر تواتر کا گمان ہوتا ہے۔ تفہیمات صفحہ ۲۲ کبھی تمام کتب متداولہ مسلمہ امت محمدیہ کا انکار جو ابھی اوپر مذکور ہے۔ کبھی سنت کو سب پر مقدم بتا کر صحت کا اقرار بھی ہے۔ بتایئے آپ کی کون سی بات کا اعتبار کیا جائے ؎

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردہ ... باز میگوئی کہ دامن تر مکن ہشیار باش

بتایئے آپ کا یہ تقیہ ہے یا بدا۔ آپ تو تواتر خبری کو بھی کہہ چکے ہیں کہ اس قسم کی متواتر سنتیں تو ہندوؤں، بودھوں اور دوسری قوموں میں بھی ہیں۔ تفہیمات صفحہ ۲۹۶/۲۹۷۔ پھر اب آپ سنت کا ثبوت کہاں سے لائیں گے۔ جس کو آپ سب پر مقدم کریں گے۔ سنت رسول اللہ صلعم کا ثبوت تو انہیں مذکورہ طریق سے تھا۔ ان سب کا تو آپ انکار کرچکے کیا وحی سے لائیں گے یا اور کسی طریق سے۔ ہاں یاد آیا۔ غالباً اس سنت سے مراد آپ کی بات ہے۔ جو آپ اپنے قیاس و خیال سے بنائیں گے۔ خواہ وہ کسی روایت ہی سے اپنے مطلب کے موافق پاکر کہہ دیں کہ ہاں یہ صحیح ہے کہ اس کا معنی میرے نزدیک صحیح ہے اور اسی طرح جو آپ قرآن کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ کیا یہ آپ کا بیان آیت ذیل کا مصداق نہیں۔

فویل للذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ۔ الآیۃ پ۱ ع۹۔ اس لئے کہ تحریف لفظی و معنوی دونوں کا حکم ایک ہی ہے جب آپ بیان قرآن بیان کردہ رسول صلعم کو ترک کرکے از خود تراشیں گے تو لامحالہ وہ تحریف ہی ہوگی۔ اور آپ اپنے بیان و تفسیر کو رسول اللہ صلعم کے مطابق تو ثابت کر نہیں سکتے کہ طرق مشتبہ کو آپ رد کرچکے یا مشکوک بناچکے اور معیار صحت آپ ثابت نہیں کرسکتے۔ سچ ہے ؎

خشت اوّل چوں نہد معمار کج ... تا ثریا می رود دیوار کج

آپ کا یہ بیان آیت ذیل کا مصداق ہوگا۔ ومن لم یحکم بما انزل اللہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فاولٰئك هم الكافرون ۰ الاية - و فی الاخرٰی هم الظالمون و فی الاخرٰی هم الفاسقون - پ ع ۱۱

مودودی صاحب لکھتے ہیں - اسلامی نظام کا درہم برہم ہو جانا ۔ ایک عام مصیبت ہے اور ہمارے علماء و مشائخ بھی اس میں ماننے ہی حصہ دار ہیں - جتنے مدرسوں کالجوں کے نکلے ہوئے لوگ - تنقیحات صفحہ ۱۲۲ -

یہ تحریر آیات ذیل کی تکذیب ہے - انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء ۰ الاٰیۃ پ ۲۲ - ع ۱۶ - اس کے سوا اور کوئی بات نہیں کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے علماء ہی ڈرتے ہیں - انا نحن نزلنا الذکر و انا لہ لحافظون - پ ۱۴ - ع ۱ - مقرر ہمیں نے اس قرآن کو نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں - پیشتر بیان ہو چکا ہے کہ اس کی حفاظت لفظی معنوی دونوں کی یکساں ہے - اور اوحی الیَّ ھذا القرآن لانذرکم بہ ومن بلغ الاٰیۃ - پ ۷ ع ۸ - اے نبیؐ کہہ دیجئے کہ میری طرف اس قرآن کی وحی کی گئی - اس لئے مجھ پر یہ قرآن نازل کیا گیا ہے کہ میں اس کے ساتھ تم موجودین کو اور تمام ان لوگوں کو جن کو تاقیام قیامت یہ قرآن پہنچے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی دوزخ سے ڈراؤں - اس لئے کہ بحکم ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین پ ۲۲ ع ۲ - آپ تمام انبیاء کے بعد تشریف لائے اب جدید نہ آئے گا اور بحکم وارسلناك للناس رسولا پ ۵ ع ۸ اور ہم نے آپ کو تمام دُنیا کے لوگوں کے لئے رسول مقرر کر کے بھیجا ہے - وما ارسلناك الا رحمۃ للعالمین - پ ۱۷ ع ۷ - ہم نے آپ کو اور کسی وجہ سے رسول مقرر کر کے نہیں بھیجا - مگر تاقیام قیامت تمام دُنیا کے لوگوں پر مہربانی کر کے بھیجا ہے اور وما ارسلناك الا کافۃ للناس بشیرا ونذیرا ولکن اکثر الناس لا یعلمون پ ۲۲ - ع ۹ - انبیاء سابقین کی طرح ہم نے آپ کو کسی خاص قوم و ملک و زمان کے لئے نہیں بھیجا - مگر تاقیام قیامت تمام لوگوں کے لئے بشیر اور نذیر کر کے بھیجا ہے - لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے اور ھو الذی بعث فی الامیین رسولا منهم یتلوا علیهم آیاته ویزکیهم ویعلمهم الکتاب والحکمة وان کانوا من قبل لفی ضلال مبین ۰ وآخرین منهم لما یلحقوا بهم وهو العزیز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحکیم۔ پ ۲۔ ع ۱۱۔ آیۃ و آخرین منھم سے اور آیات سابقہ سے تا قیام قیامت محمد رسول اللہ صلعم کی بعثت ثابت ہے اور راسی قرآن سے تبلیغ ہے اور آپ ہی قرآن کے مبین ہیں۔ کما تقدم اور آپ کا بیان آپ کے بعد آپ کی احادیث کے ذریعہ ہے اور اس کے مبلغ و حامل سوا علماء کے اور کوئی ہے ہی نہیں۔ بلکہ اُن کے سوا سب جاہل ہیں۔ پیر و فقیر ہوں یا اور کوئی وہ بسبب جہالت از قرآن تبلیغ کے قابل نہیں۔ پس ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے علماء ربانی ہی کو خدا ترس بتایا اور انہیں کے ذریعہ قرآن کی تبلیغ کرانے کا ذمہ لیا کیا تقاضا تقریرہ تواب مودودی صاحب کا ان علماءِ ربانی کو اسلام کے درہم برہم کرنے والے بتانا قرآن کی تکذیب ہے اور مودودی صاحب نے کسی کا استثناء نہیں کیا۔ ہمارے علماء میں اضافت استغراقی ہے۔ اور ہاں جب سوا قرآن کے الفاظ کے مودودی صاحب کے نزدیک دنیا میں کوئی کتاب اسلام کے اصول و فروع کے لئے کار آمد نہیں اور تمام علماءِ اسلام اسلام کے درہم برہم کرنے والے ٹھہرے تو پھر مودودی صاحب کو اسلام اور قرآن اور اس کے معانی کس کے ذریعہ پہنچے۔ کیا شکم مادر سے لے کر آئے تھے تو پھر سال ہا سال برطانیہ کے سکولوں میں کیوں پڑھتے رہے وہ بھی انگریزی خصوصاً غیر مسلموں سے پڑھنے کی کیا ضرورت تھی یا کیا نبوت کا دعویٰ یا خیال ہے۔ خدا خیر کرے باتیں تو آپ کی اسی قسم کی ہیں۔ دیکھئے اونٹ کس کل بیٹھتا ہے اور ہاں پھر مودودی صاحب زمرہ علماء میں ہیں یا جہلاء میں یعنی جاہل از علم قرآن اگر علماء میں تو پھر آپ بھی دین بگاڑو ہوئے۔ اور آپ کے پیرو آپ کے ساتھ اور اگر علماء سے خارج تو جہلاء کی باتیں بھی جہالت و گمراہی ہے۔

مودودی صاحب فرماتے ہیں اسلامی اصطلاح میں جس کو فرشتہ کہتے ہیں وہ تقریباً وہی چیز ہے۔ جس کو یونان و ہندوستان میں دیوی دیوتا قرار دیا ہے۔ انتہیٰ۔ تجدید و احیاء دین ص ۱۰ ہندوستان میں دیوتا سورج چاند ابر بادل ہوا پانی آگ آدمی مرد ہو تو دیوتا اور عورت ہو تو دیوی قرار دیا گیا ہے۔ مہاتما بدھ کو دیوتا اور راجہ چندر گپت کی رانی لکشمی کو دیوی قرار دیا گیا ہے۔ متھرا شہر کے مندروں عمارتوں کو دیوتاؤں نے بنایا تھا۔ سومنات کے مندر میں چاند دیوتا کا بت تھا۔ تاریخ ہندو پاکستان پہلا حصہ۔

اللہ اللہ یہ کتنی بڑی قرآن کی مخالفت یا تحریف ہے کہ ملک کا ترجمہ فرشتہ ہے۔ جس کا ذکر قرآن شریف میں اول سے آخر تک بکثرت آیا ہے۔ واذ قال ربک للملائکۃ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

انی جاعل فی الارض خلیفۃ۔ الآیۃ پ۱ ع۴۔ من کان عدوا للہ وملائکتہ ورسلہ وجبریل ومیکال فان اللہ عدو للکافرین۔ الآیۃ پ۱ ع ۱۲۔ لیس البران تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من امن باللہ والیوم الآخر والملائکۃ والکتاب والنبیین ...... الی قولہ۔ اولئک الذین صدقوا واولئک ھم المتقون۔ پ۲ ع ۶۔ امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل امن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ پ۳ ع۸۔ وتری الملائکۃ حافین من حول العرش یسبحون بحمد ربھم الآیۃ پ۲۴ ع۵۔ والنازعات غرقا والناشطات نشطا۔ والسابحات سبحا۔ فالسابقات سبقا۔ فالمدبرات امرا۔ پ۳۰ ع ۲۔ ملائک یا فرشتے اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے جو سورج چاند ہوا بادل آگ انسانوں جنوں وغیرہ سے جدا ہے (جن کی پیدائش نور سے ہے۔ حدیث صحیح مسلم) مودودی صاحب نے بدھا اور لکشمی رانی چندر گپت کی زوجہ کو بھی فرشتوں میں شمار کیا ہے حتی کہ بعض ہندوؤں نے ہنومان بندر کو بھی دیوتا مانا ہے۔ پھر کیا یہ قرآن یا شریعت کی تحریف نہیں تو اور کیا ہے۔ ملائک یا فرشتوں سے اللہ تعالیٰ کا کلام کرنا فرشتوں پر ایمان لانا۔ اور اللہ تعالیٰ کے صالح بندے ہونا۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے بعض بعض کاموں پہ مقرر کر رکھا ہے۔ اور اُن کاموں کو سرانجام دیتے ہیں۔ جنت و دوزخ پہ مقرر ہیں۔ ان کا حاملان عرش الرحمان ہونا ثابت ہے وہ آسمانوں پر بھی ہیں۔ زمین پہ بھی وہ نہ جن ہیں نہ انسان۔ ان میں انسانی خواہشات اکل شرب جماع وغیرہ کی خواہش نہیں۔ ہاں کفار کا خیال تھا کہ وہ بنات اللہ ہیں۔ معاذ اللہ۔ اللہ کی بیٹیاں بتاتے تھے۔ معلوم ہوتا ہے مودودی صاحب نے انھیں کو دیوی قرار دیا ہے تو یہ ان کی تقلید ہے۔ ہاں آپ کے نزدیک متھرا کے پجاری بھی فرشتے ہیں۔ معاذ اللہ یہ قرآن کی مخالفت ہے تحریف ہے۔ ہاں ہاں پروفیسر ایسے ہی قرآن کی تفسیر کر لی جاتی ہیں۔ جب ہی تو آپ نے فتویٰ دے دیا ہے کہ قرآن کے لئے کسی تفسیر کی ضرورت نہیں۔ ایک پروفیسر انگریزی دان کافی ہے۔

قضاۃ الدھر قد ضلوا فقد بانت خسارتھم ۔ اباعوا الدین بالدنیا فما ربحت تجارتھم

جامع ترمذی میں حدیث ہے۔ من قال فی القرآن برایہ فلیتبوا مقعدہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

من النار۔ مشکوٰۃ ص۳۵ جو بلا وساطت رسول صلعم صرف اپنی عقل سے غلط سلط قرآن کی تفسیر کرتا ہے وہ اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنا تا ہے۔ ایک اور حدیث ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ جب عالم ربانی مرجائیں گے تو لوگ قرآن سے بے بہروں کو اپنا سردار بنالیں گے۔ پھر وہ لوگ ان سے فتویٰ پوچھیں گے وہ فتویٰ دیں گے پھر وہ خود بھی گمراہ ہوں گے لوگوں کو بھی گمراہ کریں گے۔ متفق علیہ۔ مشکوٰۃ ص۳۲ جلد ا۔ دوسری حدیث میں حضورؐ نے فرمایا۔ اذا وسد[ع] الامر الی غیر اہلہ فانتظر الساعۃ۔ صحیح بخاری۔ مشکوٰۃ ص۴۶۹ ج ۲ یہ آثار قیامت میں سے ہے۔ سائل صاحب آپ نے دریافت کیا ہے کہ ہم کو لٹریچر مذکور والے ہم کو بلاتے ہیں ہم کیا کریں۔ تو جواب یہ ہے کہ تحقیق مذکور سے حق واضح ہو گیا ہے کہ لٹریچر مذکور غلط ہے باطل ہے۔ ان میں داخل ہونا دوزخ میں دیدہ دانستہ داخل ہونا ہے۔ ایک حدیث میں ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میرے بعد آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جو میری سنت کو چھوڑ کر اپنا الگ مسلک ایجاد کریں گے اور وہ دوزخ کی طرف لوگوں کو بلائیں گے۔ جو ان کی دعوت قبول کرے گا اُن کی بات مانے گا اس کو دوزخ میں ڈال دیں گے۔ متفق علیہ۔ مشکوٰۃ ص۴۶۱ ج ۲۔

مرادِ ما نصیحت بود کردیم حوالت با خدا کردیم و رفتیم

اندکے با تو بگفتم و بدل ترسیدم کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

راقم ابو سعید شرف الدین دہلوی

[ع] لفظ امر حکومت وغیرہ ہر قسم کے انتظامات اداروں اور مدرس تدریس وعظ جمعیت انجمن کی صدارت افتاء تصنیف وغیرہ ہر شئے کو شامل ہے۔ ۱۲ منہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شیخ ابن العربیؒ کی بابت سوال

(۱) اکثر علماء اور بخصوص گروہ صوفیائے کرام شیخ محی الدین ابن عربی شیخ اکبر (جن کی مشہور تصانیف فصوص الحکم اور فتوحات مکیہ وغیرہ ہیں) کو مقدس بزرگ مانتے ہیں۔ اور بعض علماء شیخ مذکور کو مسئلہ وحدۃ الوجود کے قائل ہونے کی وجہ سے جو ان کی تصانیف سے ظاہر ہے۔ کفر و الحاد کی طرف منسوب کر کے دائرۂ اسلام سے خارج فرماتے ہیں۔ اور بُرے بُرے القاب سے یاد کرتے ہیں۔ بخصوص آپ پر اور اہل علم پر ان کی تصانیف سے شیخ موصوف کے خیالات اور اُن کی تحقیقات پوشیدہ نہ ہوں گی اور فصوص شیخ مذکور کی نسبت آپ کا کیا خیال ہے اور مسلمانوں کو کیا ظن رکھا جائے۔ امید ہے کہ اشد ضرورت کی وجہ سے بہت جلد جواب سے تشفی فرمائیں گے۔ محمد سلیمان سوداگر جرم چرلہ علاقہ نظام

جواب۔ مسئلہ تکفیر شیخ ابن العربی بہت نازک ہے۔ مولانا نواب صاحب بھوپال مرحوم "تکثار" میں علامہ شوکانی سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے چالیس سال تک شیخ کی تکفیر کی آخر میری رائے غلط معلوم ہوئی۔ تو میں نے رجوع کیا۔ نواب صاحب مرحوم شیخ ممدوح کو عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ اور مولانا نذیر حسین المعروف حضرت میاں صاحب دہلوی شیخ ممدوح کو "شیخ اکبر" لکھتے ہیں۔ (معیار الحق صفحہ ۱۲۸)

حضرت مجدد سرہندی بھی شیخ موصوف کو مقربان الٰہی سے لکھتے ہیں۔ بڑی وجہ آپ کی مخالفت کی مسئلہ وحدۃ الوجود ہے۔ سو دراصل اس کی تفسیر پر مدار ہے جیسی اس کی تفسیر کی جائے ویسا ہی اس کا اثر ہوگا۔ خاکسار کے نزدیک اس کی صحیح تفسیر بھی ہو سکتی ہے۔ جس کا ذکر کبھی کبھی اہل حدیث میں کیا گیا ہے۔ دوسری وجہ خفگی کی ایمانِ فرعون ہے مگر شیخ کا قول مندرجہ "فتوحات" اس خفگی کا ازالہ کرتا ہے۔ شیخ موصوف نے فتوحات میں فرعون کو مدعی الوہیت لکھ کر ابدی جہنمی لکھا ہے۔ اور کسی مقام پر اس کے خلاف ملتا ہے تو وہ متروک ہے یا مأوّل۔ اس لئے خاکسار کی ناقص رائے میں بھی شیخ ممدوح قابل عزت لوگوں میں ہیں۔ رحمہ اللہ۔ ۲۶ محرم ۱۳۴۰ھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: کوئی برتن پیتل وغیرہ کا ہو اور اس میں دودھ یا پانی رکھا ہوا اور غیر مذہب کا آدمی اوپر سے برتن کو چھو دے تو اور اس کا ہاتھ اس کے اندر رہنے لگے تو اس کو استعمال کر سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب: اسلام میں چھوت چھات نہیں اس لئے کسی غیر مسلم کے ہاتھ لگنے سے ناپاک نہ ہوگا

(۱۷ محرم سنہ ۴۲ھ)

سوال: ایک شخص امام مسجد ہے وہ مسجد الصلوٰۃ والسلام علیک[1] یا رسول اللہ باآواز بلند بعد جماعت کے پڑھتا ہے دوسرے آدمی بھی اس کے پڑھنے کے سبب سے اس کے شریک ہو جاتے ہیں ایسا آدمی گنہگار ہے یا نہیں۔

(نور حسین گھرجاکھی)

جواب: شخص مذکور بدعتی ہے۔ اس طرح کا وظیفہ شرع شریف میں ثابت نہیں جتنے آدمی اس کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ سب گنہگار ہیں وظیفہ خاص کر بعد نماز وہی وظیفہ پڑھنا چاہیئے جو شریعت میں آیا ہو۔

(۸ اکتوبر سنہ ۱۵ء)

سوال: لَوْلَاکَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاکَ۔ یہ حدیث ہے یا قول اور کس کتاب میں ہے؟

جواب: لَوْلَاکَ حدیث[2] نہیں ہے۔ خدا جانے کس کا قول ہے جو بلحاظ معنی کے صحیح نہیں۔

(۸ اکتوبر سنہ ۱۵ء)

شرفیہ: یہ روایت صحیح نہیں ہے محدثین نے اس کو موضوع بتایا ہے۔ دیکھو الفوائد المجموعۃ فی الاحادیث الموضوعۃ للامام الشوکانی و موضوعات کبیر للملا علی القاری وغیرہ اور بعض نے جو حاکم کی روایت فلولا محمد ما خلقت آدم ولا النار الحدیث کو اس کی تائید میں پیش کیا ہے کہ حاکم نے اس کو صحیح کہا ہے اور بلقینی نے اس کو برقرار رکھا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام ذہبی نے اس کو رد کر دیا ہے اور کہا ہے کہ کسی کو حلال نہیں کہ مستدرک حاکم دیکھے یا اس پر اعتبار کرے جب تک وہ میری تلخیص کو نہ دیکھ لے اور حاکم کا تساہل محدثین میں مشہور ہے۔ امام ذہبیؒ نے کہا ہے کہ حدیث میں عمرو بن اوس ہے۔ نہیں معلوم وہ کون

---

[1] کہنا یا رسول اللہ یا ولی اللہ کا جو ہندیوں کی عادت ہے۔ اٹھتے بیٹھتے کہا کرتے ہیں۔ سارے فقہائے حنفیہ کے نزدیک بالاتفاق ناجائز ہے۔ (جلد اوّل صفحہ ۳۳ مجموعۃ الفتاوی مولانا لکھنوی مرحوم)

[2] اس حدیث کو محدثین نے موضوع یعنی جھوٹی اور جعلی قرار دیا ہے۔
(الجمعیۃ یکم ستمبر سنہ ۵۲ء)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ لا یدری من هو زرقانی عمرو بن اوس یجهل حاله واتی بخبر منکر اخرجه الحاکم مستدرکہ واظنه موضوعا من طریق جندل بن والق حدثنا عمرو ابن اوس حدثنا سعید عن ابی عروبة عن قتادة عن سعید بن المسیب عن ابن عباس قال اوحی الله الی عیسی آمن بمحمد فلولاہ ما خلقت آدم ولا الجنة والنار الحدیث میزان الاعتدال ۱ ایسے ہی ایک روایت حاکم اور ابن عساکر سے تائید میں بیان کی جاتی ہے۔ لیکن تمام واہی تباہی ہیں کوئی بھی صحیح نہیں۔

سوال: اگر ہندو کسی بیماری یا مصیبت میں اللہ کی نذر مانے کہ بیماری سے چھوٹنے پر مسجد میں شیرینی دیں گے تو یہ ہندو کی نذر مانی ہوئی چیز کھانی جائز ہے نہیں۔

عبد العزیز ضلع چھپرہ

جواب: نذر لغیر اللہ ہے تو کھانا منع ہے۔

ا رمضان ۳۲ھ

سوال: سراج امتی کی حدیث صحیح ہے یا نہیں یہ کونسی حدیث میں ہے۔

جواب: یہ کوئی حدیث نہیں درمختار کے دیباچہ میں لکھی ہے جو محدثین کی روایت سے ثابت نہیں۔ صاحب سفر السعادت نے بھی اس کو بے ثبوت کہا ہے

۲۵ شعبان ۳۱ھ

سوال: فرشتہ کوئی چیز نہیں بلکہ ایک قوت ہے؟

جواب: فرشتہ ایک مخلوق ہے جس کی بابت ارشاد ہے جَاعِلِ الْمَلَائِكَةِ رُسُلًا أُولِي أَجْنِحَةٍ۔

۲۸ رمئی ۱۵ء

سوال: حدیثوں میں محققین اسلام نے سب سے زیادہ معتبر کس کتاب کو مانا ہے۔

عبد الرحمن رنگون

جواب: صحیح بخاری اور مسلم کو۔

۱۶ جمادی الاول ۳۳ھ

لہ کتب احادیث کو سامنے رکھ کر محدثین کے مقررہ عنوانات باب پر ایک نظر ڈالی جائے تو کتاب کے جملہ ابواب اور ان کے عنوانات کی مکمل فہرست دیکھنے کے بعد ایک صاحب بصیرت انسان کے سامنے ان احکام دین اور مسائل شرع کی کامل و مکمل صورت آجاتی ہے۔ جن پر ابواب کے ماتحت ذکر کی ہوئی احادیث دلالت کرتی ہیں۔ محدثین کرام نے احکام و مسائل کے استنباط و استخراج کے سلسلے میں جس دقیقہ سنجی اور باریک بینی اور خداداد فراست اور بصیرت اور الہامی قسم کی فقاہت کا ثبوت دیا ہے۔ یہ محض ان ہی کا حصہ ہے۔

(از مولانا عبد الجلیل صاحب رحمانی ناظم دار العلوم ششنیاں ضلع بستی مصباح جلد اوّل ص)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرفیہ: صحیح بخاری مقدم ہے مگر حجۃ اللہ البالغہ میں طبقہ اولیٰ میں مؤطا امام مالک اور صحیح بخاری و صحیح مسلم لکھا ہے۔

سوال: بعض لوگ کہتے ہیں کہ پہلے اللہ نے نور محمدی کو پیدا کیا یہ خیال صحیح ہے یا غلط؟

جواب: نور محمدی کی پیدائش کا ذکر جیسا کہ قصوں اور وعظوں میں بیان کیا جاتا ہے قرآن اور حدیث میں نہیں ملتا۔ اول ما خلق اللہ نوری۔ روایات موجب اعتقاد نہیں۔ (۱۱ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ)

شرفیہ: صحیح بخاری کی مرفوع حدیث ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّفِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّفِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّسَارِیْ نُوْرًا وَّفَوْقِیْ نُوْرًا وَّتَحْتِیْ نُوْرًا وَّاَمَامِیْ نُوْرًا وَّخَلْفِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا۔ صحیح بخاری ج ۲ ص ۹۳۵

اگر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نور محمدی کو پیدا کیا تھا۔ تو پھر حضور صلعم کو سوال کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ تحصیل حاصل تو باطل ہے پس ثابت ہوا کہ وہ روایتیں بالکل جھوٹی ہیں۔

سوال: گوشت خنزیر کیوں حرام ہوا؟

جواب: خنزیر کا گوشت اخلاق میں مضر ہے اس کی حرمت بائیبل اور منوسمرتی میں بھی ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب احبار ب ۱۱۔ فقرہ ۷۔ منوسمرتی باب ۵۔ فقرہ ۱۹۔

(اہل حدیث ۱۷ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ)

شرفیہ: اس قسم کے سوالات ہی باطل ہیں۔ اس لئے کہ اگر کوئی کہے کہ اللہ تعالیٰ نے خنزیر کو

سلہ واضح ہو کہ جو بعض لوگ کہتے ہیں کہ خلق ارواح و اشیاء ر جو عالم غیب کے اندر ہوا ہے۔ اس میں آپ کے خلق کا تقدم تمام مخلوقات سے معلوم ہوتا ہے اور اس مضمون پر حدیث اول ما خلق اللہ نوری سے استدلال کرتے ہیں تو ماہران اصول حدیث و نقد پر مخفی نہیں کہ حدیث معلق بلا سند قابل استدلال و احتجاج کے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ یہ اقسام مردود سے ہے کذا فی النخبۃ و شرحہا اور اسی طرح سے حدیث مروی راویان مجہول سے لائق تسلیم نہیں۔ اس صورت میں حدیث اول ما خلق اللہ نوری کا متصل مرفوع اور صحیح ہونا حسب قواعد محدثین صاحبان تخریج کے تحریر فرماویں تو مقبول ہوگی۔ بلاریب۔ اور مشکوٰۃ میں خلاف اس حدیث مشہور بافواہ عوام کے مذکور ہے۔

عن عبادۃ بن الصامت قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول ما خلق اللہ القلم الخ (فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۲)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

خنزیر ہی کیوں بنایا۔ انسان کیوں نہ بنایا۔ بالعکس ایسے ہی ایک کو مرد، ایک کو عورت وجہ ترجیح کیا اور سرے سے بنایا ہی کیوں پھر بعض عورتوں مثلاً ماں بہن سے نکاح حرام اور بعضوں سے جائز کیا وجہ پھر ان صورتوں کا کیا کوئی جواب دے سکتا ہے لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَهُمْ يُسْئَلُوْنَ ایسے سوال باطل ہیں۔

سوال: وسیلے کے لفظی معنی اور اس کا اطلاق کس کس پر ہوتا ہے۔ وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ کا کیا حکم ہے۔ لہذا اذان کے دعا آتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ۔ عبدالرحمٰن جامی کا شعر ہے

اگر نام محمد را نیاوردے شفیع آدم — نہ آدم یافتے توبہ نہ نوح از غرق نجینا

اس مضمون کو اخبار میں جگہ دی جاوے۔

جواب: وسیلہ کے معنی لغت عرب قاموس وغیرہ میں لکھے ہیں۔ قرب اور تقرب یعنی خدا کے نزدیک مرتبہ قرب چنانچہ شاہ ولی اللہ صاحب اس آیت کا ترجمہ لکھتے ہیں۔ اے مسلمانان بترسید از خدا وبطلبید قرب بسوئے او یعنی حکم ہوتا ہے۔ مسلمانو! نیک اعمال کے ذریعہ خدا کا قرب تلاش کرو۔ اذان کے بعد دعا میں جو وسیلہ کا لفظ آتا ہے اس کے معنی بھی یہی ہیں کہ اے خدا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قرب میں ترقی دے۔ مولانا جامی مرحوم کا شعر شاعرانہ مجتت اور بعض غیر صحیح اقوال پر مبنی ہے جس میں ذکر ہے کہ حضرت آدم نے توبہ کرتے وقت کہا تھا کہ اے خدا بطفیل حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے میرا گناہ معاف فرما۔ لیکن یہ کسی صحیح سند کے ساتھ آنحضرتؐ سے روایت نہیں آئی۔ (۲۰ / مارچ ۱۹۵۲ء)

ثمرقیہ۔ جو شعر سوال میں لکھا ہے وہ باطل قول موضوع روایت پر مبنی ہے۔ اس کا اعتبار نہیں کرنا چاہیئے قال اللہ تعالیٰ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ۔ الآیۃ (پ ۱۵ ع ۳)

سوال: حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں ایک وقت قحط آیا تو اس وقت حضرت عباسؓ وفات پاچکے تھے۔ حضرت عمرؓ نے چند لوگوں کو جمع کر کے عباسؓ کے روضہ پر جا کر توسل چاہ کر دعا مانگی فوراً بارش ہوئی۔

جواب: زندوں کا وسیلہ تو اس طرح جائز ہے کہ ان کو کہا جائے آپ ہمارے لیے دعا کریں۔ مردوں کا اس طرح جائز نہیں۔ کیونکہ وہ سنتے نہیں۔ حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ کو زندگی میں کہا تھا کہ آپ ہمارے ساتھ چلئے۔ بارش کے لیے آپ کے ساتھ دعا مانگیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں حضورؐ کے ساتھ مانگا کرتے تھے۔ اب آپ کے ساتھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مانگتے ہیں۔ یعنی حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے دعا کی اور باقی لوگوں نے آمین کہی (۲۱ شوال ۱۳۴۲ھ)

سوال: یا علی مدد جو لوگ کہتے ہیں اس میں شرک لازم آتا ہے یا نہیں۔

جواب: نماز کی ہر رکعت میں اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ پڑھتے ہیں۔ یا علی مدد کے برخلاف ہے۔ لہٰذا شرک ہے (۱۱ ذی الحجہ ۱۳۴۳ھ)

سوال: امت محمدیہ میں سب قوم جو اس دنیا میں ہیں داخل ہیں یا نہیں۔ مسلمان ہو یا ہندو سب ملاکر تہتر فرقے ہوں گے یا مسلمانوں ہی میں تہتر فرقے ہوکر ایک ناجی باقی سب ناری ہوں گے

جواب: تہتر فرقے جو حدیث میں آتے ہیں وہ صرف مسلمانوں کے مراد ہیں۔ عام کفار کے فرقے مراد نہیں۔ کفار امتِ دعوت میں ہیں امت اجابت میں نہیں (۲۸ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ)

سوال: آیات دعائے احادیث مرویہ کو شفا کے لئے لکھ کر تعویذ بنا کر عورت یا بچے کے گلے یا بازو میں لٹکانا حالتِ طہارت میں جائز ہے یا نہیں اور بے نماز اور اہل ہنود لٹکا سکتے ہیں یا نہیں۔

جواب: مسئلہ تعویذ میں اختلاف ہے۔ راجح یہ ہے کہ آیات یا کلمات صحیحہ دعائیہ جو ثابت ہوں ان کا تعویذ بنانا جائز ہے۔ ہندو ہو یا مسلمان۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک کافر بیمار پر سورہ فاتحہ پڑھ کر دم کیا تھا۔ (۱۲ جمادی الاول ۱۳۴۵ھ)

شرفیہ:۔ عبداللہ بن عمرو بن عاص صحابی اعوذ بکلمات اللہ التامات من غضبه وعقابه وشر عباده الخ ساری دعا ماثور لکھ کر اپنے بچوں کے گلے میں لٹکا دیا کرتے تھے۔ مشکوٰۃ ص۲۱۷ ج۱۔ بحوالہ سنن ابی داؤد و ترمذی اس وقت کتاب پاس نہیں ورنہ محدث ابن قیم کی کتاب زاد المعاد سے بھی کچھ نقل کرتا اس میں بھی کچھ لکھا ہے[1]

سوال: قال اللہ تعالیٰ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی الخ۔ وَمَا هُوَ عَلَی الْغَیْبِ بِضَنِیْنٍ۔ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ۔ الآیۃ

احادیث نبویہ "سُئِلْتُ عِلْمَ الْاَوَّلِیْنَ وَالْاٰخِرِیْنَ عُلِّمْتُ مَا كَانَ وَمَا یَكُوْنُ۔

زید آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ مذکورۃ الصدر وغیر ذلک کے رو سے حضرت نبینا علیہم

---

[1] مزید تفصیل ص۶۱۲ پر ملاحظہ کیجئے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الصلوٰۃ والسلام کی نسبت عالم الغیب ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے اور دعویٰ سے کہتا ہے کہ آیات و حدیث مرقومہ سے ثابت ہو چکا۔ کہ حضرت کو علم غیب حاصل ہے اور حضرت جمیع مغیبات کے عالم ہیں اور جو آیات و احادیث نفی علم غیب کے متعلق وارد ہیں اس کا یہ جواب دیتا ہے کہ یہ آیات و احادیث اس زمانہ کی ہیں جس وقت آپ کو ان امور کے متعلق علم غیب نہیں عطا ہوا تھا۔ بہ تدریج آپ کو مغیبات کا علم عطا ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ حضورؐ کی زندگی کے آخری دور میں امور خمسہ یعنی بارش کب ہو گی، اور کل کیا ہو گا۔ حاملہ عورت کے بطن میں کیا ہے۔ وغیر ذالک۔ سب کا علم آپ کو عطا کیا گیا۔ آپ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ سے ہر چیز کو جانتے ہیں۔ صرف فرق یہ ہے کہ علم باری تعالیٰ حقیقی و ذاتی ہے۔ و علم نبویؐ اضافی و عطائی۔ مگر مغیبات کا علم خدا اور رسول خدا دونوں کو حاصل ہے۔

آپ براہ کرم بحوالہ قرآن و حدیث و دیگر کتب معتبرہ فقہ اس مسئلے کا مدلل و مفصل جواب تحریر فرمائیے۔ اور اپنے پرچہ اہل حدیث میں شائع فرمائیے اور یہ بھی تحریر فرمائیے کہ محدثین و مفسرین و فقہائے علم غیب کی کیا تعریف کی ہے۔ اور تعریف کی رو سے حضرت نبی علیہ السلام کے علم پر غیب کا اطلاق ہو سکتا ہے یا نہیں۔ مدلل فرمائیے۔

جواب: علم غیب کی تعریف ہے۔ کل اشیاء موجودہ کو جاننا۔ وہ اشیاء گذشتہ زمانے میں موجود ہو چکی ہوں۔ یا اب ہوں، یا آئندہ کبھی ہونے والی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں علم غیب کا اعتقاد رکھنا۔ اسلام کے مذاہب معتبرہ میں سے کوئی ایک مذہب بھی نہیں۔

فقہائے حنفیہ مثل محدثین اس عقیدے کو کفر لکھتے ہیں۔ ملاحظہ ہو شرح فقہ اکبر وغیرہ قرآن مجید میں اس کی صاف نفی ہے۔ قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِىْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ۔ یعنی اے پیغمبر علیہ السلام تم ان کو کہہ دو کہ میرے پاس خدا کے خزانے نہیں نہ میں غیب جانتا ہوں۔ آیت اولیٰ کو بڑی شدومد سے بیان کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ اس کو بیان کرنے والے اور قواعد اور اصول اور معقول سے بالکل بے خبر ہیں۔ اصول حنفیہ تو یہ ہے۔ کہ مستثنیٰ الحکم نہیں ہوتا۔ پھر مستثنیٰ سے کے ساتھ استدلال کیوں کر ہو! اور اگر مان بھی لیں کہ مستثنیٰ میں حکم ہے تو حسب قواعد معقول مستثنیٰ منہ کی نقیض ہو گا۔ اور نقیض موجبہ کلیہ کی سالبہ جزئیہ اور سالبہ کلیہ کی موجبہ جزئیہ ہو گی۔ دائمہ کی مطلقہ عامہ! یہ نہیں تو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ سالبہ کلیہ کی موجبہ کلیہ ہو ، اور دائمہ سالبہ دائمہ سالبہ ہو۔ پس حسب قواعد منطقیہ مستثنیٰ ۔ الا من ارتضیٰ الخ کے معنی وہ ہوں گے جو مستثنیٰ منہ کی بمنزلہ نقیض ہو گی۔ چونکہ مستثنیٰ منہ بلحاظ موضوع اور بلحاظ اوقات دونوں طرح سالبہ کلیہ ہے۔ اس لئے مستثنیٰ دونوں حیثیتوں سے موجبہ جزئیہ ہوگا۔ یعنی یہ معنی ہوں گے۔ کہ اللہ تعالیٰ بعض نبیوں کو بعض اوقات اپنے علم کی بعض باتوں پر اطلاع دیتا ہے اس سے نہ کسی کو انکار ہے۔ نہ یہ علم غیب ہے۔ دوسری آیت کے معنی بھی صاف ہیں۔ کہ نبی کو جو علم غیب بطریق مذکور جتنا ملتا ہے۔ وہ اس پر بخل نہیں کرتا۔ بلکہ سب کھول کر سنا دیتا ہے جس سے کسی کو انکار نہیں۔

تیسری آیت کی تفسیر کرنے سے پہلے یہ بتانا مناسب ہے کہ اس قسم کی آیت ہم عام مسلمانوں کے حق میں بھی ہے یعلمکم مالم تکونوا تعلمون۔ یعنی تم کو نبی وہ باتیں سکھاتا ہے۔ جو تم نہیں جانتے تھے) مطلب یہ ہے۔ کہ دین کی باتیں جو تم نہیں جانتے تھے وہ تم کو سکھائیں۔ اسی طرح آنحضرتؐ کو خطاب ہے کہ اے نبیؐ جو کچھ تو نہیں جانتا تھا۔ وہ تجھ کو سکھا دیا۔ اس سے نہ مسلمانوں کا علم غیب ثابت ہوا نہ آنحضرتؐ کا۔ اسی طرح علم الاولین" میں علم مصدر کی اضافت فاعل کی طرف ہے یعنی جتنا کچھ پہلے اور پچھلے لوگوں کو خدا کی معرفت حاصل تھی۔ اور ہو گی وہ سب محمد (پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) کو حاصل ہے۔

صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰہِ۔ اس کا غیب سے کیا تعلق" مختصر یہ ہے۔ کہ ؎

علم غیبی کس نمی داند بجز پروردگار ہر کہ گوید من بدانم تو ازو باور مدار
مصطفیٰ ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتی جبرئیل جبرئیل ہرگز نہ گفتے تا نہ گفتے کردگار

(۸ ربیع الاول ۱۳۴۲ھ) ع ھ

علم غیب ایک ایسا مسئلہ ہے۔ جس پر قرآن مجید اور احادیث صحیحہ اور کتب فقہ وغیرہ متفقہ طور پر گواہی دے رہی ہے کہ غیب سوائے اللہ وحدہ لاشریک کے کسی کو معلوم نہیں۔ اگر کوئی شخص کسی ولی یا نبی کی نسبت یہ اعتقاد رکھے تو وہ مشرک اور کافر ہو جاتا ہے۔ چنانچہ پیر عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

من یعتقد ان محمدا صلی اللہ علیہ وسلم یعلم الغیب فھو کافر لان علم الغیب صفۃ من صفات اللہ سبحانہ (مراۃ الحقیقۃ صفحہ

www.KitaboSunnat.com

جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم غیب جانتے ہیں وہ کافر ہے۔ اس لئے کہ غیب کا جاننا اللہ تعالیٰ کی صفتوں میں سے ایک صفت ہے۔

(از مولانا نور حسین صاحب گھرجاکھی اہلحدیث سوہدرہ ۱۶/۲۴ اکتوبر ۱۹۱۵ء)

الجواب از حضرت العلامہ مولانا ابوالقاسم صاحب بنارسی رحمۃ اللہ علیہ

ایسی بہت ساری حدیثیں ہیں جن سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم عالم الغیب نہ تھے (۱) عن ام العلاء قالت قال النبی صلعم واللہ لا ادری وانا رسول اللہ ما یفعل بی ولا بکم رواہ البخاری (مشکوٰۃ باب البکاء والخوف ص۴۴۸) (۲) صحیح مسلم ج ۱ ص۱۴۶ میں ہے کہ ایک یہودی نے چند باتیں آنحضرت صلعم سے دریافت کیں تو آپ نے جواب دے کر صحابہ سے ارشاد فرمایا۔ لقد سالنی ھذا عن الذی سالنی عنه وما لی علم بشیئ منه حتی اتانی اللہ به۔ معلوم ہوا کہ اللہ کے بتلانے سے آپ کو علم ہوا (۳) ابوداؤد میں ہے کہ آنحضرت نے ایک بار جوتا پہن کر نماز پڑھائی اس میں گندگی تھی آپ کو اس کا علم نہ تھا۔ جب نماز میں جبرئیل نے بتایا تو آپ نے اسے اتارا۔ قال ان جبرئیل اتانی فاخبرنی ان فیھا قذرا الخ (ابوداؤد مطبوعہ مصر ص۱۰۳ ج ۱) (۴) ابن ماجہ میں ہے مسعود کی بیٹی عفراء نے کہا کہ آنحضرت صلعم میرے یہاں میری شادی کی صبح کو تشریف لائے لڑکیاں گا رہی تھیں انہوں نے اپنے شعروں میں کہہ دیا۔ وفینا نبی یعلم ما فی غد تو آپ نے ارشاد فرمایا۔ اما ھذا فلا تقولوہ ما یعلم ما فی غد الا اللہ۔ (۱۳۸) آنحضرت صلعم نے اپنے علم غیب کی خود نفی کر دی۔ (۵) عن جابر سمعت النبی صلعم یقول قبل ان یموت بشھر تسئلونی عن الساعة وانما علمها عند اللہ الخ رواہ مسلم (مشکوٰۃ ص۴۷۲ باب قرب الساعة) قیامت کا علم آپ کو تا وفات نہ ہوا۔ (۶) قیامت میں آپ سے کہا جائے گا۔ انك لا تدری ما احدثوا بعدك (بخاری ص۹۶۵ ج ۲)۔ (۷) حضرت عائشہ رض کا ہار سفر میں گم ہو گیا۔ آنحضرت کو پتہ نہ تھا کہ کہاں گرا ہے (بخاری تیمم) (۸) حضرت عائشہ رض کو تہمت لگی۔ ۳۷ دن تک وحی بند رہی۔ آنحضرت کو پتہ نہ تھا کہ واقعہ کیا ہے؟ آپ حضرت عائشہ رض سے فرماتے ہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کنت الممت بذنب فاستغفري الله وتوبي اليه (بخاری ص۶۹۵ جلد ۲)
(۹) صحیح مسلم میں ہے کہ آپ نے انصار کو تابیر نخل سے منع فرمایا۔ اس سے پھل کم پیدا ہوا۔ اور اس بات کا آپ کو علم نہ تھا۔ آپ نے خود فرمایا انتم اعلم بامور دنیاکم (ص۲۶۴ ج۲)
(۱۰) آپ نے فرمایا میرے پاس جھگڑنے والے آتے ہیں۔ ان کو سچا سمجھ کر ان کے حق میں فیصلہ دے دیتا ہوں۔ (بخاری ص۱۰۶۵ جلد ۲) معلوم ہوا کہ اصل حقیقت کا آپ کو علم نہ ہوتا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب (ارسال کردہ حضرت مولانا جھنڈے نگری)

سوال: قرآن مجید ارشاد ہے۔ اِنَّمَا الْمُشْرِكُوْنَ نَجَسٌ۔ یعنی مشرکین ناپاک ہیں مشرکین بعض ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جو مشہور اہل کتاب کے علاوہ ہیں۔ کیونکہ اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح جائز اور ان کا کھانا بھی جائز ہے۔ لیکن قرآن شریف میں یہ بھی ارشاد ہے کہ کوئی قوم ایسی نہیں جس میں نبی اور کتاب ان ہی کی زبان میں نہ بھیجی گئی ہو! اب دل میں یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ جس حالت میں تمام دنیا اہل کتاب ہے۔ تو اجتناب کس سے۔ اور مشرکین سے مراد اگر ہر شخص ہو سکتا ہے جو شرک کرے۔ تو اس میں مسلمان بھی شامل ہوتے ہیں۔ اکثر علماء کا یہ بھی فتویٰ ہے کہ آدمی جب تک لا الٰہ الا اللہ کہے چاہے عمل کچھ بھی ہو! تو وہ مسلمان ہی ہے۔ اب جناب مفصل اس کا جواب دیں کہ تطبیق اس میں کیوں کر کی جاوے۔ اور ان کا کھانا کس صورت میں جائز ہے۔ ایک حدیث شریف میں یہ بھی ذکر ہے کہ اہل کتاب کے برتنوں میں نہ کھاؤ۔ لا تاکلوا فی صحافھا الخ

جواب: قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ پر شرک ثابت کرنے پر بھی مشرکین سے مراد بت پرست قومیں ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ مَا يَوَدُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَلَا الْمُشْرِكِيْنَ اَنْ يُّنَزَّلَ عَلَيْكُمْ مِّنْ خَيْرٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۞ یعنی اہل کتاب اور مشرک لوگ تمہارے حق میں بھلائی نہیں چاہتے وغیرہ۔ نیز فرمایا۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ۔ ہندوستان کے ہندو بھی چونکہ کھلے بت پرست ہیں اور ان کی کتاب کی تصدیق قرآن مجید میں مخصوص طور پر نہیں آئی۔ اس لیے ان کو بت پرستی کی وجہ سے مشرکین ہی میں داخل سمجھنا چاہیے۔ دوسری قسم کے مشرک وہ ہیں۔ جو کسی قسم کا کوئی کام از قسم شرک کریں۔ وہ اللہ کے نزدیک یقیناً مشرک ہیں۔ چاہے کلمہ توحید پڑھتے ہوں! ارشاد خداوندی عام ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ۔ (ترجمہ خدا مشرک کو کبھی نہ بخشے گا۔ اس کے سوا جس کو چاہے گا بخش دے گا)

اس قسم کے مشرکوں کے لئے دو مختلف احکام ہیں۔ دنیاوی اور آخروی۔ دنیاوی حکم تو یہ ہے کہ بوجہ کلمۂ اسلام، اسلام میں سمجھے جائیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ ان سے نکاح میراث وغیرہ جاری رہے۔ تاوقتیکہ کوئی عقیدہ کا مرۂ اسلام کے صریح متضاد نہ رکھیں۔ اخروی حکم ان کا بھی وہی ہے جو دوسرے مشرکوں کا ہے۔ اہل کتاب کے برتنوں کو دھو لینے کا حکم ہے۔ کیونکہ وہ خنزیر شراب وغیرہ کھاتے پیتے ہیں۔ اس لئے ان کے برتنوں کو دھو کر ان میں کھانا چاہیئے (۲۱ جمادی الثانی)

سوال: سورہ ق میں ہے۔ وَقَالَ قَرِيْنُهٗ هٰذَا مَا لَدَيَّ۔ یعنی یہ میرے پاس موجود تھا۔ اس سے مراد ہمزاد ہے۔ یعنی یہ جو مشہور ہے کہ انسان کے بچہ پیدا ہوتا ہے اس کے ساتھ ایک ہمزاد پیدا ہوتا ہے۔ اور بڑا ہو کر یا جب کبھی مرتا ہے تو وہ ہمزاد بھی مرجاتا ہے۔ واقعی ہمزاد کا حدیث میں ثبوت ہے یا نہیں۔ اور اگر یہاں ہمزاد مراد نہیں ہے تو قیامت میں یہ لفظ کون کہے گا۔

جواب: ہمزاد سے مراد اگر شیطانی نسل ہے تو قِرِيْنُهٗ سے ہمزاد مراد لینا چاہیئے کیونکہ قرآن شریف میں شیطان کی جماعت اور ذریت کا ثبوت ملتا ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ۔[1] اَفَتَتَّخِذُوْنَهٗ وَذُرِّيَّتَهٗ اَوْلِيَاءَ۔ یعنی۔ پس وہی ذریتہ شیطانی ہمزادِ انسانی ہے۔

۲۱ جمادی الثانی ۱۳۴۹ھ

سوال: محدثین کے اصول میں سنت و مستحب کی تعریف کیا ہے۔

جواب: محدثین[2] کے دو گروہ ہیں۔ ایک گروہ تو ان اصطلاحی ناموں کا قائل ہی نہیں اس کا اصول ہے کہ جو کام جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے۔ اسی طرح کر دیا جائے۔

---

[1] وہ شیطان اور اس کا خاندان تم (انسانوں کو) ایسی جگہوں سے دیکھ لیتا ہے جہاں سے تم نہیں دیکھ سکتے پس کیا تم ان کو اور اس کی اولاد کو مجھے چھوڑ کر دوست بناتے ہو! حالانکہ وہ تمہارے کھلے دشمن ہیں۔ اکم

[2] حافظ سیوطی تدریب الراوی میں محدث کی تعریف ان لفظوں میں کرتے ہیں۔ انما المحدث من عرف الاسانید والعلل واسماء الرجال والعالی والنازل وحفظ مع ذلک جملۃ مستکثرۃ من المتون الخ یعنی محدث وہ ہے جو اسانید اور علل کو بھی جانے اور اسمائے رجال کو اعلیٰ و ادنیٰ کو اور متون حدیث کا ایک بہت کافی حصہ اس کو نوک زبان پر یاد ہو فقط (راز)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کے اس خیال کی سند حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کا قول ہے جب ان سے پوچھا گیا۔ وتر واجب ہیں۔ انہوں نے کہا۔ اَوْتَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ وَاَوْتَرَ الْمُسْلِمُوْنَ ۔ انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر پڑھے اور مسلمانوں نے بھی پڑھے ہیں۔ سائل نے تین دفعہ سوال دہرایا۔ جواب یہی ملا۔ اس لیے متقدمین محدثین کی یہی روش ہے کہ فعل کا اثبات کر دیتے ہیں اور اس کا نام نہیں رکھتے۔ متاخرین محدثین میں سے بعض بعض کی تحریروں میں ان اسماء کا ثبوت ملتا ہے۔ لیکن معنی ان کے نزدیک بھی وہی ہیں جو فقہاء کے نزدیک ہیں۔ چنانچہ مولانا شہید دہلوی تنویر العینین میں رفع یدین کو مستحب کہہ کر اس کی تعریف کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ یُثَابُ فَاعِلُہٗ وَلَا یُلَامُ تَارِکُہٗ۔ سنت اس سے ذرا موکد ہے البتہ واجب اور فرض میں محدثین فرق نہیں کرتے۔ بلکہ شافعیہ بھی نہیں کرتے۔ ۱۸ شعبان [illegible]

شرفیہ:۔ جواب سوال سنت و مستحب کی تعریف جو حضرت شہید نے رفع یدین فی الصلوٰۃ مستحب بتا کر یثاب فاعلہ ولا یلام تارکہ لکھا ہے۔ باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رفع یدین وغیرہ افعال کر کے صحابہ کو فرمایا تھا صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ۔ صحیح بخاری ص ۸۸ ج ۱۔ اور ابو حمید ساعدی وغیرہ کی حدیث جامع ترمذی وغیرہ سے آپ کا اس پر دوام بھی ثابت ہے۔ تو پھر سنن الہدیٰ اور مستحب میں کیا فرق ہے اور ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی الآیۃ۔ پ ۳ ع ۱۲۔ اور فمن رغب عن سنتی فلیس منی متفق علیہ مشکوٰۃ ص ۲۷ جلد ۱ کا کیا جواب ہو گا تو ایسے تو صدہا سنتوں کو مستحب بنا کر ترک کر دیں گے کیں کیں آپ کے فعل کو مستثنیٰ کیا جائے گا۔ سچ ہے ؎

گاہ باشد کہ حکیم روشن رائے بر نیاید درست تدبیرے

سوال: مستحب پر دوام کرنے سے مستحب رہے گا یا نہیں۔ مثلاً صحیح مسلم و جامع ترمذی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عمامہ باندھنا اور جبہ رومی صوف یا طیلسان وغیرہ منقول ہے۔ تو یہ ایک مرتبہ یا دو تین مرتبہ استعمال کرنے سے مستحب ہے۔ اب جو علماء عمامہ یا جبہ وغیرہ پر دوام کرتے ہیں۔ یہ دوام عند المحدثین کیسا ہے۔

۱؎ ۔ اس کے کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ مگر کوئی نہ کرے تو اس کو ملامت نہیں کی جا سکتی۔ انتہیٰ (بشرطیکہ اس سے کراہیت نہ کرے اور اس کو سنت سمجھے اور کرنیوالوں کی تحسین کرے (محمد داؤد راز)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: مستحب امر کی تعریف میں جو عدم دوام داخل ہے۔ یہ دوام بہ نسبت آنحضرت ﷺ کے ہے۔ امت کی نسبت سے نہیں کیونکہ فعل کی تقسیم آنحضرت ﷺ کے فعل سے ہوتی ہے۔ امت اگر مستحب کے اوپر ہمیشگی کرے۔ تو وہ مستحب ہی رہے گا اور فاعل کو ثواب ملے گا۔

۱۸ شعبان ۱۳۴۶ھ

شرفیہ: جواب۔ سوال مستحب پر عمل کرنے سے مستحب ہی رہے گا یا نہیں؟

میں کہتا ہوں گذشتہ نمبر میں۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ۔ الآیۃ پ۳ ع ۱۲۔ سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول و فعل ہمارے لیے دستور العمل ہے۔ تاوقتیکہ اور دلیل سے اس کا نسخ یا تخصیص وغیرہ ثابت نہ ہو اسی پر عمل چاہیے۔ کوئی ضرورت نہیں کہ تلاش کریں کہ یہ عمل کیسا ہے۔ واجب ہے یا مستحب وغیرہ۔

سوال: قرآن کی تفسیر احادیث میں تمام آیات کی ہے یا نہیں؟ اگر ہے۔ تو کونسی مفسر نے تفسیر القرآن بالحدیث لکھی ہے یا نہیں۔ اگر نہیں تو جن بعض آیات کی تفسیر ترمذی کے ابواب تفسیر القرآن اور بخاری کی تفسیر القرآن میں نہ ملے تو ان کی تفسیر کس طرح کی جاوے۔ اگر تفسیر بالرائے کی جاوے۔ تو وہ ابوداؤد کی حدیث کی رو سے کفر ہے۔ اور نہیں تو پھر کیا جاوے۔

جواب: تفسیر القرآن احادیث میں بہت کم ہے۔ صحیح تفسیر کا اصول حسب قاعدہ تفسیر یہ ہے کہ بقاعدہ عربیہ تشریح کی جاوے۔ شریعت کے خلاف تفسیر کرنے کا نام تفسیر بالرائے ہے۔ مطابق قواعد عربیہ تفسیر بالرائے نہیں۔

۱۸ شعبان ۱۳۴۶ھ

شرفیہ: جواب سوال تمام قرآن مجید کی تفسیر احادیث میں ہے یا نہ۔ اس کا جواب مولانا نے مختصر دیا ہے۔ مناسب ہے کہ کچھ تفصیل بھی ہو جائے۔ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ۔ پ۱۴ ع ۱۲۔ وَاِلَيْنَا وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِی اخْتَلَفُوْا فِيْهِ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ۔ پ۱۴ ع ۱۳۔

پس اصل مفسر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ جو آپ نے صحابہ کرام کو تفسیر قولاً۔ فعلاً۔ تقریراً کرکے بتادی پھر ان صحابہؓ نے آپ سے سنی یا بسبب اپنی لغت یا اس وقت کے محاورہ سے جب قرآن نازل ہو رہا تھا اس کے معانی سمجھے اور بیان کیے۔ خصوصاً قرآن مجید کے سباق و سیاق اور دوسری آیت سے اس لیے کہ بعض آیات میں اختصار یا اجمال ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور دوسری جگہ تفصیل و تفسیر ہے اور جو بعض آثار میں اختلاف تفسیر ہے تو بعض مقام میں ایسا ہوتا ہے کہ چونکہ قرآن مجید جامع الکلم ہے۔ ایک ایک جملے یا آیت کے دو دو تین۔ بلکہ زائد معانی صحیح ہو سکتے ہیں کہ جن میں اختلاف و تناقض نہیں ہوتا اگر کہیں معلوم ہوتا ہو تو یا ناظر کے فہم کی غلطی ہے یا مستنبط کی بھی ممکن ہے اور ترجیح کثرت خصوصاً جمہور صحابہ کو ہو گی اور تمام قرآن کی تفسیر احادیث مرفوعہ سے تو ملتی نہیں یعنی مصرح نہیں ہاں بقیہ وجوہ دلالت سے اکثر ملتی ہے۔ ایسے ہی قرآن کی تفسیر سے بھی علاوہ تصریح کے بقیہ وجوہ دلالت سے بھی ملتی ہے۔ اور قرآن مجید چونکہ عربی زبان میں ہے۔ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ. عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنذِرِينَ. بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِينٍ ۰ پ ۱۹ ع ۱۵۔ لہٰذا اتباعاً لمحاورہ عرب و لغت عرب خصوصاً لغت زبان نزول وحی واستدلال بہ سیاق و سباق و تدبر کتاب اللہ ایسے ہی باستدلال باحادیث مرفوعہ صحیحہ بوجوہ دلالات جیسے صحابہ کرامؓ نے تفسیر کی ہے۔ باوجودیکہ انہیں کو سنایا تھا۔ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال فی القرآن برأیہ فلیتبوأ مقعدہ من النار وفی روایۃ من قال فی القرآن بغیر علم فلیتبوأ مقعدہ من النار رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص۳۵ ج ۱۔ وصححہ فی الجامع الصغیر السیوطی وایضاً قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قال فی القرآن برأیہ فاصاب فقد اخطأ رواہ الترمذی والبوداؤد مشکوٰۃ ص۳۵ ج ۱۔ ورمز فی الجامع الصغیر للسنن الثلاثۃ وحسنہ۔ پس ثابت ہوا کہ باصول و وجوہ مذکورہ بالا تفسیر بالرائے نہیں جائز ہے۔ بشرطیکہ کتاب و سنت کو اساتذہ کاملین و ماہرین کتاب و سنت سے باقاعدہ پڑھ کر کامل مہارت حاصل کی ہو۔ پھر کسے باشد اور صحت کا معیار عدم ذکر متقدمین کا نہیں۔ ورنہ صحابہؓ کی تفسیر کا اعتبار بھی نہ ہو گا۔ واذ لیس فلیس ہاں جب اور ادلہ صحیحہ کتاب و سنت یا جمہور صحابہؓ کے صریح خلاف ہو تو پھر غلط ثابت ہو گی اور اسرائیلی روایات کی نقل صحابہؓ سے حجت نہ ہو گی لقولہ علیہ السلام لا تصدقوا اہل الکتاب ولا تکذبوہم وقولوا آمنا باللہ وما انزل علینا۔ الآیۃ رواہ البخاری۔ مشکوٰۃ ص۲۸ ج ۱

ابو سعید شرف الدین دہلوی

سوال: ابوداؤد کی حدیث۔ الخلافۃ بعدی ثلثون سنۃ (الحدیث) سے ثابت ہے۔

سلہ میرے بعد خلافت (راشدہ علی منہاج النبوۃ) صرف تیس سال رہے گی۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پتہ چلتا ہے کہ لفظ خلافت کا اطلاق آجکل غلط ہے اور کذب ہے۔ بجائے لفظ خلافت کے سلطنت اسلامی کا لفظ بہتر ہے یا نہیں۔

جواب۔ خلافت کے معنے ہیں۔ نیابت نبوت۔ یعنی جو بادشاہ قوانین شرعیہ کو نافذ کرے۔ انہی کو اصل ماخذ سمجھے۔ تو وہ خلیفہ ہے۔ خواہ وہ کسی زمانہ میں اور کسی ملک میں ہو۔ اور جو ایسا نہیں بلکہ اپنے قوانین الگ بناتا ہے۔ وہ بادشاہ ہے۔ خواہ کسی ملک کا ہو! تیس سال تک جو خلافت تھی وہ علی منہاج النبوۃ (کمال درجہ کی) تھی۔ اس سے بعد بھی ہوسکتی ہے۔ ہاں آجکل جو خلافت ہے۔ یہ اصطلاح جدید ہے اس کی سند پہلے نہیں پائی جاتی اصلی معنے کے لحاظ سے سلطنت اسلامی کہنا موزوں ہے ۱۸ شعبان ۱۳۴۳ھ

سوال ؛ جس چیز کی پوجا کی گئی ہو! یا ہوتی ہو! اس کو اپنا قومی نشان بنا کر ٹوپیوں یا وردیوں پر لگانا جائز ہے مثل ہلال۔ یعنی چاند ستارے کے نشان۔ کیا اس قسم کا یا کسی اور قسم کا نشان رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام یا تابعین یا محدثین کے زمانوں میں جھنڈے یا وردیوں پر لگایا جاتا تھا۔ جواب قرآن و حدیث سے واضح بیان کریں۔

جواب : ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ جاندار کو چھوڑ کر بے جان چیزوں کی تصویریں اتارنا جائز ہے۔ اس بنا پر درختوں کے نمونے مکانات بلکہ مساجد بھی بنائے جاتے ہیں اور کسی مسلمان کو انکار نہیں ہوتا حالانکہ مشرک لوگ درختوں کی بھی عبادت کرتے ہیں۔ اسی طرح ہلال و ستارہ ہے۔ رہا یہ سوال کہ ایسا نشان کرنا کس آیت یا حدیث سے ثابت ہے۔ جواب یہ کہ نہیں ہے۔ ہاں یہ ثابت ہے کہ انتم اعلم بامور دنیاکم (تم دنیا کے کام خوب جانتے ہو) بس یہ نشان اگر کوئی شخص سنت یا دینی حیثیت سے جانے تو بدعت ہے اور اگر دنیاوی رسم کی حیثیت سے اسلامی نشان کے لئے ہو تو جائز ہے۔ اس کی مثال دہلی میں شیروانی و اچکنوں کا پردہ ہے کہ مسلمان بائیں طرف رکھتے ہیں۔ یہی ان کی پہچان ہے۔ حالانکہ یہ کسی حدیث میں نہیں آیا۔ ۱۷ رمضان ۱۳۴۱ھ

سوال ؛۔ کتابیہ میں مجوسیہ شامل ہیں یا نہیں۔ آجکل بہت سے عیسائی سائنس وغیرہ کے اثرات سے سوائے نام کے درحقیقت عیسائی نہیں بلکہ تمام مذہبی کتابوں کو اچھا انسان بنیوں رشیوں اور منیوں کو مجدد یا ریفارمر خیال کرتے ہیں۔ لہذا اس قسم کے خیالات کی عیسائی عورت سے نکاح جائز ہوگا یا نہیں۔ دوم انہی خیالات کی اگر ایک مجوسی عورت ہے۔ (پارسی) اس سے شادی جائز ہوگی یا نہیں۔ ورنہ حالانکہ خالق ارض و سماء کو ایک مانتی ہو اور آگ کی پرستش بغیر مہذب فضول

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سمجھ کر اس کے خاندان میں سے ہٹائی گئی ہو!

جواب: مجوسی کو کتابی کہنے کا ثبوت قوی نہیں ہے۔ عیسائی جو ہے۔ مذہب کے احکام سے کتنے ہی بے خبر ہوں۔ مگر اُن کا دعویٰ ہوتا ہے کہ ہم عیسائی ہیں۔ اس لئے دنیاوی احکام سے ان کو اس قوم میں شمار کیا جاتا ہے۔ ورنہ یوں تو مسلمان بھی بہت سے بے خبر ہیں۔ بس عیسائی کتابی ہیں۔

۱۷ رمضان ۱۳۴۰ھ

سوال: قیامت کے دن جو باقی ماندہ خلائق رہ جائے گی۔ وہ حضرت اسرافیل کے صور سے مر جائے گی۔ تو کیا حضرت اسرافیل اور حضرت عزرائیل اپنی روح کے آپ قابض ہوں گے۔ نیز ان دونوں میں مقدم موت کس کی ہوگی اگر ملک الموت کی ہوگی تو حضرت اسرافیل کا قابض روح کون ہوگا اگر حضرت اسرافیل کی ہوئی۔ تو حضرت عزرائیل صور کی آواز سے نہ مرے۔ پھر صور کی ہی آواز سے خدا ساری خلائق کو جلائے گا۔ تو حضرت اسرافیل کو کیسے جلائے گا اگر فرشتوں کی موت نہ ہوگی۔ تو آیت كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ کے خلاف تو نہ ہوگا۔

جواب: اصل جانکنی تو خدا کے حکم سے ہوتی ہے۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ اللّٰهُ يَتَوَفَّى الْأَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا۔ عزرائیل ایک ذریعہ ہے۔ جب ذریعہ کی باری آئے گی تو حکم الٰہی براہ راست اس کو مار دے گا۔

۱۵ شوال ۱۳۴۰ھ

سوال: جس گھر میں کتے رہتے ہوں۔ فرشتے نہیں آتے۔ تو کتے یا سور کی روح کیوں کر قبض ہوتی ہے۔

جواب: کتے والے گھر میں ہر ایک فرشتے کے داخل ہونے کا انکار نہیں بلکہ ملائکہ رحمت کا انکار ہے۔

۱۵ شوال ۱۳۴۱ھ

سوال: تصویر دار کپڑا جس پر جاندار چیز کی تصویر بنی ہو! پہن کر نماز پڑھنی یا پہننا جائز ہے اگر نہیں۔ تو جیب میں سکہ شاہی چہرہ دار لے کر نماز ہوگی۔

جواب: حتی المقدور تصویر سے پرہیز کرنا ضروری ہے۔ پیسہ روپیہ میں ہم مجبور ہیں۔ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا۔

اہلحدیث ۱۵ شوال ۱۳۴۱ھ

سوال: دیوی اور پیر فقیر کی حالت ایک نہیں۔ اس لئے بزرگان دین کی نذر و نیاز کا رواج اسلام میں شرعی طور پر معمول ہے جو کہ بزرگوں کی نذر کیا گیا ہو! وہ حلال اور طیب ہے اور دیوی کی نذر ماننے والا مشرک ہے۔ اس کا شانِ نزول اس اشیاء کی نسبت مفسرین سے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

ثابت ہے۔

جواب: یہ سوال جلدی میں کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں خود اس کا جواب موجود ہے۔ ساری آیت کو دیکھتے تو سوال نہ کرتے بس غور سے سنیں۔ حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبُعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ۔ الآیۃ (سورہ مائدہ۔ رکوع اول)۔ یعنی حرام ہے۔ تم پر مردار۔ خون خنزیر کا گوشت اور جو چیز غیر اللہ کے نام پر مقرر کی جاوے۔ گلا گھٹی ہو۔ اینٹ پتھر سے ماری ہوئی۔ اوپر سے گر کر یا سینگ کے زخم سے مری ہوئی یا جس کو درندہ کھا جاوے۔ بجز اس کے جس کو درندہ سے چھڑا کر تم ذبح کر لو۔ (وہ حلال ہے) جو کسی کھڑی چیز (قبر وغیرہ) پر ذبح کی جاوے وہ بھی حرام ہے۔ اس آیت میں صاف طور پر دو لفظ آئے ہیں۔ ایک اُهِلَّ دوسرا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ۔ ایمانداری اور انصاف یہ ہے دونوں لفظ بحال رکھے جائیں۔ اور دونوں کی تفسیر ایسی کی جائے کہ کوئی بے کار نہ رہ جائے۔ اس لئے صحیح معنے یہ ہیں کہ کوئی دیوی یا قبر وغیرہ پر چڑھاوا ہو کر وہاں ذبح کئے جائیں۔ تو وہ ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ کے تحت ہیں۔ اور جو چیزیں غیر اللہ کے نام پر مقرر کی جاتی ہیں۔ چاہے وہ ناقابل ذبح ہوں۔ جیسے مٹھائی وغیرہ یا قابل ذبح ہوں۔ لیکن اللہ کے نام پر ذبح ہوں۔ وہ سب اشیاء مَا أُهِلَّ کے تحت میں ہیں۔ اور اگر سائل کے کہنے کے موافق مَا أُهِلَّ کے معنے کئے جائیں تو علاوہ اس کے کہ لفظ مَا اور أُهِلَّ ان معنے کے مخالف ہیں۔ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ بیکار ہو جاتا ہے۔ اس لئے سب الفاظ کو بحال رکھنے کے لئے ضروری ہے کہ ان کے معنے الگ الگ کئے جائیں۔ جیسے ہم نے کئے ہیں۔

۵ محرم ۱۳۵۲ھ

سوال: کیا مجدد کیلئے دعویٰ کرنا ضروری ہے اور مجدد کی حدیث صحیح ہے یا نہیں۔ اگر صحیح ہے تو موجودہ صدی میں کون مجدد ہے۔ اور مجدد کی پہچان کیا ہے۔ کیا باقی مجددوں نے بھی مجدد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح دعویٰ کیا ہے یا نہیں۔ ہر ایک سوال کا جواب بذریعہ قرآن و حدیث عنایت فرمادیں۔

جواب: مجدد کی خدمت احیاء سنت نبوی ہے۔ ایک زمانہ میں کئی ایک ہو سکتے ہیں۔ جو کوئی سنت نبویہ کی اشاعت و احیاء کرے۔ وہ اتنے حصہ میں مجدد ہے کہ ایک شخص ایک گاؤں کا مجدد ہو تو دوسرا ایک ضلع کا ہو سکتا ہے۔ تو تیسرا ملک کا بھی ہو سکتا ہے۔ مجدد کا کام

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی پہچان ہے۔ دعویٰ نہیں ورنہ آج حالیہ مجددین میں اختلاف نہ ہوتا۔ مجدد والی حدیث بھی اعلیٰ درجہ کی صحت کو نہیں پہنچی۔ مفصل "اہل حدیث" میں کئی دفعہ لکھا گیا ہے۔

۵ محرم الحرام سنہ ۱۳۴۲ھ

شرفیہ: مجدد کی حدیث کو نواب صاحب مرحوم نے سلسلۃ العسجد صفحہ ۷ میں لکھا ہے۔ اخرجہ احمد مسند او صححہ انتہی اور تنقیح الرواۃ تخریج مشکوۃ صفحہ ۵۴ میں ہے۔ اخرجہ ایضاً الحاکم وصححہ والبیہقی فی المعرفۃ قال العراقی وغیرہ سندہ صحیح قال السیوطی فی مرقات الصعود فکل العلقمی فی شرح الجامع الصغیر اتفق الحفاظ علی تصحیحہ انتہی۔

سوال: ایک شخص مستفسر ہے کہ آپ کے پیغمبر صلعم کا دعویٰ تھا۔ اُن کے کل کام وحی کے تابع تھے۔ اس بنا پر وہ کونسی وحی تھی جس کے ماتحت آپ (مسلمانوں کے نبی صلعم) نے اپنے لئے چار سے زیادہ و چند در چند ازواج کی اجازت نکالی تھی۔ مہربانی فرما کر قرآن مجید سے اس کا مدلل اور مسکت جواب اخبار اہل حدیث میں شائع فرما کر ہم مسلمانوں کو بھی تسلی و تشفی بخشیں۔ (۹۱)

جواب: قرآن شریف کا اس بارے میں صاف ارشاد ہے۔ یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَحْلَلْنَا لَكَ اَزْوَاجَكَ الّٰتِیْۤ اٰتَیْتَ اُجُوْرَهُنَّ وَمَا مَلَكَتْ یَمِیْنُكَ مِمَّاۤ اَفَآءَ اللّٰهُ عَلَیْكَ وَبَنٰتِ عَمِّكَ وَبَنٰتِ عَمّٰتِكَ وَبَنٰتِ خَالِكَ وَبَنٰتِ خٰلٰتِكَ الّٰتِیْ هَاجَرْنَ مَعَكَ وَامْرَاَةً مُّؤْمِنَةً اِنْ وَّهَبَتْ نَفْسَهَا لِلنَّبِیِّ اِنْ اَرَادَ النَّبِیُّ اَنْ یَّسْتَنْكِحَهَا خَالِصَةً لَّكَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِیْنَ قَدْ عَلِمْنَا مَا فَرَضْنَا عَلَیْهِمْ فِیْۤ اَزْوَاجِهِمْ وَمَا مَلَكَتْ اَیْمَانُهُمْ لِكَیْلَا یَكُوْنَ عَلَیْكَ حَرَجٌ وَكَانَ اللّٰهُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا (پ - ع ۲)

مختصر ترجمہ یہ ہے۔ اے نبی تیرے لئے ہر قسم کی ان مذکورہ عورتوں سے نکاح کرنا جائز ہے یہ حکم خاص تیرے لئے ہے اور مومنوں کے لئے نہیں۔ ان کی بیویوں کے حق میں اور حکم ہے جو خدا کو معلوم ہے۔

یہ آیات سوال مرقومہ کا جواب کافی دے رہی ہے۔ کیونکہ اُن سے ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت صلعم کی بہ نسبت مومنوں کے زیادہ شادیاں کرنا اسی حکم کے ماتحت تھا۔ نہ خلاف۔

۲۷ ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۳ھ

سوال: ایک مولوی کہتا ہے کہ عربی کا مطلب کوئی اردو میں بیان کرے تو وہ مطلق کافر ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب: عربی کا مطلب اردو میں بیان کرنا جائز ہے۔ قرآن مجید کے ترجمے فارسی اردو میں کئے گئے ہیں۔ اس لئے ایسا شخص مولوی نہیں معلوم ہوتا ہے۔

(۲۵ جمادی الاول سنہ ۴۶ھ)

فقر فقیہ: اس مولوی سے پوچھنا چاہیئے کہ تو نے قرآن و حدیث کا مطلب کسی سے پڑھ کر معلوم کیا ہے یا نہ۔ اگر بالکل معلوم ہی کیا اور تو نے خود ہی سمجھ لیا ہے تو کس طرح کیا تو نبی ہے اگر کہے کہ ہاں تو وہ جھوٹا ہے۔ اگر نہیں معلوم کیا تو وہ خود ہی جاہل مطلق۔ اس کی بات کا اعتبار نہیں۔ وہ قرآن حدیث مسائل شرعیہ کسی کو بتاتا ہے یا نہ۔ اگر بتاتا ہے تو کس زبان میں کن کو سمجھاتا ہے۔ نیز کفر بتانے کی کیا دلیل ہے۔ قرآن شریف میں ہے۔ تامرون بالمعروف و تنھون عن المنکر۔ پس ایسا شخص جاہل مطلق ہے۔ ایسوں ہی کے حق میں ہے ؎

ایں کہ می بینی خلاف آدم اند
نیست آدم ایں خلاف آدم اند

سوال: آجکل دنیا میں مسلمانی مذہب چار ہیں۔ اور اہل حدیث پانچواں مذہب کہاں سے نکلا۔ ایسا یہاں کے حنفی پیش امام کہتے ہیں۔ اس واسطے آپ قرآن و حدیث کے ساتھ جواب دیں۔

جواب: مسلمانی مذہب تیرہ سو ۵۰ برسوں سے چلا آیا ہے۔ جب سے آنحضرت نے خدا کا پیغام سنایا تھا۔ مگر چار مذہب چوتھی صدی میں پیدا ہوئے ان سب سے پہلے اہل حدیث تھے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اہل حدیث مذہب پرانا ہے۔ اور یہ نئے ہیں۔ ان کو چاہیے کہ نئی بات چھوڑ کر اہل حدیث بن جائیں۔

(۲۵ جمادی الاول سنہ ۳۹ھ)

سوال: مردے سے منکر نکیر کہاں پر سوال کرتے ہیں۔ گھر میں بستر پر یا غسل کرتے وقت یا قبرستان لے جاتے وقت، راستہ میں۔ یا قبر کے اندر؟ اور جس وقت منکر نکیر

ملتان شہر کے ایک متبحر عالم علامہ [illegible] عبد الغفور [illegible] نے اسی موضوع پر ایک نفیس کتاب بزبان عربی تصنیف کی ہے کتاب کا نام تنبیہ الالباب فی وعظ الخطبۃ بغیر لغۃ العرب ہے۔ اس کتاب میں علامہ موصوف نے مسئلہ کے مالہ وما علیہ پر مفصل روشنی ڈالتے ہوئے افراط تفریط سے بچ کر وعظ و خطبہ جمعہ و عیدین وغیرہ دیگر زبانوں میں جائز بلکہ وقت کے لحاظ سے ضروری ثابت کیا ہے۔ یہ کتاب شہر رمضان ۱۳۶۳ھ میں لکھی گئی ہے۔ اور سنٹرل انڈیا پریس بھوپال میں طبع ہوئی ہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد وزیر تعلیمات ہند نے بھی اس کے جواز و اثبات پر ایک بہترین علمی مقالہ لکھا ہے۔ جو شائع شدہ ہے۔ "محمد داؤد راز"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سوال کرتے ہیں۔ مردے کو ہوش وحواس موافق زندگی کے رہتے ہیں۔ یا اس وقت کچھ فرق رہتا ہے اور سوال کرتے وقت مردہ اچھی طرح اپنی موت وزندگی کو سمجھتا ہے یا نہیں

جواب:۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ قبر میں مردہ جب داخل کیا جاتا ہے تو اس کو بٹھا کر سوال کرتے ہیں۔ اس وقت اس کو ہوش ہوتا ہے۔ ۲۳ رجادی الثانی ۱۳۳۹ھ

سوال: قرآن شریف میں ذکر ہے۔ کہ اولیاء اللہ وشہداء مردے نہیں ہیں۔ اور شاید ایک آیت بھی اس مضمون کی ہے کہ اولیاء اللہ اس دنیا سے دوسری دنیا میں منتقل ہو جاتے ہیں۔ مرتے نہیں۔ اس سے لوگوں کا خیال ہے کہ وہ مدد بھی کر سکتے ہیں اور سنتے بھی ہیں۔ اس کا جواب قرآن وحدیث سے دیں۔

جواب: مردے کے معنے ہیں جس کی روح جسم سے الگ ہو جائے۔ شہید پر یہ تعریف صادق آتی ہے۔ اس لئے اس کے مردہ ہونے میں کیا شک ہے۔ اگر اس کی روح جدا نہ ہو تو شہادت کیسی ہو، مگر چونکہ زندگی کا اصل مقصد وہ پا گئے اس لئے منع کیا گیا۔ کہ ان کو مردے نہ کہو۔ یا ست سمجھو۔ یہ نہیں کہ وہ درا صل مردے نہیں۔ اگر دراصل مردے نہیں ہیں تو قبر میں کیوں رکھے گئے۔ اور ان کی بیویوں کی ان کی عدت کیوں گذاری گئی۔ بعد عدت نکاح ثانی کیوں کئے۔ ۲۳ رجمادی الثانی ۱۳۳۹ھ

سوال: اخبار یا کوئی اور کاغذ جس پر قرآن شریف کی آیات وغیرہ لکھی ہوں۔ ان کو اگر سنبھال کر نہ رکھنا ہو تو کیسے کرنا چاہیئے۔ جلانا چاہیئے۔ یا کنوئیں میں گرانا چاہیئے۔ یا کسی اور طرح

جواب:۔ جلا دینا بہتر ہے۔ جیسے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے مختلف قراءت کے قرآن شریف جلوا دئے تھے[1]۔ اللہ اعلم ۱۴ ررجب المرجب ۱۳۳۹ھ

سوال:۔ مرشد لینا فرض ہے یا نہ اگر فرض نہیں تو اس کے لئے شرعی حکم کیا ہے۔

جواب: کسی نیک بخت صالح متبع سنت کو اپنا مرشد بنانا جس کی صحبت میں رہ کر خدا کی محبت دل میں پیدا ہو! جائز بلکہ مستحب ہے۔ صحابہ کرام ؓ میں یہ دستور تھا۔ لپنے میں

---

[1] ۔ قرآن شریف کا ادب واحترام ہر حال میں ضروری ہے۔ اس لیے یا تو ایسے اوراق بحفاظت تمام زمین میں دفن کر دیئے جاویں۔ ورنہ جلا کر ان کی راکھ کو دریا میں بہا دیا جاوے یا زمین میں دفن کر دیا جائے۔ اس بارے میں خاص احتیاط چاہیئے اکثر دیکھا جاتا ہے کہ مساجد ومکاتب میں بوسیدہ اوراقِ قرآنی کی طرف توجہ کم کی جاتی ہے۔ محمد عمر کاتب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے صلح تر کی صحبت میں بیٹھتے تھے۔ (۱۴ رجب ۱۳۳۹ھ)

سوال: مرشد کس قسم کے آدمی کو لینا چاہیئے۔ اگر مرشد علانیہ شرعی پیروی نہیں کرتے۔ لیکن ہمہ شرعی احکام کے قائل ہیں۔ ایسے مرشد کے لیے شرعی حکم کیا ہے۔

جواب:۔ متبع سنت کو بنائے۔ خلاف شرع سے علیحدگی کرنی چاہیئے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے ﴿لَا تَجِدُ قَوْمًا يُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ يُوَادُّونَ مَنْ حَادَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ﴾ مسلمانوں کو چاہیئے کہ جو لوگ اللہ اور رسول ﷺ کی مخالفت کرتے ہیں۔ ان سے محبت نہ رکھیں۔ (۲۱ رجب ۱۳۳۹ھ)

سوال:۔ زمانہ حال کے مرشد عموماً مریدوں سے ماندر جذبہ کے نذرانہ لیتے ہیں۔ اس طرح کا نذرانہ لینا درست ہے یا نہ۔ بعض حالتوں میں مرید کے سقیم ہونے کی حالت میں زبردستی وصول کیا جاتا ہے۔ جو مرید کو بمجبوری دینا پڑتا ہے۔ مرید ایسے نذرانہ کے دینے سے جرم یا ثواب آخرت کا مستحق ہوتا ہے یا نہ۔ لینے والے مرشد کے لئے شرعی کیا حکم ہے۔

جواب: قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ سب نبیوں نے اپنی اپنی امت کو کہا ﴿لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ﴾ ہم تم سے مزدوری نہیں مانگتے) زمانہ صحابہ کرام ؓ سے لے کر زمانہ شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ تک پیر مریدوں سے وصول نہیں کرتے تھے۔ حضرت شیخ غنیہ میں فرماتے ہیں مرید کو پیر کے گھر کھانا کھانا جائز ہے۔ پیر کو مرید کے گھر کا نہ کھانا چاہیئے۔ کیونکہ اس کی شان بلند ہے۔ جو مرید پیر سے کسی نقصان کا خوف کھا کے نذرانہ دے وہ بجائے ثواب عذاب کا مستوجب ہے۔ ایسے مرشد دوکاندار دنیادار ہیں۔ (۲۱ رجب ۱۳۳۹ھ)

سوال: کوئی شریف آدمی پردہ نشین عورتوں کے پاس مرشد کو اپنے گھر میں داخل کر سکتا ہے یا نہ۔ اس حالت میں شرعی حکم کیا ہے۔

جواب:۔ نہیں یہ سب بدعات آجکل کے بدبختی دوکاندار پیروں کی ہیں (۲۱ رجب ۱۳۳۹ھ)

سوال: اگر مرشد جاہل بے علم شرعی احکام سے بالکل معرا اور اس کے اعمال ظاہری شریعت کے برخلاف ہیں۔ ایسا مرشد کسی شریف آدمی کے گھر میں۔ وارث کی غیر حاضری میں عورتوں کی اجازت سے داخل ہوا تو ایسی حالت میں شرعی حکم کیا ہے۔ مرد۔ عورت۔ مرشد۔ تینوں کیلئے (۲۱ رجب ۱۳۳۹ھ)

جواب: حدیث شریف میں ایسے مرد کو دیوث کہا یا فرمایا۔ عورت بدکار خائنہ ہے۔ مرشد قابل سزا ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے جو شخص کسی کے گھر کا پردہ اٹھا کر نظر کرے۔ گھر والے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس کی آنکھ نکال لیں۔ تو ان پر سزا نہیں۔ (۲۱ رجب ۳۹ھ)

سوال: زمانہ کی رسم کے مطابق پردہ نشین عورتیں مرشد مذکور کی قدم بوسی کرتی ہیں بعض حالتوں میں بغل گیر بھی ہوتی ہیں شریع کے مطابق درست ہے یا نہ۔ اگر نہیں تو ان کے لئے کیا حکم ہے۔

جواب: نعوذ باللہ سخت گناہ کبیرہ ہے۔ ایسے لوگ مرشد نہیں۔ بلکہ شیطان ہیں حضرت مولوی روم مرحوم ؒ ایسے ہی لوگوں کے حق میں فرما گئے ہیں ؎

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست — پس بہر دستے نہ باید داد دست

۲۱ رجب ۳۹ھ

سوال: اگر پردہ نشین عورتیں اپنے گھر سے بغیر اجازت وارث کسی فاصلہ پر فاحشہ عورتوں کے ساتھ شامل ہو کر مرشد کی زیارت کرنے کے لیے جاویں تو ایسی عورتوں کے لئے حکم کیا ہے۔ اگر ایسی عورتوں کے مرد خبر ملنے پر خاموش ہو جاویں تو اس حالت میں مرد خواہ عورت کے لئے شرعی حکم کیا عائد ہو سکتا ہے۔ اور کوئی ہمسایہ والا عزیز اس عورت کو مانع ہو سکتا ہے یا نہیں۔

جواب: بحکم حدیث شریف ایسی عورت بدکار۔ خاوند اس کا دیوث ہے۔ قرآن مجید میں عورتوں کو حکم ہے۔ وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَىٰ اپنے گھروں میں رہو۔ اور پہلی کفر کی رسم کی طرح باہر مت پھرو۔ ہمسایہ بلکہ ہر ایک مسلمان کا فرض ہے کہ عورتوں کو ایسے کام کرنے سے منع کرے۔ حدیث شریف میں ہے جو کوئی ناجائز کام دیکھے اس کو روکے۔ (۲۱ رجب ۳۹ھ)

سوال: آجکل کا جو پیری مریدی کا طریقہ یہاں سندھ میں مروج ہے۔ وہ ایک قدیمی رسم پشت بہ پشت چلی آتی ہے مرید باوجود اصل وارث ہونے کے بھی اپنی نفسانی غرض کے ذریعے ہو کر اپنی جائداد منقولہ غیر منقولہ مرشد کو وقف کر دیتے ہیں۔ اور وہ مرشد جائداد وقف والی کو اپنے ذاتی عیش و عشرت میں شرعی مصارف کے خلاف بے دریغ اڑاتے ہیں۔ ایسی صورت میں وقف جائز ہو سکتا ہے یا نہ۔ مرید خواہ مرشد دونوں کے لئے شرعی حکم کیا عائد ہوتا ہے۔

جواب: یہ سب نفس پرستی ہے۔ ایسے وقف کو وارث توڑ سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے فَمَنْ خَافَ مِن مُّوصٍ جَنَفًا أَوْ إِثْمًا فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ۔ جو کوئی ظلم یا گناہ کی وصیت کو بدل دے۔ اس پر گناہ نہیں۔ ایسے وقف کرنے والے، وارثوں کے حق تلف کرنے والے ہیں اور پیر ظالم ہیں۔ (۲۱ رجب ۳۹ھ)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی دیوبندی

اور

مسئلہ پیری مریدی

حضرات ناظرین جریدہ اہل حدیث! آپ جانتے ہوں گے کہ احناف دیوبند کے سرکردہ مولانا مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی ہیں۔ آپ باوجود صوفی منش ہونے کے عالم محدث بھی تھے۔ مولانا اشرف علی صاحب تھانوی مرحوم کو ایک خط کے جواب میں نصائح فرماتے ہیں۔

"اگر کسی کا شیخ کوئی امر خلاف امر شرع کے فرماوے گا۔ تو اس کا تسلیم کرنا جائز نہ ہوگا۔ بلکہ خود شیخ کو ہدایت کرنا مرید پر واجب ہوگا۔ کیونکہ ہر دو کا حق ہر دو پر ہے۔ اور شیوخ معصوم نہیں ہوتے[1] اور جب تک شیخ (یعنی پیر) کسی مسئلہ کو جو بظاہر خلاف شرع ہو۔ بدلائل شرعیہ قطعیہ ذہن نشین نہ کر دے۔ مرید کو اس کا قبول کرنا ہرگز روا نہیں۔ اس کی نظیریں احادیث سے بکثرت ملتی ہیں۔ ایک نظیر بیان کرتا ہوں اُس پر غور کیجئے۔ جب واقعہ مسیلمہ کذاب میں قراء بہت سے شہید ہوگئے اور حضرت عمرؓ کو اندیشہ ذہاب کثیر من القرآن کا ہوا۔ انھوں نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جمع قرآن کا مشورہ دیا۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بعد مباحثہ بسیار قول حضرت عمرؓ کو قبول فرمایا۔ اور اس کا استحسان ان کے ذہن نشین ہوگیا۔ اور دونوں کی رائے متفق ہوگئی اور سنیت بلکہ وجوب مقرر ہوگیا۔ اور پھر زید بن ثابتؓ کو اس امر کے واسطے فرمایا۔ تو باوجود اس بات کے کہ شیخین رضی اللہ عنہما زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے علم و فضل میں بہت زیادہ تھے۔ اور صحبت ان کی بہ نسبت زیدؓ کے طویل تھی اور ان

---

[1] یہاں پر ایک واقعہ بلاکم و کاست ناظرین کے سامنے رکھتا ہوں۔ حافظ عزیز الدین صاحب مرادابادی (جو میرے گمان میں مرد صالح ہیں) مولوی اشرف علی تھانوی کے مُرید تھے۔ بعد بیعت آپ مسئلہ تقلید کی تحقیق کر کے مقلد سے غیر مقلد ہو گئے مگر مولانا مرحوم کے حق میں انھوں نے کسی قسم کی بدگمانی نہیں کی۔ اس پر بھی مولانا کا ایک پوسٹ کارڈ (جو میں نے بچشم خود دیکھا ہے) موصوف کو پہنچا۔ جس کا مضمون یہ تھا۔ کہ غیر مقلد ہو جانے کی وجہ سے میں تم کو اپنے حلقہ بیعت سے خارج کرتا ہوں۔ اب میرا تمہارا پیری مُریدی کا تعلق نہیں رہا (او کما قال) ایسا کیوں ہُوا؟ اس کا جواب ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔ (اہل حدیث ۱۷ مارچ ۱۹۲۴ء)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے باب میں حکم شارع علیہ السلام کا ہو چکا تھا۔ اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر و عمر رواہ البخاری یعنی اقتدا کرنا ان کی جو میرے بعد ہوں گے۔ یعنی ابو بکرؓ و عمرؓ کا۔ زیدؓ نے اس امر کو محدث سمجھا تو یہی فرمایا۔ کیف تفعلون شیئا لم یفعلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ یعنی تم کیوں کر کرو گے ایسے کام کو جس کو نہیں کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ان کے (یعنی حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ) کے کہنے کو ہرگز تسلیم نہیں کیا۔ کیونکہ ایجاد بدعت ان کے نزدیک سخت معیوب تھا۔ وہ شیخین کو معصوم نہ جانتے تھے۔ لہٰذا مناظرہ شروع کر دیا۔ مگر جس وقت حضرات شیخین نے ان کو سمجھایا اور سنیت اس فعل کی زید کو ثابت ہو گئی تو اس وقت بدل جان قبول کر کے اس کی تعمیل میں مصروف ہو گئے۔ بخاری کو تم نے خود پڑھا پڑھایا اور دیکھا ہے زیادہ کیا لکھوں پس ایسا بدست شیخ ہونا کہ طور منہی کی کچھ تمیز نہ رہے یہ اہل اسلام کا کام نہیں لا طاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق۔ یہ امر بھی عام ہے اس سے کوئی مخصوص نہیں" مولانا موصوف کے خط سے چند باتیں سمجھی گئی جو ذیل میں عرض خدمت کرتا ہوں۔ ؎

گر قبول افتد زہے عز و شرف

اولاً تو یہ سمجھا گیا کہ کوئی امام یا شیخ معصوم نہیں۔ جس کا قول بلا چون و چرا تسلیم کر لیا جائے جب تک اس پر کوئی دلیل شرعی نہ ہو۔

ثانیاً مرید و مقلد کا فرض ہے کہ اگر اس کا امام یا شیخ خلاف شرع کوئی کام یا امر کرے تو اس کو ضرور مرید ہدایت کرے۔ مقلد مرید کو اس کا قبول کرنا ہرگز روا نہیں۔

ثالثاً بخاری شریف کی روایت سے معلوم ہو گیا۔ کہ کسی شخص کا اعلم و افضل ہونا اس کے متبوع و مقلد ہونے کی دلیل نہیں۔ جب تک کہ وہ اپنے قول پر دلیل شرعی فرمان نبویؐ سے نہ پیش کرے۔ اس لئے زید بن ثابت صحابیؓ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ و حضرت عمر فاروقؓ کے قول محض کو تسلیم نہیں کیا اور نہ ان کو معصوم خیال کیا۔ بلکہ ان سے بطور معارضہ کے مناظرہ شروع کر دیا۔ پس کہاں ہیں وہ حضرات جو اپنے امام و پیر کی (بوجہ افضل و اعلم ہونے کے) تقلید شخصی کو ضروری سمجھتے ہیں۔ حالانکہ ان کی پیروی کا کسی روایت میں ذکر بھی نہیں اور شیخین ابو بکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ کی پیروی کا عام ارشاد تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرما بھی دیا تھا۔ پھر بھی صحابی زید بن ثابت بلا دلیل شرعی خلفاء راشدین کے قول کو حجت شرعی نہیں سمجھتا۔ آہ یہ ہی وہ آزادی اسلام کی تھی جس کو اب مسلمانوں نے تقلیدی شکل میں پھنس کر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مٹا دیا اور اقوال رجال کو حجت شرعی سمجھنے لگ گئے اور کہنے لگے ؎

بمے سجادہ رنگین کن گرت پیر مغاں گوید

پس مسلمانو! عموماً دیوبندیو! خصوصاً اپنے مولانا موصوف کے خط کو پڑھ کر قرآن و حدیث کے سوا اقوال رجال کو حجت ماننے سے انکار کرو۔ اور احادیث نبویہ صریحہ صحیحہ کو حجت مان کر عمل کرو۔ دنیا میں صرف ایک ہستی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے جو واجب الاطاعت اور معصوم ہے۔ دعوا کل قول عند قول محمد وفیہ کفایۃ لمن لہ درایۃ۔

کتبہ ابو محمد عبد الجبار سلفی مدرس مدرسہ مصباح العلوم کھنڈیلہ جے پور ۱۷ مارچ ۱۹۲۳ء

سوال: الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کہنے والا مسلمان کافر ہے۔ اگر کافر ہے تو کس حالت میں نیز ایک مسلمان مولوی بغیر سوچے سمجھے کسی مندرجہ بالا الفاظ کہنے والے کو کافر کہہ دے تو اس کے واسطے کیا حکم ہے۔

جواب: الصلوٰۃ والسلام علیک کہنے والے کی نیت پر حکم ہے۔ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر جانتا ہے تو شرک لازم آئے گا۔ اور اگر بغیر حاضر و ناظر جاننے کے کہے۔ تو شرک نہیں بدعت ہے۔ کیونکہ زمانہ رسالت میں یہ تعلیم نہ تھی نہ عہد خلافت میں رواج تھا۔ لہٰذا بدعت ہے بلا تحقیق کسی کو کافر کہنا مناسب نہیں۔ حدیث میں کفر کا فتویٰ دینے میں جلدی کرنے سے منع آیا ہے۔

۱۰ شعبان ۱۳۳۹ھ

سوال: جو کہ ختم گیارہویں شریف کا دلاتے ہیں۔ اس میں شریک ہونا چاہیے یا نہ۔ وہ روٹی کھانی چاہیے یا نہ۔ کیونکہ وہ لوگ کہتے ہیں۔ کہ ہم یہ روٹی خدا واسطے کھلاتے ہیں۔ اور نیت بھی اپنی خدا واسطے ظاہر کرتے ہیں۔ مگر یہ ختم گیارہویں تاریخ کو دلاتے ہیں از روئے قرآن و حدیث جواب عنایت ہو۔

جواب: ختم گیارہویں کا رواج نہ زمانہ رسالت میں تھا۔ نہ عہد خلافت میں۔ اس لئے بدعت ہے۔ حدیث میں ہے۔ کُلُّ عَمَلٍ لَیْسَ علیہ امرنا او عملنا فھو رد۔ یعنی آنحضورؐ نے فرمایا ہے۔ جو کام ہم نے نہ بتایا ہو۔ نہ کیا ہو! وہ مردود ہے۔ اس لئے ایسی بدعت کی مجلس میں شریک ہونا یا اس چیز کا کھانا گناہ ہے۔ خدا کے واسطے دینا منع نہیں۔ لیکن گیارہویں کے نام سے کرنا شرک یا کم سے کم بدعت ہے۔ ایسے افعال سے خود حضرت پیر صاحبؒ نے منع فرمایا ہوا ہے۔ فتوح الغیب ملاحظہ ہو۔

۱۰ شعبان ۱۳۳۹ھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: مسجد میں جا کر آمین بالجہر کہی یا پڑھی جاتی ہے۔ تو بھائی احناف بہت گھبراتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ کیا آمین آہستہ کہنے سے نماز نہیں ہوتی۔ اونچا پڑھنے سے نماز بہت اچھی ہو جاتی ہے۔ سو براہ مہربانی جواب دیں کہ نماز صحیح بطریق رسول اللہ کس طرح ہے۔

جواب: آمین بالجہر کہنی سنت ہے۔ بہ نیت نیک۔ ہر جگہ کہہ سکتا ہے۔ حنفیوں کا چڑنا فضول ہے۔ جب کہ خود پیران پیرؒ غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں۔ جو کہتے ہیں کہ آہستہ کہنے سے بھی نماز ہو جاتی ہے۔ ان کو کہنا چاہیئے۔ کہ مسواک کرنے کے بغیر بھی نماز درست ہو جاتی ہے۔ تو کیا اس کے یہ معنے ہیں کہ مسواک کرنی چھوڑ دی جاوے۔ کیسی بات ہے۔

۲۰ شعبان ۱۳۳۹ھ

سوال: خاص اللہ کے نام پر منت کھلانا از روئے قرآن و حدیث جائز ہے یا نہیں۔ مثلاً مریض اپنی بیماری سے صحت ہونے پر یا تجارت میں نفع ہونے پر۔ شیرینی یا رقم طلیدہ یا دس فقیروں کو کھانا کھلانا وغیرہ اور کیا ایسی منت کی چیز شیرینی وغیرہ لینا جائز ہے یا نہیں۔

جواب: حدیث میں آیا ہے۔ ضرورت کے وقت یوں مقابلہ میں نذر (منت) نہ مانا کرو۔ کہ اگر میرا یہ کام ہو گیا۔ تو میں یہ دوں گا۔ اگر ایسا کہے گا۔ تو ادا کرنا ضرور فرض ہو گا۔ اس نذر میں اگر نیت یہ ہے کہ دوستوں کی دعوت کروں گا تو اس صورت میں اس کو کھانا جائز ہے۔ اللہ اعلم۔

۲۰ شعبان المعظم ۱۳۳۹ھ

سوال: کیا کوئی ایسا نبی بھی گذرا ہے۔ جس کی مادری زبان اور ہو! اور الہام کسی اور زبان میں ہوا ہو۔

جواب: کوئی نہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ۔ ہر نبی اور رسول کو اپنی قوم کی زبان پر الہام اور وحی ہوتی ہے۔

۲۴ شوال المکرم ۱۳۳۹ھ

سوال: کیا کوئی حدیث ہے۔ جس کا آدھا حصہ صحیح ہو اور آدھا ضعیف۔

جواب: حدیث کی صحت یا ضعف سند کے راویوں پر موقوف ہے۔ اگر وہ اچھے ہیں۔ تو حدیث اچھی ہے۔ اگر وہ ضعیف یا کاذب ہیں۔ تو حدیث بھی ایسی ہے۔ پس اس لحاظ سے نصف حصہ صحیح اور نصف حصہ ضعیف نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہ ہو سکتا ہے کہ کسی حدیث میں ایک حصہ آنحضرت ﷺ کا فرمودہ ہو! اور دوسرا راوی صحابی یا بعد والے کا۔ آنحضرت کا فرمودہ حجت شرعی ہو گا۔ اور راوی کا نہیں۔ آنحضرت ﷺ کے فرمودہ میں دو حصے الگ الگ نہیں ہوں گے۔

۲۴ شوال المکرم ۱۳۳۹ھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال:۔ ہاروت و ماروت[1] دو فرشتے تھے۔ یا دو آدمی یا دو بادشاہ۔ زیادہ صحیح قول کون سا ہے؟

جواب:۔ میری تحقیق یہ ہے کہ آدمی تھے۔ تفسیر فتح البیان کا میلان بھی اسی طرف معلوم ہوتا ہے۔

(۱۲ محرم ۳۹ھ)

سوال:۔ اگر کوئی مشرک بیدین اسلام قبول کرے تو کس طرح سے اسلام میں آسکتا ہے۔ اور کیا گواہوں کی ضرورت ہے۔ اور گواہ کس قسم کے ہوں۔

جواب:۔ مشرک بیدین۔ اپنے شرک اور کفر سے توبہ کر کے اسلام قبول کرنے کا اقرار کرے تو بس مسلمان ہے۔ خدا کے پاس چھوٹنے کے لئے گواہ کی حاجت نہیں۔ لوگوں میں مسلمان کہلانے کے لئے گواہ چاہئیں۔ سو دو ہوں یا چار کافی ہیں۔ (اہلحدیث ۱۲ محرم ۳۹ھ)

سوال:۔ اگر دعا کرتے وقت آنحضرتﷺ کے طفیل سے یا کسی بزرگ کے وسیلے سے۔ یا اپنے نیک اعمال کا واسطہ دے کر دعا کرے۔ تو جائز ہے یا نہیں۔ مع ثبوت اور حوالہ کے جواب دیجئے

جواب:۔ اعمال کا واسطہ تو آیا ہے۔ کسی بزرگ کو واسطہ میں ذکر کرنا ثابت نہیں۔ ایک حدیث

---

[1] ہاروت ماروت کا سارا قصہ یہودیوں کا بنایا ہوا ہے حضرت ابن عمرؓ نے اسے کعب احبار یہودی نومسلم سے نقل کیا ہے۔ جیسا کہ حافظ ابن کثیرؒ نے تصریح کی ہے۔ عبداللہ بن عمر یحدث عن کعب الاحبار فلذ الحدیث ورجع الی نقل الاحبار عن کتب بنی اسرائیل صفحہ ۲۳۸ ج ۱ برحاشیہ فتح البیان۔

ایسی اسرائیلیات کا اعتبار کیا؟ حافظ ابن کثیرؒ نے آگے چل کر کہا ہے۔ لیس فیھا حدیث مرفوع صحیح متصل الاسناد الی الصادق المصدوق المعصوم الذی لا ینطق عن الھوی۔ الخ ص ۲۴۳۔ (از حضرت مولانا ابوالقاسم صاحب سیف بنارسی رحمۃ اللہ علیہ۔ اخبار ندائے مدینہ کا نپور۔ جلد اول عدد ۵)

تفسیر القرآن میں قاضی سلیمان صاحب مصنف رحمۃ للعالمین مرحوم فرماتے ہیں "ہم نے ہاروت ماروت کو "الناس" کا بدل ٹھہرایا ہے۔ یہ کوئی بات نہیں۔ امام ابن جریر بھی ہاروت ماروت کو الشیاطین یا الناس کا بدل قرار دینے میں ہمارے ساتھ ہیں۔ الشیاطین وہ ہیں جنہوں نے سلطنت سلیمان علیہ السلام میں یہود کو کفر و سحر کی تعلیم دی۔ ہاروت و ماروت وہ یہودی ہیں جو الشیاطین کے پہلے شاگرد تھے اور جو نہایت چالبازی سے لوگوں کو پھنسایا کرتے تھے۔ فیتعلمون میں ہاروت ماروت کے شاگردوں کا ذکر ہے۔ اور ولو انھم آمنوا میں وہ سب داخل ہیں جو ان میں سے ہیں یا ان کی شاگردی کے سلسلہ میں ہیں۔

(رسالہ مسلمان سوہدرہ جلد ۸ عدد ۱)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میں آیا ہے کہ تین آدمی سفر کو نکلے۔ ان تینوں کو تکلیف پہنچی۔ تینوں نے اپنے اپنے خاص خاص اعمال یاد کر کے خدا کے حضور پیش کر کے دعا مانگی۔ کہ ہماری تکلیف کو دور کر دے وہ تکلیف دور ہو گئی۔ یہ روایت مشکوٰۃ باب الانفاق میں بھی ہے۔

(اہلحدیث ۱۱ صفر المظفر سنہ ۱۳۴۵ھ)

سوال: ہیضہ، طاعون وغیرہ بیماریوں کے وقت میں اپنے اپنے محلوں یا گھروں میں اذان دینا جائز ہے۔ یا نہیں۔ اذان دینے والوں کا مطلب یہ ہے کہ بلائیں وغیرہ ٹل جائیں گی۔ اور اُن کی آواز جہاں تک پہونچے گی۔ وہاں تک اللہ کی رحمت نازل ہو گی۔ شریعت میں اس کے متعلق کیا حکم ہے۔

جواب: یہ طریقہ زمانہ رسالت و خلافت میں ثابت نہیں۔ اس لئے بدعت ہے۔

(۱۷ ربیع الاول سنہ ۴۷ھ)

سوال: دوزخیوں کو یوم النشور میں دیدارِ خداوندی نصیب ہو گی یا نہیں۔ اگر نہیں تو ان کا محاسبہ کیوں کر ہو گا۔ کیا ہاتف غیبی سے آواز آئے گی یا نامہ اعمال سے تصفیہ ہو جائے گا

جواب: دیدار نہیں ہو گا۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ كَلَّآ إِنَّهُمْ عَن رَّبِّهِمْ يَوْمَئِذٍ لَّمَحْجُوبُونَ۔ مجرم لوگ اپنے رب سے پردے میں ہوں گے۔ تصفیہ کئی طرح سے ہو گا۔ چہروں کی علامت بھی ہو گی۔ جیسا کہ ارشاد ہے۔ يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ۔ اس روز کئی چہرے سفید ہوں گے اور کئی سیاہ

(۱۷ رجب سنہ ۴۷ھ)

سوال: نبی، ولی وغیرہ (پیغمبر خدا کے فرستادہ) بعد مرنے کے جسم مبارک دفن کر دینے کے بعد۔ قبر کے اندر عام مسلمانوں کے مثل جسم گل سڑ کر مٹی میں مل جاتا ہے یا نہیں کتاب اللہ یعنی قرآن و حدیث سے کیا ثابت ہے۔

جواب: حدیث شریف میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبیوں کا جسم مٹی پر حرام کیا ہوا ہے۔

(۲۹ شعبان المعظم سنہ ۴۷ھ)

سوال: کیا تعریف ہے شرع میں عالم کی یعنی کم از کم کہاں تک علم حدیث اور تفسیر حاصل کیا ہو۔ جس سے کہ عالم ہونے کا مستحق ہو۔

جواب: عالم کے دو درجے ہیں۔ ایک وہ جو اتنے احکام کو بدلائل جانتا ہو۔ جو اس پر وارد ہوئے ہیں یعنی ذاتی۔ چاہے از قسم عبادت ہوں۔ یا از قسم تمدن وغیرہ۔ دوم وہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جو اپنے احکام کے علاوہ اُن احکام کو بھی بدلائل جانتے جو جملہ مسلمانوں پر عائد ہوتے ہیں مثلاً احکام سیاست، جہاد وغیرہ۔ یہ سب تعریف اس حدیث سے مستنبط ہے جس میں آنحضرت نے علماء امت کو زمین کے قطعات سے تمثیل دی ہے۔

۲۶ ربیع الاول ۱۳۴۱ھ

سوال: سپارہ ۲۶ سورہ فتح شروع۔ فتح دی تجھ کو فتح ظاہر اور بخش دیئے تیرے اگلے پچھلے گناہ۔ اللہ تعالیٰ پیغمبر خدا علیہ السلام کی طرف اشارہ فرما کر یہ آیت نازل فرماتا ہے اس سے ظاہر ہوا۔ نبی پہلے گناہگار تھا اور آئندہ بھی گناہ کرنے والا ہے معصوم کو نہ ہوا۔

جواب: پہلے پچھلے گناہ معاف کرنے کا ذکر وہاں ہوتا ہے۔ جہاں یہ بتانا مقصود ہوتا ہے کہ گناہ صادر ہی نہیں ہوئے۔ جیسا اصحاب بدر کے حق میں فرمایا۔ اعملوا ما شئتم قد غفرت لکم جو چاہو کرو۔ میں نے تم کو بخش دیا۔ اس سے مراد ہے کہ تم سے گناہ صادر نہ ہوں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ مغفرت اور غفران اکثر تو گناہ ہونے کے بعد ذنوب گناہوں پر سے تعلق رکھتا ہے۔ مگر کبھی گناہ کو وجود میں آنے سے مانع ہو کر اپنا اثر دکھاتا ہے۔ جیسے فرمایا۔ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فلا اثم علیہ ان اللہ غفور رحیم۔ پ۲۔ رکوع ۵۔ یعنی جو کوئی سخت بھوک کی وجہ سے مجبور ہو کر حرام کھالے اس پر گناہ نہیں۔ بیشک اللہ غفور رحیم ہے۔ لا اثم علیہ سے ثابت ہوا کہ گناہ اس پر آیا ہی نہیں۔ پھر فرمایا۔ اللہ غفور رحیم ہے۔ جب گناہ صادر ہی نہیں تو غفور کا تعلق کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ مغفرت اور غفران کے دو اثر ہیں۔ ایک یہ کہ گناہ وجود میں آکر بخشا جائے۔ دوم گناہ صادر ہی نہ ہو۔ پس معنی آیت زیر بحث کے یہ ہیں کہ خدا ظاہر کر دے گا۔ کہ تیری پہلی اور پچھلی زندگی میں گناہ صادر ہی نہیں ہوئے۔ اللہ اعلم۔

اہلحدیث ۷ رجب ۱۳۵۱ھ

سوال: کیا حق تعالیٰ جل شانہ نے اس آیت میں روح سے مراد قرآن شریف کو لیا ہے ینزل الملائکۃ بالروح من امرہ علی من یشاء من عبادہ ان انذروا انہ لا الہ الا انا فاتقون (سورہ نحل ع ۱)۔ اگر اس ایت میں روح سے مراد قرآن نہیں ہے تو مہربانی فرما کر وہ آیت بتایئے۔ جس میں روح سے قرآن مراد ہے۔

جواب: اس آیت میں روح سے مراد پیغام الٰہی ہے۔ خواہ وہ تورات کی شکل میں ہو یا انجیل کی صورت میں یا قرآن کی صورت میں۔ اللہ اعلم۔

اہلحدیث ۷ اپریل ۱۹۳۳ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال: اولی اجنحۃ مثنیٰ وثلاث ورباع کا ترجمہ تفسیر ثنائی میں لکھا ہے۔ دو دو تین تین چار چار پروں والے فرشتے۔ اس سے حقیقی مراد کیا ہے۔ کیا فرشتوں کی خلقت واقعی مثل طیر ہے۔

(شیخ قاسم علی)

جواب: جب تک حقیقت محال نہ ہو۔ حقیقت ہی مراد ہوا کرتی ہے۔ (۴ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ)

سوال: زید اور بکر میں نزاع ہے۔ زید کہتا ہے سیاست مذہب کا جز و ہے بغیر اس کے مذہب نامکمل ہے۔ بکر مخالف ہے۔ دونوں میں سے صحت پر کون ہے۔ (۴ ذی الحجہ ۱۳۵۱ھ)

جواب: مکمل دین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کرنا ہے۔ رسول اللہ نے زندگی میں سیاست بھی کی ہے۔ اس لئے ہر مسلمان کی اپنی زندگی میں سیاست جزو دین ہے۔ چاہے تخت پر ہو یا تختہ پر۔ یعنی عمل ہو یا نیت۔ مکمل جیسا حدیث شریف میں ہے۔ جو آدمی نہ جہاد کرے نہ جہاد کی نیت رکھے۔ تو وہ نفاق پر مرے گا۔[1] اہلحدیث ۱۳ رمضان ۱۳۵۱ھ

خاص مولوی ثناء اللہ صاحب سے سوال

کیا آپ مقلدین مذاہب اربعہ کو عموماً اور حنفیہ کو خصوصاً کافر کہتے ہیں اور دائرہ اسلام سے خارج جانتے ہیں اور کیا ان کے کفر کے متعلق آپ نے اپنی کوئی تحریر بھی شائع کی ہے۔ اخبار اہلحدیث میں یا کسی کتاب میں۔ الخ

(محمد سجاد حسین)

الجواب: مجھے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے شرم آتی ہے۔ کہ یہ سوال مجھ جیسے شخص سے کیوں پوچھا گیا۔ جس نے کبھی کسی کے فتویٰ کفر پر دستخط نہیں کئے۔ کیونکہ میرا اس باب میں وہی مسلک ہے۔ جو امام المحتاطین امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ وغیرہ کا ہے۔ لا نکفر احداً من اہل القبلۃ

(اہل حدیث ۷ ستمبر ۱۹۱۷ء)

سوال: بدعت کس کو کہتے ہیں۔

جواب: جس کام پر شرع شریف سے ثواب کا وعدہ نہ ہو اس کو ثواب کی نیت سے کرنا بدعت ہے۔ حدیث شریف میں ہے۔ من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد۔

(۱۲ اپریل ۱۹۱۸ء)

سوال: اور یہ جو حدیث ہے کہ جس نے دین میں اچھا طریقہ نکالا۔ الخ

---

[1] مزید تشریح ۱۷ مارچ ۱۹۳۳ء کے اہلحدیث میں بذیل فتاویٰ دیکھئے۔ سعاذ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جواب:۔ اچھا طریقہ نکالنے کا مطلب یہ ہے کہ جو کام شرع سے ثابت ہے۔ مگر لوگوں کی غفلت سے مٹ گیا ہے۔ اس کو جاری کرنے والا اس ثواب کا مستحق ہے۔ ۱۲/اپریل ۱۹۱۸ء

سوال:۔ جو شخص نبی کریم صلعم کو حاضر و ناظر جانے۔ نذر لغیر اللہ کا قائل ہو۔ قل: دسواں، چالیسواں ان بدعات کا قائل ہو۔! یا شیخ جیلانی شیئاً للہ کے وظیفہ کا قائل ہو! گیارہویں پیر جیلانی کا قائل ہو! استعانت وغیرہ کا قائل ہو! اور مذکورہ بالا فعلوں پر عمل بھی کرتا ہو۔ تو شریعت محمدیہ میں اس کی اقتدار جائز ہے یا نہیں۔ یعنی امامت جائز ہے۔ یا نہیں؟

جواب:۔ ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ (اجعلوا ائمتکم خیارکم۔ (یعنی اپنے امام نیک متبع سنت لوگوں کو بنایا کرو)۔ اگر یہ شخص امام مقرر ہو۔ تو اس کو معزول کرنا چاہیے ۲۰ محرم ۱۳۴۳ھ

شرفیہ: جواب سوال امامت شخصے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم را حاضر ناظر داند و نذر لغیر اللہ را جائز داند و یا شیخ جیلانی شیئاً للہ را قائل است جواب ایں چنیں شخص بسبب صفات الٰہیہ در نبی صلعم وغیرآں جائز داند۔ لہٰذا مشرک ستہ اقتدار او جائز نیست بحکم فرمان عالی شان۔ لا ترکنوا الی الذین ظلموا فتمسکم النار۔ الآیۃ۔ (پ۱۲۔ ع ۱۰)

ابو سعید شرف الدین دہلوی

تشریح:۔ اعتقاد داشتن بہ ہچوں مضمون سوال بای وجہ درست نیست بلکہ بدعت و ضلالت است۔ پس ایں چنیں ہرگز نہ شاید شرعاً زیرا کہ ایں از جملہ اعتقادیات است۔ و در اعتقادیات است علم فریقین پر ضرور است و دریں اعتقاد ہیچ دلیل شرعی کہ قابل حجت باشد یا فتہ نشد پس چگونہ اعتماد و اعتقاد بلا دلیل شرعی براں کردہ شود۔ (فتاویٰ نذیریہ۔ جلد اوّل)

جو شخص مجوز اور مفتی اور مروج ان امور کا ہے۔ العیاذ باللہ منہ وہ راس المشرکین ہے یعنی اپنے تابعین مشرکین کا رئیس ہے۔ اس کے پیچھے نماز درست نہیں اور جب کہ دائرہ توحید و سنت سے وہ خارج ہوا تو کسی مذہب میں مذاہب اربعہ سے کب داخل رہا۔ جن لوگوں کا یہ عقیدہ ہو اور ایسے افعال شرکیہ بدعیہ ہیں۔ ان سے معاملہ ترک کرنا چاہیئے جب تک تائب نہ ہوں۔ قد جاء فی الحدیث من احب للہ و ابغض للہ و اعطی للہ و منع للہ فقد استکمل الایمان الی آخرہ۔ (فتاویٰ نذیریہ جلد ا ص ۲۵)

حررہ الفقیر محمد حسین الدہلوی عفا اللہ عنہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال:۔ بزرگوں سے دعا کرانی اور ان کے واسطے شیرینی لے جانا جائز ہے یا نہیں؟ اور سنا ہے کہ شیرینی کسی کے پاس بطور تحفہ لے جانا سنّت ہے۔ کیا رسول کریم کا یہ فعل تھا۔

جواب:۔ بزرگوں سے دعا کرانا سنّت ہے اور ان کی نذر کو کوئی پسندیدہ چیز لے جانا بھی جائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم ایسا کرتے تھے اور آنحضرت منع نہ فرماتے تھے۔

۹ ذی قعدہ ۱۳۴۲ھ

سوال:۔ قرآن مجید میں خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فتمثل لھا بشرا سویا۔ کہ جبرئیل بشر کی صورت پر حضرت مریمؑ پر آیا تھا۔ یہ بشر کی صورت پر کیوں آیا تھا۔ اور فرمایا۔ فنفخنا فیھا من روحنا۔ یہ نفخ کس نے کیا تھا۔ جبرئیل نے یا خدا نے؟

جواب:۔ جبرائیلؑ بشر کی صورت میں آیا تھا۔ تاکہ حضرت مریمؑ کو وحشت نہ ہو۔ نفخ خدا کا فعل ہے جس طرح وہ دوسرے کام اسباب کے ساتھ کرتا ہے۔ ممکن ہے یہ بھی اسباب سے ہو۔ مگر لفظوں میں فاعل خدا ہے۔

۲ جمادی الاوّل ۱۳۴۱ھ

سوال:۔ یہ جو حضرت یوسفؑ کے قصے میں فرمایا۔ یا ایتھا العیر انکم لسارقون۔ یہ لفظ سارق کا کیوں فرمایا۔ کیا وہ بھائی سارق تھے۔ کیا وجہ تھی۔

جواب:۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے سامان تلاش کیا تھا۔ اردلی اور پولیس والوں نے ان کے بھائیوں کو چور کہہ دیا یہ ایک معمولی بات ہے کیونکہ ان کو اندرونی راز معلوم نہ تھا۔ یوسف نے کوئی ایسا ناجائز لفظ کوئی نہیں کہا۔

اہلحدیث ۲ جمادی الاوّل ۱۳۴۱ھ

سوال:۔ درود تاج۔ درود لکھی۔ حزب البحر۔ دلائل الخیرات۔ اور پنجم کلمہ رد کفر۔ اللّٰھم انی اعوذ بک من ان اشرک بک وانا اعلم بہ اخیر تک یہ ماثور ہے یا نہیں

۲۸ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ

جواب:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلیم کردہ درود وہ ہے جو التحیات میں پڑھا جاتا ہے اس کے سوا باقی سب لوگوں کے بنائے ہوئے ہیں۔ جن کی پابندی کرنے کا حکم نہیں۔

۲۸ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ

تشریح: ایک اور درود صلوٰۃ النار کے نام سے مشہور ہے جس کے الفاظ اللّٰھم صل صلوۃ کاملۃ وسلم سلاما تاما علی سیدنا محمد تنحل بہ العقد وتنفرج بہ الکرب الخ ہیں اس کے بارے میں مولانا عبید اللہ صاحب شیخ الحدیث

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فرماتے ہیں۔ مذکورہ درود کا ذکر کسی حدیث میں نہیں آیا ہے۔ اور میرے نزدیک اس کا پڑھنا درست نہیں (۱) قرآن کریم میں پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پر صلوٰۃ وسلام بھیجنے کا حکم نازل ہوا تو صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صلاۃ وسلام کے الفاظ دریافت کئے آپ نے جواب میں جو طریقہ اور الفاظ بتائے وہ کتب حدیث میں مشہور و معروف ہیں۔ خود پیغمبر کے بتائے ہوئے طریقے سے بہتر اور کون الفاظ ہو سکتے ہیں۔ اس کے بعد اپنی طرف سے الفاظ گھڑنے کی ضرورت نہیں رہتی۔ (۲) اس مذکورہ صلاۃ وسلام میں چار جگہ لفظ بہٖ مذکور ہے۔ اس لفظ میں ضمیر کا مرجع بھی یستسقی الغمام بوجهه الكريم کی مناسبت اور رعایت کی وجہ سے لفظ محمدؐ ہوگا اور جس طرح یہ جملہ محمدؐ کی صفت ہے اسی طرح اس سے پہلے کے چاروں جملے بھی محمدؐ کی صفت ہوں گے اور اس صورت میں ان جملوں کا معنی یہ ہوگا۔ اے اللہ سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر کامل اور تام صلاۃ و سلام نازل فرما۔ جن کی ذات کے ذریعہ مشکلات حل ہوتی ہیں۔ گرہیں کھلتی ہیں۔ مصائب دور ہوتے ہیں۔ حاجتیں پوری ہوتی ہیں۔ مقاصد اور تمنائیں برآتی ہیں اور حسن خاتمہ حاصل ہوتا ہے اور جن کے روئے مکرم یا ذات گرامی کے ذریعہ بارش مانگی جاتی ہے۔ لیکن یہ کھلی ہوئی حقیقت ہے کہ مشکلات حل کرنے والا۔ مصائب وغم دور کرنے والا، قاضی الحاجات مرادوں اور تمناؤں کا برلانے والا اور حسن خاتمہ کی توفیق دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے اور یہ امور اسی کی ذات سے وابستہ ہیں۔ نہ کسی پیغمبر یا ولی یا پیر سے پس چونکہ یہ الفاظ موہم شرک ہیں۔ اس لئے نہیں پڑھنے چاہئیں۔ الی آخرہ

(مصباح جلد اوّل ص۱۰۱)

سوال:۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانیؒ۔ حضرت فریدالدین عطارؒ۔ بایزید بسطامیؒ رحمۃ اللہ علیہم اجمعین وغیرہ۔ جو مشہور اولیا گذرے ہیں۔ انہوں نے اپنی کسی تصنیف کی ہوئی کتاب میں کوئی مضمون شریعت کے باہر لکھا ہے۔ (اہلحدیث ۹ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ)

جواب:۔ یہ لوگ بڑے پابند شریعت اور متبع سنت تھے۔ یہ کیوں شریعت سے باہر لکھتے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ اجعل الكتاب والسنة امامك۔ قرآن و حدیث کو اپنا امام بنا کر چلو۔ (۹ ذی الحجہ ۱۳۵۲ھ)

سوال: ہم محرم میں ملیدا اور شبرات میں حلوا پکاتے ہیں۔ نیاز نہیں دیتے۔ کھانے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے لیے لڑکے بالے مل کر جاتے ہیں ازروے قرآن وحدیث جواب عنایت ہو۔

(۶ صفر ۱۳۳۸ھ)

جواب:۔ محرم کا حلوا اور شبرات کی مٹھائی بند کرنی چاہیئے۔ یہ سب بدعت ہے۔

(۶ صفر ۱۳۳۸ھ)

شرفیہ:۔ حلوا یا کوئی اور رسم تو نہیں۔ ہاں صرف یوم عاشورہ میں اپنے اہل وعیال پر توسیع طعام کے بارے میں ایک حدیث ہے۔ عن ابن مسعودؓ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من وسع علی عیالہ فی النفقۃ یوم عاشوراء وسع اللہ علیہ سائر سنۃ قال سفیان انا قد جربناہ فوجدناہ کذلک رواہ رزین کذا فی المشکوٰۃ۔ امام بیہقی نے شعب الایمان میں ابوہریرہؓ ابوسعیدؓ جابرؓ سے بھی اس کو روایت کیا ہے اور بیہقی نے ضعیف بھی بتایا ہے۔ مگر اپنی سند اور اپنے راویوں کی روایت کو نہ تمام طرق کو جو اور سندوں سے وارد ہیں۔ اسی لئے عراقی نے کہا ہے کہ طرق صحیح بعضہا وبعضہا علی شرط مسلم مرقاۃ شرح مشکوٰۃ بعض اکابر نے انکار کیا ہے۔ مگر جب محدث عراقی نے تصحیح لکھ دی تو پھر انکار کی کوئی وجہ نہیں۔ حق سب سے بڑا ہے۔

(ابوسعید شرف الدین دہلوی)

سوال: کتنے برس کی عمر کے آدمی کو منکر نکیر سوال کرتے ہیں۔ اور کتنی عمر والا آدمی منکر نکیر کے سوال سے محفوظ رہے گا۔

جواب: نابالغ بچے جن پر احکام شرعیہ لازم نہیں۔ ان سے سوال نہ ہوگا۔ جن پر احکام لازم ہیں۔ ان سے سوال ہوگا۔

(اہلحدیث ۱۴ محرم ۱۳۳۸ھ)

سوال: فدوی اہلحدیث ہے حنفیوں کی بستی میں رہتا ہوں۔ شبرات نہیں کرتا ہوں۔ مگر بچوں کے واسطے حلوا پکواتا ہوں۔ شبرات کے ایک دو روز قبل یا بعد۔ میری بی بی کا خیال منافقانہ نہیں ہے۔ یکی موحد ہے اور آتشبازی لڑکوں کو چھوڑنے نہیں دیتا ہوں۔ بلکہ لڑکے روکر رہ جاتے ہیں۔ میرا ایمان اس حدیث پر ہے انما الاعمال بالنیات ایسا کرنے سے گنہگار رہوں گا یا نہیں۔

(۴ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ)

جواب: صورت مرقومہ میں انشاءاللہ گنہگار نہ ہوگا۔ لیکن اگر اثبات رسم کا اندیشہ ہو تو آہستہ آہستہ اتنا بھی بند کردینا چاہیئے۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھ لیا تھا کہ جہاں پر قربانی کرنے کی تم نے نذر مانی ہوئی ہے وہاں مشرکوں کا کوئی معبد تو نہیں۔ جواب نفی میں ملا۔ تو اجازت فرمائی۔ (۴ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ)

سوال:۔ کیا حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ علیہ السلام کی شہادت مذہب اسلام کے لیے ضروری تھی۔ اور یہ سچ ہے کہ آپ محمدیہ کے واسطے کفارہ ہوئے۔ (۴ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ)

جواب:۔ اسلام نے کسی کو کفارہ نہیں بنایا۔ بجز توبہ اور اعمال صالحہ کے۔ اِلَّا مَنْ تَابَ وَاٰمَنَ وَعَمِلَ صَالِحًا فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ۔ امام حسین علیہ السلام کی شہادت ایک اندوہناک واقعہ ہے۔ مگر مذہب اسلام کی نہ کوئی ضرورت اس پر موقوف تھی۔ نہ اسلام کی ذات میں یہ داخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ قبل از واقعہ شہادت فوت ہو گئے ان کے ایمان میں نہ کوئی خلل ہے نہ نقصان۔ (۴ ربیع الاول ۱۳۳۸ھ)

سوال:۔ قصص الانبیاء میں لکھا ہے کہ مضمرات میں کعب احبار سے نقل ہے۔ کہ ہم پاتے ہیں توریت میں جسے حق نے نازل کیا۔ اور پر موسیٰ علیہ السلام کے کہ امت محمدیہ میں ایک شخص پیدا ہوگا۔ اس کی کنیت ہوگی ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ جس کا ذکر آیا ہے توریت میں اپنے رسول مقبول صلعم کی امت میں ابو حنیفہ کر کے ایک شخص ہوگا۔ اس کی کنیت سے مع جواب مطلع فرماویں (۴ رجب ۱۳۳۸ھ)

جواب:۔ کسی روایت میں اس کا جواب نہیں۔ توراۃ ساری اس ذکر سے خالی ہے۔ یہ سب معتقدانہ بناوٹیں ہیں۔ جن کا نہ سر ہے نہ پیر۔ علامہ مجد الدین سفر السعادت میں لکھتے ہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی مدح یا ذم میں کوئی روایت ثابت نہیں۔ یہ سب موضوعات گھڑی ہیں۔ جو شخص دعویٰ کرے دکھاوے۔

(۴ رجب ۱۳۳۸ھ)

سوال:۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج شریف خواب میں ہوئی یا کہ بیداری میں۔

(۸ شوال ۱۳۳۸ھ)

جواب:۔ احادیث سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ معراج بیداری میں ہوئی۔ بعض صحابہ خوابی حالت کے قائل ہیں۔

(اہلحدیث ۸ شوال ۱۳۳۸ھ)

شرفیہ:۔ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج بجسد عنصری ہوا۔ یہی صحیح ہے۔ باقی بالکل غلط ہے۔ کما باشد: (ابو سعید شرف الدین دہلوی)

آیۃ شریفہ سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِہٖ کے ذیل میں تفسیر ثنائی کا مطالعہ کیجئے جہاں حضرت مولانا ثناء اللہ مرحوم نے معراج جسمانی کو مدلل طور پر ثابت کرتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہوئے۔ جملہ شکوک و شبہات کا بہترین طور پر ازالہ فرمایا ہے۔ "محمد داؤد راز"

سوال :۔ زید ماہ محرم کے عشرہ کے دنوں میں تعزیہ کی مجالس میں جاکر کھیلتا کودتا ہے۔ از روئے قرآن و حدیث ایسے کھیلوں میں زید کا جانا جائز ہے یا نہیں۔ اور زید اس کو ثواب یا جائز سمجھ کر نہیں جاتا۔ فقط اس نیت سے جاتا ہے کہ محرم کی مجلسوں میں ہندو اور مسلمان سب جاتے ہیں اس لئے مسلمانوں کا زور ہندوؤں پر غالب رہے۔ اور ہندو مغلوب رہیں۔ اور آئندہ اسلام میں ہندو قوم کوئی قسم کا خلل یا زور نہ پہنچائیں۔

جواب :۔ تعزیہ وغیرہ کی مجلس میں کسی نیت سے جانا بھی جائز نہیں۔ قرآن مجید اور حدیث شریف میں منع ہے۔ لا تعاونوا علی الاثم والعدوان - (۲۱ شوال ۳۸ھ)

سوال :۔ عاشورہ کے دن بغیر کسی قسم کی بدعت کے کوئی عمدہ کھانا پکا کر چند مسکینوں کو کھلانا اور آپ بھی کھانا کیسا ہے۔ کیا شرع شریف (حدیث) میں ممانعت ہے۔ (۷ محرم ۳۹ھ)

جواب : بدعات سے پرہیز کرنا چاہئیے۔ ضروری ہے۔ اس لئے ایام عشرہ میں کچھ نہ کرے۔ کچھ کرنا ہو تو اس سے آگے پیچھے کرے۔ کیونکہ ان دنوں میں کرے تو بد رسم کی تقویت ہے۔ (۷ محرم ۳۹ھ)

سوال :۔ زید کہتا ہے کہ خدا کے نور سے محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے اور آپ کے نور سے زمین و آسمان بن گئے۔ آیا عند الشرع ٹھیک ہے۔ (۸ صفر ۳۹ھ)

جواب : خدا کا نور خدا سے جدا نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی مخلوق ہیں۔ اس طرح دوسرے لوگ خدا کی مخلوق ہونے میں کمی بیشی نہیں۔ قائل مذکور کی تائید میں کوئی آیت یا حدیث صحیح نہیں۔ (۸ صفر ۳۹ھ)

سوال : کیا بعد اذان مؤذن کو بلند آواز سے یہ کہنا۔ الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ یا نبی اللہ۔ یا حبیب اللہ وغیرہ جائز ہے۔ (۸ صفر ۳۹ھ)

جواب : نہ قرآن میں نہ حدیث میں نہ فقہ کی کسی کتاب میں یہ مسئلہ ملتا ہے۔ آجکل کے بدعت پسندوں کی محض ایجاد ہے خدا ہدایت کرے۔ (۸ صفر ۳۹ھ)

سوال : جبریہ قدریہ کون ہیں۔ ان میں سے صحیح مذہب کیا ہے (۱۵ صفر ۳۹ھ)

جواب : جبریہ اس فرقہ کو کہتے ہیں جو انسان کو افعال میں مجبور محض کہتے ہیں اور قدریہ اس کو کہتے ہیں جو تقدیر الٰہی کے منکر ہیں۔ یہ لوگ کہتے ہیں کہ انسانی افعال میں خدا کی تقدیر

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کو دخل نہیں۔ اہل سنت کے تمام فرقے ان دونوں فرقوں کے درمیان ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ الٰہی تقدیر کے ماتحت انسان فاعل مختار ہے۔ خدا کا علم جو جمیع کائنات کو شامل ہے اس کا نام تقدیر ہے۔ جو کام جس طرح علم الٰہی میں آیا ہے۔ ویسا ہی ہوگا اور اس کو انسان مثل پتھر کے بے حس اور بے ارادہ نہیں ہے۔ بلکہ ذی حس اور ذوی ارادہ ہے۔ اور یہ حس بھی درحقیقت خدا نے ہی اس کو دی ہے اناھدینا والی آیت بھی بتاتی ہے۔ کیونکہ اس میں ذکر ہے کہ خدا نے ہر انسان کو نیک و بد کی راہ سمجھا دی ہے۔ اس کے بعد وہ اپنے ارادہ سے یا تو شکر گزار ہے یا ناشکرہ۔ مَا تَشَاءُوْنَ کے معنے یہ ہیں کہ جب تک خدا کی طرف سے کسی کام میں تم کو مدد نہ ملے۔ تم کامیاب نہیں ہو سکتے۔ اللہ اعلم

(۱۵ ر صفر ۱۳۳۹ھ)

سوال:۔ امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو بہت سے علماء تابعی کہتے ہیں۔ مگر مولانا نذیر حسین مرحوم دہلوی نے لکھا ہے کہ تابعی ہونا ان کا ثابت نہیں۔ یہ کیا بات ہے۔ (۲۹ ر صفر ۱۳۳۹ھ)

جواب:۔ تابعی کی تعریف یہ ہے کہ جس نے باایمان صحابی کو دیکھا۔ اس طرح کا دیکھنا ثابت نہیں۔ جن لوگوں نے کہا۔ وہ اس بنا پر کہا ہے کہ امام صاحب کے زمانہ میں چند صحابہؓ زندہ تھے تو ملاقات ہوئی ہوگی۔ یہ حسن ظن ہے اس لئے حضرت میاں صاحبؒ دہلوی نے جو لکھا ہے وہ صحیح ہے۔

(۲۹ ر صفر ۱۳۳۹ھ)

سوال:۔ مردے سنتے ہیں یا نہیں۔ سنتے ہیں تو کیا دلیل۔ نہیں سنتے تو کیا۔ اگر سنتے ہیں تو ہم کو ان سے فائدہ ہے۔ یا نہیں۔ (۲۹ ر صفر ۱۳۳۹ھ)

جواب:۔ مردے اجسام بے جان ہوتے ہیں وہ نہیں سنتے۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ اِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰى۔ یعنی تیری آواز مردے نہیں سن سکتے۔ امام ابوحنیفہ کا بھی یہی مذہب ہے۔[1] سنتے ہوں تو بھی کچھ کام میں مدد نہیں کر سکتے۔ جب کہ حالت زندگی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ارشاد ہے۔

اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا۔ میں تمہارے نفع یا ضرر کا اختیار نہیں رکھتا۔ تو کسی اور زندہ یا مردہ کو کیا قدرت ہو سکتی ہے۔ کہ ہم کو فائدہ یا ضرر پہنچائے۔

(۲۹ ر صفر ۱۳۳۹ھ)

---

[1] اما سماع موتی پس ائمہ حنفیہ متفق اند بر نفی آں۔ (فتاویٰ نذیریہ جلد اول ص ۲۴۳)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال:۔ اولیاء اللہ کے گنبد کے پاس جاکر اُن سے دُعا کروانا جائز ہے یا نہ (۹ صفر ۱۳۵۳ھ)

جواب:۔ جائز نہیں۔ کیونکہ وہ سنتے نہیں۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غَافِلُونَ ، جن بزرگوں کو یہ لوگ پکارتے ہیں۔ وہ اُن کی پکار سے بے خبر ہیں۔ پھر ان سے دعا کیسی اور کیا فائدہ۔ (۲۹ صفر ۱۳۵۳ھ)

سوال:۔ بڑے پیر صاحب کی کتاب غنیہ میں مرجیہ کے بارے میں جو کچھ لکھا ہے۔ یہ کون بزرگ ہیں۔ آجکل جو ہندوستان میں حنفی ہیں یا کوئی اور۔

جواب:۔ حضرت پیر صاحب نے غنیہ میں بعض فرقوں کا ذکر کیا ہے اس بیان میں یوں لکھا ہے۔ "اصحاب نعمان بن ثابت مرجیۃ" یہ ان لوگوں کے حق میں ہے۔ جن کا یہ خیال ہے کہ ایمان کے ساتھ کوئی بُرا کام ضرر نہیں کرتا۔ اور نیک کام ترقی نہیں دیتا۔ ایسے لوگ جہاں کے ہوں۔ ہندوستان میں ہوں یا عرب میں ہوں وہ پیر صاحب کے نزدیک مُرجی ہیں۔ (اہلحدیث ۱۲ مارچ ۱۹۱۶ء)

سوال:۔ اللہ کی اور رسول کی بات چھوڑ کر غیر خدا کی غیر رسول کی بات ماننا کفر اور شرک ہے یا نہیں۔ غیر نبی کی تقلید کرنے والے کو کیا آنحضرت صلعم کی شفاعت ہونے کی کسی دلیل سے ثبوت ہے۔ جب بدعتی کو حوض کوثر سے آنحضرت صلعم ہانک دیں گے تو پھر ان کی شفاعت کیسی؟ مقلد دین کے اندر بدعتی ہے یا مشرک؟ رسول اللہ کا کلمہ پڑھتے ہوئے غیر نبی کی تقلید کرنے والا کیا مسلمان ہوسکتا ہے؟ (خریدار نمبر ۱۰۶۹)

جواب:۔ قرآن شریف میں مومن کی علامت یہ بتائی گئی ہے مَا کَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّلَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗٓ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ (پ ۲۲ ع ۲) کسی ایماندار مرد یا عورت کو جائز نہیں کہ اللہ اور رسول کے حکم کے بعد ان کو کوئی اختیار رہے اس آیت نے فیصلہ کر دیا ہے کہ اللہ یا رسول کی بات چھوڑ کر غیر خدا کی بات ماننی ایمان کے خلاف ہے۔ اسی میں سب کچھ آگیا۔ (۶ مئی ۱۹۳۲ء)

تشریح: حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب تنویر العینین میں فرماتے ہیں لیت شعری کیف یجوز التزام تقلید شخص معین مع تمکن الرجوع الی الروایات المنقولۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصریحۃ الدالۃ علی خلاف قول الامام المقلد فان لم یترک قول امامہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ففیہ شائبۃ من الشرک کما یدل علیہ حدیث الترمذی عن عدی ابن حاتم انہ سال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن قولہ اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَھُمْ وَرُھْبَانَھُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰہِ۔ یعنی کاش میری سمجھ میں یہ بات آجاتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاف صریح روایات کے مقابلہ میں کسی شخص معین کی تقلید کیسے جائز ہو سکتی ہے۔ جبکہ وہ روایات صراحت کے ساتھ مقلد امام کے قول کے خلاف آرہی ہیں۔ ایسی حالت میں امام کے قول کو نہ چھوڑنا اور احادیث صحیحہ صریحہ کو رد کر دینا اس میں ضرور شرک کی بو آتی ہے۔ جیسا کہ عدی بن حاتم نے کہا تھا۔ یا رسول اللہ درویشوں اور علماء کو رب بنانے کا مطلب کیا ہے (ہم نے کبھی ان کو رب نہیں بنایا) تو آپ نے فرمایا تھا کہ رب بنانا یہی ہے کہ جس حلال کو ان لوگوں نے حرام کر دیا اس کو تم نے حرام ہی جان لیا اور جس حرام کو حلال کر دیا اس کو تم بھی حلال ہی جاننے لگے۔ درویشوں اور علماء کا یہی رب ٹھہرانا ہے۔ اعاذنا اللہ منہ - ''سائل''

دیگر: عمل تقلیدی کسی ایک حجت شرعیہ میں سے نہیں ہے۔ یعنی عمل بقول اس شخص کے کرنا کہ جس کا قول بلا دلیل شرعی کے حجت نہ ہو اس کو عمل تقلیدی کہتے ہیں۔ اور تقلید کی تعریف یہ ہے۔ التقلید العمل بقول الغیر من غیر حجۃ متعلق بالعمل والمراد بالحجۃ حجۃ من الحجج الاربع کذا فی کتب الاصول الحنفیۃ وغیرھا کما لا یخفی علی الماھر بالاصول۔ پس تقلید کی تعریف سے حسب اصطلاح مقلدین کے واضح ہوا کہ عمل تقلیدی دلائل اربعہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واجماع صحابہؓ ومجتہدین اور قیاس صحیح مجتہد مسلم الاجتہاد سے خارج ہے اور یہ عمل تکلیفی شرعی اصلاً نہیں اور جو عمل بلا ادلہ اربعہ کے پایا جاوے وہ عمل تکلیفی شرعی نہیں وہ شرعاً مردود اور باطل ہے۔ پس عمل تقلیدی بھی مردود اور باطل ہوا۔ الحمد للہ کہ بے اصل شرعی ہونا تقلید کا بموجب اصطلاح مقلدین کے ثابت ہوا اور یہ مقلدین پر سخت حجت ہے۔ الیٰ آخرہ

العاجز محمد نذیر حسین عافاہ اللہ فی الدارین
فتاویٰ نذیریہ ج ۱ ص ۱۰۰

سوال:۔ مسلمانوں کا عام عقیدہ ہے کہ مسیح علیہ السلام جسدِ عنصری کے ساتھ آسمان پر اُٹھائے گئے اور واپس تشریف لائیں گے۔ برائے رفع شبہ سوالات ذیل کا جواب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مطلوب ہے۔

(۱) مخالفین نے سب نبیوں کو تکلیف دی۔ درپے قتل ہوئے۔ لیکن آسمان پر کوئی نہ اٹھایا گیا۔ مسیحؑ کے لئے ضرورت رفع کیا تھی۔ (۲) مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ۔ حدیث لا نبی بعدی۔ اس حدیث اور آیت نے کسی نئے اور پرانے نبی کے آنے کی نفی کر دی۔ اس لئے عہد رسالت محمدیہ میں حضرت مسیحؑ کا نزول جسمانی ممتنع اور محال ہے۔ رہا یہ خیال کہ ابن مریمؑ بحیثیت امامت نازل ہوں گے۔ سو یہ گمان بھی دو وجہ سے ناجائز ہے (۱) یہ کوئی نبی اپنے منصب نبوت سے معزول کو معطل نہیں ہو سکتا۔ (۲) یہ کہ اس خاص زمانہ میں امامت مہدیؑ کے لئے مقرر ہے۔ لہٰذا ابن مریمؑ جو اسرائیلی نبی ہیں امت محمدیہ کی ظاہری امامت کے لئے مستحق نہیں ہو سکتے۔

شیخ قاسم علی اور سیر منتیز

جواب: پہلے نبیوں کو دوبارہ بھیجنا منظور خدا نہ تھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام کو دوبارہ بھیجنا ہے تاکہ ان کے ہاتھ سے اشاعت اسلام ہو۔ پچھلی مسلسل زندگی ختم نبوت کے منافی نہیں۔ حضرت مسیحؑ دوبارہ آکر نبوت سے معزول نہ ہوں گے بلکہ بحال رہیں گے۔ ان کا کام قرآن کی تبلیغ بتفہیم الٰہی جیسے حضرت ہارون کی تھی۔ اس پر کیا سوال نبوت سے معزول کیسے ہوئے انبیاء کی جماعت اللہ کے نزدیک سب ایک ہے۔ تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ

۱۶ر اکتوبر ۱۹۳۱ء

سوال: وَمَا قَتَلُوْهُ وَمَا صَلَبُوْهُ وَلٰكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ۔ اس آیت کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ کوئی غیر آدمی مسیحؑ کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔ جس کو دار پر کھینچا گیا اور اس اثنا میں مسیحؑ آسمان پر اٹھائے گئے۔ اس کے متعلق سوالات ذیل کا جواب مطلوب ہے۔ (۱) رفع آسمانی کی علیحدہ شہادت کیا ہے؟ (۲) اس بات کا نقلی ثبوت کیا ہے۔ کہ مسیحؑ کی جگہ کوئی مصلوب ہوا۔ ایک کافر مردود روح اللہ کی شبیہ کیسے بن سکتا ہے۔ اگر ہو تو اس نے ہیرودیس اور پلاطوس حضور کیوں عذر نہ کیا۔ کہ میں عیسیٰ نہیں ہوں۔ کیا اس کا دل، زبان، حواس سب تبدیل ہو گئے تھے (۳) کیا فرضی مصلوب آسمان سے بہ حکم نازل ہوا تھا۔ یا اسی مجمع میں کوئی تھا۔ تو اس کا نام کیا تھا۔

سائل مذکور

جواب: قائلین وفات اس آیت کی تفسیر کرتے ہیں۔ میرے نزدیک وہ بھی قابل ترک نہیں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن شُبِّهَ لَهُمُ الْمَسِيحُ بِالْمَوْتِ إِلَّا أَنَّهُ لَمْ يَمُتْ۔ رفع کا عیسیٰ گواہ خود قائلِ قرآن اور فاعلِ مختار ہے۔

۱۶؍ اکتوبر ۱۹۳۱ء

تشریح۔ کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ عیسیٰ موعود میں ہوں اور وہ عیسیٰ مر گئے۔ سو ایسا دعویٰ کرنے والا کافر ہے یا مومن اور جو ایسے شخص کا معتقد ہو وہ کیسا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: جو شخص اپنے کو عیسیٰ موعود کہتا ہے اور عیسیٰ علیہ السلام کی موت کا قائل ہے وہ بڑا دجال کذاب منکر قرآن و احادیث متواترہ کا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ۔ وان من اهل الكتاب الّا ليؤمنن به قبل موته ای قبل موت عیسیٰؑ۔ کما قال ابن عباسؓ و ابو ہریرہؓ وغیرہما من السلف و ہو الظاہر۔ کما فی تفسیر ابن کثیر و فتح القدیر الشوکانی ہکذا فی الفتح۔ یہ آیت صاف دلالت کرتی ہے کہ عیسیٰؑ مرے نہیں بلکہ زندہ ہیں۔ احادیث صحیح صریحہ سے ثابت ہے کہ آخر زمانہ میں شام میں ان کا ظہور ہوگا۔ دجال کو قتل کریں گے لوگوں کو اس کے شر و فساد سے بچاویں گے اُن کی دعا سے یاجوج ماجوج کی قوم ہلاک ہوگی ان کے ہاتھ سے شر و فساد کا دروازہ بند ہو جاوے گا۔ جمیع اقوام یہود و نصاریٰ وغیرہ اسلام قبول کریں گے۔ عدل و انصاف سے سارا زمانہ معمور ہو جاوے گا۔ سات برس تک یہی حالت رہے گی۔ پھر آپ دنیا سے رحلت فرما دیں گے۔ یہ قصہ تمام کتب احادیث و عقائد میں مرقوم ہے اور اس پر تمام اہل سنت والجماعت کا اعتقاد ہے۔ ہاں بعض فرقہ ضالہ نے احادیث نزول عیسیٰؑ کو اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ سے منسوخ سمجھا اور تناقض خیال کر کے جملہ احادیث صحاح کو رد کیا۔ اُن کی سوءِ فہمی نے انہیں چاہِ ضلالت میں ڈالا۔ فی الحقیقت کوئی تناقض نہیں ہے۔ کیونکہ اس میں شک نہیں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہ ہوگا اور جو حضرت عیسیٰؑ کا نزول آخر زمانہ میں ہوگا۔ وہ مستقل و جدید شریعت کے ساتھ نہیں ہوگا۔ بالجملہ جمیع اہل السنت والجماعت کا یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ زندہ ہیں اور جو شخص اُن کی حیات کا منکر اور مثل یہود مردود کے قتل ہونے کا یا طرد بجز و فوت ہونے کا قائل ہو اور اپنے آپ کو عیسیٰ کہتا ہو ایسے شخص کے کفر میں کوئی شبہ نہیں اور جو شخص ایسے اعتقاد والے کا پیرو ہو وہ بھی احاطۂ اسلام سے باہر ہے۔ واللہ اعلم

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حررہ عبدالحفیظ عفی عنہ - ۳۰ رجب ۱۳۱۷ھ

سید محمد نذیر حسین

فتاویٰ نذیریہ جلد اوّل ص ۳ تا ۵

سوال: مرزائیوں کو السلام علیکم کہنا یا سلام کا جواب دینا جائز ہے یا نہیں۔ مرزائیوں کے گھر ماتم پرسی کو جانا جائز ہے یا نہیں۔ جبکہ وہ ہمارے گھروں میں ماتم پرسی کو آتے ہیں۔ مرزائی اگر دعوت ولیمہ کے واسطے کہے تو قبول کرنا جائز ہے یا نہیں۔ اگر مرزائی ہماری مسجد کی تعمیر میں جہاں وہ خود بھی نماز پڑھتا ہے کچھ رقم بطور چندہ دیوے تو لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اس میں شک نہیں کہ مرزائی گروہ عربی اسلام سے بالکل الگ ہے۔ ان کی روش سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مرزا صاحب کے اقوال و افعال کو سند مانتے ہیں۔ بلکہ احادیث سے بھی مقدم سمجھتے ہیں۔ یہ کہہ کر کہ وہ حکم عدل تھے ان کا فیصلہ ہر بات میں فیصل ہے۔ اس لئے ایسے گروہ کے ساتھ کوئی معاملہ بحیثیت مسلمان کے نہیں کرنا چاہیے۔ تعزیت کرنا، دعوت شادی قبول کرنا، رسمی سلام کرنا، مسجد میں چندہ لینا۔ یہ مخصوص قوم مسلم سے نہیں ہیں۔ کیونکہ غیر مسلموں سے بھی یہ برتاؤ کرنا جائز ہیں۔ جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہود و نصاریٰ سے برتاؤ کرتے تھے۔ اللہ اعلم۔

۱۳ ستمبر ۱۹۱۷ء

بیان امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد

عرصہ ہوا۔ میں نے مرزا صاحب کا نوشتہ "براہین احمدیہ" میں پڑھا تھا کہ آیت ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہٗ علی الدین کلہٖ سیاسی طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حق میں ہے۔ جب حضرت عیسیٰ دوبارہ اس دنیا میں آئیں گے تو سب ادیان پر اسلام کو غلبہ ہوگا۔ میں بلکہ بہت سے مسلمان مرزا صاحب کی اس تحریر کے مطابق حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد کے منتظر رہے۔ جب ہماری آنکھیں پتھرا گئیں تو خدا خدا کر کے قادیان سے آواز آئی۔ کہ جس عیسیٰ موعود کے تم منتظر تھے وہ میں ہوں۔ تو بے ساختہ ہمارے منہ سے نکلا ؎

خواستیم آنچہ ما فرا ز آمد   آب از جوئے رفتہ باز آمد

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس لئے ہم اس سیاسی غلبہ کے منتظر رہے ۔ جو جناب مرزا صاحب نے "براہین احمدیہ" کے صفحہ ۴۹۹ پر مسیح موعود پر لکھا تھا۔ اور ہم بہت خوش تھے۔ کہ اب مسلمانوں کو ایک ایسا روحانی لیڈر مل گیا۔ جو ان کو اسلام کے پہلے عروج پر بلکہ اس سے بھی اوپر پہنچائے گا۔ مگر واقعات نے ثابت کر دیا۔ کہ ؎

جو آرزو ہے اس کا نتیجہ ہے انفعال اب آرزو یہ ہے کہ کوئی آرزو نہ ہو

آہ ۔ ہماری بدنصیبی اور سیہ بختی کی کوئی حد نہیں رہی ۔ جب کہ ہم نے اس مسیح موعود کو یہ کہتے سنا۔ جو ہم کو غیروں کی غلامی سے آزاد کرانے اور دین اسلام کو بام عروج پر پہنچانے کو آیا تھا۔ اس کی قلم کے لکھے ہوئے الفاظ جب ہم نے پڑھے کہ "انگریزوں کی حکومت کو اُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ کی حکومت سمجھو" (رسالہ ضرورت امام)

ساتھ ہی اس کے یہ امر ہماری حیرت میں اضافہ کرنے کو کافی سے زیادہ ثابت ہوا۔ جب ہم نے ان کی تحریروں میں یہ بھی پڑھا کہ انگریزی قوم یاجوج ماجوج ہے ۔ (حمامۃ البشریٰ)

ہم حیران ہوئے ۔ کہ الٰہی یہ دو مقدمات کیسے صحیح ہیں ۔

(۱) انگریز یاجوج ماجوج ہیں (۲) انگریز ہمارے اولی الامر منکم ہیں ۔

ان دونوں مقدموں کا نتیجہ منطقی اصول سے تو یہی برآمد ہوتا ہے ۔ کہ "ہم (مرزا صاحب کو ماننے والے) یاجوج ماجوج ہیں۔ واللہ یہ نتیجہ سمجھ کر ہمارے دل کانپ اٹھے کہ الٰہی یہ کیا ماجرا ہے ۔ وہ عیسیٰ مسیح موعود جو مسلمانوں کے سیاسی غلبہ اور دینی ترقی کے لئے آئے تھے ۔ انہوں نے آج اپنے اتباع کو یاجوج ماجوج کے ماتحت رہنے کا۔ بلکہ ان کو اپنے میں سے جاننے کا حکم دیتے ہیں ۔ یا للعجب

اس کے علاوہ ہم نے دنیا کے واقعات پر غور کیا تو ناقابل تردید صداقت یہ پائی کہ حضرت مرزا صاحب کے پیدا ہونے اور دعوی مسیحیت کرنے سے پہلے مسلمانوں کی سیاسی حالت جو تھی وہ آج سے بہت اچھی تھی ۔ دنیا کے بہت سے ملکوں میں ان کی آزاد حکومتیں تھیں ۔ ان کو سیاسی اعزاز حاصل تھا ۔ مگر جوں ہی اس مسیح موعود نے ظہور فرمایا ۔ وہ سیاسی کیفیت تبدیل ہونے لگے ۔ یہاں تک کہ یہ منحوس آواز بھی ہم نے سنی کہ قسطنطنیہ پر غیر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا جو بہادر جوانمرد (غیر مسیح موعود) کی ہمت سے اُڑ گیا ۔ ﷲ الحمد ۔

یہ تو ہوئی مسلمانوں کی سیاسی کیفیت ۔ اس کے علاوہ مذہبی کیفیت میں بھی اسلام کچھ ترقی نہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کر سکا۔ نہ مسلمانوں کی مردم شماری میں نمایاں ترقی ہوئی۔ نہ اقتصادی امور میں کچھ کامیاب ہوئے۔ بلکہ جس مذہب عیسویت کو مٹانے کے لئے (فرضی) حضرت مسیح موعود تشریف لائے تھے۔ اس کی دن دونی، رات چوگنی ترقی ہوئی۔ دور نہ جائیں اور کبوتر کی طرح ہم آنکھیں بند نہ کریں۔ تو ہم کو مسیح موعود حضرت مرزا صاحب کے اپنے ملک میں نظر آتا ہے۔ کہ ان کے دعوے سے پہلے عیسائی چند نفوس تھے۔ مگر آج صرف پنجاب میں نصف کروڑ کے قریب پہنچ گئے ہیں۔

یہ ہیں واقعات جو ہم کو حضرت مرزا صاحب کے مذہبی اور ملکی رہنما بنانے میں مانع ہیں اور بیساختہ ہمارے قلم سے یہ شعر نکل رہے ہیں ؎

یہ مان لیا ہم نے کہ عیسیٰ سے سوا ہو جب جانیں کہ درد دل عاشق کی دوا ہو

(اہلحدیث امرتسر صفحہ ۱۲ صفر ۱۳۴۳ھ)

سوال: بکر کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ کو زندہ یا فوت شدہ ماننا۔ بغیر باپ کے یا باپ والا ماننا۔ ہمارے لئے جزو ایمان نہیں ہے۔ بلکہ جزو ایمان یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ کو بشر اور رسول مانے۔ اور الوہیت میں شریک نہ کرے۔ کیونکہ حضرت مریم کی شادی یوسف نامی بڑھئی سے ہوگئی تھی۔ اور حضرت عیسیٰ کی پیدائش مثل عام انسانوں کے ہوئی۔ اس لئے وہ ابن اللہ نہیں ہو سکتے۔

جواب: قرآن مجید سے جو کچھ ثابت ہے اس پر ایمان رکھنا ضروری ہے۔ چاہے حضرت موسیٰ کا دعویٰ رسالت ہو یا فرعون کا دعویٰ خدائی۔ یعنی یہ ماننا بھی داخل ایمان ہے۔ کہ فرعون نے کہا تھا أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَىٰ۔ پس ان معنوں سے حضرت عیسیٰ کی پیدائش بلا باپ ماننا داخل ایمان ہے کیونکہ قرآن شریف سے ثابت ہے۔ مَا كَانَ أَبُوكِ امْرَأَ سَوْءٍ وَمَا كَانَتْ أُمُّكِ بَغِيًّا۔ یوسف سے نکاح ہونا انجیل میں مذکور ہے۔ مگر اسی انجیل میں یہ بھی مرقوم ہے کہ مریم یوسف کے ملاپ سے پہلے روح القدس سے حاملہ ہو چکی تھی۔ اس لئے یہ نکاح مسیح کی ولادت بے باپ ہونے کے مخالف نہیں۔ (۲۰ اپریل ۱۹۳۴ء)

سوال: عیسیٰ علیہ السلام کی مائی صاحبہ کا نکاح کب ہوا؟

جواب: اسلامی روایات میں اس کا ثبوت نہیں۔ (یکم جون ۱۹۳۴ء)

دیگر: حضرت عیسیٰ علیہ السلام معمولی طور پہ بے باپ مولود تھے (۱۸ مئی ۱۹۳۴ء)

سوال: غیر مسلمان یعنی ہندوؤں سے میل جول رکھنا۔ دینی اور دنیاوی کاموں میں مشورہ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لینا، ہندؤوں کو آداب اور سلام کہنا سنتِ محمدیہ کے موافق ہے یا مخالف؟ ہم ناقصوں کے لئے صاف صاف بیان کرنا۔

جواب: جس ہندو سے تعلق ہو اور اس تعلق میں قابل بھروسہ ہو اس سے مشورہ کرنا جائز ہے جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ابوطالب سے مشورہ وغیرہ کیا کرتے تھے۔ ایسا ہی کسی معزز ہندو کے لائق اس کو آداب سلام کہنا منع نہیں۔ حدیث شریف میں ہے۔ اذا جاء کم کریم قوم فاکرموہ۔

۱۴ رجب ۱۳۴۷ھ

www.KitaboSunnat.com

بیان مہاتما گاندھی ریفارمر ہند

مسلمانوں کے ساتھ گہرے تعلقات ہونے کی وجہ سے میں نے پیغمبر اسلام (علیہ السلام) کی زندگی کا مطالعہ کرنا اپنا فرض سمجھا۔ میں نے پہلے پہل افریقہ میں ان کی زندگی کو پڑھنے کی کوشش کی۔ لیکن اس وقت میں اردو کی کافی قابلیت نہیں رکھتا تھا۔ ہندوستان میں اپنے ایام اسیری کے دوران میں مجھے خوش قسمتی سے موقع مل گیا۔ اور میں نے مولانا شبلیؒ کی تصنیف کردہ "حضرت محمد علیہ السلام" کی سوانح حیات کو پڑھا۔ یہ کتاب مجھے مرحوم حکیم اجمل خان" نے میری درخواست پر جیل بھیجی تھی۔ حضرت کی زندگی کے علاوہ میں نے ان کے دوسرے ساتھیوں کی زندگیوں کو بھی پڑھا ہے۔ علاوہ ازیں میں نے "اسلام اور حضرت محمد صاحب" (علیہ السلام) کے متعلق انگریزی زبان میں بھی بہت سی تصنیفات کا مطالعہ کیا ہے۔ اس مطالعہ سے میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ وید دل کر گیتا کے علاوہ قرآن اور بائیبل بھی میرے لئے مستند کتب ہیں۔ حضرت محمدؐ اور حضرت مسیح دونوں راست پیغمبر تھے۔ اسلام کے مطالعہ سے میں نے یہ نتیجہ اخذ کیا ہے کہ پیغمبر اسلام ستیہ کے متلاشی اور خدا ترس بزرگ تھے۔ میں جانتا ہوں کہ میں یہ باتیں کہہ کر آپ کے سامنے کوئی نئی بات پیش نہیں کر رہا ہوں۔ میں آپ کو صرف یہ بتا رہا ہوں۔ کہ پیغمبر اسلام کی زندگی نے مجھ پر کس طرح اثر کیا۔ ان پر انتہائی مظالم کئے گئے۔ لیکن وہ سچائی کے راستہ پر چلتے گئے۔ انہوں نے نتائج کا خیال کئے بغیر وہی کیا جو ان کے خیال میں درست تھا۔ اگر ان کے خیال میں کوئی تبدیلی ہوتی تھی تو وہ بلاخوف دوسرے ہی دن اس کا اظہار کر دیتے تھے۔ پیغمبر اسلام ایک فقیر تھے اور انہوں نے دنیا کی تمام چیزوں کو ترک کر دیا تھا۔ اگر ان کی خواہش ہوتی تو وہ بہت سی دولت جمع کر سکتے تھے۔ جب میں ان کی، ان کے خاندان کی اور ان کے ساتھیوں کی غریبی کے حالات پڑھتا ہوں۔ تو میری آنکھوں میں مسرت کے آنسو آ جاتے ہیں۔ میرے جیسا ستیہ کی متلاشی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کس طرح اس شخص کی عزت کئے بغیر رہ سکتا ہے۔ جس کا دماغ ہمیشہ خدا کی طرف لگا رہا۔ جو ہمیشہ خدا سے ڈرتا رہا۔ اور جس کے دل میں بنی نوع انسان کے لیے بے انداز رحم تھا۔ آپ تمام قرآن پڑھتے ہیں۔ لیکن آپ میں سے بہت کم اس کی تعلیم پر عمل کرتے ہیں۔ آپ کہیں گے کہ اگر ہم قرآن کی تعلیم پر عمل نہیں کرتے تو ہندو بھی تو گیتا کی تعلیم پر نہیں چلتے۔ آپ کا یہ کہنا درست ہے۔ میرا یقین ہے کہ اگر دونوں فرقے اپنے اپنے مذہب کی تعلیم پر چلیں تو فرقہ وارانہ جھگڑے ماضی کی داستان بن کر رہ جائیں گے۔ اس وقت دونوں فرقوں کے اشخاص نے اپنی عقل کو خیرباد کہہ کر ایک دوسرے پر کیچڑ پھینکنا اپنا جزو ایمان بنا رکھا ہے۔ اگر ایک بھی مسلمان صورتِ حالات کا احساس کرے تو میں سمجھوں گا کہ آپ کے سامنے میری تقریر فضول نہیں گئی۔

(اہلحدیث ۲۰ جولائی ۱۹۳۴ء)

سوال: میرے والدین نے پیدائش کے وقت میرا نام غلام نبی رکھا ہے۔ لیکن یہاں کے اہلحدیث عالم کہتے ہیں کہ یہ ناجائز ہے۔ کیا اس میں شرک ہے؟

جواب: حضرت شاہ ولی اللہ صاحب مرحوم نے زیر آیت فَلَمَّا تَغَشّٰهَا ایسے ناموں کو شرک لکھا ہے۔ فرماتے ہیں۔ ازاینجا دانستہ شد شرک در تسمیہ نوعیست از شرک چنانکہ اہل زمان ما غلام فلاں، عبد فلاں نام می نہند۔

(۲۳ رشوال ۱۳۵۰ھ)

سوال: علوم خمسہ مندرجہ اخیر سورۂ لقمان کا علم آنحضور علیہ السلام کو بذریعہ وحی معلوم تھا یا نہیں۔ کیا ان پانچ باتوں کا علم اللہ تعالیٰ نبیوں کو بذریعہ وحی بتا دیتا تھا۔ یا نہیں۔ کتاب الطیب مصنف نعیم الدین صاحب مرادآبادی میں لکھا دیکھا ہے کہ بتا دیا تھا۔ علم غیب کی تعریف کیا ہے؟

(عبدالحق از لائلپور)

جواب: علم غیب کی تعریف قرآن مجید میں مذکور ہے۔ ارشاد ہے۔ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ۔ (پ ۷ ع ۱۳)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے بڑھ کر کسی کی شہادت معتبر نہیں ہوسکتی۔ انہوں نے فرمایا۔ جو کوئی کہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو علم غیب تھا وہ جھوٹا ہے۔ اُن کا استدلال بھی سورۂ لقمان کی آخر آیت ہی سے تھا۔ علم غیب کو دو حصوں ذاتی اور وہبی پر تقسیم کرنا ناواقفی کا ثبوت ہے۔ مخلوق کو جتنا بھی علم حاصل ہوتا ہے وہ سب وہبی ہے ذاتی کسی کو بھی نہیں بحکم آیت وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا بِمَا شَاءَ۔ (آیۃ الکرسی)۔ مخلوق خدا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے علم کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ مگر جس قدر چاہے۔ ۱۲ ربیع رمضان ۱۳۶۳ھ

سوال: کیا بخاری و مسلم کی ہر ہر حدیث پر عمل کرنا۔ بخاری و مسلم کی تقلید نہیں ہے؟

جواب: بخاری مسلم ہو یا کوئی اور جس کتاب میں احادیث مرفوعہ ہوں۔ اس پر عمل کرنا ان احادیث مرفوعہ پر عمل کرنا ہے۔ یہ اُن محدثین کی تقلید نہیں کیونکہ تقلید کسی غیر نبیؐ کے ذاتی قول کو ماننے کا نام ہے۔ ۱۲ رمضان ۵۴ھ

تشریح امام صاحب کی (بخاریؒ) کل تصنیفات ہیں الجامع الصحیح۔ جو آج **بخاری** کے نام سے مشہور ہے۔ اور دنیا کے تمام اُن حصوں میں جہاں جہاں اسلامی اثر پہنچا ہے۔ شائع ہے۔ خصوصیت کے ساتھ قابل ذکر ہے۔ جن وجوہات سے مسلمانوں نے امام بخاریؒ کو امام المحدثین امیر المومنین فی الحدیث کا لقب دیا ان میں ایک یہ مبارک کتاب بھی ہے۔ یہ رتبہ فضیلت۔ یہ شرف باعتبار متقدمین سے لے کر متأخرین تک اسلام میں نہ کسی محدث کی تصنیف کو حاصل ہوا۔ نہ کسی فقیہ اور امام کی تالیف کو۔ آج اسلام میں کتاب اللہ کے بعد کس کی تالیف اور کون سی کتاب ہے۔ جس کے آگے کل اسلامی دنیا سر تسلیم خم کرتی ہے ؎

لہ الکتاب الذی یتلوا الکتاب ھدی ھذی السیادۃ طودٌ لیس ینصدع

(طبقات کبریٰ)

صحیح بخاری ایک ایسی کتاب ہے کہ اگر صرف اسی کی تعریف لکھی جائے اور ہر پہلو سے اس پر مستقل بحث کی جائے تو کئی ضخیم جلدیں لکھنی پڑیں۔ علامہ ابن خلدون اپنی مشہور تاریخ کے مقدمہ میں (جس میں انہوں نے علم تاریخ کے حکیمانہ اصول اور فلسفیانہ نکتے و تمدنی قواعد ضبط کئے ہیں) فرماتے ہیں۔ ولقد سمعت کثیرا من شیوخنا رحمھم اللہ یقولون شرح کتاب البخاری دین علی الامۃ۔ یعنی میں نے اپنے اکثر اساتذہ اور شیوخ کو فرماتے سنا کہ صحیح بخاری کی شرح لکھنے کا قرض امت پر اب تک باقی ہے۔

علامہ ابن خلدون آٹھویں صدی کے مورخ ہیں۔ نویں صدی کے ابتداء میں وفات پائی ہے۔ مقدمہ تاریخ کو انھوں نے ۷۷۹ھ میں ختم کیا ہے۔ اس وقت تک صحیح بخاری کی شروح کثرت سے لکھی جا چکی تھیں۔ تیسری صدی کے بعد ہی سے اس کی شرح کی طرف اہل علم متوجہ ہو گئے۔ لیکن اس فاضل مؤرخ کے تتبع و استقراء اور تحقیق میں کوئی شرح

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس قسم کی نہیں لکھی گئی جو صحیح بخاری کے نکات فقہیہ اور تدقیقات حدیثیہ و تاریخیہ کی طرف پوری طرح رہبر ہو سکے۔ جہاں تک خیال کیا جاتا ہے۔ زمانہ موجودہ تک صحیح بخاری کے شروح کی تعداد سینکڑوں تک پہنچ چکی ہے۔ اور اہل علم نے کوئی پہلو یا کوئی موضوع ایسا نہیں چھوڑا۔ جس پر بحث نہ کی۔ کسی نے نحوی تحقیقات سے بحث کی۔ کسی نے صرف تراجم ابواب کو موضوع ٹھہرا کر کتاب لکھی۔ کسی نے لغات سے بحث کی۔ کسی نے رجال سے، کسی نے تعلیقات کو موصول کیا کسی نے متابعات سے بحث کی۔ کسی نے استخراج کیا، کسی نے استدراک کیا، کسی نے تنقید پر کتاب لکھی۔

تاہم امام بخاری رحمہ اللہ کے دقیق خیال اور لطیف استدلال تک بہت کم لوگوں کی رسائی ہوئی۔ علامہ ابو الخیر سخاوی التبر المسبوک فی ذیل السلوک میں علامہ ابن حجر رحمہ اللہ کے ترجمہ میں فتح الباری نسبت رقمطراز ہے۔ کہ اگر فاضل ابن خلدون کو فتح الباری سے واقفیت ہوئی ہوتی جنھوں نے یہ لکھا تھا کہ صحیح بخاری کی شرح کا دین امت پر باقی ہے۔ تو اس شرح کو دیکھ کر اُن کی آنکھیں اس دین کے بھر پانے سے ٹھنڈی ہوتیں۔ لیکن بقول ہمارے بعض شیوخ کے کیا معلوم کہ فاضل مؤلف کے بلند خیال میں بھی دین ادا ہوا یا ابھی باقی ہے۔ حقیقت امر یہ ہے کہ یزیدک وجہہ حسنا اذا ما زدتہ نظرا۔ یہ مصرعہ شاید اسی مبارک کتاب کے لئے موزوں ہوا ہے۔ جس قدر جس کو زیادہ غور کا موقعہ ملتا ہے۔ اسی قدر نکات فقہیہ اور تدقیقات حدیثیہ سے اس کے دل و دماغ کو بہرہ یابی ہوتی ہے۔ اس کی رفعت شان کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ تیئیس کروڑ افراد انسانی (باستثناء معدودے چند) اس کو مایۂ ناز سمجھتے ہیں۔ اور یقین کرتے ہیں کہ ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال، افعال، تقریرات اس تنقید اور تحقیق کے ساتھ اس کتاب میں جمع کئے گئے ہیں۔ کہ اس سے بڑھ کر ہونا غیر ممکن ہے۔ وہ یقین رکھتے ہیں کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے اپنی

---

[1] حضرت علامہ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ کی مشہور عالم کتاب ہے۔ جس کو لکھ کر آپ نے حضرت امام بخاری رحمہ اللہ کی صحیح بخاری کا امت کے سر سے قرض ادا کر دیا۔ یہ کتاب تحقیقات اور تدقیقات کے اعتبار سے نہایت بے نظیر ہے۔ جس میں بخاری شریف کی ہر پہلو سے بہترین تشریح کی گئی ہے۔ ۸۱۷ھ میں علامہ ابن حجر رحمہ اللہ نے اس کی تالیف کا کام شروع کیا اور ۸۴۲ھ میں مکمل ہوئی۔ (راز)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

جانفشانی اپنی محنت، اپنی سعی، اپنی جاں نثاری، اپنے خداداد حافظہ کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا قرآن مجید کے بعد اس کتاب کی صحت کا اقرار کرنے اور ماننے میں عرب و عجم۔ اہل حجاز، اہل شام اہل عراق، اہل ہند، ترکی، کابلی، بربری، افریقی، رومی، روسی، بدوی۔ شہری محدث فقیہہ متکلم صوفی سب متساویۃ الاقدام ہیں۔

ٹومس ولیم بیل اور نٹیل۔ بیوگریفیکل ڈکشنری مطبوعہ لندن ۱۸۹۰ء میں لکھتے ہیں۔
امام بخاریؒ کی تصنیف صحیح بخاری کی سب سے زیادہ قدر کی جاتی ہے۔ اور روحانی و دنیاوی معاملات، غرض دونوں حیثیت سے قرآن کے بعد معتبر سمجھی جاتی ہے۔ آگے لکھتے ہیں اس کتاب میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی وحیاں والہامات اور افعال و اقوال ہی نہیں مندرج ہیں۔ بلکہ قرآن کے اکثر مشکل مقامات کی تفصیل بھی درج ہے۔

(ملخص از کتاب سیرۃ البخاریؒ صفحہ ۱۶۱ تا ۱۶۶۔ مصنفہ حضرت مولانا محمد عبدالسلام مبارکپوری)

سوال: کیا بخاریؒ و مسلمؒ معصوم عن الخطا تھے۔ کیا ان سے حدیثوں کے جمع کرنے میں کوئی غلطی نہیں ہوئی۔

جواب: انسانی طاقت کے لحاظ سے بخاری و مسلم کو بے غلط کہنا صحیح ہے گو امام بخاری اور امام مسلم معصوم عن الخطا نہیں تھے۔

۲۹ رنومبر ۱۹۳۵ء

سوال: کُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ سے کیا مراد ہے۔ کل چیز میں فرشتے بھی شامل ہیں یا نہیں۔

جواب: فرشتے اہل ہستی میں قابل فنا ہیں۔ مگر سب چیزوں کے ساتھ فنا نہ ہوں گے۔ کیونکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے وَانْشَقَّتِ السَّمَاءُ فَهِيَ يَوْمَئِذٍ وَاهِيَةٌ وَالْمَلَكُ عَلَىٰ أَرْجَائِهَا وَيَحْمِلُ عَرْشَ رَبِّكَ فَوْقَهُمْ يَوْمَئِذٍ ثَمَانِيَةٌ۔ آسمان پھٹ کر بوسیدہ ہو جائے گا۔ اور فرشتے آسمان کے کنارے پر کھڑے ہو جائیں گے۔ اس آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ آسمان و زمین کے برباد ہونے کے وقت بھی فرشتے موجود ہوں گے۔ اللہ اعلم

۳۰ رشعبان ۱۳۵۴ھ

سوال: سرحد سوا ہمیں ایک اشتہار حنفی کا مل گیا تھا۔ دیکھا تو اس میں تحریر تھا کہ غیر مقلدین اپنے عقائد ہم میں دیکھو۔ ان میں ایک مولوی محمد اسمٰعیلؒ اپنی کتاب تقویۃ الایمان مطبوعہ دہلی صفحہ ۱۵ سطر نویں سے دسویں تک لکھتا ہے۔ کہ یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔ اس عبارت میں فقرہ ظاہر مخلوق عام ہے۔ جس میں انبیاء کرام و صحابہ و دیگر اولیاء و شہداء و غوث و قطب۔ غرض کہ جتنے ہیں وہ سب داخل ہیں تو کیا یہ اصحاب متذکرہ بالا بھی خدا کی شان کے آگے نعوذ باللہ چمار سے بھی زیادہ ذلیل ہیں۔

جواب: مولانا شہید رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ لوگ سمجھتے نہیں۔ بلکہ سمجھنے کی کوشش بھی نہیں کرتے۔ شہید مرحوم نے اس سے پہلے لکھا ہے کہ شرک کرنے کی مثال یہ ہے کہ بادشاہ کا تاج اُتار کر چمار کے سر پر رکھ دینا۔ اس پر سوال پیدا ہوتا تھا۔ کہ چمار بھی بادشاہ کی طرح انسان ہے خدا چاہے تو چمار کو بادشاہ بنا دے۔ ہو کیا۔ اس کا جواب شہید نے دیا کہ ہاں چمار تو بادشاہ کی جنس کا ہے۔ مگر مخلوق ساری خدا کی شان کے ساتھ وہ نسبت نہیں رکھتی۔ جو چمار کو بادشاہ کے ساتھ ہے۔ بلکہ چمار سے بھی گھٹیا ہے۔ کیونکہ چمار اور بادشاہ دونوں ایک جنس ہیں مگر خدا کی جنس کا کوئی نہیں "وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ"۔ مولانا شہید اگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے ہوتے تو تقویۃ الایمان کے شروع میں یہ نہ کہتے؟

"الٰہی ہزار ہزار شکر تیری ذات پاک کا کہ تو نے ہزاروں نعمتیں دیں اور اپنے حبیب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں بنایا"۔ اس عبارت میں امت محمدیہ میں ہونا اپنے پر خدائی احسان مانتے ہیں۔ پھر توہین کیسے کر سکتے تھے۔ (اہلحدیث امرتسر ۔۔۔)

سوال: بدعتی اور مشرک کی اولاد اور بیدینی کی اولاد جو نابالغ عمر میں مر جاتے ہیں وہ جنتی ہیں یا دوزخی اور ان کے جنازے کی نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

جواب: نابالغ بچے سب کے سب جنتی ہیں۔ خدائے پاک کسی کو بے گناہ دوزخ میں نہیں بھیجتا۔ وما اللہ یرید ظلما للعالمین۔ (سورۂ آل عمران۔ رکوع ۲)

(اہلحدیث ۷ رمضان ۱۳۳۲ھ)

سوال: ایک عالم خود تو عمل نہیں کرتا اور ممنوعات و منہیات سے نہیں بچتا۔ لیکن وہ دوسروں کو گناہوں سے پرہیز اور نیک عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے پس وہ عالم کیسا ہے۔ گنہگار ہے یا نہیں؟ اس کی پند و نصائح پر دوسروں کو عمل کرنا ضروری ہے یا نہیں اور اس عالم کی ہجو کرنی شرعاً کیسی ہے۔

(عبد الرؤف از بلہڑانہ۔ برار غربی)

جواب: ایسا عالم بیشک گنہگار ہے اور اس کی ہجو کرنی بھی جائز ہے۔ قرآن مجید میں دونوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتوں کا ذکر ہے۔ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۔ کَبُرَ مَقْتًا عِنْدَ اللّٰہِ اَنْ تَقُوْلُوْا مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ۔ مگر ایسا شخص وعظ کہے تو سننا چاہیئے۔ (اہلحدیث ۱۰ شوال ۱۳۵۳ھ)

سوال : تلاوتِ قرآن کو چھوڑ کر دیگر وظائف کرنا اور پھر ان وظائف کو قرآن مجید کی تلاوت پر ترجیح دینا کیسا ہے؟

جواب : قرآن مجید بہترین وظیفہ ہے۔ اسے کم درجہ سمجھ کر اور وظیفے کرنے والا سخت غلطی کرتا ہے۔ بہت جلد اسے توبہ کرنی چاہیئے۔ قرآن مجید میں قرآن کا نام احسن الحدیث آیا ہے۔ (۲ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ)

سوال : شریعت، طریقت، معرفت کی جامع مانع تعریف اور ان کی تفریق مجمل طور پر (محمد قاسم الیمنو)

جواب : شریعت ان احکام کا نام ہے جو قرآن و حدیث میں مذکور ہیں۔ ان احکام کو بخضوعِ قلب دل لگا کر ادا کرنا طریقت اور حقیقت ہے۔ حقیقت شریعت کے مخالف نہیں ہو سکتی بلکہ حقیقت شریعت کے لئے طریق کار کا نام ہے۔ اس لئے حضرت مجدد صاحب سرہندی قدس سرہٗ فرماتے ہیں۔ کل حقیقۃ ردتہ الشریعۃ فھی زندقہ (مکتوبات) یعنی حقیقت کے جس مسئلہ کو شریعت رد کرے وہ واقعی الحاد اور بیدینی ہے یہ تینوں طریقت، حقیقت اور معرفت دراصل شرعی احکام کے طریق کار کا نام ہیں۔ اور یہ تینوں دراصل ایک ہیں۔ (۹ ذی الحجہ ۱۳۵۳ھ)

سوال : اکثر حنفی لوگ کہتے ہیں کہ مولانا نذیر حسینؒ، شاہ اسمٰعیل شہیدؒ، نواب صدیق حسن خانؒ حنفی تھے۔ کیا یہ حق ہے؟

جواب : یہ تینوں صاحب پکے اہلحدیث تھے۔ مولانا نذیر حسین صاحبؒ کی کتاب معیار الحق اور مولانا اسمٰعیل شہیدؒ کی تقویۃ الایمان وغیرہ اور نواب صاحب مرحوم کی بیشمار کتابیں رد تقلید میں موجود ہیں۔ (۲۱ اپریل ۱۹۱۶ء)

سوال : کتاب حنفیاں میں لکھا ہے۔ کہ امام بخاریؒ، مسلمؒ، ترمذیؒ، نسائیؒ، دارمیؒ، ابن ماجہؒ وغیرہ امام شافعیؒ کے مقلد تھے۔

جواب : امام بخاریؒ وغیرہ سب اہلحدیث تھے۔ جو ان کو شافعیؒ کا مقلد کہتا ہے۔ اس نے کتابیں نہیں پڑھی ہوں گی یہ تو کئی جگہ امام شافعیؒ کی تردید بھی کرتے ہیں (۲۱ اپریل ۱۹۱۶ء)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریح: امام بخاریؒ کا مجتہد ہونا اور امام شافعیؒ کا مقلد نہ ہونا اس طور پر ثابت ہے کہ صحیح بخاری میں امام شافعیؒ سے آپ نے کچھ اخذ نہیں کیا۔ صرف ایک جگہ بلفظ ابن ادریس اُن کا نام تو لیا ہے۔ مگر اُن سے نہ کوئی حدیث لی ہے۔ اور نہ کوئی کسی اجتہادی مسئلہ میں ان کی پیروی کی ہے اور نہ کسی جگہ میں ان کا نام لے کر کسی مسئلہ میں ان کی تائید کی ہے۔ پس اس سے ثابت ہوا کہ وہ امام شافعیؒ کو لائق اتباع و باخذ روایت نہیں سمجھتے تھے۔ اگر ایسا سمجھتے تو ان کی روایت کو ترک نہ کرتے۔ پس باوجود ثقہ ہونے امام شافعیؒ کے ان سے امام بخاریؒ نے کوئی حدیث روایت نہیں کی۔ تو پھر وہ امام شافعیؒ کو اپنا امام کب سمجھ سکتے تھے اور ان کی تقلید کیسے اختیار کر سکتے تھے۔ اگر امام بخاریؒ امام شافعیؒ کے مقلد ہوتے تو امام شافعیؒ سے کسی مسئلہ میں اختلاف نہ کرتے۔ جیسا کہ بہت سے مسائل میں آپ نے امام شافعیؒ سے اختلاف کیا ہے۔ مثلاً امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ انسان کے بال بدن سے جدا ہونے پر نجس و ناپاک ہو جاتے ہیں۔ اور جس پانی میں وہ بال پڑ جائیں وہ پانی ناپاک اور پلید ہو جاتا ہے۔ سو امام بخاریؒ نے اس قول کو اپنی کتاب میں رد کیا ہے۔ اور اس پانی کا پاک ہونا اختیار فرمایا ہے۔ چنانچہ عینیؒ نے شرح بخاری میں فرمایا ہے۔ قال ابن بطال اراد البخاری رد قول شافعیؒ ان شعر الانسان اذا فارق الجسد نجس واذا وقع فی الماء نجس۔ یعنی ابن بطال نے کہا ہے۔ مراد امام بخاریؒ کی شافعیؒ کے قول کو رد کرنا ہے۔

امام شافعیؒ فرماتے ہیں کہ وضو میں تمام سر کا مسح کرنا واجب نہیں ہے۔ بلکہ ایک دو بال کا مسح بھی کافی ہے۔ سو امام بخاریؒ نے اس قول کا خلاف کیا ہے اور اس کے مقابلہ میں امام مالک کا وہ قول وارد کیا ہے جس سے بعض حصہ سر کے مسح کا عدم جواز معلوم ہوتا ہے۔

امام شافعیؒ کا قول ہے کہ سونے چاندی کی زکوٰۃ میں صرف دینار درہم لئے جائیں۔ نہ ان کی قیمت کے کپڑے۔ سو امام بخاری علیہ الرحمۃ نے اس کا خلاف کیا۔ اور یہ ثابت کیا ہے۔ کہ کپڑے وغیرہ بھی زکوٰۃ میں لینا درست ہیں۔ چنانچہ بخاری میں باب العرض فی الزکوٰۃ کا باب باندھا ہے۔ علامہ عینیؒ اپنی شرح بخاری میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث کے ساتھ ہمارے لوگوں (یعنی حنفیہ) نے دلیل پکڑی ہے اس پر کہ زکوٰۃ میں قیمت دینی جائز ہے۔ اور اسی واسطے ابن رشید نے کہا کہ بخاریؒ اس مسئلہ میں باوجودیکہ حنفیوں کے ساتھ بہت مخالف ہیں۔ موافق ہو گئے ہیں۔ اور کرمانی شارح بخاری نے کہا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ امام شافعیؒ کے نزدیک زکوٰۃ میں قیمت دینی جائز نہیں ہے۔ امام شافعیؒ کا قول ہے۔ جیسا کہ امام مالکؒ کا قول ہے۔ کہ ایک شہر کی زکوٰۃ دوسرے شہر کے مسکینوں کے واسطے منتقل نہ ہو۔ سو امام بخاریؒ نے اس کا خلاف کیا۔ اور اپنی صحیح میں فرمایا کہ جہاں کہیں فقیر ہوں ان کو زکوٰۃ دی جائے چنانچہ لکھا ہے۔ باب اخذ الصدقۃ عن الاغنیاء وترد علی الفقراء حیث کانوا۔

علی ہذا القیاس صحیح بخاری میں اس قسم کی بہت مثالیں ہیں۔ پس ان مسائل کو دیکھ کر کوئی منصف مزاج یہ نہیں کہہ سکتا کہ امام بخاریؒ امام شافعیؒ کے مقلد تھے۔ ہاں یہ بات مسلم ہے کہ امام بخاریؒ کو بہت مسائل میں امام شافعیؒ کی رائے سے اتفاق ہے۔ مگر چونکہ کئی ایک مسائل میں ان کو امام شافعیؒ سے اختلاف بھی ہے۔ لہٰذا اس امر کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ ان مسائل اتفاقیہ کے لحاظ سے امام بخاریؒ کو امام شافعیؒ کا مقلد ٹھہرایا جاوے۔ اور ان مسائل اختلافیہ کے لحاظ سے ان کو تارک تقلید امام شافعیؒ نہ خیال کیا جاوے۔ یہ ترجیح بلا مرجح ہے جس کا کوئی عقل صاف والا قائل نہیں ہو سکتا۔ (حررہ محمد داؤد راز عفی عنہ)

سوال:۔ یہ جو پختہ عمارت قبر مقدس (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم) بنائی ہوئی ہے۔ اس فعل کا کون موجد ہے۔ اور کس زمانہ میں بنائی گئی۔ براہ کرم اس کی تاریخ لکھئے۔

جواب:۔ ۶۷۸ھ تک تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک پر کوئی قبہ نہ تھا۔ اس کے بعد ملک منصور صالحی کے زمانہ میں قبہ بنا۔ (کتاب وفاء الوفاء تاریخ مدینہ)

اہل حدیث ۱۱ جمادی الثانی ۱۳۵۵ھ

سوال:۔ حضور پرنورؐ فرماتے ہیں کہ اگر حضرت عیسیٰؑ اور موسیٰؑ میرے زمانہ میں ہوتے تو ان کو میری پیروی کے بغیر چارہ نہ تھا۔ کیا یہ حدیث صحیح ہے یا بے اصل و بے بنیاد۔

محمد بن ولی جونا گڑھی از رنگون

جواب:۔ یہ حدیث مشکوٰۃ میں یوں آتی ہے۔ لو کان موسیٰ حیا لما وسعہ الا اتباعی اگر موسیٰؑ زندہ ہوتے تو میری پیروی کرتے۔ عیسیٰؑ کا لفظ کسی صحیح حدیث یا معلوم الاسناد حدیث میں نہیں آیا۔ صرف تفسیر ابن کثیر میں زیر آیت وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ۔ یوں مرقوم ہے۔ وفی بعض الاحادیث لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لیکن نہ اس کی سند بتائی ہے نہ اس کا مخرج اس لئے صحیح معلوم الاسناد کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

۱۲ محرم ۱۳۶۵ھ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال:۔ بعض لوگ جماعت کے مانع ہوتے ہیں کہ غیر قوم ہنود کا چھوا ہوا پانی پینا جائز نہیں اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ جائز ہوگا لہٰذا مطابق شریعت جواب تحریر فرمائیں۔ (ابو المنظور لنڈ ا سہراز دہلی)

جواب:۔ اسلام میں چھوت نہیں۔ غیر مسلم کے ہاتھوں پر اگر ناپاکی نہیں لگی ہے تو اس کے ہاتھ کا پانی لینا جائز ہے۔ منع کی کوئی وجہ نہیں۔ (۱۷ر جون ۱۹۱۶ء)

سوال:۔ ایسی کونسی تفسیر ہے جو بالرائے نہ ہو۔ جس کی بنا تفسیر نبوی پر ہو۔ نیز متفق علیہ ہو۔ جس تفسیر میں یہ صفت نہ ہو وہ تفسیر بالرائے ہوگی۔ خواہ کسی سے منقول ہو۔ تفسیروں کا اختلاف اس بات کا کافی ثبوت ہے۔

جواب:۔ تفسیر بالرائے وہ ہے جو محاورہ عرب کے لحاظ سے خلاف ہو۔ اس تعریف کے مطابق جو بھی ایسی ہو۔ وہ بالرائے ہے۔ صحیح تفسیر وہ ہے جو محاورہ عرب کے موافق ہو۔ حدیث مرفوع کا بھی لحاظ رہے مگر الفاظ حدیث ممکن التاویل کو صحیح تاویل سے موافق قرآن کیا جائے گا۔ (۵ ہر اپریل ۱۹۱۳ء)

سوال:۔ صحیح حدیث کے ساتھ جو کوئی اپنے امام کے قول کا مقابلہ کرے اگر موافق ہو تو ملنے ورنہ حدیث کو چھوڑ کر اپنے امام کے قول پر اڑا رہے۔ ایسے لوگ مشرک ہیں یا کافر؟ (عبداللہ البارغ دیناجپور)

جواب:۔ ایک شرک باللہ ہے ایک شرک بالرسول ہے۔ یعنی جو عبادت میں کسی غیر کو ملا دے اس کا فعل شرک باللہ ہے اور جو اطاعت میں رسول کے ساتھ کسی کو ملا دے۔ اس کا فعل شرک فی الرسالۃ ہے۔ پس شخص مذکور کا فعل۔ قسم دوم سے ہے۔ (اہلحدیث ۱۶ر جون ۱۹۱۶ء)

سوال: کیا کوئی بادشاہ ہارون رشید (عرف سلیمان) ایسا بھی ہوا ہے۔ جس نے تعمیر بیت المقدس کی تھی۔ اگر ہوا تو کس سن میں؟

جواب:۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے تعمیر ثانی بیت کی کی ہے۔ اس تعمیر کا ذکر بائیبل کی کتاب اول سلاطین میں مذکور ہے۔ حضرت موسیٰؑ کے بعد ان کا زمانہ تھا۔ سنہ موسوی یہاں مروج نہیں (اہلحدیث ۲۲ ربیع الاول ۱۳۴۸ھ)

سوال:۔ اولیاء اللہ اور بزرگان دین کی قبروں کی زیارت کی غرض سے دور دراز کا سفر کر کے جانا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ اور کس نیت سے زیارت قبور کرنی چاہیئے۔

جواب:۔ قبروں کی زیارت کی وجہ سے تو خود الفاظ نبویہ میں موجود ہے۔ تزهد فی الدنیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی وہ دنیا سے بے رغبتی کرتی ہیں۔ پس اس نیت سے نہ تو دور دراز سفر کی حاجت ہے۔ جہاں کوئی گری گرائی قبر ہو وہ اس مطلب کے لئے زیادہ مفید ہے۔ اولیاء اللہ کے مزارات پر سفر کر کے جانا میرے ناقص علم میں ثابت نہیں۔ بلکہ بظاہر حدیث کے خلاف ہے۔ جس میں لا تشد الرحال الا ثلاثة مساجد۔ وارد ہے۔ یعنی تین مساجد کے سوا کسی مقام کو بہ نیت ثواب سفر کر کے جانا جائز نہیں۔ کعبہ شریف اور مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ

۱۷ رمضان ۱۳۳۱ھ

سوال :۔ یا زال الدین بین المسجدین کما تارز الحیة فی جحرها (مسلم ص۸۴) (۲) لا یزال اهل الغرب ظاهرین علی الحق حتی تقوم الساعة (مسلم جلد ۲ ص۱۴۳) (۳) لا یزال من امتی امة قائمة بامر الله و هو بالشام (بخاری جلد ۲ ص۱۰۷۱) ۔ (۴) سمعت رسول الله صلعم یقول الابدال یکونون بالشام وهم اربعون رجلا کلما مات رجل ابدل الله مکانه رجلا یسقی بهم الغیث وینصر بهم علی الاعداء یصرف عن اهل الشام بهم العذاب ۔

علماءِ حنفیہ مذاہب اربعہ کی صحت پر یہ احادیث اربعہ مذکورہ پیش کرتے ہیں۔ وجہ استدلال یہ ہے۔ کہ مسجد نبویؐ و مسجد بیت اللہ میں اور یمن و شام و کل عرب میں چار مذہب جاری ہیں لہذا بفرمان آنحضرت صلعم ہمارے چار مذاہب حق ہیں۔ عرض خدمت یہ ہے کہ اگر ان کی وجہ استدلال ثواب و حق ہے تو لوجہ آئندہ پرچہ میں اظہار کریں۔ ورنہ احادیث مذکورہ کا مطلب واضح کر کے پرچہ میں شائع کر دیں۔

جواب :۔ ابدال والی روایات میں سے کوئی بھی صحیح نہیں۔ شیخ الاسلام نے الفرقان میں مفصل لکھا ہے۔ واضح دلیل ان روایات کے ضعیف بلکہ غلط ہونے کی اس میں یہ ہے کہ حضرت علیؓ اور معاویہؓ کی لڑائی میں اہل شام یقیناً غلطی پر تھے۔ اگر ابدال شام مامور من اللہ ان میں ہوتے۔ تو ان کا غلطی پر رہنا یا ان کو غلطی پر سمجھنا صحیح نہیں ہوتا۔ پہلی روایت کا مطلب یہ ہے کہ قریب قیامت کے جب دنیا میں کفر و ضلالت پھیل جائے گا۔ اس وقت دین سکڑ کر صرف حجاز میں آجائے گا۔ لیکن ابھی وہ وقت نہیں آیا۔ دوسری حدیث میں اہل العرب (بالمهملہ) نہیں۔ بلکہ اہل الغرب (بالمعجمہ) ہے۔ جس کے کئی ایک معنی ہیں (شرح نووی ملاحظہ ہو)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علاوہ اس کے "ظاہرین علی الحق" کے معنی ہیں مسلطین علی الحکومت جو بالکل صحیح ہے۔ اس سے مذاہب اربعہ کی صحت ثابت نہیں۔ اس قسم کے سب روایات کا صحیح مفہوم وہی ہے۔ جو ایک حدیث میں یوں آیا ہے۔ (لا تزال طائفة من امتی منصورين على الحق لا يضرهم من خذلهم) یعنی ایک جماعت امت محمدیہ میں سے ہمیشہ حق پر غالب رہے گی۔ جن کو کوئی بھی ضرر نہ دے گا۔ یہ طائفہ بیشک اس قابل ہے کہ اس کو یہ حق کہا جائے۔ یہ کون لوگ ہیں۔ اس سوال کا جواب دینے کے لئے قرآن و حدیث کے صفحات بھرے پڑے ہیں۔ من يطع الرسول فقد اطاع الله - ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله جس کا خلاصہ یہ ہے کہ "سب کچھ اتباع سنت میں ہے"۔

محال است سعدیؒ کہ راہ صفا ۔ تواں رفت جز در پے مصطفےٰ

سہر ربیع الاول ۱۳۵۲ھ

سوال: مندرجہ ذیل حدیث کسی مستند کتاب میں مذکور ہے یا نہیں۔ اگر ہے تو صحیح ہے یا موضوع؟ اگر صحیح ہے تو کیا اس سے یہ نتیجہ اخذ ہو سکتا ہے کہ ہر شخص جس نے کلمہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہہ لیا ہے۔ وہ بلحاظ اعمال داخل جنت ہو جائے گا۔ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مُخْلِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ۔

جواب: حدیث کے جو الفاظ عربی میں آپ نے لکھے ہیں۔ یہ تو آئے ہیں۔ مشکوٰۃ شریف میں بھی یہ حدیث ہے۔ مگر اردو میں جو الفاظ لکھے ہیں کہ بلا لحاظ اعمال کے داخل جنت ہو جائیں گے۔ یہ ترجمہ ٹھیک نہیں۔ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو شخص خالص دل سے یہ کلمہ پڑھ کر عمل بھی کرے۔ وہ جنتی ہے۔ ہاں اگر ایسے وقت پڑھے کہ اس کو عمل کا موقع ہی نہ ملے۔ مثلاً مرنے کے وقت یہ کلمہ اُسے نصیب ہوا جس وقت اسے نماز روزہ کی فرصت نہیں۔ تو ایسے وقت میں اعمال کے بغیر بھی داخلہ جنت ہو جاتا ہے۔ انشاء اللہ۔

۱۶ ربیع الثانی ۱۳۴۳ھ

شرفیہ:۔ لوگ کلمہ لا اله الا الله کا معنی سمجھ کر کجروی کرتے ہیں۔ اس کا معنی یہ ہے کہ قائل اقرار کرتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کا حکم نہ مانوں گا۔ معبود کے معنی حاکم حقیقی، عبادت کے معنی حکم برداری، فرمانبرداری۔ پھر اگر فرمانبرداری نہ کرے گا تو اس کا ایمان ایسا ہے۔ جیسا کہ شیطان کا یعنی جھوٹا دعویٰ۔ خدا کو تو شیطان بھی مانتا ہے خَلَقْتَنِيْ

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ تَاْبِ اور اُنْظُرُنِیْ اور اِنِّیْ اَخَافُ اللّٰہَ رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ - قرآن مجید میں اس کے اقوال ثابت ہیں - ایمان کے معنی - اللہ تعالیٰ کو وحدہ لا شریک جان کر اس کا حکم ماننا - اس پر عمل کرنا - حدیث کا مطلب یہ ہے کہ مرتے وقت جس کا خاتمہ کلمۂ توحید پر ہوا وہ جنتی ہے - دخول اولی ہو - یا بعد سزائے اعمال عام ہے - "ابو سعید شرف الدین الدہلوی"

لطیفۂ ثنائی[1] خواجہ صاحب (خواجہ حسن نظامی صاحب مراد ہیں) بارہا اپنا عقیدہ ظاہر کر چکے ہیں کہ میں غیر مقلد ہوں - ۲۰ اگست ۱۹۳۷ء کے اخبار منادی میں صاف لکھا ہے کہ:

"مجھے زور سے آمین کہنا اچھا معلوم ہوتا ہے - کیونکہ آہستہ کہنے والے سورۂ فاتحہ کو توجہ سے نہیں سنتے - اور زور سے آمین کہنے والے سورہ فاتحہ کی طرف متوجہ رہتے ہیں - اگرچہ میں نماز میں آہستہ آمین کہتا ہوں لیکن مجھے بلند آواز سے آمین کہنا بہت اچھا معلوم ہوتا ہے اور میں سوچ رہا ہوں کہ آئندہ بلند آواز سے آمین کہا کروں - کیونکہ اس سے نہ کوئی آدمی غیر مقلد بنتا ہے نہ شافعی ہو" صہ ۱۲

اہلحدیث مقام خوشی ہے کہ دہلی کی جامع مسجد میں آمین بالجہر کہنا ممنوع نہیں - امید ہے - خواجہ صاحب سب سے پہلے مسجد جامعہ ہی میں اس سنت پر عمل کریں گے - (۷ ستمبر ۱۹۳۷ء)

ایک بہائی کا سوال مع جواب

"یہاں شہری نگر میں ایک بہائی آیا تھا - اس نے مسلمانوں کو مجبور کیا کہ اس کے سوال کا جواب دیں - آپ از راہ مہربانی سوال مندرجہ ذیل کا جواب "اہلحدیث" میں درج کر کے ہمیں مشکور فرمائیں - (عبد الاحد ڈار)

سوال :- دنیا میں ایسا کبھی نہیں ہوا کہ کوئی شخص مدعی وحی شریعت آیا ہو اور اس نے کوئی دین باطل پیش کیا ہو - اور اس کے ماتحت کوئی امت برپا ہوئی ہو - اور باوجود شدید مخالفت کے اس کا مشن استقرار پذیر ہو - اور منجملہ ان آیت کے جو اس بات کو ثابت کرتی ہیں - سورۂ شوریٰ[1]

---

[1] ایک اہم تاریخی یادداشت کی حیثیت سے اس کو یہاں درج کیا گیا .. "محمد عمر کاتب"

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَمْ یَقُوْلُوْنَ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا فَاِنْ یَّشَاِ اللّٰہُ یَخْتِمْ عَلٰی قَلْبِکَ وَیَمْحُ اللّٰہُ الْبَاطِلَ۔ مدعی الہام کا لایا ہوا دین قرار پذیر ہو۔ تو وہ صادق ہوتا ہے۔ اس معیار پر ہر پہلو سے حضرت بہاء اللہ کا دعویٰ ثابت ہے۔ اگر کوئی شخص از روئے قرآن غلط ثابت کرے تو میں اپنا موجودہ خیال ترک کروں گا۔

الجواب: جھوٹے ملہموں اور مفتریوں کے لئے قرآن مجید میں دنیا میں ناکام رہنے کا کوئی ذکر نہیں۔ جو کچھ ہے۔ وہ مندرجہ ذیل آیت میں ہے۔ بس یہی آیت قابل غور ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَی اللّٰہِ الْکَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ مَتَاعٌ فِی الدُّنْیَا ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُھُمْ ثُمَّ نُذِیْقُھُمُ الْعَذَابَ الشَّدِیْدَ بِمَا کَانُوْا یَکْفُرُوْنَ۔ (پ۱۱-ع۱۳)

یعنی جو لوگ خدا پر افتراء کرتے ہیں وہ اخروی نجات نہیں پائیں گے۔ ان کو دنیا میں سامانِ زندگی ملے گا۔ پھر ہماری طرف اُن کی واپسی ہوگی۔ پھر ہم اُن کو اُن کے کفر کی وجہ سے سخت عذاب چکھائیں گے۔ یہ آیت اپنا مضمون صاف بتا رہی ہے کہ مفتریان علی اللہ کے لئے روزِ جزا نجات نہیں ہوگی۔ مگر دنیا میں ان کو سامان زندگی بیشک ملے گا۔ پس معلوم ہوا کہ جھوٹے مدعی نبوت اپنی دنیاوی زندگی پوری کر کے خدا کے سامنے مجرمانہ حالت میں پہنچیں گے۔ اس سے زیادہ واضح آیت کیا ہو سکتی ہے۔ جو بہاء اللہ کے دعوی کے لئے مبطل ہو۔ واللہ الموفق۔

۲۴ ذی الحجہ ۱۳۶۴ھ

تشریح: ہمیشہ سے اہل علم اور اہل دیانت کا طریق کار یہ رہا ہے کہ اپنے دعوے کا ثبوت پیش کیا کرتے ہیں مگر آج کل کے بعض مدعیان نے احسن طریق یہ سمجھ رکھا ہے۔ کہ دعوے پر دعوی کئے جاؤ۔ دلیل دینے کی حاجت نہیں۔ بہائی اور قادیانی دونوں گروہوں کا یہی طریق عمل ہے۔ ہم حیران ہیں کہ دونوں گروہوں کے علم کلام کو کس اصول پر جانچیں۔ اہل علم کے نزدیک دعوے کے ثبوت میں دعوی کئے جانا مصادرہ علی المطلوب کہلاتا ہے جو سخت معیوب ہے۔ افسوس ہے کہ دونوں کا علم کلام اسی معیوب چیز سے بھرا پڑا ہے۔ جس کا ذکر موقعہ بہ موقعہ ہم کیا کرتے ہیں۔ اہل بہاء کا یہ دعوی کہ شریعت مستقلہ کے جھوٹے مدعی کامیاب نہیں ہوئے۔ اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ قادیانی نبوت کے پیروکار جو بقول خود کامیاب ہیں۔ شریعتِ مستقلہ کے مدعی نہیں۔ بلکہ شریعت محمدیہ کے پیروکار ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ ان کی کامیابی ہماری کامیابی کی طرح نہیں ہے۔ ہم مستقل شریعت بہائیہ کے پیروکار

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو کر کامیاب ہیں۔ اور وہ دین محمدیؐ کے پیرو ہو کر کامیاب بنتے ہیں۔ یہ ہمارے خلاف نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ دونوں ناکامیاب ہیں۔ کامیابی اس کا نام ہے کہ مدعی اپنے دعوے میں پورا اترے۔ اگر پورا نہیں اترا اور ادھورا ہے۔ تو وہ فیل ہے۔ جیسا کہ امتحانوں کی بابت یونیورسٹیوں کا قانون ہے کہ ان کی حد مقررہ تک نمبر پانے والا کامیاب اور نیچے رہنے والا فیل ہوتا ہے۔ ہم بڑی حیرت سے دونوں جماعتوں کا دعویٰ سنتے سنتے یہ کہنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

ہزار دعووں میں گر ایک ہی وفا کرتے قسم خدا کی نہ ہم تم کو بے وفا کہتے

اخبار اہلحدیث مؤرخہ ۲۷ اپریل ۱۹۴۵ء

از قلم حضرت مولانا ثناء اللہ رحمۃ اللہ علیہ

سوال: آدمی نیک کار یا بدکار بعد موت کے دنیا کی طرف کچھ خیال کرتا ہے یا نہیں۔ مثلاً اولاد، بیوی، دولت اور اپنی مادری زبان بولنا آوے گا یا نہیں؟

جواب: قرآن مجید سے ثابت ہے کہ نیک لوگ پچھلوں کے حق میں خوشخبری سننا چاہتے ہیں ارشاد ہے۔

یَسْتَبْشِرُونَ بِالَّذِينَ لَمْ يَلْحَقُوا بِهِمْ مِنْ خَلْفِهِمْ۔ جنتی لوگ اپنے پچھلوں کی نسبت خوشی طلب کرتے ہیں زبان اپنی بولیں گے جو ان کو یاد ہو گی۔ البتہ جنت میں جب سب مومنوں کا داخلہ ہو جائے گا۔ تو سب اہل جنت کی زبان عربی ہو گی بحکم حدیث۔ احبوا العرب لثلاث انا عربی والقرآن عربی ولسان اہل الجنۃ عربی۔

۵ رجمادی الاخر ۱۳۶۴ھ

سوال: یہاں دو حضرات آپس میں اس بات پر جھگڑتے ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ انسان کی عمر بڑھتی بھی ہے اور گھٹتی بھی ہے۔ ایک کا دعویٰ ہے کہ خداوند جل شانہ نے ہر ایک انسان کی عمر روز ازل سے جو مقرر کی ہے۔ وہ گھٹتی بھی نہیں اور بڑھتی بھی نہیں۔ اس کے سوا قسمت کے بارے میں بھی جھگڑتے ہیں۔ یعنی نفع و نقصان کا مطلب یہ نکالتے ہیں کہ تقدیر کے سامنے تدبیر چلتی ہے۔ کیا وہ شخص جو عمر کے گھٹنے و بڑھنے کا دعویٰ کرتا ہے وہ اپنے دعوے میں سچا ہے یا انکار کرنے والا سچا ہے؟

جواب: قرآن مجید میں ہے لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ۔ یعنی ہر ایک چیز کے لئے وقت مقرر ہے۔ اللہ جو چاہتا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مٹا دیتا ہے۔ اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے۔ اس آیت کو اس مطلب کے لئے علماء نے پیش کیا ہے۔ خدا کی معلق تقدیر ان اسباب کے ساتھ جو اس کے لئے مقرر ہیں۔ خدا ہی کے حکم سے تبدیل ہو جاتی ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ صلہ رحمی کرنے سے عمر بڑھتی ہے۔ وغیرہ۔ اس لئے اس میں کچھ اختلاف نہیں۔ اللہ کی معلق کی ہوئی تقدیر اللہ ہی کے مقرر کردہ اسباب سے اسی کی حسب منشاء متغیر ہو سکتی ہے۔ يَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَاءُ وَيَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ؛

۱۸ مئی ۱۹۲۳ء

سوال ؛ عیسیٰ کے بارے میں جھگڑتے ہیں کہ عیسیٰ علیہ السلام کا باپ ہے۔ لہٰذا آپ سے التماس ہے کہ اس بارے میں اللہ پاک کا کیا حکم ہے ؟

جواب ؛ قرآن مجید میں حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کا ذکر یوں ہے کہ جب حضرت مریم حاملہ ہوئیں تو ان کے خاندان والوں نے کہا۔ مَا كَانَ اَبُوْكِ امْرَاَ سَوْءٍ وَّمَا كَانَتْ اُمُّكِ بَغِيًّا۔ (سورہ مریم) یعنی اے مریم نہ تیرا باپ برا تھا اور نہ تیری ماں حرام کار عورت تھی۔

اس بیان سے صاف پایا جاتا ہے کہ مریمؑ صدیقہ کا حاملہ ہونا ان کے خاندان والوں نے اپنے لئے موجب ننگ و عار جانا۔ خاوند سے حمل ہو۔ تو بہو بیٹی کو کوئی ایسا نہیں کہا کرتا۔ بلکہ خوشی کیا کرتے ہیں۔ اسی لئے ان کے خاندانی یہودیوں نے صدیقہ مریمؑ پہ بدکاری کی نسبت کی۔ جس کا رد دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے یوں فرمایا۔ وَقَوْلِهِمْ عَلٰى مَرْيَمَ بُهْتَانًا عَظِيْمًا۔ یعنی یہودیوں نے جو مریمؑ پر بہتان عظیم لگایا تھا۔ اس کی وجہ سے ہم نے ان پر لعنت کی۔ معلوم ہوا کہ یہودیوں کا گمان حمل ناجائز کا تھا۔ اور وہ اس لئے تھا کہ حضرت صدیقہؑ کا خاوند نہیں تھا۔ ناجائز حمل کے خیال سے جو یہودیوں نے صدیقہؑ کی نسبت کیا تھا وہ افترا تھا۔ اور اس کی تردید خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں فرما دی۔ پس نتیجہ صاف ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام معمولی طور پر بے باپ مولود تھے۔

۱۸ مئی ۱۹۲۳ء

ایک اعتراض مسیحؑ کی پیدائش بے باپ معجزانہ تھی۔ لہٰذا وہ آنحضرت صلعم سے افضل تھے۔

جواب : بے باپ پیدا ہونے سے فضیلت ثابت نہیں ہوتی۔ اگر بے باپ ہونا فضیلت ہے تو بے باپ اور بے ماں ہونا اور بھی فضیلت ہوئی۔ حالانکہ عیسائی حضرت آدمؑ کو حضرت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسیحؑ سے افضل نہیں جانتے ہاں بے باپ ہونے سے کچھ ثابت ہوتا ہے تو خدا کی قدرت کاملہ کا اظہار ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن مجید خود اس کی وجہ بتاتا ہے۔ وَلِنَجْعَلَهُ آيَةً لِلنَّاسِ ہم مسیح کو بے باپ پیدا کر کے اپنی قدرت کی ایک نشانی بنا دیں گے۔ اس سے مسیحؑ کی فضیلت کا کیا ثبوت۔

۱۵ر نومبر ۱۹۱۱ء

عیسائیوں پر احسان قرآن کریم اسلام اور قرآن بذریعہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب دنیا میں آیا۔ تو جناب مسیحؑ کے حق میں دو گروہ تھے

(۱) ایک معتقدین عیسائی۔ جو ان کو ان کے اصل رتبہ سے بہت اونچا دکھاتے تھے کہ بندہ سے خدا بناتے

(۲) دوسرا گروہ یہودی۔ جو جناب کی شان میں بہت بدگو تھے۔ سخت ہتک آمیز الفاظ سے یاد کرتے۔ خدا اور رسول تو کیا بھلا آدمی یا معمولی آدمی جاننا بھی ان کے نزدیک جرم تھا۔ اور ہے ایسی حالت میں قرآن پاک اور پیغمبر اسلام علیہ السلام نے دونوں گروہوں کی اصلاح یوں کی۔ کہ الوہیت کے قائلین کو یوں سمجھایا کہ وہ خدا نہ تھے اور یہودیوں کو یوں سمجھایا کہ وہ بھی نبی بلکہ الوالعزم رسول تھے۔ اس سے مسلمانوں پر بھی جناب مسیحؑ کی عزت کرنا ضروری ہو گیا۔

سوال یہ ہے کہ اگر پیغمبر اسلام (معاذ اللہ) یہودیوں کی خاطر سے ان کے ہم زبان اور ہم خیال ہو جاتے۔ تو آج جناب مسیحؑ کے بدگوؤں کی تعداد میں کتنے کروڑ کا اضافہ ہوا ہوتا۔ کیا پھر اس احسان یا محبت یا اظہار صداقت کا نتیجہ عیسائیوں کی طرف سے یہ ہونا چاہیے۔ جو وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان والا شان سے کر رہے ہیں۔ ؟

عیسائیو! ؎

آپ ہی اپنے ذرا جور وستم کو دیکھو ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہو گی

اہلحدیث ۱۵ر نومبر ۱۹۱۸ء

سوال: آپ سے اور مرزا غلام احمد قادیانی سے جو مباہلہ ہوا تھا وہ کس بارے میں ہوا تھا مکرر عرض یہ ہے کہ جو شخص اس قسم کا عقیدہ رکھتا ہو کہ امام مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کا آنا غیر ممکن ہے۔ یہ دونوں باتیں غلط ہیں اور شہادت امام حسین علیہ السلام کا بھی قائل نہیں ہے۔ ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا یا ایسے شخص کو مولوی خیال کرنا اور بزرگ سمجھا گیا ہے؟

جواب: میرے ساتھ مرزا قادیانی سے جو مباہلہ نہیں ہوا تھا۔ صرف انھوں نے میرے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق میں یہ کہا تھا کہ ہم دونوں۔ مرزا اور ثناء اللہ میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے۔ یہ بھی کہا تھا کہ اگر ثناء اللہ مجھ سے پہلے نہ مرا۔ تو میں خدا کی طرف سے نہیں۔ بس یہی اس کا مطلب تھا۔ دیگر یہ کہ جو شخص امام مہدیؑ حضرت عیسیٰؑ یا امام حسین کی شہادت نہیں مانتا۔ وہ بدعتی ہے۔ اس کو امام نہیں بنانا چاہیئے۔ اگر پڑھا رہا ہو تو بحکم وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ۔ پیچھے پڑھ لینا چاہیئے۔

اہلحدیث ۹ جون ۱۹۱۶ء

سوال: کیا یہ حدیث صحیح ہے کہ کوئی جاندار آج سے سو برس تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ اگر واقعی اس کا یہی مطلب ہے تو عیسیٰ علیہ السلام ارشاد نبویؐ کے بعد بھی اب تک کیوں کر زندہ رہ سکتے ہیں۔

جواب: یہ حدیث صحیح ہے۔ مگر اس کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ اس میں حضورؐ نے فرمایا ہے۔ جو جاندار آج کے دن زمین پر زندہ ہے۔ وہ آج سے سو سال تک زندہ نہ رہے گا۔ اس حدیث میں (زمین پر کا) لفظ موجود ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو زمین پر نہیں۔ اس لئے وہ اس میں نہ آئیں گے۔ اور نہ آئندہ کے لیے عام قانون ہے کہ کوئی شخص سو سال سے زیادہ زندگی نہ پائے گا۔ بلکہ جس روز حضورؐ نے فرمایا۔ اس روز سے سو سال تک یہ حکم ہے۔ چنانچہ یہ پیشگوئی پوری ہو گئی۔ الحمد للہ۔

۲۹ نومبر ۱۹۱۸ء

سوال: ایک شخص اپنے کو احمدی کہلاتا ہے۔ اہل سنت کے عالموں کے پیچھے نماز پڑھ لیتا ہے اور مرزا کو مسلمان اور مجدد مانتا ہے۔ یہ بھی کہتا ہے کہ مرزا نے اگر دعویٰ نبوت کیا ہے۔ تو میں مرزا کو کافر سمجھوں گا مگر مرزا نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ کیا ہم ایسے احمدی کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں۔

جواب: مرزا قادیان کو ان کے دعویٰ الہام اور مہدویت مسیحیت میں سچا صادق القول جاننے والا انہیں کے حکم میں ہے۔ نبوت غیر نبوت کا جھگڑا نہیں۔ یہ تو ان دونوں فریقوں کا آپس میں جھگڑا ہے۔ ہمارے سامنے صرف یہ بات پیش ہے کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ الہام میں سچے تھے یا نہیں۔ جو ان کو دعویٰ الہام میں سچا سمجھے وہ ان ہی جیسا ہے۔ لہٰذا وہ امام بنائے جانے کے لائق نہیں۔ حدیث شریف میں آیا ہے۔

اجعلوا ائمتکم خیارکم۔

۲۳ جنوری ۱۹۴۲ء

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سوال [1]: اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ سے استدلال کیا جاتا ہے۔ کہ شریعت اسلام ایسی مکمل ہے۔ کہ اب اس کے بعد دوسری شریعت کی آمد غیر ضروری اور محال ہے۔ اس پر چند سوالات خدمت عالی میں پیش کرنا چاہتا ہوں (اَلْیَوْمَ) یعنی آج سے کیا مراد ہے کیا جس دن یہ آیت نازل ہوئی۔ وہ نزول آیت کے لحاظ سے آخری دن تھا جس کے بعد پھر کوئی آیت نازل نہیں ہوئی اگر یہ دن وحی کا آخری دن نہ تھا۔ تو بعد میں جو وحی نازل ہوئی۔ دین میں داخل ہے یا نہیں؟ اگر داخل ہے۔ جیسا کہ ظاہر ہے۔ تو اس کے کیا معنی ہوئے کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ جب کہ آج کے بعد بھی اور وحی نازل ہوئی۔ جو دین میں اس طرح شامل ہے جس طرح ہر ایک آیت داخل ہے۔ کہ اگر بعد والی آیت کو دین کے دفتر سے خارج قرار دیا جائے۔ تو کفر لازم آئے گا۔

جواب: دین کے معنی خاص احکام فرلیضہ ہیں یا قرآن و حدیث کے جملہ احکام اصول و فروع ہیں۔ ان دو اصطلاحوں میں سے ہم کسی خاص اصطلاح کو یہاں ترجیح نہیں دیتے بلکہ دونوں کو تسلیم کرتے ہیں۔ دین محض اصولی احکام کا نام ہے یا مجموعے کا نام۔ اس کی تفصیل کے اندر جانے کی ضرورت نہیں۔ بلکہ قرآن اور سیرت محمدیہ سے جو مذہبی حکم ثابت ہو وہ دین ہے۔ ہاں الیوم کے معنی پر سارا مدار ہے۔ اَلْیَوْمَ کے معنی یہاں دن کے نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے مراد زمانہ نبوت محمدیہ ہے۔ تعلیم اسلام چاہے وہ نازل ہو چکی تھی۔ یا کچھ حصہ باقی تھا۔ اور وہ بہت ہی غیر معتد بہ تھا۔ سب کو متصور فی الذہن رکھ کر ارشاد ہوتا ہے۔ کہ بس اب ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔ یہ لفظ اَلْیَوْمَ وہی ہے جو اہل کتاب کے حق میں وارد ہے کہ اَلْیَوْمَ یَئِسَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ دِیْنِکُمْ (پس اب اہل کتاب تمہارے دین کے فنا ہونے سے مایوس ہو گئے ہیں۔ اردو زبان میں آج اور اب میں فرق ہے۔ عربی میں دونوں کے لئے ایک ہی لفظ آتا ہے۔ پس معنی آیت کریمہ کے یہ ہیں۔

اب جب کہ قرآن مجید اور سیرت محمدیہ دنیا میں شائع ہو چکی ہیں۔ ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا۔ ان معنی سے کوئی آیت اس آیت کے نزول کے بعد میں اتری ہو تو کوئی حرج

---

[1] بہائیوں کی دماغی پرواز؟

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نہیں۔ کیونکہ آپ کے لفظ سے کوئی خاص دن مراد نہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے۔ کہ زمانۂ نبوت محمدیہ میں دین مکمل ہو گیا۔ اس کے بعد کوئی جدید نبی یا رسول شارع یا غیر شارع نہیں آسکتا۔ فاندفع ما اورد۔ (اہلحدیث ۴ جولائی ۱۹۴۱ء)

بہائیوں کا ایک اور سوال

نوٹ:۔ علماء اسلام خصوصاً علماء حدیث اس سوال کو بنظر غور پڑھیں۔ اور اندازہ کریں کہ آج اسلام اور قرآن مجید پر کیسے کیسے اعتراضات ہوتے ہیں۔ پرانے زمانہ کا علم کلام آج اسی طرح تقویم پارینہ ہو گیا ہے۔ جس طرح پرانے زمانہ کا فلسفہ شیخ الاسلام امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا ارشاد مجھے ہر وقت یاد رہتا ہے کہ جو عالم اپنے زمانہ کے اہل بدعت اور اہل الحاد کا جواب نہ دے سکے۔ اس کو علم سے حصہ نہیں ہے۔ موصوف اپنے زمانہ کے جید متکلم تھے۔ جنہوں نے اپنے ہمعصر معترضین کو کافی شافی جوابات دئے ہیں۔ اگر آپ اس زمانہ میں زندہ ہوتے تو مقتضائے حال کے ماتحت اپنے طرز تحریر میں ضرور کچھ تبدیلی فرماتے۔ خیر مجھے اس کی تفصیل میں جانے کی ضرورت نہیں۔ مقصود صرف یہ بتانا ہے کہ جس طرح کوئی حملہ آور اسلحہ جنگ میں تبدیلی کرتا ہے۔ اسی طرح مدافعت کرنے والا بھی تبدیلی پر مجبور ہو جاتا ہے آجکل کی جنگ یورپ اس تبدیلی کا واضح نمونہ ہے۔ اور ہمارے دعوے کا ثبوت۔ بہر حال (یہ) سوال معترضین کے صرف ما فی الضمیر کو ظاہر نہیں کرتا۔ بلکہ مخالفت کی نوعیت بھی بتاتا ہے اس لئے ہم اس کو بہ تمام ہی نقل کرتے ہیں جو یہ ہے۔

(۱) اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ میں اکمال دین سے کیا مقصود ہے۔ اصول دین کے اعتبار سے اکمال ہوا یا فروع کے لحاظ سے یا دونوں پہلوؤں سے۔ اگر فرمایئے کہ اصول دین کے لحاظ سے اکمال ہوا ہے۔ تو ایسا اکمال بہت عرصہ پہلے ہو چکا ہے۔ اَلْیَوْمَ یعنی آج کی تخصیص کیا ہے۔ وہ آیات قرآن جو اصول دین کے متعلق ہیں۔ آج یعنی اس آیت کے نزول سے کافی عرصہ پہلے نازل ہو چکی ہیں۔

کیا یہ واقعہ نہیں ہے۔ اصول دین کے لحاظ سے تو اکمال دین ظہور محمدی سے بھی پہلے دیگر پیغمبروں کے ذریعہ ہو چکا ہے۔ دینی اصول میں سے وہ کونسی بات ہے جو پہلے نازل ہو چکی ہو اور اب قرآن مجید میں نازل ہوئی ہو۔ قرآن مجید میں صاف صاف ارشاد ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نئی بات نہیں لائے۔ اصول دین میں وہی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باتیں آپ سکھاتے ہیں جو پیغمبروں نے بتائی ہیں۔ اور اگر کسی عالم کے خیال میں اصول دین کی کوئی تعلیم ایسی ہے۔ جو قرآن مجید میں ہی نازل ہوئی ہے۔ اور پہلی کتب آسمانی میں وہ بالکل موجود نہیں۔ تو عنایت فرما کر ایسی تعلیم بحوالہ کلام الٰہی پیش کرنی چاہیئے۔ لیکن ایسی تعلیم پیش کرتے وقت اُن آیاتِ قرآن کو بھی یاد رکھا جائے۔ جس میں صراحت سے یہ بیان ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نئی تعلیم نہیں لائے۔ وہی تعلیم لائے ہیں جو پہلے پیغمبروں کے ذریعہ دُنیا کو دی گئی ہے اور جو کچھ قرآن مجید میں ہے۔ وہی صحفِ اولیٰ میں درج ہے۔ اور رسول کریم کو خدا نے حکم دیا کہ ملت ابراہیمؑ کی پیروی کیجیے (۲) یہ سوال تو اس پہلو سے ہے کہ اکمال دین اصول کے اعتبار سے تسلیم کیا جائے۔ اب اصول چھوڑ کر صرف فروعی لحاظ سے اکمال دین مانا جائے۔ تو اس میں دو نوں خرابیاں ہیں۔ ایک تو یہ کہ صرف فروعی لحاظ سے اکمال تسلیم کرنا اور اصولی لحاظ سے عدم اکمال ماننا۔ یہ تو عدم اکمال کا اقرار کرنا ہے۔ جب ایک کتاب میں اصول ہی نامکمل ہوں تو وہ کتاب ہرگز مکمل نہیں کہلا سکتی۔ بلکہ فروع کا مکمل ہونا تو اصول کی تکمیل پر موقوف ہے۔ بغیر تکمیل اصول تکمیل فروع کی کوئی حقیقت ہی نہیں۔ اور کوئی عاقل ایسا تسلیم ہی نہیں کر سکتا۔ کہ اصول نامکمل ہوں اور فروع مکمل ہوں۔ لہٰذا اصول کو چھوڑ کر صرف فروع کی تکمیل تو آیت اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ میں مراد ہرگز نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا فروعی پہلو سے بھی اکمال دین قابل غور ہے۔ علماء کرام مہربانی فرما کر شریعت اسلام کا وہ مسئلہ معین فرما دیں جو صرف قرآن مجید میں بیان ہوا ہے اور اس سے قبل کسی شریعت میں قطعاً موجود نہیں۔ کتب سابقہ کی شریعتوں کو بھی مدنظر رکھیں۔ اور جب یہ یقین ہو جائے کہ فلاں مسئلہ شریعت صرف قرآن مجید میں ہے۔ دوسری کسی شریعت میں موجود نہیں۔ تو دیکھنا چاہیئے کہ اسی ایک یا چند فروعی مسائل کی بنا پر آج تکمیل کا اعلان کیا جا رہا ہے کیا وہ چند مسائل واقعی مدارِ تکمیل قرار دیئے گئے ہیں؟ اور کیا انھیں پر تکمیل دین کا انحصار تھا۔ یہ سب باتیں نہایت دقیق نظری سے دیکھنے کے قابل ہیں۔ علماء کرام سے پوری توجہ کی درخواست کرتا ہوں۔

(۳) اب رہی یہ صورت کہ اصول و فروع دونوں کے اعتبار سے تکمیل مراد ہے اس پر ہمیں غور کرنا چاہیئے۔

اصول کے اعتبار سے تو مسلم ہے کہ دینِ ظہورِ محمدیؐ سے پہلے ہی مکمل تھا۔ ورنہ بتایا جائے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کون سا امر اصول دین میں بالکل نیا ظاہر فرمایا ہے۔ جو پہلے پیغمبروں اور کتابوں نے قطعاً ظاہر نہ فرمایا تھا۔ اگر کوئی نئی بات اصول دین میں بالکل نہیں ہے تو پھر اس لحاظ سے آج تکمیل دین ہوئی اس کے کیا معنی ہوئے۔

فروع کے لحاظ سے دیکھا جائے۔ تو بھی نہایت تدبر کی ضرورت ہے۔ تاریخ ادیان اور کتب آسمانی کا مطالعہ اس بات کو روشن کرتا ہے کہ اسلامی شریعت میں جو احکام نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، میراث نکاح طلاق حلال، حرام ہیں وہ بحیثیت مجموعی ادیان سابقہ اور شرائع قبل میں موجود ہیں۔

پیامبر دہلی۔ بابت مئی سنہ ۱۹۴۱ء

جواب: لفظ الیوم کی تشریح ہم پہلے سوال کے جواب میں کر چکے ہیں۔ کہ اس سے مراد آج کا دن نہیں بلکہ اب ہے۔ آج کے مضمون میں اکمال دین پر بحث ہو گی۔ اصل بات یہ ہے کہ معترض صاحب اپنے منصب سے غافل ہو رہے ہیں۔ ہم ان کے منصب پر ان کو اطلاع دے کر جواب پر توجہ کرتے ہیں۔ بہائی دعوی کرتے ہیں۔ کہ قرآن مجید الہامی کتاب اور وحی الٰہی ہے۔ اور شیخ بہاء اللہ کے ظہور سے پہلے کل دنیا کے لئے یہی واجب العمل تھا بہاء اللہ ۱۸۱۷ء میں پیدا ہوئے تھے۔ اور بعد بلوغت تعلیم سے فارغ ہو کر آپ نے دعوی کیا۔ تو بقول بہائیاں ان کی کتاب اقدس سے قرآن مجید منسوخ ہو گیا۔ اب ہم بہائی معترضین کو کتاب اقدس کے ظہور سے پہلے زمانہ میں لے جا کر کسی وقت مخاطب کر کے پوچھ سکتے ہیں۔ کہ اس آیت قرآنی کا کیا مطلب ہے کیونکہ اس وقت بہائیت کا اثر آپ کے دماغوں پر نہیں تھا۔ پس اسی وقت اس سوال کے مخاطب جیسے ہم تھے ویسے ہی بہائی بھی تھے پس ہم کہیں گے

آ عندلیب مل کے کریں آہ و زاریاں
تو ہائے گل پکار میں چلاؤں ہائے دل

بہائی دوستو! ہماری پیش کردہ تصویر محض فرضی نہیں ہے بلکہ واقعی ہے۔

یہ تصویر ہم نے اس لئے دکھائی ہے تاکہ اگر جواب الجواب میں ہمارے جواب کی تغلیط کریں۔ تو اس زمانہ سابق میں اپنے اعتقاد کی بھی تفصیل بتا دیں۔ کہ آپ لوگ اس وقت قرآن مجید کی اس آیت کے کیا معنی سمجھتے تھے کیونکہ ع

ما و مجنوں ہم سبق بودیم در دیوان عشق

ہم اپنے سوال کو پھر دہراتے ہیں تاکہ اچھی طرح سمجھ میں آجائے۔ بہاء اللہ کی

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پیدائش سے پہلے قرآن مجید ہم جملہ کلمہ گویان (جن میں بہائی بھی شامل ہیں) کے نزدیک بطور الہامی کتاب واجب العمل تھا۔ اور اس کا ہر لفظ اس کے معنی بتانے میں صحیح تھا اور اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوسکتا تھا۔ اس زمانہ میں ہم دونوں گروہ محمدی اور بہائی ۔۔ یا یوں کہیے کہ سائل اور مجیب اس آیت پر غور کرکے اس کے معنی سمجھتے تھے تو صحیح پاتے تھے۔ وہ صحیح معنی کیا ہیں؟ سائل اگر جواب الجواب پر قلم اٹھائے تو ہمارے سوال کا جواب بھی دے کیونکہ بہائیوں کا اعتراض اگر قرآن شریف پر ہو تو وہ آریوں کی طرح نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ آریوں نے کسی زمانے میں بھی قرآن مجید کو الہامی تسلیم نہیں کیا۔ اور بہائی شیخ بہاء اللہ کے دعوے سے پہلے تسلیم کرتے آئے ہیں۔ فاختلاف

بہائی دوستو! ؎

مشکل بہت پڑے گی برابر کی چوٹ ہے آئینہ دیکھیے گا ذرا دیکھ بھال کر

اب سنیئے ہمارا جواب۔ اس بحث میں تین لفظ قابل غور ہیں (۱) اَلْيَوْمَ (۲) اکمال (۳) دین پہلے لفظ اَلْيَوْمَ کے معنی ہم پہلے بتا آئے ہیں کہ اس سے مراد آج کا دن نہیں۔ بلکہ عہد رسالت مراد ہے۔ اسی طرح دین کے معنی بتا آئے ہیں۔ کہ اس سے مراد کل احکام متعلقہ عقائد واعمال ہیں۔ آج کے جواب میں ہم لفظ اکمال پر بحث کریں گے۔ معترض نے اکمال کے جو معنی سمجھے ہیں وہ غلط ہیں۔ کیونکہ اکمال کے معنی میں نسبت داخل نہیں ہے۔ یعنی یہ بات ضروری نہیں کہ آج ہم جس چیز کی تکمیل کا دعویٰ کریں اس سے پہلے اسی نوعیت کی کوئی چیز تکمیل یافتہ نہ ہو۔ مثلاً لاہور کے ٹاؤن ہال میں سو کوٹھیاں ۱۹۲۸ء تک مکمل ہوچکی ہیں ۱۹۲۹ء میں ہم نے بھی ایک کوٹھی بنائی۔ جس میں سب سامان مہیا کیا گیا۔ مثلاً غسل خانہ، باورچی خانہ، مہمان خانہ اور پانی بجلی وغیرہ سب چیزوں کا انتظام کرکے مستری ہم کو اطلاع دیتا ہے کہ لیجیے حضور اب کوٹھی مکمل ہوگئی۔ مستری کی اس اطلاع کو سن کر کوئی شخص یہ اعتراض نہ کرے گا۔ کیوں صاحب پہلی سو کوٹھیوں میں کچھ نقص تھا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اکمال یا تکمیل کے مفہوم میں نسبت الی الغیر داخل نہیں ہوتی۔ بلکہ فی نفسہ اس کا مکمل ہونا مراد ہوتا ہے ٹھیک اسی طرح قرآن مجید کی آیت کا مطلب یہ ہے کہ مسلمانوں کا دین خدا نے مکمل کردیا۔ یعنی جن چیزوں کی اُن کو بحیثیت مذہب ضرورت تھی ان کے متعلق اُن کو احکام بتادیے گئے۔ از قسم عقائد ہوں یا از قسم اعمال۔ اب ہمارے بیان

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے متعلق ادبی شہادت سُنئے۔ عرب جاہلیت کا مشہور شاعر طرفہ بکری معلقہ ثانیہ میں اپنی ناقہ کی تعریف میں کہتا ہے ؎

لھا فخذان اکمل النحض فیھما کانھما بابا منیف ممرد

میری اونٹنی کی ہر دو رانیں ایسی ہیں کہ ان میں گوشت مکمل بھرا ہوا ہے۔ گویا وہ کسی بڑی حویلی کے دروازہ کے دو بازو ہیں۔ اس شعر میں میری نظر لفظ اکمل پر ہے۔ جس کے ساتھ شاعر اپنی ناقہ کی تعریف کرتا ہے۔ یعنی بتاتا ہے کہ میری ناقہ کی رانوں میں گوشت مکمل طور پر بھرا ہوا ہے۔ کوئی شخص اس سے یہ نہیں سمجھے گا۔ کہ کسی اور اونٹنی میں یہ وصف نہیں ہے۔ چاہے واقعہ میں نہ ہو۔ ٹھیک اسی طرح آیت کریمہ کے معنی میں یہ مفہوم داخل نہیں ہے کہ غیر اسلام ادیان میں نقص ہے۔ چاہے واقعہ میں ہو۔ مگر آیت اس مفہوم کی مستلزم نہیں۔ بلکہ اس کا مطلب وہی ہے جو ہم بتا آئے ہیں۔ کہ مسلمانوں کو جن چیزوں کی ضرورت تھی وہ ہم (خدا) نے پوری کردی ہے۔ اس دعوے کا ثبوت ہم قرآن مجید سے پیش کرتے ہیں کہ قرآن مجید کی تعلیم نئی نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل آیات ملاحظہ ہوں۔

(۱) قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (پ ۲۶ ع ۱) (۲) مَا يُقَالُ لَكَ إِلَّا مَا قَدْ قِيلَ لِلرُّسُلِ مِنْ قَبْلِكَ (پ ۲۴ ع ۱۹) (۳) وَلَقَدْ وَصَّيْنَا الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَإِيَّاكُمْ أَنِ اتَّقُوا اللَّهَ (پ ۵ ع ۱۶) (۴) وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ حُنَفَاءَ وَيُقِيمُوا الصَّلَاةَ وَيُؤْتُوا الزَّكَاةَ وَذَٰلِكَ دِينُ الْقَيِّمَةِ (پ ۳۰ ع ۲۲)

ترجمہ:- (۱) آپ اے رسولِ خدا لوگوں کو کہہ دیجئے۔ کہ میں نیا رسول نہیں ہوں۔ رسول مجھ سے پہلے بھی آتے رہے۔

(۲) اے رسولؐ آپ کو خدا کی طرف سے وہی بات کہی جاتی ہے۔ جو پہلے نبیوں کو کہی گئی۔

(۳) ہم نے تم (مسلمانوں) کو اور تم سے پہلے لوگوں کو بھی یہی حکم دیا تھا کہ اللہ سے ڈرتے رہو۔

(۴) ان اہل کتاب کو بزبانِ رسالتِ محمدیہ یہی حکم دیا گیا ہے کہ اللہ کی عبادت کریں۔ اخلاص نیت سے اسی کی طرف جھک کر اور نماز قائم کریں۔ اور زکوٰۃ دیتے رہیں۔ یہی پختہ دین ہے۔

یہ آیت بصراحت بتاتی ہے۔ کہ بیشک قرآن مجید نئے احکام لے کر نہیں آیا۔ بلکہ وہی احکام ہیں جو سابقین انبیاء کرام کو وقتاً فوقتاً ملتے رہے۔ اب سوال یہ ہو سکتا ہے کہ قرآن

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجید کی نئی شکل میں آنے کی ضرورت کیا ہے۔ اس اعتراض میں عیسائی بھی بہائیہ کے ساتھ مل جائیں گے۔ بلکہ یہود بھی۔ اس کا جواب ہم دینے کو حاضر ہیں۔ مگر بہائیہ خود سوچ لیں کہ شیخ بہاء اللہ کے دعوے سے پہلے وہ بھی ہمارے ساتھ بوریہ نشین تھے۔ اس لیے اس اعتراض کے پیدا کرنے والے نہیں ہوں گے بلکہ ہمارے ساتھ مورد اعتراض ہوں گے پس ان کو اپنی پوزیشن سمجھ کر عیسائیوں کی تائید حاصل کرنی چاہیے۔

اس کا جواب قرآن مجید نے خود دیا ہے۔ پس وہی کافی ہے۔ وہ جواب سننے سے پہلے مدعیانِ کتاب کے حالات سننے جائیں۔ جو خود قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ توحید کی بجائے تثلیث اختیار کی گئی۔ بزرگانِ دین حضرت عزیرؑ وغیرہ کو خدا کا شریک بنایا گیا۔ مریمؑ کو ملکہ آسمانی اور مسیحؑ کو ابن اللہ کہا گیا۔ ہر قسم کے بدعات مذہب میں داخل کیے گئے۔ صحف مقدسہ میں تحریف و تبدیلی کی گئی۔ یُحَرِّفُوْنَ الْکَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ اس کا اظہار کر رہا ہے۔ بناوٹی مسئلے لکھ کر آسمانی حکم بتلائے جاتے تھے یَکْتُبُوْنَ الْکِتَابَ بِاَیْدِیْهِمْ ثُمَّ یَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ملاحظہ ہو۔ بعض باتیں ظاہر کی جاتیں اور بہت سی چھپائی جاتیں۔ تُبْدُوْنَهَا وَتُخْفُوْنَ کَثِیْرًا۔

www.KitaboSunnat.com

رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ فرقوں کے عقائدِ مخصوصہ سے نظر اٹھا بھی لی جائے تو اس سے نظر نہیں اٹھ سکتی۔ کہ ان دونوں گروہوں کی مسلمہ الہامیہ کتب میں بھی فرق ہے۔ جو صاحب اس فرق سے واقف نہ ہوں وہ دفتر اہلحدیث میں تشریف لاکر ملاحظہ کر جائیں۔

دریغ درچشم زدن۔ صحبت یار آخر شد۔ آہ ثم آہ (راز)

مختصر یہ ہے کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ۔ اپنے کتب مطہرہ سے بہت دور جا پڑے تھے اور کبھی راہ راست پر نہیں آسکتے تھے۔ جب تک کہ قوت قدسیہ والی کوئی ذات آکر نہ سمجھائے۔ وہ قوت قدسیہ والی ذات ستودہ صفات صحف مطہرہ کے مضامین کو الہامی شکل میں بیان کرے تب کہیں جاکر یہ قومیں ہدایت یاب ہوں گی۔ ہمارے اس بیان کا ثبوت قرآن مجید کی مندرجہ ذیل آیات کریمہ سے ملتا ہے۔

لَمْ یَکُنِ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْکِتَابِ وَالْمُشْرِکِیْنَ مُنْفَکِّیْنَ حَتّٰی تَاْتِیَهُمُ الْبَیِّنَةُ رَسُوْلٌ مِّنَ اللّٰهِ یَتْلُوْا صُحُفًا مُّطَهَّرَةً فِیْهَا کُتُبٌ قَیِّمَةٌ

(پ ۳۰۔ ع ۲۳) یہ آیت بہت سی مشکلات کا حل اپنے اندر رکھتی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

"سابقہ کتاب والے اور مشرک اپنے خیالی مذہب سے نہ ہٹتے۔ یہاں تک کہ ان کے پاس بیّنہ یعنی اللہ کا رسول آجائے جو الہامی نوشتے ان کو پڑھ کر سنائے۔ جن میں مضبوط مسائل جو انسانی دست برد سے محفوظ ہوں"۔ اس آیت میں رسول اللہ کو البَیِّنَۃ کا خطاب دیا گیا ہے۔ البینۃ مثبت دعویٰ کو کہتے ہیں۔ یعنی شہادت حقہ سے بتایا گیا ہے۔ کہ اہل کتاب مشرک اور یہود اپنی عند سے کبھی نہ ہٹ سکتے۔ کسی پادری یا عالم کا کہنا ان پر اثر نہیں کر سکتا تھا۔ جب تک قوت قدسیہ والا رسول آکر ان کو نہ سمجھائے۔

مثال کسی کالج کی بی اے۔ اور ایم اے کی جماعت اس قدر کمزور ہو کہ امتحان میں جانے کے لائق نہ سمجھی جائے۔ منتظمین کالج کی درخواست پر یونیورسٹی کی طرف سے کوئی ایسا تجربہ کار پرنسپل بھیجا جائے۔ جو اس جماعت کو اچھی طرح تربیت دے کر امتحان میں کامیاب کرا دے۔ تو کون کہے گا کہ اس پرنسپل کا آنا بیکار ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ طلباء کی خستہ حالی اور نالائق مقتضی ہے۔ کہ کوئی لائق پروفیسر یا پرنسپل آئے اور ان کی اصلاح کرے۔

ٹھیک اسی طرح یہود و نصاریٰ اور مشرکین عرب وغیرہم بحکم آیت موصوفہ کبھی ٹھیک نہ ہوتے جب تک کہ رَسُوْلُ الْبَیِّنَۃ ان کے پاس نہ آئے۔ یہ آیت جہاں اہل کتاب کی خستہ حالی بتاتی ہے۔ قرآن اور رسول قرآن کی تشریف آوری کی ضرورت بھی ثابت کرتی ہے۔

بس: قرآن مجید اور رسول کریمؐ نے اگر جو کام کیا۔ اس کا خلاصہ یہی ہے کہ کل انبیاء کی تعلیم کو ستھرا اور صاف کر کے الہامی شکل میں دنیا میں پیش کیا۔ جب وہ الہامی شکل میں آگیا تو ارشاد ہوا۔ اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ۔ تم اس کلام کی پیروی کرو۔ جو خدا کی طرف سے تمہاری طرف اترا ہے اور اس کے سوا کسی دوسرے یار دوست کی مت سنو۔

ہماری گذشتہ تقریر سے کئی ایک باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اول دین محمدی مکمل ہے۔ دوم دین محمدی انبیائے کرام کی اصلی تعلیم کا مجموعہ ہے۔ سوم۔ جو کچھ خرابیاں اہل کتاب نے دین میں پیدا کی تھیں۔ اسلام نے دین الٰہی سے ان کو پاک صاف کر دیا۔ اور ان خرابیوں کو ان کے بانیوں کی طرف منسوب کر کے اپنے مخاطبوں کو فرمایا۔ لَا تَتَّبِعُوْٓا اَھْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا کَثِیْرًا وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَآءِ السَّبِیْلِ۔ تم ان لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے مت چلو۔ جو تم سے پہلے گمراہ ہوئے اور انہوں نے بہتوں کو گمراہ کیا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور سیدھے راستہ سے بھٹک گئے۔

نوٹ: یہاں تک تو ہم نے ادیانِ سابقہ کو مکمل تسلیم کیا اب ہم اس بات کا بھی ثبوت رکھتے ہیں۔ کہ ادیانِ سابقہ اسلام جیسے مکمل نہیں ہیں۔ **اسلامیت**

کیا جانے تجھ میں کیا ہے کہ لوٹے ہے تجھ پہ جی یوں اور کیا جہان میں کوئی حسیں نہیں

قرآن مجید کتب سابقہ کی نسبت واقعی ایک مکمل کتاب ہے پہلے ہم اس کی ایک مثال پیش کرتے ہیں:۔

"ہم نے ایک مکان بنایا جس کی حالت یہ ہے۔ کہ اس کی چار دیواری پر صرف چھت ڈالدی اور کواڑ لگا دئے نہ دیواروں پہ پلستر کرایا اور نہ سفیدی کرائی۔ نہ پانی اور روشنی کا انتظام کیا۔ بلکہ محض سکونت کے قابل بنا دیا۔ جس میں گرمی سردی سے حفاظت تو کافی ہو سکتی ہے۔ مگر ضروریات زندگی کا انتظام مکمل نہیں کیا گیا۔ اس کے مقابلہ میں ہم نے ایک اور مکان بنایا۔ جس میں ان ضروریات کو ملحوظ رکھ کر انتظام مکمل کر دیا۔ یہ دوسرا مکان پہلے مکان کی نسبت بیشک اکمل ہے۔ اس مثال کی روشنی میں بیشک ہم بتانا چاہتے ہیں۔ کہ قرآن مجید کتب سابقہ کی نسبت بلا شبہ اکمل ہے۔ یعنی اس میں کچھ مزیت ہے۔ جو کتب سابقہ میں نہیں ہے۔ پس ناظرین کرام خصوصاً بھائی معترضین توجہ سے سنیں۔

نوٹ:۔ عیسائیوں نے قرآن مجید کے مقابلہ میں کتب سابقہ سے مضامین پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی تھی۔ کہ جو کچھ قرآن میں ہے۔ وہ سارے کا سارا ہماری کتب مقدسہ میں موجود ہے محنت اور جانفشانی میں انھوں نے یہاں تک ترقی کی کہ انبیاء کرام کے صحف کے علاوہ مسیح کے حواریوں کے معمولی تبلیغی خطوط کو بھی صحف انبیاء میں شامل کر لیا۔ جن کو اہل اسلام صحفِ انبیاء میں داخل نہیں سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ان کے ہاں غیر نبی کی کوئی تبلیغی تحریر نبی کی الہامی تحریر کے برابر نہیں ہوتی۔ مثلاً مکتوبات مجدد صاحب الف ثانی کو وہ قرآن کی طرح ان کو الہامی نہیں مانتے۔ اور نہ مان سکتے ہیں۔ عیسائی لوگ اگر پولوس یا پطرس وغیرہ کے خطوط کو صحف مقدسہ میں شامل سمجھیں تو ان کو اختیار ہے۔ مگر وہ مسلمانوں کو از روئے قرآن اس کا قائل نہیں کر سکتے۔ کیونکہ قرآن مجید ہمیں ان صحف کو ماننے کا حکم دیتا ہے۔ جن پر یہ آیت صادق آتی ہے۔ وَمَآ اُوْتِیَ مُوْسٰی وَعِیْسٰی وَمَآ اُوْتِیَ النَّبِیُّوْنَ مِنْ رَّبِّهِمْ (پ ۱۔ رکوع ۱۶)

ارخائے عنان:۔ باوجود اس کے ہم یہ کہنے میں باک نہیں سمجھتے۔ کہ عیسائی اپنی کوششوں

www.KitaboSunnat.com

میں کامیاب نہیں ہوئے۔ قرآن مجید بزبانِ حال اُن کو للکار کر کہتا ہے کہ میرے مقابلہ پر اپنی جنگجو فوج کے علاوہ ریزرو فوج بلکہ رنگروٹ بھی لے آؤ۔ تو بھی مقابلہ میں میں ہی غالب رہوں گا۔ کیوں کہ نام میرا سُن کے مجنوں کو جماہی آ گئی بید مجنوں دیکھ کر انگڑائیاں لینے لگا

تفصیلی جواب دین یا مذہب کی تعلیم کے چار حصے ہو سکتے ہیں۔ (۱) خدا کی ذات کے متعلق عقیدۂ صحیحہ کی تعلیم جو اس کی شانِ الوہیت کے لائق ہو۔ اور نبوت و رسالت کے متعلق۔ اس حُسنِ اعتقاد کی تعلیم۔ کہ حضرات انبیاء علیہم السلام ہر حیثیت سے عام انسانی افراد سے برتر و ممتاز ہوتے ہیں۔ (۲) عباداتِ الٰہی کے متعلق تعلیم (۳) اخلاقِ فاضلہ کی تعلیم۔ (۴) قیامت یا جزا سزا کی ضرورت اور اثبات۔

ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ قرآن مجید نے ان چاروں حصّوں کی تکمیل نہایت عمدہ پیرایہ میں بڑی وضاحت سے کی ہے۔ جو کتب سابقہ میں نہیں ملتی۔ اس کی تفصیل بہت طوالت چاہتی ہے ہم بطور نمونہ ایک ایک مثال بیان کرتے ہیں۔

خدا کی ذات و صفات کے متعلق بائیبل نے بہت کچھ بتایا ہے۔ اس وقت ہم بائیبل سے دو مثالیں پیش کرتے ہیں (۱) چھ دن میں خداوند نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا اور ساتویں دن آرام کیا۔ اور تازہ دم ہوا۔ (خروج باب ۳۱۔ فقرہ ۱۷)

یہ فقرہ صاف بتا رہا ہے کہ خداوند تعالیٰ آسمان و زمین بنا کر تھک گیا۔ اسی لئے اُس نے ساتویں دن آرام کیا۔ اور تازہ دم ہوا۔ قرآن مجید نے اس اصلاح یا تکمیل ان آیات میں فرمائی۔

(۱) أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَمْ يَعْيَ بِخَلْقِهِنَّ بِقَادِرٍ عَلَىٰ أَنْ يُحْيِيَ الْمَوْتَىٰ۔ (پ۲۶۔ ع ۱۴) کیا ان لوگوں نے یہ نہیں سمجھا۔ کہ وہی اللہ جس نے آسمانوں کو اور زمین کو پیدا کیا اور اُن کے پیدا کرنے سے تھکا نہیں۔ اس پر بھی قادر ہے کہ مُردوں کو زندہ کر دے۔

(۲) وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ وَمَا مَسَّنَا مِنْ لُغُوبٍ (پ۲۶۔ ع ۱۷)

یقیناً ہم نے آسمانوں کو اور زمین کو اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے۔ اس کو چھ دن میں پیدا کیا۔ اور ہم کو کوئی تکان محسوس نہیں ہوئی۔ یہ دونوں آیتیں دراصل بائیبل کی اس کمی تکمیل کے واسطے نازل ہوئیں جو عبارت منقولہ بالا میں پائی جاتی ہے۔ ناظرین ذرا غور کریں۔ خدا کے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حق میں تازہ دم ہونے کا ذکر تھک جانے کی فرع ہے۔ اور تھک جانا ضعف قویٰ پر دلالت کرتا ہے جو خدا کی شان کے شایاں نہیں۔ اسی لئے قرآن مجید نے اس نقص کو رفع کر کے پایۂ تکمیل کا فرض ادا کر دیا۔

دوسری مثال خدا کی شان کے متعلق بائیبل میں لکھا ہے۔ میں (خدا) باپوں کے گناہوں کا ان کے فرزندوں سے تیسری چوتھی پشت تک بدلہ لیتا ہوں۔

(خروج باب ۳۴- فقرہ ۶، ۷)

یہ حوالہ خدا کے عدل و انصاف پر سخت دھبہ ہے۔ کہ باپ کے گناہوں کی سزا اس کی تیسری چوتھی پشتوں کو جو بے گناہ ہیں دی جاتی ہے۔ اس کی اصلاح کے لئے قرآن مجید میں کئی آیات آئی ہیں۔ ان سب کا مفہوم اس آیت میں آجاتا۔ لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی (پ ۷، ع ۷) کسی کا گناہ دوسرے پر نہیں پڑے گا۔ یہ دو مثالیں بڑی وضاحت کے ساتھ بتا رہی ہیں کہ خداوند قدوس کا جو تصور قرآن مجید نے کرایا ہے۔ وہ اس تصور کی نسبت جو بائیبل نے کرایا ہے اعلیٰ و اکمل ہے۔

حضرات انبیاء کرام کی طرف جو واقعات بائیبل نے منسوب کئے ہیں۔ اس کا نمونہ حضرت لوطؑ کے قصے میں ملتا ہے۔ کہ آپ نے شراب پی کر اپنی بیٹیوں کو بار آور کیا۔ (معاذ اللہ) (کتاب پیدائش ۱۹، ۳۰)

دنیا میں اس فعل قبیح کی ایسی کوئی مثال نہ ملے گی۔ قرآن مجید نے حضرات انبیاء کرام کی شان میں فرمایا۔

(۱) اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ هَدَى اللّٰهُ فَبِهُدٰىهُمُ اقْتَدِهْ (پ۔ ع ۱۹)۔ یہ انبیاء کرامؑ وہی لوگ ہیں جن کو اللہ نے راستہ دکھایا۔ پس اے رسولؐ تم بھی انہی کے راستہ پر چلو۔ (۲) اِنَّآ اَخْلَصْنٰهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ۔ (پ ۲۳- ع ۱۳) وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ ط۔ ہم نے ان کو عاقبت کی یاد کے واسطے خالص کر لیا تھا۔ اور وہ ہمارے نزدیک برگزیدہ اور نیک بندے تھے۔

عبادت کے متعلق بائیبل میں بیشک احکام ملتے ہیں۔ مگر عبادت کس طرح کی جائے اور کن اوقات میں کی جائے۔ اور اس کے داخلی اور خارجی شرائط کیا ہیں۔ ان باتوں کا کوئی ذکر نہیں۔ ہاں اتنا ملتا ہے کہ خداوند کے نام کی مدح کرو۔ لے خداوند کے بندو اس کی ستائش کرو (زبور ۱۱۳)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ال یہ بھی ذکر ہے کہ خداوند کی ستائش کرنا اور اس کے نام کی ستائش کے گیت گانا۔ اسے حق تعالیٰ اچھا ہے۔ صبح کو تیری شفقت کا اور رات کو تیری امانتداری کا تذکرہ کرنا (زبور ۹۱) قرآن مجید نے عام طور پر امیر غریب سب کو نماز روزے کا حکم دیا ہے۔ اور روزہ رکھنے کے لیے رمضان کا مہینہ مقرر کیا ہے۔ اور صبح کی سفید دھاری سے کر رات کی سیاہی نمودار ہونے تک اس کا ظرف زماں (وقت) ٹھیرا دیا۔ ارشاد ہے ثُمَّ أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ (پ۲۔ ع۷) نماز کے لیے بھی دن رات میں پانچ اوقات مقرر فرما دیئے صبح و شام اور عشار کی نمازوں کے اوقات کے متعلق فرمایا۔ أَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ وَزُلَفًا مِّنَ اللَّيْلِ۔ (پ ع)۔ نماز ظہر کے لیے سورج ڈھلنے کا وقت مقرر کر دیا۔ أَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ (پ۱۵ع۹)۔ نماز عصر کا وقت اس آیت میں معین فرمایا۔ حَافِظُوا عَلَى الصَّلَوَاتِ وَالصَّلَاةِ الْوُسْطَىٰ۔ یعنی پانچ نمازوں کی خصوصًا درمیانی نماز کی حفاظت کیا کرو۔ اسی طرح حج کے لیے بھی وقت مقرر کر دیا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ الْحَجُّ أَشْهُرٌ مَّعْلُومَاتٌ :۔ حج کے مہینے معلوم ہیں۔ علیٰ ہذا القیاس زکوٰۃ کی تفصیل بھی بتا دی۔ ارشاد ہے إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسَاكِينِ۔ (الآیۃ)۔ یہ سب کچھ اصلاح و تکمیل کے سلسلہ میں ارشاد ہوا ہے۔ (۴) اخلاقی حیثیت سے دو فعل ایسے بُرے ہیں جو تمدن کو خراب کر دیتے ہیں (۱) زنا۔ (۲) چوری یا ڈکیتی۔ زنا کی بابت حضرت مسیحؑ کا قول ہے " تم سن چکے ہو کہ پہلے لوگوں سے کہا گیا تھا۔ کہ زنا نہ کرو مگر میں تم سے کہتا ہوں کہ جس کسی نے بُری خواہش سے کسی عورت پر نگاہ کی۔ وہ اپنے دل میں اس کے ساتھ زنا کر چکا پس اگر تیری داہنی آنکھ تجھے ٹھوکر کھلائے تو اسے نکال کر اپنے پاس سے پھینک دے۔ کیونکہ تیرے لیے یہی بہتر ہے کہ تیرے اعضاء میں سے ایک جاتا رہے اور تیرا سارا بدن جہنم میں نہ ڈالا جائے۔ (متی ۵-۲۷)۔ بہت اچھی تعلیم ہے۔ مگر قرآن نے اس کی تکمیل کرنے کو زنا کی سزا بھی مقرر فرمائی۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ (پ۱۸۔ ع۷) زانی مرد ہو یا عورت ہر ایک کو سو کوڑے مارو۔ یہ حکم مسیحی ارشاد کی تکمیل ہے۔ یعنی مسیحی ارشاد محض واعظانہ رنگ میں ہے۔ مگر قرآن مجید نے اس کو بغرض تکمیل تعزیر کی شکل میں پیش کیا۔ جناب مسیحؑ کے کلام میں بھی سزا کا ذکر ہے۔ مگر یہ سزا فاعل (زانی) کے اپنے اختیار میں ہے۔ چاہے وہ اس کو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اپنے اوپر جاری کرے یا نہ کرے۔ مگر قرآنی سزا حکومت کا فعل ہے۔ جس کا انفاذ یقینی ہے۔ پس یہی تکمیل ہے تمدّن کے لیے۔ دوسرا بُرا فعل چوری اور ڈکیتی ہے۔ ان کی سزائیں بھی قرآن مجید میں صراحتاً مذکور ہیں۔ آیات ذیل ملاحظہ ہوں۔

(۱) اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَۃُ فَاقْطَعُوْٓا اَیْدِیَھُمَا (پ ۶ ع ۱۰) (چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو)

(۲) اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْھِمْ وَاَرْجُلُھُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ ط (پ ۶ ع ۹)

اس کے سوا کیا جزا ہے ان لوگوں کی جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں کہ وہ قتل کر دئے جائیں۔ یا ان کے ہاتھ اور پاؤں ایک دوسرے کے مخالف کاٹ دئے جائیں یا وہ اپنے ملک سے جلاوطن کر دیئے جائیں۔

(قرآن مجید پ ۶ ع ۹)

چوتھی مثال قیامت یا روزِ جزا کی تفصیل ملاحظہ ہو۔ بائیبل میں قیامت کے متعلق صرف اتنا ذکر ملتا ہے۔ کہ نرسنگھے کی آواز کے ساتھ اپنے فرشتوں کو بھیجے گا جو اس کے برگزیدوں کو چاروں طرف سے آسمان کے اس سرے سے اس سرے تک جمع کریں گے۔ (متی ۲۴-۳۱) قرآن مجید نے جس تفصیل کے ساتھ قیامت کا ذکر کیا ہے۔ بائیبل میں اس کا عشرِ عشیر بھی نہیں۔ قرآن مجید نے ہر ایک واقعہ کی تفصیل بتائی اور جنت اور دوزخ کا مفصل ذکر کیا۔ جو قرآن والوں سے مخفی نہیں ہے۔ پس مختصر یہ ہے کہ قرآن مجید کتب سابقہ کی نسبت ہر لحاظ سے مکمل ہے۔ دین اسلام کی مزید تکمیل و تفصیل اس کے مبلغ اوّل علیہ السلام نے اپنی سیرت پاک سے پاک کر دی۔ اس لئے ہمارا یہ دعویٰ ناقابل تردید ہے ؎

گر مصوّر صورتِ آں دلربا خواہد کشید
حیرتے دارم کہ نازش را چناں خواہد کشید

توقع ہے۔ بہائیہ کا دعویٰ ہے کہ قرآن مجید باوجود وحی الٰہی ہونے کے کتاب اقدس کے ذریعہ منسوخ ہے۔ اس لئے ہم منتظر ہیں کہ وہ قرآن مجید کے مقابلہ میں اقدس کی تعلیم کی برتری ثابت کریں۔ اگر ایسا نہیں کر سکتے تو دعویٰ نسخ کو واپس لیں۔ ؎

ادھر آ او پیارے ہنر آزمائیں
تو تیر آزما ہم جگر آزمائیں

(۵ جولائی ۱۹۴۱ء)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مجدد بریلوی کا ایک فتویٰ اور اس کی تردید

ہمارے ناظرین آگاہ ہوں گے کہ ہندوستان میں دو شخص مجدد ہونے کے مدعی تھے۔ جن میں سے ایک تو فوت ہو گئے۔ دوسرے زندہ ہیں۔ فوت شدہ مرزا صاحب قادیانی تھے زندہ مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی ہیں۔ مرزا صاحب کا دعویٰ مجددیت خانصاحب کے دعوے سے کم تھا۔ کیونکہ وہ تو چودھویں صدی کے مجدد بنتے تھے اور آپ کا لقب ہے "مجدد مائۃ حاضرہ" یعنی موجودہ صدی کے مجدد۔ یہ لقب آپ کا آپ کی علمی خدمات کے زمانہ سے چلا ہے۔ جس کی ابتدا تیرھویں صدی سے ہے۔ پس اس تشریح کے مطابق آپ تیرھویں اور چودھویں دونوں صدیوں کے مجدد ہوئے۔ اور اگر عمر شریف دراز ہوئی تو شاید پندرھویں بلکہ سولہویں اور سترہویں وغیرہ کے بھی آپ ہی انچارج ہوں۔ (مگر افسوس کہ جناب والا تمنائے مجددیت کو ساتھ لے کر چودھویں صدی ہی میں عالم آخرت کو سدھار گئے۔ ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ ۔۔۔۔۔۔)

خیر ہمیں اس سے بحث نہیں۔ اپنا نام جو چاہے کوئی رکھے ماننے والے تیار ہیں کہ بے کرامت بھی ولی اور بے معجزہ بھی نبی مان لیں۔ جس کی نظیریں قادیان، علی پور اور بریلی وغیرہ میں ملتی ہیں مجدد قادیان کی عنایات تو ساری اسلامی دنیا پر برابر تھی۔ مگر بریلوی مجدد کی عنایت خاص کر غریب جماعت اہل حدیث پر۔ اور بوقت فرصت اپنی حقیقی برادران جماعت دیوبندیہ پر ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ حال ہی میں ایک طویل اشتہار بمبئی سے آیا ہے۔ جو ہاتھی کے دو کانوں کے برابر ہوگا۔ اس میں خاکسار ایڈیٹر کو اور جناب مولوی عبدالشکور صاحب لکھنوی کو بالخصوص اور عام اہل حدیثوں اور دیوبندیوں کو بالعموم اپنی قدیم عنایت کا مستحق بنایا گیا ہے۔ اس اشتہار کی طوالت سے قطع نظر دیکھا جائے تو مطلب دو حرفی ہے کہ جناب مولوی عبدالشکور صاحب لکھنوی بظاہر حنفی ہیں مگر دراصل غیر مقلد ہیں۔ اس لئے نہ ان کا وعظ سنا جائے۔ نہ ان کی اقتدا کی جائے۔ جس پر میں مولوی صاحب موصوف کو مستحق مبارک سمجھتا ہوں۔ کیوں؟ بقول حالی مرحومؒ ؎

کہنا تمہارا کا مومنو کو بیدین — سنتے سنتے یہ ہو گیا ہے یقین

مومن کو ضرور ہوگا مرقد میں سوال — تکفیر بھی کی تھی تم نے کہ نہیں

اس اشتہار کی تمہید یوں شروع ہوتی ہے۔ مسلمانو! اس زمانہ میں اکثر بلکہ بدمذہبوں کے مولویوں نے یہ طریقہ اختیار کر لیا ہے۔ کہ کسی نے بظاہر آریوں کے رد میں کسی نے قادیانیوں

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے مقابلہ میں کھڑے ہو کر شہرت پیدا کر کے اس ذریعہ سے اکثر بھولے بھالے بے علم مسلمانوں کو اپنا معتقد بنا کر اُن کو غیر مقلد اور وہابی بنانے کی فکر کرتے ہیں۔ من جملہ اُن کے ایک "ثناء اللہ امرتسری" ہے۔ کوئی شخص شیعوں کے رد میں کھڑا ہو کر اس قدرت شہرت پیدا کر لیتا ہے۔ کہ اکثر ہمارے مسلمان بھائی اس کو مقلد سُنی حنفی، متقی جان کر اس کے گرویدہ ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اس طرح ان کو رفتہ رفتہ خارجی اور غیر مقلد وہابی بنانے کی تدبیر کرتے رہتے ہیں۔ جیسے مولوی عبد الشکور صاحب لکھنوی"

اس تمہید میں مجدد صاحب نے بزبان محرر اشتہار ہم دونوں کو دھوکہ باز، مکار وغیرہ بتایا ہے۔ جس کے جواب میں ہم بھی کہہ سکتے ہیں مگر بہت سے بدعتی دشمنان ائمہ کرام ائمہ کی طرف اپنی نسبتیں بنا کر حنفی یا شافعی بن کر بیچارے غریب ناواقف لوگوں کو دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم اہل سنت ہیں۔ مگر دراصل وہ کچھ اور ہی ہوتے ہیں۔ جن خیالات پر فقہا نے کفر کے فتوے لگائے ہیں وہی خیالات وہ لوگوں میں پھیلاتے ہیں۔ اور ان سے منع کرنے والوں کو گمراہ اور بدمذہب مشہور کرتے ہیں۔ اعاذنا اللہ عنہم۔ آہ ؎

انہوں نے خود غرض شکلیں کبھی دیکھی نہیں شاید وہ جب آئینہ دیکھیں گے تو ہم ان کو بتا دیں گے

اچھا یہ تو تھی خانصاحب موصوف کی تمہید۔ اب اصل مدعا سنئے! :-

خاکسار ثناء اللہ کو تو خان صاحب نے یوں ہی ساتھ چیپی لگایا۔ اصل مجرم تو مولوی صاحب لکھنوی ہیں۔ جنہوں نے بڑا غضب کیا ہے۔ یہ فتویٰ دے دیا کہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز درست ہے۔ ہائے افسوس اس ظلم کی بھی کوئی حد ہے۔ اس پر آسمان ٹوٹے۔ زمین پھٹے۔ سب بجا ہے۔ اصل نزاع اشتہار مذکور میں یوں دکھائی گئی ہے :-

"کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین۔ اس تحریر زید پر جس کو وہ اپنے رسالہ میں لکھ کر شائع کرتا ہے اور ادعائے علمیت کرتا ہوا لکھتا ہے جو بعینہٖ نقل ہے۔ (ف) اگر امام اور مقتدی کا مذہب ایک نہ ہو۔ مثلاً امام شافعیؒ یا مالکیؒ مذہب ہو۔ اور مقتدی حنفی مذہب ہو تو اس صورت میں امام کی نماز کا صرف امام کے مذہب کے موافق صحیح ہو جانا کافی ہے خواہ مقتدی کے موافق بھی صحیح ہو یا نہیں۔ ہر حال میں بلا کراہیت اقتدا درست ہے۔ الیٰ آخرہٖ یہی حکم غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنے کا ہے۔ یعنی مقلد کی نماز ان کے پیچھے بلا کراہیت درست ہے خواہ وہ مقتدی کے مذہب کی رعایت کریں یا نہ کریں۔ حاشیہ پر یہ عبارت درج ہے سنئے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہمارے زمانہ کے بعض متعصب مقلدین غیر مقلدین کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے یہاں تک کہ اگر کسی امام کو بلند آواز سے آمین کہتے سُنا۔ یا سینہ پر ہاتھ باندھتے ہوئے دیکھا تو اپنی نماز کا اعادہ کر لیتے ہیں۔ میری فہم ناقص میں یہ تعصب نہایت بُرا ہے۔ اور غالباً کوئی عقلمند جو شریعت کے مقاصد سے واقف ہو اس فعلِ قبیح کو جس سے امت میں افتراق پیدا ہو جائز نہ رکھے گا۔ ہاں اگر کوئی غیر مقلد ہمارے امام صاحب کو بُرا کہتا ہو تو وہ ایک مسلمان کی غیبت کرنے سے فاسق ہو جائے گا۔ اس صورت میں اس کے پیچھے نماز مکروہ ہو گی۔ مگر جائز پھر بھی رہے گی۔ یہ دوسری بات ہے کہ ایسے کم علموں پر تقلید واجب ہے۔ غرض اس کی عبارتوں سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ کہ ہر مذہب والے کی ہر مذہب والے کے پیچھے نماز جائز ہے۔ عام ہے اس سے کہ وہ مقتدی کے مذہب کی پابندی کرے یا نہ کرے۔ شافعیؒ امام کے پیچھے حنفی مقتدی کی نماز جب بھی ہو جائے گی۔ جب وہ مسح سر صرف دو چار سر کے بال چھو کر کرے۔ جو اُن کے یہاں فرض ہے۔ اب سوال طلب یہ امر ہے۔ کہ اس شخص کو ہم حنفی جانیں یا وہابی۔ غیر مقلد جانیں یا اہلحدیث۔ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز جانیں یا کیا۔ اور ایسے شخص کے پیر ردل کو جو اس کے وعظ میں جاتے اور اعتقادانہ برتاؤ کرتے ہیں کیا کہیں اور ایسے شخص کی محفل وعظ میں جانا جائز ہے یا حرام۔ یہ شخص بظاہر اپنے کو حنفی سُنّی بتاتا ہے۔ لیکن اپنی تحریرات مندرجہ بالا سے خفیہ خفیہ غیر مقلدین کی اعانت کرتا ہے۔ بینوا بالکتاب۔

المستفتی عبدالحکیم خان میرٹھ

جواب:۔ از جانب اعلیحضرت عظیم البرکت حامیٔ سنت ماحیٔ بدعت حضرت مولانا مولوی الحاج محمد احمد رضا خان صاحب مدظلہ العالی بریلوی:۔ ایسا شخص نہ سُنّی ہے نہ حنفی۔ نہ اسے اپنا امام بنانا حلال ہے۔ نہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز۔ نہ اس کا وعظ سننا روا۔ اولاً مسئلہ اقتدار بالمخالف میں جمہور ائمہ اعتبار رائے مقتدی پر ہیں۔ یعنی جب مقتدی کے نزدیک امام کی طہارت یا نماز صحیح نہیں۔ تو یہ اس کی اقتدا نہیں کر سکتا اگرچہ اس کے نزدیک اس کی نماز صحیح ہو (الیٰ ان قال) ثانیاً اس نے اسی قدر پر بس نہ کی بلکہ غیر مقلدین کو بھی اس حکم میں داخل کر لیا۔ ان کے عقائد

لہ حضرت مولانا سید نذیر حسین صاحب مرحوم دہلوی کا بھی یہی فتویٰ ہے کہ ائمہ کرام کو برا کہنے والا فاسق ہے۔ جس پر ہمارا بھی صاد ہے۔ (ابوالوفاء)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وہ ہیں جن میں نہ خالی ضلالت بلکہ بکثرت کفریات ہیں۔ جن کی رُو سے اُن پر بحکم فقہاء کرام لزوم کفر ہے۔ (ملخص)

فقیر احمد رضا خان قادری بریلوی عفی عنہ

مجدد بریلوی کے علاوہ اور حضرات بھی اس فتوی کے مصحح ہیں جن میں غیریت

اہل حدیث سے ایک ہمارے دوست مولوی اسرار الحق واعظ بھی ہیں۔ جن کی کمالات علمیہ اور خیالات دینیہ ان کے واقفوں کو معلوم ہیں۔ ہمیں اس سے مطلب نہیں کہ کون کون اس فتوے کے مصحح ہیں۔ اور ان کی لیاقتیں اور مذہبی علوم میں دسترس کہاں تک ہے۔

انصاف کی بات یہ ہے کہ خان صاحب بریلوی اور دیگر مفتیانِ فتوٰی کو لازم تھا۔ کہ جس الزام کو غیر مقلدیت) کا ملزم مولوی عبدالشکور کو بنایا تھا۔ فتوی نویسی میں خود اسی الزام کے ملزوم نہ ہوتے۔ حالانکہ ہم دیکھتے ہیں۔ کہ یہ لوگ خاص کر کے مجدد صاحب بریلوی اس فتوے سے پکے غیر مقلد ثابت ہوتے ہیں۔ کیونکہ مقلد کی شان یہ ہے کہ اپنے امام کے قول پر فتویٰ دیوے (دُرِ مختار) - مجدد بریلوی نے اپنے سارے فتوی میں ایک جگہ بھی حضرت امام ابوحنیفہؒ کا قول نقل نہیں کیا۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا دعوٰی تقلید حنفی کا سراسر بے ثبوت بلکہ غلط ہے۔ اب ہم یہ دکھاتے ہیں کہ خان صاحب نے اصل مسئلہ پر بھی غلطی کی ہے۔ آپ نے بہت سی کتب فقہ کا نام لے کر بے خبر ناظرین کو باور کرایا ہے۔ کہ یہ فتویٰ کتب فقہ پر مبنی ہے۔ حالانکہ ایسا نہیں۔ جن جن کتابوں کا نام آپ نے لکھا ہے۔ ان میں ایک مشہور اور مستند اصل کتاب ردالمحتار شرح درمختار ہے۔ ہم اس میں سے ایک حوالہ دکھلا کر بتلاتے ہیں۔ کہ خان صاحب بریلوی نے محض اپنے پاس سے لکھ کر ان مصنفوں کے نام جڑ دیا ہے۔

علامہ شامی مصنف ردالمحتار رم نے یہ مسئلہ کئی ایک جگہ لکھا ہے۔ کہ مخالف مذہب کے پیچھے نماز درست ہے۔ ہم صرف ایک جگہ کی عبارت نقل کرنے پر کفایت کرتے ہیں۔ فرقہ معتزلہ اور جہمیہ اسلامی فرقوں میں کیسے کچھ موردِ عتاب و محلِ غضب ہیں۔ ان کی بابت صاحبِ دُرِ مختار نے کچھ سخت الفاظ ان کی تکفیر وغیرہ کے لکھے تھے۔ جن کی شرح میں علامہ شامی لکھتے ہیں۔ والراجح عند اکثر الفقهاء والمتكلمين خلافه وانهم فساق عصاة ضلال ويصلى خلفهم وعليهم ويحكم بتوارثهم مع المسلمين (جلد ۱ ص ۱۹۶)

اکثر فقہاء اور متکلمین کے نزدیک زیادہ ترجیح یہ بات ہے۔ کہ معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ مسلمان فاسق بے فرمان اور گمراہ ہیں۔ ان کے پیچھے بھی نماز پڑھی جائے اور ان کا جنازہ بھی پڑھا جائے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مسلمانوں کے ساتھ ان کی وراثت بھی جاری کی جائے۔

اس اقتباس میں علامہ شامی نے فرقہ معتزلہ اور جہمیہ وغیرہ کو باوجود فساق وغیرہ کہنے کے ان کی اقتدا درست لکھی ہے۔ اور اس کو ائمہ مجتہدین کا مذہب قرار دیا ہے۔ پھر نہیں معلوم شافعی اور اہلحدیث کیا ان فرقوں سے بھی بدتر ہیں کہ ان کے پیچھے نماز درست نہیں۔ بلکہ درست کہنے والے کے پیچھے بھی درست نہیں۔ فیا للعجب وضیعۃ الادب۔

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے۔ صلوا خلف کل بر و فاجر۔ ہر ایک نیک و بد کے پیچھے نماز پڑھ لیا کرو (فقہ اکبر)۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حالت محاصرہ میں پوچھا گیا کہ باغیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے۔ فرمایا اَلصَّلٰوۃُ اَحْسَنُ مَا یعمل الناس فاذا احسن الناس فاحسن معھم واذا اساؤا فاجتنب اساءتھم (بخاری شریف) یعنی نماز سب کاموں سے اچھا کام ہے۔ جب کوئی اچھا کام کرے اس کے ساتھ مل جاؤ اور جب برا کریں تو ہٹ جاؤ یعنی وارکعوا مع الراکعین۔

سبحان اللہ! یہ ہے پاکیزہ تعلیم اور یہ ہے صحبت کا اثر صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔ کیا آج کل کے مجددین اس تعلیم کی ترویج کے لیے پیدا ہوئے ہیں۔ جو زمانہ سلف صالحین میں مروج تھی۔ یا وہ اپنی طرف سے بھی ایجاد کرنے کے مجاز ہیں۔ ع

قتل عاشق کسی معشوق سے کچھ دور نہ تھا
پر ترے عہد سے پہلے تو یہ دستور نہ تھا

اہلحدیث ۱۷ صفر ۱۳۴۷ھ

ایک شیعی اعتراض

حضرت ابو بکرؓ وغیرہ صحابہؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جنازہ نہیں پڑھا۔ الخ

جواب: معترض کے جواب میں ہم شیعہ کی معتبر کتاب "حیات القلوب" سے اصل عبارت پیش کرتے ہیں جو یہ ہے۔ بسند حسن از حضرت صادق روایت کردہ اند کہ عباسؓ بخدمت حضرت علیؓ آمد و گفت کہ مردم اتفاق کردہ اند کہ حضرت رسول را در بقیع دفن کنند و ابو بکرؓ بایستد و بر آنحضرت نماز کند۔ (حیات القلوب جلد دوم صفحہ ۹۶۶) یعنی امام جعفر صادق سے روایت کی گئی ہے کہ آنحضرتؐ کے چچا حضرت عباسؓ حضرت علیؓ کے پاس آکر کہنے لگے۔ کہ لوگ اس بات پر متفق ہیں کہ آنحضرتؐ کو جنت البقیع میں دفن کیا جائے۔ اور حضرت ابو بکرؓ پیش امام ہو کر آنحضرتؐ پر نماز جنازہ پڑھائیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس عبارت سے صاف ثابت ہے۔ کہ حضرت ابو بکرؓ آنحضرتﷺ کے جنازہ میں شریک تھے اور سب صحابہ کرام انہی کو امامت کا اہل سمجھتے تھے۔ الخ

(اہلحدیث ۱۰ اپریل ۱۹۳۱ء)

وہابیوں کے متعلق سوال

وہابی کسے کہتے ہیں۔ ان کی کتنی قسمیں ہیں۔ اُن کے عقائد کیا ہیں۔ وہ کافر ہیں یا مومن؟

جواب: ایک عالم محمد بن عبدالوہاب نجد میں پیدا ہوا تھا۔ جو حنبلیؒ مذہب کا پیرو تھا۔ اس نے عرب میں قبر پرستی وغیرہ رسوم شرکیہ اور کفریہ کے برخلاف آواز اٹھائی تھی۔ گروہ حنبلی مذہب کا مقلد تھا۔ مگر مذہب اور رسوم میں فرق کرتا تھا۔ اس زمانہ کی رسوم شرکیہ اور کفریہ کی سخت تردید کرتا تھا۔ اور زمانہ کی رسوم مٹانے میں رفتہ رفتہ اس کی جماعت بہت ترقی کر گئی۔ یہاں تک کہ اس نے حکومت کی شکل اختیار کر لی۔ اس کے اتباع اور فوجیوں کو لوگ وہابی کہتے تھے۔ ان کے عقائد گو خراب نہ تھے۔ مگر رسومات ملکی کی وجہ سے لوگ ان کی مخالفت کرتے تھے۔ اہلحدیث کو اُس سے مسئلہ تقلید میں اختلاف تھا اور اب بھی ہے۔ محمد بن عبدالوہابؒ مقلد تھا اور اہلحدیث کے نزدیک تقلید جائز نہیں۔ (موجودہ علمائے نجد تقلید جامد کے خلاف ہیں۔ راز)

ہندوستان میں جن دنوں دہلی کے خاندان شاہ ولی اللہ مرحومؒ اور آپ کے شاگردوں نے بھی مذہب کو رسوم ملکی سے پاک کرنا چاہا۔ تو حامیان رسوم کی طرف سے ان کو بھی وہابی کا لقب دیا گیا۔ کیونکہ ان کے نزدیک یہ اصول تھا کہ جو کوئی بھی مذہب کو رسوم سے الگ کر کے رسوم کی تردید کرے۔ وہ محمد بن عبدالوہابؒ کا پیرو ہے۔ حالانکہ یہ اصول غلط ہے۔ کیونکہ اتباع مذہب میں ہو تو پیرو کہا جائے۔ رسوم کی تردید کرنا تو ہر ایک دیندار، اہل علم کا کام ہے۔ بہرحال اس ہانگ بے ہنگام نے بہت شہرت حاصل کی۔ اور شاہ ولی اللہ صاحب کے شاگردوں کا نام بوجہ تردید رسوم شرکیہ وہابی رکھا گیا۔ آگے چل کر شاہ ولی اللہؒ کا سلسلہ دو شاخوں میں منقسم ہوا۔ ایک شاخ حضرت میاں صاحبؒ مولانا سید نذیر حسینؒ مرحوم کی بنی۔ اور دوسری مولانا احمد علیؒ صاحب سہارنپوری کی۔ مولانا سید نذیر حسین صاحبؒ کے شاگردوں کی شاخ تو اہلحدیث کہلائے اور مولانا احمد علی صاحبؒ کی شاخ میں مولانا رشید احمد صاحبؒ گنگوہی۔ و مولانا محمد قاسم صاحبؒ نانوتوی بانیان مدرسہ دیوبند ہوئے۔ چونکہ ان دونوں شاخوں کا مخرج ایک

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی تھا۔ یعنی چشمہ شاہ ولی اللہ صاحبؒ۔ اس لئے سوائے مسئلہ تقلید کے تردید رسوم شرکیہ میں دونوں شاخیں ایک دوسرے کے موافق اور مؤید ہیں۔ لہٰذا حامیان رسوم جب کبھی زیادہ غصہ اور رنج میں آتے ہیں تو دونوں شاخوں اہلحدیث اور دیوبندیوں کو وہابی کہہ دیتے ہیں جسکی وجہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ ورنہ درحقیقت نہ اہل حدیث وہابی ہیں نہ دیوبندی۔ بلکہ وہابی وہی گروہ ہے۔ جو علامہ محمد بن عبدالوہاب نجدیؒ کا پیرو۔ آجکل بھی نجد میں ہے (اور جو بعونہٖ تعالیٰ حضرت عظمت السلطان عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن ایدہ اللہ بنصرہٖ کی قیادت میں آج کل حرمین شریفین کی خدمت انجام دے رہا ہے۔ ادام اللہ اقبالھم۔ ۱۲۔ آراف

بہرحال وہابی گو ہندوستان میں نہیں۔ تاہم اپنے مذہبی عقیدہ کی رو سے مسلمان۔ ان کو اہل ہندوستانی نام نہاد وہابیوں کو کافر کہنے والا اپنے ایمان کی خیر منائے۔ ان کو مسجدوں سے روکنا بحکم۔ مَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ۔ سخت ظلم ہے جو لوگ ضد اور تعصب بلکہ جہالت میں سرشار ہیں۔ وہی ایسے لوگوں سے عداوت رکھتے ہیں۔ رحمنا اللہ و ایاھم۔

(اہلحدیث ۱۰ر شوال ۱۳۴۳ھ)

ہمارے عقائد اور اعمال | اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

اسلام میں جتنے فرقے ہیں وہ سب اپنے آپ کو حق پر کہتے ہیں۔ دوسرے فریق کو اس غلط عقائد کی وجہ سے گمراہ جانتے ہیں۔ جماعت اہلحدیث کے حق میں بھی غیر اہلحدیث لوگوں کا یہی خیال ہے کہ ان کے عقائد غلط ہیں اور ان کے اعمال بھی غلط ہیں۔ اس لئے میرے دل میں آیا کہ میں اس جلسہ[1] کی تقریر میں اپنے عقائد اور اعمال پیش کر کے فیصلہ ناظرین اور سامعین پر چھوڑ دوں پس حاضرین توجہ سے سنیں اور غائبین تک میرا یہ پیغام پہنچا دیں۔ کہ ہمارا یہ پہلا عقیدہ ہے۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اس کلمۂ طیبہ کے دو حصے ہیں۔ پہلا حصہ توحید خداوندی کے متعلق ہے۔ دوسرا حصہ رسالت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کے متعلق۔ پہلے حصہ کی تشریح ہمارے عقیدہ میں یہ ہے کہ جتنے افعال خدائے تعالیٰ نے

[1] اجلاس جمعیۃ تبلیغ اہلحدیث پنجاب منعقدہ بمقام امرتسر۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قرآن مجید میں اپنی ذات سے مخصوص رکھے ہیں۔ ان میں کسی کو ذرہ بھر اختیار نہیں ہے۔ مثلاً پیدا کرنا۔ یعنی نیست سے ہست کرنا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔ هَلْ مِنْ خَالِقٍ غَيْرُ اللّٰهِ (کیا کوئی خالق اللہ کے سوا بھی ہے۔؟ یعنی نہیں ہے) بعد پیدائش فنا کرنا۔ جیسے فرمایا يُحْيِي وَيُمِيتُ (وہی زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے)

نتیجہ:۔ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ کوئی نبی یا ولی زندہ کرنے یا مارنے میں کسی قدر بھی دخل رکھتا ہے۔ تو ہمارے نزدیک وہ مشرک ہے۔ یہاں پہنچ کر میں ایک بڑے بھاری نتیجے پر اطلاع دوں تو بے موقعہ نہ ہوگا۔ کہ مرزا صاحب قادیانی کا قول ہے۔ اُوتيت صفة الافناء والاحياء (خطبہ الہامیہ ص۲۳) مجھ (مرزا) کو زندہ کرنے اور فنا کرنے کی قدرت دی گئی۔

ہم ایسے عقیدہ کو شرک سمجھتے ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں ایسے عقیدہ کے متعلق صاف ارشاد ہے۔ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ (اے ہمارے رسول تجھے بھی دنیا کے انتظام میں کوئی اختیار نہیں۔ نیز فرمایا۔ أَمْ أَبْرَمُوا أَمْرًا فَإِنَّا مُبْرِمُونَ (کیا دنیا کا انتظام کسی اور کے ہاتھ میں ہے؟ نہیں ہم ہی منتظم ہیں)

خدا کی ان دو صفتوں کا ظہور اتنا واضح ہے۔ کہ کسی منکر سے منکر کو بھی جرأت انکار نہیں ہوسکتی۔ مولانا حالی مرحوم نے ایک بند میں خدا کی ان دونوں صفتوں کا اظہار یوں کیا ہے۔

خرد اور ادراک رنجور ہیں واں | مہ و مہر ادنیٰ سے مزدور ہیں واں
جہاندار مغلوب و مقہور ہیں واں | نبی اور صدیق مجبور ہیں واں

نہ پرستش ہے رہبان و احبار کی واں
نہ پروا ہے ابرار و احرار کی واں

علم غیب

خدا کی تیسری صفت علم غیب ہے۔ جس کی تفسیر خود قرآن مجید نے بتادی ہے۔ ارشاد ہے۔ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَا تَسْقُطُ مِنْ وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُبِينٍ ط (یعنی خدائے تعالیٰ خشکی اور سمندر سب جگہ کی پوشیدہ چیزیں جانتا ہے۔ مثلاً ایک بالشت بھر زمین سامنے رکھ لو۔ اس کے اندر جب سے وہ بنی ہے کیا کیا چیز اس میں پیدا ہوئی اور آئندہ کیا کیا ہوگی۔ خدا سب جانتا ہے) ایسے علم میں کسی کو پورا یا ادھورا

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شریک سمجھنا قرآنی نصوص کے بالکل خلاف ہے۔

مسلمانوں کا بالاتفاق یہ عقیدہ ہے۔ کہ آنحضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کل دنیا سے افضل بلکہ افضل الرسل ہیں۔ اس لئے افضل الرسل کو مخاطب کر کے حکم دیا۔ قُلْ لَّا اَقُوْلُ لَکُمْ عِنْدِیْ خَزَائِنُ اللّٰہِ وَلَا اَعْلَمُ الْغَیْبَ۔ کہہ دیجئے کہ نہ میرے پاس خدا کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جانتا ہوں۔

کیسی صفائی سے انکار ہے اور کیسی حق گوئی سے کام لیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ یہ بھی ارشاد ہے۔ مَا اَدْرِیْ مَا یُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ۔ (میں نہیں جانتا کہ آج سے اگلے دن میں اور اس گھڑی سے اگلی گھڑی میں مجھے کیا پیش آئے گا اور تمہیں کیا اچھا ہوں گا یا بیمار۔ زندہ رہوں گا یا فوت ہو جاؤں گا۔)

اسی طرح خدا تعالیٰ کی ایک صفت قاضی الحاجات بھی ہے۔ جس کی بابت ارشاد ہے اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ۔ کون ہے میرے سوا جو عاجزوں کی دعائیں قبول کرے۔ اور تکلیفیں دور کرے۔ پس خدا کے سوا کسی کو قاضی الحاجات یا دافع البلیات سمجھنا ہمارے عقیدہ میں شرک ہے۔ شیخ عطار مرحوم نے کیا ہی سچ کہا ہے ؎

در بلا یاری مخواہ از ہیچ کس زانکہ نبود جز خدا فریاد رس

بلکہ اس سے بھی واضح کہا ہوا ہے ؎

غیر حق را ہر کہ خواند اے پسر کیست در دنیا از و گمراہ تر

اس لئے ہم اپنے عقیدہ کی رو سے یہ رباعی غلط سمجھتے ہیں ؎

امداد کن امداد کن از بند غم آزاد کن در دین و دنیا شاد کن یا شیخ عبد القادرا

ساری خرابی اس رباعی کے چوتھے مصرعہ میں ہے کیونکہ اس میں خالق کی بجائے مخلوق کو پکارا گیا ہے۔ اگر اس مصرعہ کو یوں تبدیل کیا جائے۔ تو ساری رباعی صحیح ہو جائے یعنی یوں کہا جائے ؎ حقا مرا امداد کن۔ یہ تو ہمارا عقیدہ کلمہ شریف کے پہلے حصہ کے متعلق۔ کلمہ شریف کا دوسرا حصہ یعنی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ اس کا مختصر مطلب یہ ہے۔ کہ کل انبیاء کل اولیاء اور کل صلحاء ایک طرف ہوں اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم دوسری طرف۔ ہمارا عقیدہ اور عمل یہ ہے کہ ہم اسی تعلیم کو صحیح مانیں گے جو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمائی ہو گی۔ کوئی شخص ہمارے عقیدہ میں آنحضرت

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

علیہ السلام کی تعلیم کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ اور نہ ہم اس کی پیروی کر سکتے ہیں۔ سچ ہے ؎

بیچارہ خسرو خستہ را ، عزل ریختن فرمودہ اند ، عالم ہمہ یک طرف ، آں شوخ تنہا یک طرف

اسی لئے ہمارا عقیدہ اور قول ہے ؎

ہوتے ہوئے مصطفےٰ کی گفتار مت دیکھ کسی کا قول و کردار

حضرت محبوب سبحانی شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ بھی یہی تعلیم دیتے ہیں۔ اجعل الکتاب والسنۃ اماما لک وانظر فیھما ولا تنظر الی ما قیل او قال (غنیہ) یعنی کتاب و سنت کو اپنا امام بنالو۔ اور ادھر ادھر کی باتوں کو مت دیکھو۔ کیونکہ مقولہ مشہور ہے۔ الصباح یغنی عن المصباح (صبح کے نمودار ہوتے ہوئے چراغ کی ضرورت نہیں رہتی۔

برادران اسلام! یہ ہیں ہمارے عقائد۔ ان پر بھی کوئی مہربان ہم پر حملہ یا طعنہ کرے تو ہمارا جواب یہی ہوگا ؎

مکش بر تیغ ستم والہان سنت را نہ کردہ اند بجز پاس حق گناہ دگر

یہ ہے مختصر بیان ہمارے عقائد کا۔ اب میں اپنے اعمال کا ذکر بھی تھوڑا سا کرتا ہوں۔

اعمال شرعیہ میں سب سے پہلا عمل نماز ہے۔ جس کی بابت کہا گیا ہے۔ ؎

روزِ محشر کہ جاں گداز بود اولیں پرسشِ نماز بود

یعنی قیامت کے روز سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔ ہماری نماز جس طرح ہم پڑھتے ہیں اس کی صحت کا معیار بالکل آسان مل سکتا ہے۔ ہماری نماز کے امتیازی مسائل رفع یدین اور آمین بالجہر ہیں۔ تیسرا مسئلہ فاتحہ خلف الامام ہے ادھر ہم نماز پڑھتے ہیں۔ ادھر کوئی صاحب مشکوٰۃ کھول کر باب صفۃ الصلوٰۃ پڑھنا شروع کر دے۔ اسے صاف معلوم ہو جائے گا کہ ہماری نماز صفت الصلوٰۃ کا گویا فوٹو ہے۔ ہمارا جو فعل اس باب میں نہ ملے ہم اس کو چھوڑنے کو ہر وقت تیار ہیں۔ میں بطور تائید مزید کے دو بزرگوں کی شہادت پیش کرتا ہوں۔ ہمارے پہلے گواہ حضرت الشیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ہیں۔ حضرت ممدوح نے جو طریقہ نماز غنیہ میں لکھا ہے۔ ہماری نماز بالکل اس کا نمونہ ہے۔ غنیۃ الطالبین طالب علم مطالعہ کریں اور پھر بلا مدعایت بتائیں۔ کہ حضرت ممدوح کی تعلیم کے مطابق نماز کس گروہ کی ہے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دوسرے بزرگ وہ ہیں۔ جن کے ذریعہ کشمیر میں اسلام پھیلا۔ اس لئے حضرات کشا مرد خاص کر امرتسر کے کشمیری ساکن گوالہ کی تعظیم اور عظمت کو ملحوظ رکھ کر میرے معروضہ کو غور سے سنیں۔ اس بزرگ کا نام علی ہمدانی ؒ ہے۔ جن کے خدام اور خدام کی بھی اولاد در اولاد کو بھی ہمدانی کہتے ہیں۔ چنانچہ امرتسر میں بھی ایک خاندان ہمدانی کے نام سے مشہور ہے۔ میں ان صاحبوں کو حضرت علی ہمدانی کی تعلیم پر توجہ دلانا چاہتا ہوں۔ توجہ دلانے سے پہلے یہ بتانا چاہتا ہوں کہ حضرت ممدوح ؒ کی عزت و توقیر اہل کشمیر کے دلوں میں کہاں تک ہے۔ اس کا اندازہ مندرجہ ذیل واقعہ سے ہو سکتا ہے۔

مرحوم کی وفات کشمیر میں نہیں ہوئی۔ بلکہ اپنے وطن میں ہوئی۔ مگر کشمیر کے شہر سری نگر میں لب دریا ایک مسجد ہے۔ جس میں ایک حجرہ ہے۔ مغفور اس میں بیٹھا کرتے تھے۔ وہ حجرہ سال بھر بند رہتا ہے۔ ایک مقررہ دن کھلتا ہے۔ اس دن مسجد میں اور اس کے اردگرد اتنا ہجوم ہوتا ہے۔ کہ تل دھرنے کی جگہ نہیں ہوتی۔ منتیں مانی جاتی ہیں اور مرادیں مانگی جاتی ہیں۔ ان حضرات کے چند رسائل کا مجموعہ مجھے ملا۔ میں نے اس سے شرف مطالعہ حاصل کیا۔ یہ مجموعہ کشمیر کے مشہور خاندان میر واعظ کے کتب خانہ میں ہے۔ اس میں ایک رسالہ صفت الصلوۃ بھی ہے۔ ممدوح نے صفت الصلوۃ میں رکوع جاتے ہوئے اور سر اٹھاتے ہوئے رفع یدین کا مسئلہ بھی لکھا ہے۔ ناظرین اسے مطالعہ فرمائیں۔

افراد اہل حدیث ان دو بزرگوں اور ان کے علاوہ اور بے شمار بزرگوں کی موافقت کی وجہ سے یہ شعر پڑھیں تو بالکل بجا ہوگا ؎

گدایاں را ازیں معنی خبر نیست کہ سلطان جہاں با ماست امروز

(۱۷ ذی الحجہ ۱۳۵۸ھ)

سوال: احناف کہتے ہیں۔ کہ غیر مقلد کی نجات نہیں۔ اہلحدیث (غیر مقلد) کے خیال میں تقلید بدعت ہے۔ قوی دلیل کس کی ہے۔

جواب: قوی دلیل اس کی ہے جس کی تائید قرآن و حدیث اور تصریحات ائمہ کریں قرآن شریف کی آیت صاف ہے۔ اِتَّبِعُوا مَا أُنزِلَ إِلَيْكُم مِّن رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِن دُونِهِ أَوْلِيَاءَ۔ یعنی خدا اور رسول ؐ کی بتائی ہوئی تعلیم پر عمل کرو۔ اور اس کے سوا اور اولیاء (علماء) کی پیروی (فرض واجب جان کر) مت کرو (علماء اگر قرآن و حدیث

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہی بتائیں تو بے شک اس پر عمل کرو)۔ امام ابوحنیفہؒ کا ارشاد ہے۔ لاتقلدنی ولا تقلدن مالکًا الخ نہ میری پیروی کرو۔ نہ مالکؒ کی پیروی کرو۔ قرآن وحدیث سے حکم اخذ کرو۔

(اہلحدیث ۲۷ فروری ۱۹۴۲ء)

عرس اجمیر کی دعوت اور اُس کا جواب!

اجمیر میں خواجہ معین الدین چشتی کا عرس ہر سال ہوتا ہے۔ اس میں ہر قسم کی غیر مشروع رسومات ہوتی ہیں۔

حضرت مولانا مرحومؒ کے نام مطبوعہ دعوت انگریزی میں سجادہ نشین کی طرف سے موصول ہوئی۔ آپ نے حسب ذیل جواب تحریر فرمایا۔

جناب الیس منیر الدین صاحب سجادہ نشین خانقاہ خواجہ صاحبؒ وعلیکم السلام۔ دعوت نامہ عرس پہنچا۔ شکریہ ہے بجناب من حقیقت یہ ہے۔ کہ رسم اعراس کا ثبوت زمانہ رسالت، خلافت یا امامت میں نہیں ملتا۔ پھر ان مواقع پر بجز رسومات قبیحہ اور افعال شنیعہ ہوتے ہیں۔ عیاں راچہ بیاں۔ اس لئے میں جناب سے ملتجی ہوں کہ آپ للّٰہ فی اللّٰہ اس رسم عرس کو بالکل بند کیجئے۔ یا کم سے کم اہل علم کے مشورہ سے اس میں اصلاح کیجئے۔ خدا آپ کی مدد کرے گا۔ آپ کی دعوت کا مکرر شکریہ ہے۔ مگر میں اپنے ناقص علم میں اس رسم کو ناجائز جاننے کی وجہ سے حاضر نہیں ہو سکتا ؎

ہمرہ ٔ عیزی و بیگولی بیا عرتی توہم لطف افزودی ولیکن پائے رفتارم نیست

آپ کا با وفا ابوالوفاء ثناء اللہ امرتسری ۱۸ رجادی الثانی ۱۳۶۱ھ (۱۰ جولائی ۱۹۴۲ء)

الحمد للہ آج بتاریخ ۲۵ شوال ۱۳۷۲ھ کو فتاویٰ ثنائیہ کا حصہ اول اختتام کو پہنچا

(۸ جولائی ۱۹۵۳ء) (محمد داؤد راز)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ